مکمل و مدلل

فتاوی دار العلوم دیوبند

جلد ٦

کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج

افادات

مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانیؒ

مرتب

مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحبؒ

حسب ہدایت

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ دار العلوم دیوبند

مکمل و مدلل

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

جلد ۶

کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج

افادات

مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانیؒ

مُرتّب

مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب

حسب ہدایت

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ دارالعلوم دیوبند

مقدمہ طبع جدید

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد

اللہ جل شانہ نے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند (ترتیب جدید) کو محض اپنے فضل و کرم سے قبولیت عام عطا فرمائی ہے، مسلسل اس کے ایڈیشن طبع ہوتے رہے۔ جس کی وجہ سے اس کی پلیٹیں خراب ہو چکی تھیں، نیز عصر حاضر کا ذوق بھی متقاضی تھا کہ فتاویٰ کا معیار طباعت بلند کیا جائے۔ اس لئے بنام خدا آفسیٹ سے طبع کیا جا رہا ہے۔

اس موقع پر مناسب سمجھا گیا اور بہت سے اہل علم حضرات نے توجہ بھی دلائی کہ نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ بعض جگہ مسائل کی تصحیح و تشریح بھی ضروری تھی۔ اسلئے احقر نے متعدد اساتذۂ دارالعلوم دیوبند کو یہ خدمت سپرد کی، انھوں نے دیدہ ریزی کے ساتھ اس جلد کی تصحیح کی، اور بالغ نظری کے ساتھ ضروری اصلاحات کیں۔

اس جلد میں جو اہم تصحیحات کی گئی ہیں ان کو ایک ضمیمہ کی شکل میں مرتب کیا گیا ہے تاکہ قارئین کو اندازہ ہو سکے کہ کیا تصحیح کی گئی ہے۔ اور کیوں تصحیح کی گئی ہے ضمیمہ کا ایک فائدہ یہ بھی پیش نظر ہے کہ جن حضرات نے فتاویٰ کا پہلا ایڈیشن خریدا ہے وہ یہ ضمیمہ حاصل کریں اور اس کی روشنی میں اپنے نسخہ کی تصحیح کریں۔

میں امید کرتا ہوں کہ اس سے کتاب کی افادیت دوچند ہو جائے گی، اور کتاب پہلے سے زیادہ دلچسپی اور اعتماد کے ساتھ پڑھی جائے گی، اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ادارہ کی اس خدمت کو قبول فرمائیں، اور مسلمانوں کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائیں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

(حضرت مولانا) مرغوب الرحمٰن (صاحب دامت برکاتہم) مہتمم دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

فہرست مضامین فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مدلل و مکمل جلد ششم

کتاب الزکوٰۃ

پہلا باب شرائط اور صفت زکوٰۃ

تیسرا باب "جانوروں کی زکوٰۃ"

چوتھا باب
سونا، چاندی اور نقد کی زکوٰۃ

پانچواں باب
سامان تجارت کی زکوٰۃ

چھٹا باب عشر
پیداوار کی زکوٰۃ

آٹھواں باب
صدقۂ فطر

چوتھا باب

وہ چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

ساتواں باب
روزے کا کفارہ

عنوان	صفحہ
کتاب المناسک	
باب اول۔ حج کی فرضیت کیفیت اور اس کی ادائیگی	۵۱۵
صحرائی جائداد بیچکر حج کو جانا ضروری ہے یا نہیں	۵۱۵
صاحب استطاعت ہونے پر پہلے کار خیر کرے یا حج کرے	۵۱۵
ناجائز روپے کی وجہ سے حج فرض ہوتا ہے یا نہیں	۵۱۶
مکان نہ ہو تو مستطیع حج کرے یا مکان بنوائے	۵۱۷
جائداد رہن کرکے حج کرنا کیسا ہے	۵۱۷
بھیک مانگ کر حج کرنا کیسا ہے	۵۱۸
مالدار نے بچہ کی شادی پر روپیہ خرچ کردیا، پھر روپیہ جمع نہ ہوا تو حج کا کیا حکم ہے	۵۱۸
صرف مکہ کا خرچ ہو، مدینہ کا نہ ہو تو حج فرض ہے یا نہیں	۵۱۸
مالدار حج کرے یا اولاد کی شادی	۵۱۹
تین سو پچاس روپے جس کے پاس ہوں اس پر حج فرض ہے یا نہیں	۵۱۹
ایک شخص کے پاس چھ سو روپیہ ہے، وہ حج کرے یا مکان بنوائے	۵۲۰
اگر مکہ ہی تک کا خرچ ہو مدینہ کا نہ ہو تو حج کرے یا نہیں	۵۲۰
حج مقدم ہے یا تعمیر مسجد	۵۲۰
شوہر نے جو روپیہ دیا وہ بیوی کا ہے، وہ حج کرے	۵۲۱
حج کب فرض ہوتا ہے اور عورت بغیر محرم جا سکتی ہے یا نہیں	۵۲۱
بغیر محرم کے ساتھ حج کر لیا تو فرض ساقط ہوا یا نہیں	۵۲۲
والدہ کی ناراضی کی حالت میں حج کو گیا تو کوئی نقص تو نہیں آیا	۵۲۳
مانع ضرر کی وجہ سے حج سے روکا ہے تو کیا کرے	۵۲۳
جو شخص زکوٰۃ نہ نکالے اس کا حج کے لئے جانا کیسا ہے	۵۲۴
شاہ ابن سعود کی حکومت میں حج درست ہے یا نہیں	۵۲۴
حالت ملازمت میں وجوب حج سے پہلے ایک شخص حج کر چکا اب کیا بعد استطاعت پھر حج کرے گا	۵۲۵
شاہان کفار و مشرکین کے اثر میں اگر والی حجاز ہو تو حج جائز ہے یا نہیں	۵۲۵
مستطیع فوراً حج نہ کرے تو گنہگار ہوگا یا نہیں	۵۲۶
خلافت میں جھگڑے کی وجہ سے حج چھوڑا نہیں جائے گا	۵۲۷
شریف مکہ کی وجہ سے حج کی فرضیت میں فرق نہیں آتا	۵۲۷
شوہر کی اجازت کے بغیر عورت حج کر سکتی ہے یا نہیں	۵۲۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل و مکمل جلد ششم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے فتاویٰ کی جلد ششم کی تکمیل فرما دی۔ زیر نظر فتاویٰ کی ترتیب و تزئین میں جو دیدہ ریزی اور محنت و کاوش کرنی پڑتی ہے اس سے اہل علم بے خبر نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی نئی جلد مرتب اور حوالجات سے مزین ہو کر منظر عام پر آتی ہے تو خاکسار مرتب کا دل حمد و شکر اور مسرت سے لبریز ہو جاتا ہے کہ دارالعلوم کی طرف سے جو خدمت سپرد ہے وہ بتدریج انجام پا رہی ہے اور ملت اسلامیہ اس سے برابر مستفید ہو رہی ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے سب رب العزت کی توفیق اور اس کی دستگیری کا نتیجہ ہے۔

بحمد اللہ اس جلد میں تین کتابیں آگئیں۔ کتاب الزکوٰۃ۔ کتاب الصوم۔ اور کتاب الحج۔ اس کی ضخامت اور جلدوں سے گو بڑھی ہوئی ہے مگر ناگوار خاطر نہیں۔ تقریباً چھ سو صفحات کی تصحیح، ترتیب، تزئین اور ان کو حوالجات سے مزین کرنے میں بہت ممکن ہے خاکسار نے ٹھوکر کھائی ہو اور یقیناً کھائی ہوگی۔ مگر جہاں تک تلاش و جستجو اور بحث و تحقیق کا تعلق ہے، حتی الوسع کوئی کوتاہی اپنی طرف سے نہیں کی گئی ہے۔ کامیابی رب العلمین کے ہاتھ ہے۔

رویت ہلال پر آج سے آٹھ سال پہلے خاکسار نے مارچ ۱۹۶۰ء کے رسالہ دارالعلوم دیوبند میں ایک جامع مقالہ لکھا تھا جس میں کتاب و سنت سے یہ ثابت کیا گیا تھا کہ جدید تعلیم یافتہ حضرات کے یہ رجحانات صحیح نہیں ہیں کہ رویت ہلال کے باب میں ماہرین فلکیات اور علماء ریاضی کا فیصلہ مان لیا جائے اور چاند دیکھنے کی زحمت برداشت نہ کی جائے۔

ریڈیو کی خبر کے سلسلہ میں آج سے بہت پہلے اکابر جمعیۃ علماء ہند کا بیان، اور ابھی حال میں مجلس تحقیقات شرعیہ کا جو فیصلہ آیا ہے اس سے مسئلہ واضح ہو کر سامنے آگیا ہے۔

ریڈیو کے سلسلہ میں علماء نے جو فیصلہ کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:-

• ریڈیو سے رویت ہلال کا اعلان، خبر ہے اصطلاحی شہادت نہیں ہے۔ ریڈیو کا اجمالی اعلان کہ فلاں شہر میں چاند دیکھا گیا یا کل عید منائی جائے گی، قابل قبول نہیں ہے۔ اور نہ

اس طرح کے اعلان پر صوم یا افطار صوم درست ہے۔ اسی طرح ایک ہی جگہ کے ریڈیو کے حوالہ سے مختلف شہروں کے ریڈیو کی خبر بھی قابل توجہ نہیں ہے۔

ریڈیو کے جس اعلان پر صوم یا افطار صوم کا حکم دیا جائے گا اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ تفصیلی ہو اور ذمہ دار علماء کی طرف سے ہو، یا کم از کم ان کی ذمہ داری کے حوالہ سے ہو کہ انھوں نے باضابطہ شرعی شہادت لیکر چاند کے ہو جانے کا فیصلہ کیا ہے۔ مثلاً ریڈیو اسٹیشن سے کوئی مسلمان یہ اعلان کرے کہ ہمارے شہر کی ہلال کمیٹی یا جماعت علماء، یا قاضی شریعت نے ثبوت شرعی کے بعد رویت ہلال کا فیصلہ کر دیا ہے۔ اس طرح کے واضح اعلان پر صوم وافطار صوم درست ہے، ریڈیو پر اعلان کرنے والا کوئی متدین مسلمان نہ ہو بلکہ ریڈیو کا غیر مسلم ملازم ہو، اور وہ کسی ذمہ دار ہلال کمیٹی یا جماعت علماء، یا قاضی شریعت کے فیصلہ کا بتصریح نام، اعلان کرے تو یہ اعلان بھی قابل تسلیم ہوگا۔ اور صوم وافطار صوم کا حکم درست ہوگا، جس طرح توپ کی آواز، اور ڈھنڈورچی کے اعلان پر فقہاء صوم وافطار صوم جائز قرار دیتے ہیں۔

پاکستان اور دیگر قریبی ممالک کے ریڈیو کا اعتبار بھی اسی وقت ہوگا جب ان کی اطلاع اصول واحکام مذکورہ کے مطابق ہوگی۔"

"مطلع کے سلسلہ میں مجلس تحقیقات شرعیہ نے جو فیصلہ کیا ہے وہ یہ ہے:-

" بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار ہوگا۔ البتہ بلاد قریبہ میں معتبر نہیں ہے اور بلاد بعیدہ سے مراد یہ ہے کہ وہ اس قدر دور ہوں کہ عادتاً ان کی رویت میں ایک دن کا فرق ہوتا ہو جیسے مصر اور حجاز مگر واضح ہے کہ ہمارے اس فتاوی میں اختلاف مطالع کو روزہ کے باب میں غیر معتبر قرار دیا گیا ہے اور اب بھی یہاں اسی قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔

ہوائی جہاز سے چاند دیکھنے کے سلسلہ میں فیصلہ یہ ہے:- " ہوائی جہاز سے اس قدر اونچائی پر پہنچکر چاند دیکھنا کہ اس سے مطلع بدل جاتا ہو معتبر نہیں ہے، البتہ اگر اس قدر اونچائی نہیں ہے تو اس کی شہادت معتبر قرار دی جائے گی"

اخیر میں سرپرست شعبہ حکیم الاسلام حضرت مولانا انصاری الحافظ محمد طیب صاحب دامت برکاتہم اور اپنے اساتذہ کرام دامت فیوضہم کی خدمات عالیہ میں ہدیہ عقیدت نذر پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جن کی توجہ خاص اور دعاؤں کے صدقہ میں خاکسار اس خدمت گرامی کے لائق ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور اسے مرتب کے لئے زاد آخرت اور فلاح دارین کا ذریعہ بنائے۔

(طالب دعا:- محمد ظفیر الدین غفرلہ :: مرتب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند :: ۱۰ر جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

کتاب الزکوٰۃ

پہلا باب شرائط اور صفت زکوٰۃ

زکوٰۃ کا حکم کب نازل ہوا

سوال (۱) زکوٰۃ کا حکم قرآن مجید میں کتنی جگہ آیا ہے؟ کون سن ہجری میں حکم نازل ہوا۔

الجواب :- درمختار و شامی میں ہے کہ زکوٰۃ کا حکم کلام مجید میں نماز کے ساتھ ۳۲ جگہ آیا ہے، نماز کے علاوہ ذکر آیا ہو تو اس کو نہیں لکھا، قرآن شریف دیکھ لیا جائے، اور ہجرت کے دوسرے سال میں فرضیت زکوٰۃ ہوئی ہے۔ قال فی الدر المختار قرنها بالصلوٰة فی اثنين وثمانين موضعا فی التنزيل (الی ان قال) وفرضت فی السنة الثانية قبل فرض رمضان الخ قال الشامی وصوابه اثنين وثلاثين[1] - فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایک مسئلہ کی تحقیق

سوال (۲) غایۃ الاوطار میں لکھا ہے کہ غنی سے مراد یہاں وہ ہے جو صاحب نصاب ہو یعنی جس کو ساڑھے باون روپے کا مقدار ہو خواہ اس قدر نقد ہو یا جنس چنانچہ باغ یا زمین یا رہنے کے مکان کے سوا دوسری حویلی اتنی مالیت کی ہو۔ ایسے شخص کو نذر کی چیز

---

[1] رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۳ ج ۲ ظفیر

کھانا جائز نہیں۔ آیا ایسے شخص پر قربانی اور صدقۂ فطر واجب ہے یا نہیں اور یہ مسئلہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس میں بھی اختلاف ہے، اور یہ جو غایۃ الاوطار میں ہے امام ابو یوسف کا مذہب ہے، اور امام محمدؒ کا مذہب یہ ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کہ سوائے نقدین کے زمین وغیرہ سے صاحب نصاب نہیں ہوتا۔ فقط

نابالغ کے مال پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں | **سوال (۳)** نابالغ کے مال میں زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ وشرط افتراضها عقل وبلوغ واسلام۔ درمختار۔ فلا تجب علی مجنون وصبی لانها عبادة محضة ولیسا مخاطبین بها الخ ردالمحتار[۲] وفی الهدایه ولیس علی الصبی والمجنون زکوٰۃ خلافاً للشافعی فانه یقول هی غرامة مالیة فتعتبر بسائر المؤن کنفقة الزوجات الخ ولنا انها عبادة فلا تتادی الا بالاختیار تحقیقا لمعنی الابتلاء ولا اختیار لهما لعدم العقل الخ[۳] عبارات مرقومہ سے واضح ہے کہ نابالغ شرعی کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور نصوص سے صبی کا غیر مکلف ہونا اور مرفوع القلم ہونا ثابت ہے قال علیه الصلوٰة والسلام رفع القلم عن ثلثة عن النائم حتی یستیقظ وعن الصبی حتی یبلغ وعن المجنون حتی یفیق الحدیث۔[۴] (وکما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم۔ اور عدم وجوب صلوٰۃ وصیام وحج وغیرہ

---

[۱] وذکر فی الفتاوی فیمن له حوانیت ودور للغلة لکن غلتها لا تکفیه وعیاله انه فقیر ویحل له اخذ الصدقة عند محمد وعند ابی یوسف لا یحل الا سئل محمد عمن له ارض یزرعها او حانوت یستغلها او دار غلتها ثلاثة آلاف ولا تکفی لنفقته ونفقة عیاله سنة یحل له اخذ الزکوٰة وان کانت قیمتها تبلغ الوفا وعلیه الفتوی وعندهما لا یحل اھ (رد المحتار باب المصرف ص۸۴ ج۲) ظفیر۔ [۲] رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص۳ ج۲ ۱۲ ظفیر [۳] ہدایہ کتاب الزکوٰۃ ص۱۶۹ ج۱ ۱۲ ظفیر [۴] دیکھئے نصب الرایہ کتاب الزکوٰۃ ص۳۳۲ ج۲ ۱۲ ظفیر صدر تقی۔

جملہ عبادات نابالغ بھی دلیل عدم وجوب زکوٰۃ کی ہے اس پر اور حدیث حتی یا کلہا الصدقۃ باوجود عدم صحت کے مادل ہے۔ فقط

مقدار نصاب کیا ہے اور زکوٰۃ ہر سال ہے یا صرف ایک مرتبہ

سوال (۴) زکوٰۃ میں زیور کتنے روپیہ کا، چاندی یا سونا ہو اور ایک مرتبہ زکوٰۃ نکال دینے سے تاعمر معافی ہوگی یا نہیں۔ اور انگریزی سکہ کی رو سے نصاب کتنے روپیہ کا ہوتا ہے۔ مثلاً چالیس روپیہ کا زیور ہے اس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں۔ یا اس سے کم میں اور زائد میں ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ زیور میں زکوٰۃ واجب ہے۔ نصاب چاندی کا دو سو درہم یعنی بقدر ۵۲ ½ تولہ کے سکۂ رائج الوقت سے ہے اور نصاب سونے کا ساڑھے سات تولہ سونا ہے اور اگر زیور دونوں طرح کا ہو تو سونے کی قیمت کر کے چاندی میں شامل کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے زکوٰۃ میں چالیسواں حصہ دینا واجب ہے[1] یعنی اڑھائی روپیہ سیکڑہ کے حساب سے زکوٰۃ سال بھر کے بعد ادا کرے[2] اور زکوٰۃ ہر سال دینی لازم ہے[3]۔ فقط (ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت نصاب ہے۔ پہلے چونکہ چاندی سستی تھی اس لئے نصاب عام طور سے کبھی چالیس روپے ہوتے تھے اور کبھی ساڑھے باون روپے مگر اس وقت ۵۲ ½ تولہ چاندی کی قیمت تین روپے تولہ کے حساب سے ۱۵۷ ½ ہوگی۔ اس لئے کہا جائے گا کہ جس کے پاس حوائج اصلیہ کے علاوہ ۱۵۷ ½ باقی رہے وہ صاحب نصاب ہے۔ اس وقت چالیس روپے کے زیور میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ ظفیر)

---

[1] فاذا کانت مائتین وحال علیہا الحول ففیہا خمسۃ دراہم الخ ولیس فیما دون عشرین مثقالا من ذہب صدقۃ فاذا کانت عشرین مثقالا علینا نصف مثقال الخ وفی تبر الذہب والفضۃ وحلیہما واوانیہما الزکوٰۃ (ہدایہ باب زکوٰۃ المال ص ۱۷۶ و ص ۱۷۷ ج ۱ ظفیر)

[2] وتجب علی الفور عند تمام الحول الخ (عالمگیری کتاب الزکوٰۃ، ظفیر)

جب یہ پتہ نہ ہو کہ کب سے وہ نصاب والا ہے تو کیا کرے

سوال (۵ ۱) ایک صاحب کے والد بزرگوار نے انتقال کیا اور اس کے حصہ میں منجملہ اور اشیاء کے کچھ زیور بھی آیا اور اس قدر تھا کہ جس پر زکوٰۃ فرض نہیں تھی، کچھ روز بعد انھوں نے اور زیور گھڑوا کر اس میں شامل کیا۔ اور کچھ زیور ان کے بچوں کا اس میں شامل ہوا۔ کل ۹۵ تولہ ہوا۔ اور ٹھیک معلوم نہیں کہ دو سال سے یا چار سال سے یہ ۹۵ تولہ ہوا ہے۔ تو آیا اب وہ زکوٰۃ پچھلے سالوں کی بھی ادا کرے یا اسی سال کی۔

الجواب :- گمان غالب کے موافق جس وقت سے وہ زیور ۹۵ تولہ ہو گیا ہے اسی وقت سے زکوٰۃ اس کی ادا کرنی چاہیے۔ سنین ماضیہ کی زکوٰۃ بھی دی جائے اور گمان غالب سے سوچ لیا جاوے یا قرائن سے اندازہ لگایا جاوے اور احتیاطاً کچھ زیادہ ہی مدت لگالی جاوے۔ مثلاً اگر اڑھائی برس کا گمان ہو تو تین برس سمجھ کر تین سال کی زکوٰۃ دی جائے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ کچھ زیادہ ہو جائے تو بہتر ہے، ثواب زیادہ ہے اور کم ہو جانے کی صورت میں خوف عتاب ہے۔ اور زکوٰۃ کل زیور کی جو موجود ہے دی جاوے گی بحساب اڑھائی روپے سیکڑہ کے[1]۔ فقط۔

دختر کے روپے میں زکوٰۃ

سوال (۶/۱) دختر کے روپیوں پر جو کسی دوست نے دیئے زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

مال کی ہر قسم کی زکوٰۃ علیحدہ علیحدہ وقتوں میں درست ہے یا نہیں

سوال (۷/۲) مال کی سب قسموں کی زکوٰۃ علیحدہ علیحدہ وقتوں میں دینا درست ہے یا نہیں۔

کتابیں جو مدرسہ کو دی جاتی ہیں ان پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۸/۳) اکتابیں کبھی فروخت کرتا ...

---

[1] اى سبب ا فتراضها ملك نصاب حولى الخ تام الخ. وشرطا افتراض ادائها حولان الحول وهو فى ملكه وثمنية المال كالدراهم والدنانير الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوٰة ص ۲/۶ و ص ۲/۱۳ ظفير-

اور کبھی مروۃً بیکار ہے، ان پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

زکوٰۃ قرض حسنہ کی زکوٰۃ | **سوال (۹/۴)** روپیہ جو کسی کو قرض حسنہ دیا اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

الجواب:- (۱) اس پر زکوٰۃ واجب ہے[1]۔

(۲) علیحدہ علیحدہ اوقات میں جدا جدا سامان و اسباب کی زکوٰۃ دینا درست ہے۔

(۳) اگر دراصل وہ کتب تجارت کے لئے ہیں گو کسی کو مروۃً بلاقیمت بھی دیدی جاوے تو زکوٰۃ ان پر لازم ہے[2]۔

(۴) بعد وصول کے اس کی زکوٰۃ ادا کی جاوے گی۔ اگر قبل وصول زکوٰۃ دیدیوے تو یہ بھی درست ہے[3]۔ فقط۔

جس کے پاس صرف پانچسو روپیہ ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں | **سوال (۱۰)** زید کے پاس پانچسو روپیہ ہے لیکن نہ مکان ہے نہ مقروض ہے نہ دیگر جائداد۔ روزگار کرنا اور گذران کرنا روپیہ مذکور سے مکان بنانے کا ارادہ ہے، اس مال کی زکوٰۃ زید پر واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:- زکوٰۃ اس کی واجب ہے۔ ہر سال بعد ختم سال زکوٰۃ دینا فرض ہے[4]۔ فقط۔

مہر مانع زکوٰۃ نہیں ہے | **سوال (۱۱)** ایک شخص کے پاس مثلاً دس ہزار روپے ہیں۔ اس پر

---

[1] الزکوٰۃ واجبۃ علی الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملک نصاباً ملکاً تاماً وحال علیه الحول (ہدایہ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶۷/۱) ظفیر۔ [2] وفی عرض تجارۃ قیمته نصاب الخ ربع عشر۔ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب زکوٰۃ المال ص ۴۱/۲) [3] ولو کان الدین علی مقر الخ فوصل الی ملکه لزم زکوٰۃ ما مضی (ایضاً کتاب الزکوٰۃ ص ۱۲/۲) ظفیر۔ [4] الزکوٰۃ واجبۃ علی الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملک نصاباً ملکاً تاماً وحال علیه الحول (ہدایہ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶۷/۱) فاذا کانت مائتین وحال علیه الحول ففیها خمسة دراہم (ایضاً ص ۱۶۹/۱) ظفیر۔

اس پر رقم زکوٰۃ اڑھائی سو روپیہ ہوئی مگر زوجہ کا مہر پانچہزار قرض ہے اس لئے سوا سو روپیہ زکوٰۃ دے گا آیا یہ درست رہا یا کوئی اس میں غلجان ہے۔ دوسری بات اس سے عجب ہے ادائے زکوٰۃ میں خیال نہ رہا اور پورے دس کی زکوٰۃ دیتا رہا جو رقم زیادہ دی گئی اس کو کس طرح وصول کرے۔ آیا چند سال زکوٰۃ ادا نہ کرے جب تک پوری وصول نہ ہو جائے۔ گویا پیشگی ادا کی گئی حیلہ کی ضرورت نہیں خطرۂ عقوبت نہ رہے۔

الجواب:- مہر مؤجل جیسا کہ اب عموماً ہوتا ہے صحیح مذہب کے موافق مانع زکوٰۃ سے نہیں ہے، یعنی یہ دین مہر مؤجل روپیہ موجودہ سے وضع نہ کیا جاوے گا بلکہ تمام روپیہ موجودہ کی زکوٰۃ دینا ضروری ہے پس جس کے پاس دس ہزار روپیہ مثلاً موجود ہے اور پانچہزار کا قرض مہر مؤجل زوجہ کا اس کے ذمہ ہے تو وہ شخص پورے دس ہزار روپیہ کی زکوٰۃ اڑھائی سو روپے ادا کرے گا، لہٰذا جو زکوٰۃ دس ہزار روپے کی وہ دیتا رہا وہ پوری زکوٰۃ ہے اس میں زکوٰۃ سے زیادہ کچھ نہیں دیا گیا جس کے لئے واپسی کے حیلہ کی ضرورت ہو یا آئندہ زکوٰۃ نہ دیکر اس کو محسوب کیا جاوے۔ شامی میں دین مہر مؤجل کی بحث کرتے ہوئے لکھا ہے والصحیح انہ غیر مانع[1]۔ فقط۔

امانت کے روپے سے زکوٰۃ ادا کرائی جا سکتی ہے

سوال (۱۲) زید کے پاس کچھ روپیہ عمر کا امانت موجود ہے عمر باہر گیا ہوا ہے۔ زید کو لکھتا ہے کہ میری امانت سے زکوٰۃ فریضہ ادا کر دی جائے، زید نے مبلغات مذکورہ کا حساب کر کے اس طرح تقسیم کیا کہ مبلغات واجب الادا کی قیمت سے کچھ زیور کت... لیکر مصرف زکوٰۃ میں زیور اور کچھ نقد ادا کر دی۔ یہ وکالت جائز ہے اور زکوٰۃ ادا ہو گئی یا نہیں۔

---

[1] فارغ عن دین له مطالب من جهة العباد سواء کان لله کزکاة وخراج او للعبد ولو کفالة او مؤجلا ولو صداق زوجته المؤجل [illegible] الصحیح انه غیر مانع (الدر المختار کتاب الزکوٰۃ ص ۲ ج ۲) [illegible] رد المحتار کتاب الزکوٰۃ [illegible]

الجواب :۔ اس طریق سے زکوٰۃ ادا کر دینا درست ہے اور زکوٰۃ عمر کی ادا ہوگئی۔ لصحۃ الوکالۃ[1]۔ فقط۔

ٹکٹ اور نوٹ سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں

سوال (۱۳) اگر ٹکٹ یا نوٹ در حساب زکوٰۃ دادہ شود، ادا می شود یا نہ۔

الجواب :۔ نوٹ را بمنزلہ وثیقہ میگویند از دادن نوٹ آں وقت زکوٰۃ ادا خواہد شد کہ معطی لہٗ زر نقد بعوض آں بگیرد حاصل آنکہ زکوٰۃ از مال ادا باید کرد، نوٹ و ٹکٹ مال نیست[2]۔ فقط۔

زکوٰۃ ہر سال دی جائے گی

سوال (۱۴) جس مال کی زکوٰۃ ایک سال ادا کر دی گئی ہو اس مال کی نسبت دوسرے سال بھی زکوٰۃ دینا چاہئے یا نہیں جب کہ اس مال سے کوئی منافع نہیں ہوتا اور نہ کوئی تجارت کی جاتی ہے۔

الجواب :۔ جس روپے اور زیور پر ایک سال زکوٰۃ دی گئی جب دوسرا سال پورا ہوگا پھر زکوٰۃ دینا لازم ہے۔ ہر سال زکوٰۃ واجب الادا ہوتی ہے خواہ اس روپے سے کچھ نفع ہوا ہو یا نہ ہوا ہو[3]۔ فقط۔

عورت بغیر اطلاع شوہر اپنے زیور و سامان کی زکوٰۃ دے سکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۵) جس عورت کے پاس زیور جہیز کا ہو وہ بغیر اطلاع خاوند کے زکوٰۃ ادا کر سکتی ہے یا نہیں۔

---

[1] وشرط صحۃ ادائہا نیۃ مقارنۃ لہ ای للاداء ولو کانت المقارنۃ حکما (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۴/ج ۲) ظفیر

[2] وجاز دفع القیمۃ فی زکاۃ وعشر وخراج ونذر وفطرۃ (ایضاً باب زکوٰۃ الغنم ص ۲۹/ج ۲) نوٹ و ٹکٹ کو مال سے خارج قرار دینا قابل غور ہے، بالخصوص اس زمانہ میں جبکہ چاندی کا سکہ سرے سے پایا ہی نہیں جاتا، سارا کاروبار حکومت اور پبلک دونوں میں نوٹ پر موقوف ہے ۱۲ ظفیر

[3] وشرط افتراض ادائہا حولان الحول وھو فی ملکہ وثمنیۃ المال کالدراھم والدنانیر لتعینہما للتجارۃ باصل الخلقۃ فتلزم الزکوٰۃ کیفما امسکہما (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۳/ج ۲) ظفیر۔

الجواب :۔ جہیز کا زیور عورت کا مملوک ہے[1]، اس کی زکوٰۃ اس کے ذمہ لازم ہے خاوند سے اجازت لینے اور اطلاع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط

امین پر مال امانت کی زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۱۶) مال متروکہ میت کا ابھی وارثوں پر تقسیم نہیں ہوا ہے، امین کی زیر تحویل ہے اور وارث سب بالغ ہیں، بعض کے حصے مقرر اور بعض کے ابھی مقرر نہیں ہوئے، اس مناقشہ میں سال کامل گذر گیا۔ اس صورت میں مال مذکورہ کی زکوٰۃ امین پر واجب الاداء ہے یا نہیں۔

الجواب زکوٰۃ مال کی بذمہ مالکوں کے لازم ہوتی ہے امین کے ذمہ زکوٰۃ نہیں ہے، بلکہ اگر وہ مال سونا چاندی ہے تو وارثوں پر بقدر حصہ زکوٰۃ لازم ہے جس وقت انکے پاس ان کا حصہ پہونچ جاوے گا اور مال زکوٰۃ بقدر نصاب ان کے پاس ہو تو زمانہ گذشتہ کی زکوٰۃ بھی ان کے ذمہ لازم ہوگی۔ فی الدر المختار الا الذھب والفضۃ والسائمۃ لما فی الخانیۃ لو ورث سائمۃ لزمہ زکوتھا بعد حول نواہ اولا[2] الخ۔ فقط۔

بغرض حفاظت جو رقم کسی کو دی اس پر زکوٰۃ کیسے ہے

سوال (۱۷) زید نے اپنے بھائی عمر کو پانچسو روپے بغرض حفاظت دیا اور کہا کہ چاہے تم اس کو اپنے کاروبار میں لگا کر نفع اٹھاؤ یا نقصان اور چاہے ایسا ہی رکھے رکھو۔ عمر نے بعد چار سال کے زید کی اجازت سے چھ سو روپے کا مکان رہنے کے لئے زید کو خرید دیا، پانچسو وہ اور ایک سو اپنی طرف سے قیمت دیدی، زید پر ان چار سال کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔ اور صرف پانچسو روپے کی زکوٰۃ واجب ہوگی یا کیا حکم ہے۔

الجواب :۔ ان چار سال کی زکوٰۃ لازم ہوگی اور صرف پانچسو روپے

---

[1] لو جھز ابنتہ بجھاز و سلمھا ذالک لیس لہ الاسترداد منھا ولا لورثتہ بعدہ ان سلمھا ذالک فی صحتہ بل تختص بہ وبہ یفتی (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب المھر ص ۵۰۳ ج ۲)

[2] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

ی ہوگی۔[۱] فقط

مدرسہ کے چندہ میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے

سوال (۱۸) مدرسہ کے چندہ پر جب سال بھر گذر جائے، اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:- مدرسہ کا چندہ جو بقدر نصاب جمع ہو جاتا ہے اور سال بھر اس پر گذر جاتا ہے اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔[۲] فقط

مال حرام سے زکوٰۃ دینا کیسا ہے

سوال (۱۹) مال حرام سے زکوٰۃ دینی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- مال حرام تمام کو صدقہ کرنا بشرائط لازم ہے، زکوٰۃ اس میں نہیں ہے، مگر خلط مال حرام کا موجب ملک ہے۔ اس وقت اس میں زکوٰۃ بھی لازم ہوگی۔[۳] فقط

مکان کی مالیت پر زکوٰۃ ہے یا آمدنی پر

سوال (۲۰/۱) زید کے پاس جائداد مالیتی ایک لاکھ کی ہے جس کی آمدنی کرایہ چار سو روپے ماہوار ہے۔ زکوٰۃ مالیت پر دیوے یا آمدنی پر۔

---

[۱] ولو کان الدین علی مقر الخ فوصل الی ملکه لزم زکوٰۃ ما مضی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص۱۲/ج۲) ظفیر۔

[۲] وسببه ای سبب افتراضها ملك نصاب حولی (درمختار) قوله ملك نصاب فلا زکوٰۃ فی سوائم الوقف والخیل المسبلة لعدم الملك۔ (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص۹/ج۲) ظفیر۔

[۳] ولو خلط السلطان المال المغصوب بماله ملکه فتجب الزکوٰۃ فیه ویورث عنه لان الخلط استهلاك اذا لم یمکن تمییزه عند ابی حنیفة وقوله ارفق اذ قلما یخلو مال عن غصب وهذا اذا کان له مال غیر ما استهلکه بالخلط منفصل عنه یوفی دینه والا فلا زکوٰۃ کما لو کان الکل خبیثا کما فی النهر (الدر المختار) فی القنیة لو کان الخبیث نصابا لا تلزمه الزکوٰۃ لان الکل واجب التصدق علیه فلا یفید ایجاب التصدق ببعضه (رد المحتار باب زکوٰۃ الغنم قبیل مطلب فی التصدق من المال الحرام ص۳۳/ج۲ و ص۳۴/ج۲) ظفیر

زیور و نقد پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۲۱) علاوہ جائداد و کرایہ کی آمدنی کے زیور و نقد بھی ہے اس پر علیحدہ زکوٰۃ دینا چاہیے یا نہیں۔

زکوٰۃ کس حساب سے دی جائے اور کب

سوال (۲۲) زکوٰۃ کس نرخ سے اور کس وقت کس ماہ میں دینا چاہیے۔

الجواب:- (۱) مالیت زمین و جائداد پر زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ کرایہ وغیرہ کی آمدنی جو جمع ہوا اور خرچ وغیرہ کے بعد سال پورا ہونے پر باقی رہے اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی[1]

(۲ و ۳) اور زیور و نقد پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ زکوٰۃ کی شرح یہ ہے کہ چالیسواں حصہ روپیہ و زیور وغیرہ کا دینا واجب ہے یعنی اڑھائی روپے سیکڑہ[2]۔ فقط۔

بیوی کے صاحب نصاب ہونے سے شوہر صاحب نصاب نہیں ہوتا

سوال (۲۳) بیوی اگر صاحب نصاب ہو تو اس کی وجہ سے شوہر بھی صاحب نصاب سمجھا جائے گا یا نہ اور زکوٰۃ اور قربانی کس کے ذمہ ہے۔

الجواب:- بیوی کے صاحب نصاب ہونے سے شوہر صاحب نصاب نہیں ہوتا اور قربانی وغیرہ اس کے ذمہ واجب نہیں ہے[3]۔ فقط۔

قرض دار جس کی ذاتی آمدنی بھی ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۲۴) ایک شخص کے ذمہ دو ہزار روپے قرض ہیں اور کچھ سرمایہ اور آمدنی بھی ہے جو قرض سے کم ہے تو اس پر زکوٰۃ

---

[1] ولا زکاة علی مکانب الخ واثاث المنزل ودور السکنی ونحوها ردالمحتار، قوله ونحوها کثیاب البدن الغیر المحتاج الیها وکالحوانیت والعقارات (ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۲/۴) ظفیر [2] نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مائتا درهم الخ واللازم فی مضروب کل منهما ومعموله ولو تبرا وحلیا مطلقا وفی عرض تجارة قیمته نصاب الخ من ذهب وورق الخ ربع عشر (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب زکوٰۃ المال ص ۳۴/۲) ظفیر [3] الزکوٰة واجبة علی الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملك نصابا ملکا تاما وحال علیه الحول الخ (ہدایہ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶۶/۱) ظفیر

واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:- جب کہ قرض اس کے ذمہ سرمایہ وآمدنی سے زیادہ ہے تو زکوٰۃ اس پر واجب نہیں ہے[1]۔ فقط۔

صاحب نصاب کی تعریف

سوال (۲۵/۴۴۸) صاحب نصاب کس کو کہتے ہیں۔

جس کے پاس ۳۶ تولہ چاندی اور پانچ تولہ سونا ہو وہ صاحب نصاب ہے یا نہیں

سوال (۲۶/۲۲۴) اگر کسی شخص کے پاس ۳۶ تولہ ۵ ماشہ ۴ رتی چاندی یا ۵ تولہ ۲ ماشہ ۴ رتی سونا ہو تو وہ صاحب نصاب ہو سکتا ہے یا نہیں۔

سوال (۹۴۴/۳۲۲) تملیک کس کو کہتے ہیں۔

الجواب (۱ تا ۳) نصاب چاندی کا ساڑھے باون تولہ چاندی اور نصاب سونے کا ساڑھے سات تولہ ہے۔ پس جس کے پاس اس سے کم چاندی یا سونا ہو تو وہ صاحب نصاب نہیں ہے[2]۔ اور تملیک کے معنی مالک بنانا ہے۔ فقط

مہتمم مدرسہ کے پاس جو رقم مدرسہ کی جمع رہتی ہے اس میں زکوٰۃ نہیں

سوال (۲۷) مہتمم مدرسہ کے پاس جو رقم مدرسہ کی جمع رہتی ہے اس میں زکوٰۃ فرض ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- اس میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے[3]۔ فقط

---

[1] ومن کان علیہ دین یحیط بمالہ فلا زکوٰۃ علیہ (ہدایہ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶۸/۱) ظفیر

[2] لیس فیما دون مائتی درہم صدقۃ الخ فاذا کانت مائتین وحال علیہ الحول ففیہا خمسۃ دراہم الخ لیس فیما دون عشرین مثقالا من ذہب صدقۃ فاذا کانت عشرین ففیہا نصف مثقال (ہدایہ باب زکوٰۃ المال ص ۱۷۶/۱ و ص ۱۷۷/۱) ظفیر

[3] سببہ ای سبب افتراضہا ملک نصاب حولی (درمختار) قولہ ملک نصاب فلا زکوٰۃ فی سوائم الوقف والخیل المسبلۃ لعدم الملک۔

(ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۹/۲) ظفیر

قرض کی زکوٰۃ وصولی کے بعد دی جائے گی

سوال (۲۸) ایک شخص نے قرض حسنہ دیا ہے اس کی زکوٰۃ دینی چاہیئے یا نہیں اور بعض ایسا ہے جس کے عوض میں کچھ زیور گرو رکھا ہے اور بعض ایسا کہ اس کے عوض کچھ زیور نہیں رکھا، کیا حکم ہے۔ اگر کسی کے پاس کچھ روپیہ جمع ہے اس کی زکوٰۃ دی جاتی ہے اور ہمیشہ سال بہ سال کچھ اور روپیہ بھی ملتا اور جمع ہوتا رہتا ہے مگر یہ پچھلا روپیہ کچھ اتنا نہیں ہے کہ پہلے میں کچھ معتد بہ زیادتی کرے تو اگر اس جمع شدہ روپے میں سے ہمیشہ زکوٰۃ دی جاوے تو شاید کبھی ایسا وقت بھی آوے کہ زکوٰۃ نکالتے نکالتے اتنا باقی رہ جاوے کہ نصاب سے کم ہو جاوے۔ اس شبہ کا جواب مرحمت ہو۔

الجواب:- قرض جو دیا گیا ہو اگر وہ تنہا یا دوسرے روپے موجودہ کے ساتھ مل کر بقدر نصاب ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے لیکن ادا کرنا زکوٰۃ کا بعد وصول قرض کے لازم ہوتا ہے اگر قبل از وصول بھی زکوٰۃ دیدی جاوے گی تو ادا ہو جاوے گی۔ اور وہ قرض جس کے عوض کچھ زیور رہن رکھا ہو اور وہ قرض جس کے عوض کچھ رہن نہ رکھا ہو حکم زکوٰۃ میں دونوں برابر ہیں۔ دونوں کی زکوٰۃ بعد وصول کے ہی لازم ہوتی ہے۔ اور وہ شبہ جو آپ نے لکھا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ روپیہ جمع شدہ زکوٰۃ دیتے دیتے جب نصاب سے کم ہو جاوے گا اس وقت زکوٰۃ آئندہ کو ساقط ہو جاوے گی۔ اور جب تک بقدر نصاب روپیہ موجود ہے تو زکوٰۃ واجب ہونا خلاف عقل نہیں ہے کیونکہ جو شخص مالک نصاب ہے وہ شرعاً اور عرفاً غنی کہلاتا ہے اور غنی کو محتاجوں کی خبر گیری اور ان کو اپنے پاس سے کچھ دینا

ل فتجب زکاتھا اذا تم نصابا وحال الحول لکن لا فوراً بل عند قبض اربعین درھما من الدین القوی کقرض وبدل مال تجارۃ (درمختار) اذا تم نصابا، الضمیر فی تم یعود للدین المفھوم من الدین والمراد اذا بلغ نصابا بنفسہ او بما عندہ مما یتم بہ النصاب (ردالمحتار باب زکوٰۃ المال ص ۴۲ ج ۲ ظفیر) الزکوٰۃ واجبۃ علی الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابا تاما وحال علیہ الحول الخ ولا بد من ملک مقدار النصاب لانہ صلی اللہ علیہ وسلم قدر السبب بہ (ہدایہ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶۷ ج ۱) ظفیر۔

مروت اور عقل کا مقتضی ہے۔[1]

رہن کے ذریعہ جو روپیہ قرض لیا گیا اگر وہ سال بھر رکھا رہے تو اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال ر ۲۹) اگر کسی شخص نے مبلغ سو روپے رہن رکھے اور یہ روپیہ سال بھر تک رکھا رہا اور اس خیال سے رکھا ہوا ہے کہ شاید کسی وقت اس کے ادا کرنے کی ضرورت ہو جائے اور بعض حصہ اس میں سے ضرورت پر صرف بھی کر لیوے تو اس روپے پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ اس سوال کا مطلب بظاہر یہ ہے کہ کسی شخص نے سو روپے قرض لئے اور اپنی زمین وغیرہ اس میں رہن رکھی ہے تو ظاہر ہے کہ یہ شخص جس نے سو روپے لئے ہیں، سو روپے کا مقروض ہے اور مدیون ہے اور مدیون پر بقدر دین کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ پس اگر اس شخص کے پاس اور کچھ روپیہ و زیور وغیرہ علاوہ اس روپے کے بقدر نصاب نہیں ہے تو اس روپے کی زکوٰۃ اس کے ذمہ واجب نہیں ہے۔[2]

---

[1] اسلام کے اس قانون کا منشا یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لوگ روپے جمع کرکے بیکار نہ رکھ چھوڑیں بلکہ اسے کاروبار میں یا کھیت و زمین میں لگائے رکھیں تاکہ ملک اور قوم کا فائدہ ہو اور زکوٰۃ بار نہ گذرے نقد جمع رکھنے سے ملک اور قوم کا سراسر نقصان ہے۔ ہدایہ میں زیور کی زکوٰۃ کے سلسلہ میں لکھا ہے ان السبب مال نام ودليل النماء موجود وهو الاعداد للتجارة خلقة والدليل هو المعتبر (ہدایہ باب زکوٰۃ المال صفحہ ۱۶۱ ج ۱) جس کا ماحصل یہ ہوا کہ جب اس روپے میں یا سونا چاندی میں نمو اور بڑھنے کی صلاحیت موجود ہے۔ اب آپ یا کوئی اسے روک رکھے، اور جو کام جیسے اس سے نہ لے، تو یہ روکنے والے کا قصور ہے زکوٰۃ کے وجوب کا سبب زیادتی نہیں ہے، واللہ اعلم ۱۲ ظفیر

[2] كل دين له مطالب من جهة العباد يمنع وجوب الزكوٰة سواء كان الدين للعباد كالقرض وثمن البيع وضمان المتلفات وارش الجراحة وسواء كان الدين من النقود او المكيل او الموزون الخ (عالمگیری مصری مولانا کتاب الزکوٰۃ صفحہ ۱۶۳ ج ۱) ۱۲ ظفیر۔

مہر میں جو زیور دیا گیا اس کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے

سوال (۳۰) وقت نکاح جو زیور عورت کو خاوند کی طرف سے مہر میں دیا گیا اس کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے۔

الجواب:- جب کہ وہ زیور عورت کو مہر میں دیا گیا تو وہ مالک اس کی ہوگئی۔ پس زکوٰۃ اس زیور کی بھی اسی کے ذمہ ہوگی، نہ بذمہ شوہر کے[1]۔ فقط۔

نوتہ والے روپے کی زکوٰۃ

سوال (۳۱) زید کا ایک ہزار روپیہ نوتہ میں گیا ہوا تھا۔ دس برس کے بعد وصول ہوا تو کیا حکم ہے۔

ہزار روپیہ ہو مگر پانچسو نوتہ کا باقی ہو تو اس پر کیا زکوٰۃ ہوگی

سوال (۳۲) زید کے پاس ہزار روپے ہیں اور پانچسو روپے برواج برادری نوتہ دینا ہے تو اس صورت میں کس قدر روپے کی زکوٰۃ دینی ہوگی۔

الجواب:- (۱) ایسے روپے کی زکوٰۃ بعد وصول ہونے کے دینا لازم ہے نہ قبل از وصول[2]۔

(۲) اس صورت میں زید کو ایک ہزار روپے کی زکوٰۃ دینا لازم ہے[3]۔ فقط

---

[1] وسببه أى افتراض أدائها حولان الحول وهو في ملكه الخ الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوٰة ج ۲ ص ۱۳۔

[2] و [3] نیوتہ کے سلسلہ میں پہلی بحث یہ ہے کہ قرض کے حکم میں ہے یا ہبہ کے۔ اگر قرض کے حکم میں ہے تو بعد وصول گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ دینا لازم ہے۔ اسی طرح نیوتہ کی جو رقم ذمہ میں باقی ہے زکوٰۃ کے حساب کے وقت یہ رقم وضع کرلی جائے گی اور بقیہ کی زکوٰۃ لازم ہوگی۔ اور نیوتہ کو قرض یا ہبہ قرار دینے کا مدار رسم و رواج پر ہے، بعض برادریوں میں بطور قرض یہ رقم دی جاتی ہے اور حساب لکھا جاتا ہے اور بعد میں شادی کے موقع سے ضروری طور پر وصول کیا جاتا ہے اور بعض برادریوں میں حساب کتاب نہیں لکھا جاتا اگر مل گیا تو لے لیا ورنہ اس کا تذکرہ بھی نہیں ہوتا گویا یہ بطور ہبہ ہوتا ہے سئل فيما يرسله الشخص الى غيره في الاعراس ونحوها هل يكون حكمه حكم القرض فيلزمه الوفاء به ام لا؟ اجاب ان كان العرف بانهم يدفعونه على وجه البدل يلزم الوفاء به، ان (بقیہ ص ۵۵)

زید کا مال والدین اور بھائی کے قبضہ میں رہا اب اس کے تصرف میں آیا وہ زکوٰۃ کب سے دے

سوال (۳۲) زید کا مال اس کے والدین اور بڑے بھائی کے قبضہ میں رہا ہے، سن بلوغ سے اس وقت تک کہ اب زید کی عمر ۲۲ سال ہے، اسی وجہ سے زکوٰۃ و قربانی زید اپنی طرف سے ادا نہیں کر سکا۔ اب زید اپنے کل مال پر قادر و قابض ہوا ہے اور اپنے ذمہ کی زکوٰۃ و قربانی ادا کرنا چاہتا ہے تو کیسے ادا کرے اور کب سے کب تک کی ادا کرنا چاہئے۔

الجواب:- آئندہ کو جب سے اس کے قبضہ میں مال آیا ہے زکوٰۃ ادا کرے گذشتہ زمانہ کی لازم نہیں ہے[1]۔ فقط۔

(باقی حاشیہ از صفحہ ۵۴) مثلیا فبمثله وان قیمیا فبقیمته وان کان العرف خلاف ذالك بان کانوا یدفعونه علی وجه الهبة ولا ینظرون فی ذالك الی اعطاء البدل فحکمه حکم الهبة فی سائر احکامه الخ (رد المحتار کتاب الهبة قبیل باب الرجوع ص ۵۱۴ ج ۴) مفتی علام ؒ کے دونوں نمبر کے جوابات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ہبہ قرار دیا ہے۔ اگر ہبہ کا بدلہ ہبہ آگیا تو اب آئندہ کی زکوٰۃ بشرط نصاب دے ورنہ نہیں اور نیوتہ کی رقم جو ذمہ میں ہے چونکہ ہبہ کے حکم میں ہے لہٰذا اسے حساب میں وضع قرار نہیں دیا۔ اس لئے کہ فقہاء صراحت کرتے ہیں فلا زکاۃ علی مکاتب الخ و مدیون للعبد بقدر دینه فیزکی الزائد ان بلغ نصابا (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۶ ج ۲ و ص ۹ ج ۲) ولو کان الدین علی مقر ملی او مفلس الخ فوصل الی ملکه لزم زکاۃ ما مضی (ص ۱۲ ج ۲) فتجب زکاتها اذا تم نصابا و حال الحول لکن لا فورًا بل عند قبض اربعین درهما من الدین القوی کقرض الخ (باب زکاۃ المال ص ۴۷ ج ۲ و ص ۴۸ ج ۲) محمد ظفیر الدین غفرلہ۔

---

[1] وعند قبض مائتین منه لغیرها ای من بدل مال لغیر تجارة وهو المتوسط کثمن سائمة وعبید خدمة ونحوهما مما هو مشغول بحاجته الاصلیة کطعام وشراب واملاك ویعتبر ما مضی من الحول قبل القبض فی الاصح (در مختار) اما المتوسط ففیه روایتان فی روایة الاصل تجب الزکوٰۃ فیه ولا یلزمه الاداء حتی یقبض مائتی درهم فیزکیها وفی روایة (باقی صفحہ ۵۶)

بذریعہ حیلہ زکوٰۃ لینی درست ہے یا نہیں | **سوال** (۳۴) اگر غنی برائے زکوٰۃ گرفتن بکدام وجہ حیلہ سازد چنانچہ مال خود را ملک زوجہ وغیرہ مثل ولد صغیر سازد تا ایں حیلہ صدقہ گیرد آیا ایں حیلہ کردن جائز است وصدقہ گرفتن او را حلال می باشد یا نہ واز ذمہ مصدق ساقط شود یا نہ۔

الجواب:۔ بدیں حیلہ صدقہ گرفتن او را حلال خواہد شد اگرچہ ایں حیلہ مکروہ است لانہ لا زکوٰۃ علی الواھب اتفاقاً لعدم الملك وھی من الحیل ومنھا ان یھبہ لطفلہ قبل تمام بیوم در مختار[1] کتاب الزکوٰۃ۔ ودر کراہت وعدم کراہت حیلہ اسقاط زکوٰۃ اختلاف بین الصاحبینؒ معروف است فی الشامی. قال ابویوسفؒ لایکرہ لانہ امتناع عن الوجوب لا ابطال حق الغیر وفی المحیط انہ الاصح وقال محمد یکرہ واختارہ الشیخ حمید الدین الضریر لان فیہ اضرارا بالفقراء الی ان قال وقیل الفتوی فی الشفعۃ علی قول ابی یوسف وفی الزکوٰۃ علی قول محمد وھذا تفصیل حسن الخ (شامی ص $\frac{۲۷}{۲}$. باب زکوٰۃ الغنم)

نصاب زکوٰۃ مفتی بہ کیا ہے | **سوال** (۳۵) نصاب زکوٰۃ میں اختلاف ہے قول مفتی بہ کیا ہے

الجواب:۔ حساب وزن سبعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ساڑھے باون تولہ چاندی کا نصاب ہے۔ کیونکہ دوسو درہم بوزن سبعہ اسی قدر ہوتے ہیں[2]۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ ۵۵) ابن سماعۃ عن ابی حنیفۃ لا زکوٰۃ فیہ حتی یقبض ویحول علیہ الحول لانہ صار مال الزکوٰۃ فان نصار مال کالحادث ابتداء الخ وعلی روایۃ ابن سماعۃ لایزکیھا عن الماضی ولا عن الحال الا بمضی حول جدید بعد القبض (رد المحتار باب زکوٰۃ المال ص $\frac{۳۲}{۲}$) ظفیر۔ [1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص $\frac{۵۱}{۲}$

[2] نصاب الذھب عشرون مثقالا والفضۃ مائتا درھم کل عشرۃ دراھم وزن سبعۃ مثاقیل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب زکوٰۃ المال ص $\frac{۳۸}{۲}$) ظفیر۔

کرایہ کے مکان پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۳۶) آں مکان کہ کرایہ او دو روپیہ ماہانہ باشد برقیمت آں مکان زکوٰۃ لازم است یا بر کرایہ او زکوٰۃ لازم است۔

الجواب:- برقیمت آں مکان زکوٰۃ لازم نیست۔ اگر کرایہ بقدر نصاب جمع شود و حول بگذرد زکوٰۃ آں زر نقد واجب خواہد شد[1]۔ فقط۔

مہر کا روپیہ جو شوہر کے ذمہ ہو اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۳۷) ایک عورت کا مہر ڈھائی سو روپے ہے چونکہ شوہر کے پاس روپیہ نہیں اس وجہ سے اس نے مہر ادا نہیں کیا تو اس صورت میں عورت کے ذمہ مہر کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:- زکوٰۃ اس پر قبل الوصول واجب نہیں ہے[2]۔ فقط۔

کھیت کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں ہے

سوال (۳۸) ہندہ کے پاس ایک کھیت ہزار روپیہ قیمت کا ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔ اور کھیت کی قیمت پر زکوٰۃ ہے یا بیباق ادا ہیں۔

الجواب:- اس کھیت کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں ہے[3]۔ زمین اگر عشری ہو تو اس کی آمدنی پر یعنی جس قدر غلہ اس میں پیدا ہوا اس پر عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہوتا ہے۔ لیکن اگر زمین عشری نہ ہو تو کچھ واجب نہیں ہوتا[4]۔ فقط۔

---

[1] ولا (ای زکوٰۃ) فی ثیاب البدن الخ ودور السکنیٰ ونحوھا (در مختار) ای کثیاب البدن الغیر المحتاج الیھا وکالحوانیت والعقارات (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱ج ۲) ظفیر۔ [2] وعند قبض مائتین مع حولان الحول بعدہ ای بعد القبض من دین ضعیف وھو بدل غیر مال کمھر ودیۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب زکوٰۃ المال ص ۳۹ج ۲) ظفیر۔ [3] وشرطہ ای شرط افتراضہا ... حولان الحول وھو فی ملکہ وتمنیۃ المال کالدراھم والدنانیر لتعینھما للتجارۃ باصل الخلقۃ الخ او السوم بقید الآتی او نیۃ التجارۃ فی العروض (الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۳ج ۲) ظفیر

[4] والنوع الثانی شرط المحلیۃ وان تکون عشریۃ فلا عشر فی الخارج من ارض الخراج الخ (عالمگیری مصری۔ بولاق زکوٰۃ الزروع ص ۱۸۵ج ۱) ظفیر۔

کما کر جس کے پاس بقدر نصاب بچا جب بچے سال گذرنے کے بعد اس کی زکوٰۃ دے

سوال (۳۹) ایک شخص کے پاس چار سو ساٹھ روپیہ کھانے پینے سے بچ گئے اور اس پر سال گذر گیا تو وہ شخص چار سو ساٹھ کی زکوٰۃ دے یا چار سو کی۔

الجواب: پورے چار سو ساٹھ روپے کی زکوٰۃ دیوے[1]۔ فقط

نقد مال اور خرچ وغیرہ کی زکوٰۃ کس طرح دے

سوال (۴۰) زید نے دو سو روپے لگا کر تجارت کے بعد سال کا حساب کیا تو رقم ذیل اس کے پاس نکلی۔ سو روپے نقد ہے۔ سوا سو روپے کا مال تخمیناً ہے۔ ڈیڑھ سو روپے کا مال قرض بیچا ہے۔ یا جو رقم نقد سال آخر میں موجود ہے۔ اور جو سال بھر میں اس رقم سے خرچ کیا ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔ ظروف مستعملہ جو گاہے گاہے فروخت کر ڈالتا ہے ان پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

الجواب: آخر سال میں جس قدر روپیہ نقد اور مال تجارت موجود ہے سب پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اور جو رقم بذمہ دوسروں کے قرض ہے اس پر بھی زکوٰۃ ہے۔ مگر ادا کرنا زکوٰۃ کا اس پر بعد وصول کے ہے جو رقم وصول نہ ہو اس کی زکوٰۃ ساقط ہے اور معاف ہے اور جو مال سال بھر کے اندر ختم سال سے پہلے خرچ ہو گیا اس کی زکوٰۃ لازم نہیں ہے، اور ظروف مستعملہ جو بغرض تجارت نہیں خریدے گئے ان پر بھی زکوٰۃ نہیں ہے، البتہ ان میں سے جو ظروف فروخت کر دیئے اور اس کی قیمت شامل رقم موجودہ ہے اس کی زکوٰۃ دی جاوے گی[2]۔

---

[1] واللازم فی مضروب کل منہما الخ وفی عرض تجارۃ قیمتہ نصاب الخ ربع وفی کل خمس بحسابہ ففی کل اربعین درہما درہم وفی کل اربعۃ مثاقیل قیراطان وما بین الخمس الی الخمس عفو وقالا ما زاد بحسابہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب زکوٰۃ المال ص ۴۲ ج ۲) ظفیر

[2] ومن کان لہ نصاب فاستفاد فی اثناء الحول من جنسہ ضمہ الیہ وزکاہ بہ الخ لان المجانسۃ ہی العلۃ فی الاولاد والارباح لان عندہا یتعسر التمییز فیعسر اعتبار الحول لکل مستفاد وما شرط الحول الا للتیسیر (ہدایہ باب صدقۃ السوائم فصل فی الخیل ص ۱۶۵ ج ۱) ولو کان الدین علی مقر الخ فوصل الی ملکہ لزم زکوٰۃ ما مضی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۳ ج ۲) ظفیر۔

جس مالک نصاب پر دین مہر مال سے زیادہ ہو اسپر زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۱۴۱) ایک شخص مالک نصاب ہے لیکن اس کے ذمہ دین مہر اس مال سے زیادہ ہے کیا دین مانع زکوٰۃ ہے۔

الجواب:- صحیح یہ ہے کہ دین مہر مانع زکوٰۃ نہیں ہے۔ زکوٰۃ لازم ہے۔ کما فی الشامی والصحیح انه غیر مانع۔ جلد ثانی۔[1]

گذشتہ سال کی زکوٰۃ فرض ہے

سوال (۱۴۲) مال حاصل سال گذشتہ ذی نصاب کو زکوٰۃ دینا فرض ہے یا نہیں۔

جو مکان کرایہ پر ہے اس کی زکوٰۃ کا کیا طریقہ ہے

سوال (۱۴۳) مکان جو کرایہ مبلغ دس روپے ماہوار کا ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

مکان سے جو کرایہ آئے اسکی زکوٰۃ

سوال (۱۴۴) جو کرایہ مکان مذکور کا بقدر نصاب ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

زیورات جو برابر پہنے جائیں انپر زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۱۴۵) جو زیورات طلائی ونقرئی ماہ دو ماہ رکھدیا اور دو ماہ تین ماہ برابر پہنا گیا، اور وہ زیور بقدر نصاب بلکہ زیادہ ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

الجواب:- (۱) مال حاصل سال گذشتہ کی ذی نصاب کو زکوٰۃ دینا فرض ہے ومن کان له نصاب فاستفاد فی اثناء الحول من جنسه ضمه الیه۔ ہدایہ ص ۱۷۵

(۲) جس مکان کا کرایہ بقدر نصاب ہے اس کے کرایہ میں زکوٰۃ آوے گی مکان پر زکوٰۃ نہیں ہے ولا فی ثیاب البدن واثاث المنزل ودور السکنی ونحوها ای کثیاب البدن الغیر المحتاج الیها وکالحوانیت والعقارات

---

[1] رد المحتار کتاب الزکوٰۃ تحت قول الماتن او مؤجلا ص ۲۲ ۱۲ ظفیر۔

شامی جلد ۲ ص۵۔ مطبوعہ ہند)

(۳) جب روپیہ برابر دوسو درہم کے ہو جاوے جس قسم کا ہو کرایہ مکان ہو یا زمین کا یا اور کسی وجہ سے ملک میں آجائے اور اس پر سال بھی گذر جائے زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے لیس فی مادون مائتی درہم صدقۃ فاذا کان مائتین درہما وحال علیہا الحول ففیہا خمسۃ دراہم۔ ہدایہ ص۱۶۴۔

(۴) زیور سونے چاندی کا جب بمقدار نصاب ہو اس میں زکوٰۃ واجب ہے استعمال کرے یا نہ کرے وفی تبر الذہب والفضۃ وحلیہما واوانیہما الزکوٰۃ۔ ہدایہ ص۱۷۷ فقط۔

مندرجہ ذیل اشیاء میں سے کن چیزوں پر زکوٰۃ ہے

سوال (۴۶/۱) ایک شخص کے پاس اشیاء مندرجہ ذیل ہیں، کن کن اشیاء پر زکوٰۃ آوے گی۔ جائیداد اراضی، برتن مویشی، پارچہ جات، زیور قیمتی ایک ہزار روپیہ، غلہ ہر قسم۔ نقد: دو ہزار، دیگر اسباب خانگی۔

قرضدار پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۴۷/۲) شخص مذکور پر قرضہ بھی ہے اور موجودہ نقدی سے زیادہ ایسے قرضدار ہونے کی حالت میں کیا زکوٰۃ دینا لازم ہے۔

الجواب (۱) ان اشیاء مذکورہ میں سوائے زیور و نقد کے اور کسی سامان خانگی میں زکوٰۃ لازم نہیں ہے: اراضی میں موافق شرائط کے عشر واجب ہوتا ہے اور مویشی میں اگر وہ سائمہ ہوں حسب قاعدہ زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ باقی اشیائے استعمالی برتن یعنی ظروف و پارچہ پوشیدنی و غلہ خوردنی میں زکوٰۃ نہیں ہے[۱]۔ والتفصیل فی کتب الفقہ۔

---

[۱] رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص۲/۳ ظفیر [۲] ولا فی ثیاب البدن المحتاج الیہا لدفع الحر والبرد واثاث المنزل ودور السکنیٰ ونحوھا الخ وشرطہ ای شرط افتراض ادائہا حولان الحول وھو فی ملکہ وتنمیۃ المال کالدراھم والدنانیر لتعینہما (باقی صفحہ آئندہ)

(۲) مدیون پر بقدر دین زکوٰۃ ساقط ہے اور اپنا دین کسی پر ہو تو وصول کے بعد زکوٰۃ دینا لازم ہے[۱]۔ فقط۔

خریدکردہ قیمت پر زکوٰۃ ہوگی یا موجودہ نرخ پر

سوال (۱۳۴۸) زکوٰۃ مال خرید کردہ پر ہوگی یا موجودہ نرخ پر۔

سال کی بچت پر زکوٰۃ کس حساب سے واجب ہے

سوال (۴۹/۲) سال کی نقد بچت پر کس حساب سے زکوٰۃ واجب ہے۔

الجواب:- (۱ و ۲) زکوٰۃ کے ادا کے وقت جو قیمت ہے اس کا اعتبار ہوگا اور زکوٰۃ کا حساب یہ ہے کہ چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا لازم ہے[۲]۔ فقط۔

مالدار بچہ کے مال میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۵۰) مالدار بچہ کے مال کی زکوٰۃ اسکے مال میں سے دینی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- جائز نہیں[۳]۔ فقط

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) للتجارۃ باصل الخلقۃ فتلزم الزکوٰۃ کیفما امسکھما وللنفقۃ او السوم بقید الآتی، ونیۃ التجارۃ فی العروض (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۳/۲)، واللازم فی مضروب کل منھما ای الذھب والفضۃ ومعمولہ ولو تبرا او حلیا مطلقا (ایضا باب زکوٰۃ المال ص ۳۴/۲) ظفیر

[۱] فلا زکوٰۃ علی مکاتب الخ ومدیون للعبد بقدر دینہ فیزکی الزائد ان بلغ نصابا (ایضاً کتاب الزکوٰۃ ص ۹/۲) لو کان الدین علی مقر الخ فوصل الی ملکہ لزم زکوٰۃ مامضی۔ (ایضاً ص ۱۲/۲) ظفیر

[۲] وتعتبر القیمۃ یوم الوجوب وقالا یوم الاداء اجماعا وھو الاصح ویقوم فی البلد الذی المال فیہ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب زکوٰۃ الغنم ص ۳۰/۲) ظفیر

[۳] ولیس علی الصبی والمجنون زکوٰۃ الخ لنا انھا عبادۃ فلا تتادی الا بالاختیار تحقیقا لمعنی الابتلاء ولا اختیار لھما (ہدایہ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶۸/۱) ظفیر۔

عورت کے زیور، سواری کے گھوڑے اور ہل جوتنے کے بیلوں پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۵۱) عورت کے زیور، سواری کے گھوڑے، ہل جوتنے کے بیلوں پر زکوٰۃ لازم ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ عورت کے زیور پر زکوٰۃ لازم ہے[1] اور سواری کے گھوڑے اور زراعت کے بیلوں پر زکوٰۃ نہیں ہے[2]۔ فقط

امارت شرعیہ بہار کے بیت المال میں اگر زکوٰۃ نہ بھیجے بلکہ خود تقسیم کر دے تو کیا حکم ہے

سوال (۵۲/۱) مقام پھلواری ضلع پٹنہ میں صوبہ بہار واڑیسہ کے لئے بیت المال وامیر شریعت مقرر کئے گئے ہیں۔ مبلغین زکوٰۃ وعشر کے لئے بھیجے گئے، لیکن اکثر جگہوں سے وصول نہیں ہوتا بلکہ حاضرین حقداران فقراء و مساکین پر تقسیم کر دیتے ہیں بیت المال میں نہیں بھیجتے تو زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے قال اللہ تعالیٰ انما الصدقٰت للفقراء والمساکین[3]۔ الآیۃ

اثاث البیت کی مراد

(۵۲/۲) شریعت میں اثاث البیت کا اطلاق کن اشیاء پر ہوتا ہے، کیا ظروف اور پہننے اوڑھنے کے کپڑوں پر بھی اثاث البیت کا اطلاق ہو سکتا ہے یا نہیں

---

[1] ولی تبر الذہب والفضۃ وحلیہما وانیہما الزکوٰۃ (ہدایہ باب زکوٰۃ المال ص ۱۶۸/۱) ظفیر۔

[2] ولیس فی دور السکنی وثیاب البدن واثاث المنازل ودواب الرکوب وعبید الخدمت وسلاح الاستعمال زکوٰۃ لانہا مشغولۃ بالحاجۃ الاصلیۃ لیست بنامیۃ ایضاً (ہدایہ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶۹/۱) ظفیر۔

[3] لیکن بہتر یہ ہے کہ امیر شریعت کے ذریعہ ہی ظاہر اموال کی زکوٰۃ ادا کی جائے۔ نقد کی زکوٰۃ بطور خود بھی دے سکتا ہے ۱۲ ظفیر۔ [4] ولو کان الدین علیٰ مقر الخ فوصل الی ملکہ لزم زکوٰۃ ما مضیٰ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۲/۲) ظفیر۔

الجواب: ۔ اثاث البیت کا اطلاق ان سب اشیاء پر ہوتا ہے[1] ۔ فقط

زکوٰۃ کے نقد روپے اگر اپنے روپے میں ملالے اور زکوٰۃ بتدریج دیے تو کیسا ہے

سوال (۵۳) نقود میں چونکہ تعیین نہیں ہے پس اگر زکوٰۃ کا پیسہ اپنے مال میں ملا دیا جاوے اور پھر وقتاً فوقتاً بہ نیت ادائے زکوٰۃ اور غیر زکوٰۃ خرچ کیا جائے تو صاحب زکوٰۃ کی زکوٰۃ کس وقت ادا ہوگی جس وقت اس نے وکیل کو سپرد کیا ہے یا جب کہ مصرف کے پاس پہنچ گیا۔ اور جب کہ وکیل نے اپنے پیسہ میں ملا لیا اور بہ نیت خیرات مصرف زکوٰۃ، اور غیر مصرف مثلاً سادات یا غنی مجہول پر خرچ کرتا رہا حتی کہ اس زکوٰۃ کے پیسہ سے بڑھ کر زیادہ خرچ ہوا تو زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں۔

الجواب: ۔ نقود میں عدم تعیین مطلقاً نہیں ہے بلکہ امانات و صدقات وغیرہ میں نقود متعین ہیں جیسا کہ اشباہ و نظائر میں ہے: لا یتعین فی المعاوضات الخ ویتعین فی الامانات والهبة والصدقة[2] ۔ اور ایسا ہی شامی میں ہے پس زکوٰۃ کی رقم بدون اجازت مزکی کے اپنے مال میں ملانی جائز نہیں ہے، اور زکوٰۃ مزکی اس وقت ادا ہوگی کہ مصرف کے پاس پہنچ جاوے۔ اور اگر وکیل نے اپنے روپے میں مؤکل کی رقم زکوٰۃ کو ملا لیا، پس اگر یہ ملانا مؤکل کی اجازت سے ہے تو جس وقت رقم زکوٰۃ علیحدہ کر کے بہ نیت زکوٰۃ مزکی کی طرف سے دے گا اس وقت زکوٰۃ اس کی ادا ہوگی اور اگر بلا اجازت مؤکل کے وکیل نے ایسا کیا تو اس کی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور جو کچھ وکیل فقراء وغیرہم کو دے گا وہ وکیل کی طرف سے ہبہ یا صدقہ ہوگا۔ درمختار میں ہے ولو خلط زکوٰۃ موکلیه ضمن وکان متبرعاً قال

[1] ولا ثیاب البدن المحتاج الیها لدفع الحر والبرد واثاث المنزل (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۲/۴ فلیس فی دور السکنی الخ وکذلک الطعام اهله وما یتجمل به من الاوانی اذا لم یکن من الذهب والفضة الخ والات المحترفین (عالمگیری کشوری کتاب الزکوٰۃ ص ۱/۱۷۲) [2] غیرہ الاشباہ والنظائر ص ۔

فی الشامی قولہ ضمن وکان متبرعا الخ لانہ ملکہ بالخلط وصار مودیا مال نفسہ قال فی التتارخانیۃ الا اذا وجد الاذن او اجاز المالکان اھ ای اجاز قبل الدفع الی الفقیر لما فی البحر لو ادی زکوٰۃ غیرہ بغیر امرہ فبلغہ فاجاز لم یجز لانہا وجدت نفاذا علی المتصدق لانہا ملکہ ولم یصر نائبا عن غیرہ فنفذت علیہ لکن قد یقال تجزی عن الآمر مطلقا لبقاء الاذن بالدفع قال فی البحر ولو تصدق عنہ بامرہ جاز الخ ثم قال فی التتارخانیۃ او وجدت دلالۃ الاذن بالخلط کما جرت العادۃ بالاذن من ارباب الحنطۃ بخلط ثمن الغلات[1] الخ. فقط۔

سوال (۵۴) خاص ضرورت کے لئے جو رقم جمع کرے اس پر زکوٰۃ

اگر اپنی بہت سی ضروریات کو بند کر کے کسی خاص ضرورت کے لئے روپیہ جمع کیا جائے تو اس پر زکوٰۃ آوے گی یا نہیں۔

الجواب: بعد سال بھر کے اس پر زکوٰۃ واجب ہے[2]۔ فقط۔

سوال (۵۵) وکیل نے دوسرے مستحق کو زکوٰۃ دے دی تو کیا حکم ہے

اگر زید عمر کو زکوٰۃ کا وکیل بنا دے کسی خاص مستحق زکوٰۃ مثلاً خالد کو دینے کے لئے اگر عمر، بکر کو کہ وہ بھی مستحق زکوٰۃ ہے دیدے تو زید کی زکوٰۃ ادا ہو گی یا نہیں۔

الجواب: شامی میں ہے وھذا حیث لم یامرہ بالدفع الی معین اذ لو خالف ففیہ قولان حکاھما فی القنیۃ[3] الخ حاصل یہ ہے کہ اس میں دو قول

---

[1] رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔
[2] شرط افتراض ادائہا حولان الحول وھو ملکہ ... وثمنیۃ المال کالدراہم والدنانیر لتعینہما للتجارۃ باصل الخلقۃ فتلزم الزکوٰۃ کیفما امسکہما ولو للنفقۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۳ ج ۲) ظفیر۔
[3] رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

ہیں۔ ایک یہ قول ہے کہ زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی اور دوسرا یہ کہ ادا نہ ہوگی اور وکیل ضامن ہوگا پس احتیاط یہ ہے کہ دوسرے کو نہ دے بلکہ اسی کو دے جس کو موکل نے معین کیا ہے[1] فقط

بیس ہزار قرض ہو اور بچت نہ ہو تو زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں

سوال: (۵۰) زید نے بمبئی کپڑے کی کمپنی میں بیس ہزار کا حصہ روپیہ قرض لے کر خرید کیا ہے، اس وقت زید پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں جب کہ اس کو کچھ بچت بوجہ ادائیگی قرض کے نہیں ہے۔

الجواب: اس صورت میں جب کہ بقدر مال موجود کے اس کے ذمہ قرض ہے اور بچت کچھ نہیں ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے[2]۔ فقط۔

اگر ایک سال کی زکوٰۃ نہ دی تو دوسرے سال وہ کیا کرے

سوال: (۵۱) اگر کوئی شخص صاحب نصاب ایک سال زکوٰۃ دینے سے بوجہ غفلت قاصر رہا تو دوسرے سال کس حساب سے زکوٰۃ ادا کرے۔

الجواب: دوسرے سال اس کو اس سال کی اور پچھلے سال کی زکوٰۃ دینی چاہئے۔ اور حساب یہ ہے کہ پچھلے سال ختم سال پر جس قدر مال روپیہ وغیرہ ہو اس کی زکوٰۃ دیوے اور اس سال جس قدر روپیہ وغیرہ ہے اس کی زکوٰۃ دیوے[3]۔ فقط

عورت کو زیورات والدین نے دئے ان کی زکوٰۃ عورت پر ہے یا اس کے شوہر پر

سوال: (۵۲) زید کی زوجہ کو جو زیور والدین سے ملا ہے اس کی زکوٰۃ زید پر ہے یا زوجہ پر زید کو

---

[1] وهنا الوكيل انما يستفيد التصرف من الموكل وقد امره بالدفع الى فلان فلا يملك الدفع الى غيره كما لو اوصى لزيد بكذا ليس للوصي الدفع الى غيره۔ (رد المحتار كتاب الزكاة ص ۱۵ / ۲) ظفير

[2] فلا زكاة على مكاتب ... ومديون للعبد بقدر دينه فيزكي الزائد ان بلغ نصابا (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكاة ج ۲ ص ۹)

ظفير [3] وافتراضها عمري اي على التراخي وصححه الباقاني وغيره وقيل فوري اي واجب على الفور وعليه الفتوى فيأثم بتأخيرها بلا عذر وترد شهادته (ايضا ص ۱۴) ظفير

اتنی آمدنی نہیں ہے کہ وہ زکوٰۃ دے سکے، اور جب زید کو آمدنی ہو جاوے تو اس کو یہ معلوم نہیں کہ زیور کس قدر ہے، آیا اندازہ سے زکوٰۃ دے سکتا ہے اور اگر کئی برس کی زکوٰۃ ایک کا حساب کرنے سے زیادہ رقم ہو جاوے تو متفرق طور سے ادا کر سکتا ہے یا نہ۔

الجواب:- زکوٰۃ زید کی زوجہ کے ذمہ ہے وہی ادا کرے، زید کے ذمہ اس کی زکوٰۃ کا ادا کرنا لازم نہیں ہے اور جب زید کو وسعت ہو جاوے اور وہ اپنی زوجہ کی طرف سے زکوٰۃ دینا چاہے تو وہ بھی دے سکتا ہے اور زیور کا اندازہ کر لیا جاوے اس اندازہ کے موافق زکوٰۃ دی جائے اور کئی برس کی زکوٰۃ متفرق طور سے تھوڑی تھوڑی دینا بھی درست ہے[1]۔ فقط۔

زیور کا والدہ کو مالک بنا دیا تو زکوٰۃ کس پر ہے

سوال (۵۹) ایک شخص نے اپنی والدہ کو زیور بنوا کر دیا اور اس پر والدہ کو کلی اختیار دیدیا، تو اس کی زکوٰۃ والدہ پر عاید ہوگی یا بیٹے پر۔

الجواب:- جب کہ اس نے زیور اپنی والدہ کی ملک کر دیا تو اس کی زکوٰۃ اس کی والدہ کے ذمہ واجب ہے[2] اور اگر لڑکا چاہے تو اس کی طرف سے ادا کر سکتا ہے۔ فقط

سال پورا ہونے کے دو تین ماہ تاخیر سے زکوٰۃ کی رقم دے تو کیسا ہے

سوال (۶۰) گذشتہ رمضان شریف میں زیور کی زکوٰۃ واجب الادا تھی مگر روپیہ آمدنی کا دو تین ماہ بعد ملنے والا تھا۔ تو یہ وقفہ کرنا درست ہے یا نہ۔

الجواب:- یہ وقفہ درست ہے[3]۔ فقط۔

---

[1] وافتراضها عمری ای علی التراخی (در مختار) قال فی البدائع و علیه عامة المشائخ ففی ای وقت ادی یکون مؤدیا للواجب (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۲ ج ۲) ظفیر۔

[2] الزکوٰۃ واجبة علی الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابا ملکا تاما وحال علیه الحول (ہدایہ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶۵ ج ۱)

[3] ظفیر۔ وافتراضها عمری ای علی التراخی (در مختار) قال فی البدائع و علیه عامة المشائخ ففی ای وقت ادی یکون مؤدیا للواجب (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۲ ج ۲) ظفیر۔

زمین کی قیمت بقدر نصاب ہے مگر پیداوار نہیں تو کس کا اعتبار ہوگا

سوال (۶۱) شخصے قدرے اراضی دارد کہ قیمتش زائد از نصاب اضحیہ وصدقہ فطر باشد لیکن پیداوار سالانہ بنصاب نمی رسد۔ دریں صورت کدام جہت معتبر ومتحقق است، جہت قیمت یا پیداوار۔

الجواب:- دریں صورت اختلاف است مابین امام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ۔ امام محمدؒ می فرمایند کہ اینچنیں نصاب مذکور مانع از اخذ زکوٰۃ نیست وصدقہ فطر واضحیہ بروواجب نیست۔ وامام ابو یوسفؒ نصاب مذکور را مانع از اخذ زکوٰۃ می فرمایند وصدقہ فطر واضحیہ برو واجب می گویند، واساتذہ کرام قول امام ابو یوسفؒ احوط دانستہ بر عمل بسنا فرمودہ اند، وقول امام محمدؒ اوسع است وفقہاء فتویٰ برآں دادہ اند:- انہ تجب علی کل مسلم ذی نصاب فاضل عن حاجتہ الاصلیۃ کدینہ وحوائج عیالہ وان لم یتم کما مر وبہ ای بہذا النصاب تحرم الصدقۃ وتجب الاضحیۃ الخ وذکر فی الفتاوی لہ حوانیت ودور الغلۃ لکن غلتہا لا تکفیہ ولعیالہ انہ فقیر ویحل لہ اخذ الصدقۃ عند محمد وعند ابی یوسف لا یحل[1]۔ فقط۔

شرکت کی تجارت میں جو زکوٰۃ نکلی اگر دوسرا شریک نہیں دے تو کیا حکم ہے

سوال (۶۲) عرصہ تقریباً سات سال کا ہوا کہ زید اور بکر نے ایک دکان شراکتی تجارت کی شروع کی تھی۔ شراکت کرنے کے وقت زید اور بکر کا باہمی معاہدہ یہ ہوا تھا کہ زکوٰۃ اپنے اپنے روپیہ کے مطابق ادا کی جاوے گی۔ چنانچہ اسی طور سے عرصہ چہار سال تک عمل درآمد رہا۔ ایک سال میں تقریباً دو ہزار روپیہ زکوٰۃ کے نام صرف ہوا تو بموجب معاہدہ کے زید کے ذمہ مبلغ دو صد پچاس روپیہ نکلے، اور بکر کے ذمہ ایک ہزار سات سو پچاس روپے نکلے تو اب زید اپنے حصہ کا روپیہ دینے سے انکار کرتا ہے تو شرعاً اس بارہ میں کیا حکم ہے۔

الجواب:- اس صورت میں جس قدر زید کے روپیہ کی زکوٰۃ ادا کی گئی وہ زید کے

---

[1] رد المحتار باب المصرف ص ۶۳ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔

ذمہ ہے اس کے حساب میں لگائی جائے گی اور جو رقم بکر کے ذمہ واجب ہے وہ بکر کے حساب میں لگائی جائے گی۔ زید کا انکار کرنا معتبر نہ ہوگا۔ در مختار میں ہے وان تعدد النصاب تجب اجماعا ویتراجعان بالحصص الخ (درمختار) قولہ ان تعدد النصاب، ای بحیث یبلغ قبل الضم مال کل واحد بانفرادہ نصابا فانہ یجب حینئذ علی کل منہما زکوٰۃ نصابہ[1] الخ شامی ص۳۵ ج۲۔ فقط۔

من دیدہ ذیل استعداد رکھنے والے پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۶۳) زید مقروض سے ہر سال اس کی آمدنی اس کو کفایت نہیں کرتی، اکثر بایں ذریعہ کرکے خرچ چلاتا ہے صاحب عیال کثیر ہے۔ تعلیم میں بہت خرچ ہوتا ہے۔ زید کے پاس علاوہ سامان خانہ داری کے کچھ زیور طلائی و نقرئی ظروف وصندوق و پارچہ وغیرہ ہے تو زید پر زکوٰۃ صدقۂ فطر، قربانی۔ فاتحہ محرم۔ حج۔ فاتحہ شب برات۔ اور امداد اعزاء وغرباء واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:- زیور نقد اگر اس قدر ہے کہ بعد ادائے قرضہ بقدر نصاب باقی رہے تو اس باقی پر زکوٰۃ واجب ہے[2] اور صدقۂ فطر و اضحیہ اس پر واجب ہے اور حج کی قدر اگر زیور و نقد باقی رہے تو حج بھی فرض ہے باقی فاتحہ محرم اور فاتحہ شب برات وغیرہ کسی پر واجب نہیں ہے بلکہ جائز بھی نہیں ہے اور امداد غرباء و اقرباء مستحب ہے کہ اپنے اہل و عیال کے خرچ سے زیادہ ہو۔ فقط۔

قرض مجرا کرکے بقیہ مالیت کی زکوٰۃ دی جائے

سوال (۶۴) ہندہ کے پاس دو سو روپیہ ...

---

[1] دیکھئے رد المحتار للشامی کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ المال ص۴۴ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

عہ رد المحتار مجتبائی دہلی ۱۲ ظفیر

[2] فلا زکوٰۃ علی مکاتب الخ ومدیون للعبد بقدر دینہ فیزکی الزائد ان بلغ نصابا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص۹ ج۲) ظفیر۔

روپیہ بھر چاندی اور نہتر روپیہ بھر سونا ختم سال پر جمع ہے جس کی بازاری قیمت ایک ہزار سات سو نواسی روپیہ ہے اور خاوند متوفی کی جائداد سے سو روپیہ ماہوار پاتی ہے جس کی بابت آٹھ سو روپیہ بقایا ہے اور ۳۵۰ قرضہ ہے۔ ہندہ مذکورہ نے بشراکت زید ایک اراضی خریدی ہے جس کی قیمت بارہ تیرہ سو روپے بائع کو دی گئی۔ بائع روپے سے انکاری ہو گیا جس کی بابت نالش کی جائے گی۔ وصول مذبذب ہے۔ ہندہ نے زید سے کہدیا ہے کہ اگر روپیہ نہ ملے میں ذمہ دار ادائگی کی ہوں۔ اب کل رقم ہندہ کے ذمہ ہوگی اور زکوٰۃ میں مجرا ہوگی یا نصف۔

الجواب:- اس صورت میں جو قرضہ بذمہ ہندہ ہے وہ مجرا کر کے باقی کی زکوٰۃ ہندہ کے ذمہ واجب ہے اور قرضہ متنازعہ میں سے نصف قرضہ جو بذمہ ہندہ ہے اس وقت مجرا کیا جائے گا[1]۔ فقط۔

بیٹا جو مال باپ کے تصرف میں دیدے اس کی زکوٰۃ کس پر ہے

سوال (۶۵) زید نے اپنا کمایا ہوا مال ماں باپ کے پاس رکھدیا اور والد کو اختیار تام حاصل ہے تو زکوٰۃ کس پر واجب ہے اور ایک مال والد اور ولد دونوں نے کمایا، والد کے قبضہ میں ہے اور وہی متصرف ہے۔ زکوٰۃ کس پر واجب ہے۔

الجواب:- جو مالک ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہے یعنی ولد پر[2] اور دوسری صورت میں چونکہ والد کو تمام تصرفات و انتظامات کے متعلق اختیار تام حاصل ہے

---

[1] ومنها الفراغ عن الدين قال اصحابنا رحمهم الله تعالى كل دين له مطالب من جهة العباد يمنع وجوب الزكوٰة سواء كان الدين للعباد كالقرض وثمن المبيع الخ و سواء كان الدين من النقود (عالمگیری مصری کتاب الزکوٰۃ ص ۱۲۲ ج ۱) ومديون للعبد بقدر دينه فيزكي الزائد ان بلغ نصابا (الدر المختار على هامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۹ ج ۲) ظفیر [2] الزكوٰة واجبة على حر مسلم عاقل بالغ اذا ملك نصابا ملكا تاما (ہدایہ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶۵ ج ۱)

تو پھر زکوٰۃ کا ادا کرنا بھی انہی کے ذمہ ہے۔ فقط۔

بارہویں مہینہ میں جس روپیہ سے مکانات خریدے کیا اس پر بھی زکوٰۃ ہے

سوال (۶۶) ایک شخص کے پاس ہزار روپیہ ہے جو حاجات ضروریہ سے زائد ہے جب اس پر گیارہ ماہ گزرے تو اس نے زکوٰۃ سے بچنے کے لئے مکانات یا اور مال خرید لیا تو اس پر اس روپیہ کی زکوٰۃ ہے یا نہ۔

الجواب :- جب تک حولان حول نہیں ہوا اور اس نے مکان یا دہ سامان خرید لیا جس میں زکوٰۃ نہیں ہے تو اس روپیہ کی زکوٰۃ ساقط ہو گئی[1]۔ فقط۔

سو روپے دو بھائی اور دو بہن میں ہیں تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں

سوال (۶۷) ایک شخص کے پاس حاجت اصلیہ سے زائد سو روپے ہیں اور اس کے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں مگر وہ اس روپے کے لینے کے بارہ میں کچھ کہتے بھی نہیں اور انکار بھی نہیں کرتے تو اس شخص پر اس روپے کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہ۔

الجواب :- اگر سو روپے تنہا اس کی ملک ہیں تو زکوٰۃ اس پر واجب ہے اور اگر وہ ترکہ پدری ہے اور دو بھائی اور دو بہن اس میں.... شریک ہیں تو ان میں سے کسی کے حصہ میں بقدر نصاب نہیں آتا لہٰذا کسی پر زکوٰۃ واجب نہیں اور اس میں اس بھائی اور دونوں بہنوں کا حصہ ہے ۳۳ $\frac{1}{3}$ روپے ایک بھائی کے اور اسی قدر دوسرے بھائی کے اور اسی قدر ہر دو بہنوں کے ہیں[2]۔ ان کے نہ لینے سے ان کا حق ساقط نہیں ہوا۔ فقط۔

---

[1] ولابد من الحول لانه لابد من مدة يتحقق فيها النماء وقدرها الشرع بالحول لقوله صلى الله عليه وسلم لا زكوٰة في مال حتى يحول عليه الحول (هدايه كتاب الزكوٰة ص ۱۶۸ / ۱) ظفير۔

[2] ليس فيما دون مائتي درهم صدقة الخ (هدايه باب زكوٰة المال ص ۱۷۶ / ۱) ظفير

جتنی زکوٰۃ واجب ہوا اس سے زیادہ دینا کیسا ہے

سوال (۶۸) زکوٰۃ حساب سے تین یا چار روپے ہوا اور وہ اس کے بجائے ایک روپیہ زیادہ دیدیوے تو کیا زکوٰۃ اس کی بیکار ہو جائے گی۔

الجواب:- اس صورت میں ثواب زیادہ ہوا۔ زکوٰۃ بھی ادا ہوگئی اور ایک روپیہ زیادہ دینے کا ثواب زیادہ ہوا۔ فقط۔

بارہ سو روپے جس کے پاس ہوں وہ گیارہ سو کا مقروض ہو تو کتنے کی زکوٰۃ دے

سوال (۶۹) زید کے پاس سال بھر بارہ سو روپے رہے لیکن گیارہ سو روپے کا قرضدار ہے۔ اگر بکر اس کا وال اس کی طرف سے زکوٰۃ ادا کرے تو ایک سو روپے کی کرے یا گیارہ سو کی۔

الجواب:- اس صورت میں صرف ایک سو روپے کی زکوٰۃ واجب ہوگی گیارہ سو روپے قرض میں مستثنیٰ ہوں گے[1]۔

وکیل زکوٰۃ میں تصرف نہیں کر سکتا ہے

سوال (۷۰) وکیل مال زکوٰۃ کو اپنے تصرف میں لا کر اس کے بجائے اپنے پاس سے زکوٰۃ ادا کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- وکیل کو یہ تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔ جو روپیہ زکوٰۃ کا اس کے پاس آوے اس کو فقراء کو دیوے[2]۔ فقط۔

کیا زکوٰۃ کے لئے کوئی مہینہ متعین ہے

سوال (۷۱) زکوٰۃ دینے کے لئے کونسا مہینہ معین ہے۔

الجواب:- ادائے زکوٰۃ کے لئے شرعاً کوئی مہینہ یا کوئی دن مقرر نہیں البتہ بعض مہینوں اور دنوں کی فضیلت کو اس میں دخل ضرور ہے، یعنی جو مہینہ فی نفسہ متبرک ہے

---

[1] ومن کان علیہ دین یحیط بمالہ فلا زکوٰۃ علیہ الخ وان کان مالہ اکثر من دینہ زکی الفاضل اذا بلغ نصابا بالفراغۃ عن الحاجۃ والمراد بہ دین لہ مطالب من جہۃ العباد الخ (ہدایہ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶۸ ج ۱) ظفیر۔

[2] ولو خلط زکوٰۃ موکلیہ ضمن (ایضاً ص ۱۴ ج ۲) ظفیر۔

جیسے رمضان شریف کہ اس میں صدقات وغیرہ کی ادائیگی بھی افضل ہے ہاں ضرورت اس کی ہے کہ جس مہینہ میں ادائے زکوٰۃ واجب ہے اس مہینہ میں ادا کرے اور پھر اس مہینہ کو مقرر کر لے۔ شرعۃ الاسلام میں ہے ...... یعین صاحب المال لزکوٰتہ شہراً لا یجاوزہ لما فیہ من التاخیر من اخراج الزکوٰۃ بعد وجوبہا علیہ من غیر عذر یأثم۔[1] الخ فقط

سوال (۷۲) ایک شخص جو مالک نصاب ہے اور جو اس کی ملکیت ہے اس سے دوسرے لوگ نفع اٹھاتے ہیں۔ کیا اگر زکوٰۃ مالک نصاب نہ دے اور لوگ جو نفع اٹھانے ہیں اگر اکٹھے تمام کے تمام نکال لیں تو اس صورت میں مالک نصاب کی طرف سے فریضہ زکوٰۃ کا ادا ہوتا ہے یا نہیں۔

مالک کے مال سے نفع اٹھانے والے زکوٰۃ ادا کر دیں تو کیا حکم ہے

الجواب: اس صورت میں زکوٰۃ مالک نصاب کے ذمہ واجب ہے لیکن اگر اس کے امر واجازت سے اس کی طرف سے وہ لوگ زکوٰۃ ادا کر دیں جو نفع اٹھاتے ہیں تو مالک نصاب کی طرف سے زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی ولکن لو امر غیرہ بالدفع عنہ جاز۔ شامی جلد ۲[2]۔ فقط۔

سوال (۷۳) جو غلہ سال بھر کے خرچ کے بعد باقی رہ گیا ہو اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

سال بھر خرچ کے بعد جو غلہ رہ گیا اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

الجواب: اس غلہ میں جو سال بھر کے کھانے کے لئے خریدا اور بعد ختم سال باقی رہ گیا۔ زکوٰۃ واجب نہیں ہے[3]۔ فقط

---

[1] شرح شرعۃ الاسلام فصل فی سنن الزکوٰۃ والصدقۃ ص ۱۵۵ ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار للشامی کتاب الزکوٰۃ ص ۱۵/۲ ۱۲ ظفیر۔ [3] ومنہا فراغ المال عن حاجتہ الاصلیۃ فلیس فی دور السکنی وثیاب البدن واثاث المنزل الخ وکذا الطعام اہلہ (عالمگیری کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶۱/۱) ظفیر

کیا آراضی باغ زیورات کی طرح باعث زکوٰۃ ہوں گے اور قرض ہو تو کیا کیا جاوے

سوال (۴۷) زید جس کی صحرائی آراضی کی آمدنی دس من پختہ غلہ سالانہ ہے اور غلہ مختلف قسم کا ہے اور آمدنی ثمر باغ بھی بیس روپے سالانہ کی ہے اور مکان سکونتی بھی پختہ ہے اور وہ ملازم سرکار بمشاہرہ ستر روپے ماہوار ہے اور ایک راس گھوڑی قیمتی ایک سو روپے بھی اسکی ملکیت میں ہے۔ زید عیالدار ہے اور مقروض تین سو روپے سودی اور ایک سو پچاس روپے بلا سودی کا ہے اور اس کی کچھ صحرائی آراضی بعوض چار سو پچیس روپے رہن ہے اس کی عورت کے پاس زیور نقرئی سو روپے کا اور طلائی تین سو روپے کا ہے زید کے مال پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہ۔

الجواب:- اگر وہ زیور جو زید کی زوجہ کے پاس ہے زید کی ملکیت میں ہے اور زید اس سے زیادہ قرضدار ہے تو زید کے ذمہ صورت مسئولہ میں زکوٰۃ دینا فرض نہیں ہے[1]۔ فقط

زرعی جائداد پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۷۵) اگر کسی شخص کے پاس زرعی جائداد ہے اور قرض بھی دینا ہے، لیکن اگر جائداد کی قیمت ٹھہرائی جائے تو قرض کم ہے، ایسے شخص کے پاس اگر کچھ زیور ہو تو اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔ زیور وغیرہ کی قیمت قرض سے بہت کم ہے۔

الجواب:- اس پر زکوٰۃ لازم نہیں[2]۔ فقط

---

[1] فلا زکوٰۃ علی مکاتب الخ ومدیون للعبد بقدر دینہ فیزکی الزائد ان بلغ نصابا (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۹ ج ۲ و ص ۹ ج ۲ ظفیر) [2] ولا فی ثیاب البدن الخ ودور السکنی ونحوہا (درمختار) قولہ: نحوہا ای کثیاب البدن غیر المحتاج الیہا وکالحوانیت والعقارات (ردالمحتار للشامی کتاب الزکوٰۃ ص ۱۰ ج ۲ ظفیر)۔

انگریزی روپے سے نصاب کی مقدار کیا ہے

سوال (۷۶) اس روپیہ انگریزی سے نصاب کی صحیح مقدار کیا ہے۔

الجواب:- دوسو درہم مقدار نصاب ہے۔ انگریزی روپیہ سے چھپن روپے دو آنے تقریباً ہوتے ہیں[1]۔ (یہ ۱۳۲۵ھ کی بات ہے۔ اب چاندی گراں ہے، اس وقت ۴۱۳/۸ روپے ہوتے ہیں۔ ظفیر)

سو روپے کی زکوٰۃ کیا ہے

سوال (۷۷) سو روپے میں سے کتنی زکوٰۃ نکالنی چاہیے مشہور فیصدی ۲/۱ ۲ ہے، تو یہ صحیح ہے۔

الجواب:- ۲/۱ ۲ فیصدی حساب صحیح ہے، کیونکہ چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں واجب ہے[2]۔

دلہن کو جو زیور دیا جاتا ہے اس کی زکوٰۃ کس پر ہے

سوال (۷۸) بعض اقوام میں نابالغ اولاد کا نکاح کر دیتے ہیں۔ دولہا کا باپ دلہن کو جو زیور چڑھاتا ہے اس کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے۔

الجواب:- وہ زیور جو دولہا کا باپ دیتا ہے وہ زیور ہمارے عرف میں دلہن کی ملک نہیں ہے لہٰذا اس کی زکوٰۃ دولہا کے باپ کے ذمہ ہے۔ (جہاں عرف میں وہ زیور دلہن کی ملک قرار پاتا ہے اس کی زکوٰۃ دلہن پر ہوگی۔ ظفیر)

مندرجہ ذیل صورت میں کتنی کی زکوٰۃ دے

سوال (۷۹) زید کے پاس شروع سال میں

---

[1] آج کل دوسو درہم کی قیمت (اگر چاندی تین روپے بھر ہے، تو) ایک سو ساڑھے ستاون ہوگی۔ اتنی بات ذہن نشین رہے کہ دوسو درہم کا وزن ساڑھے باون تولہ چاندی ہے، چاندی کی قیمت کے گھٹنے بڑھنے سے روپے کا نصاب بدلتا رہے گا واللہ اعلم ۱۲ ظفیر

[2] لیس فیما دون مائتی درھم صدقۃ الخ فاذا کانت مائتین وحال علیھا الحول فیھا خمسۃ دراھم (ہدایہ باب زکوٰۃ المال ص ۱۶۷ ج ۱) ظفیر

ایک ہزار چھ سو روپے کا مال بایں تفصیل تھا کہ تین سو روپے کے مکانات تعمیر کردہ و خرید کردہ اور آٹھ سو روپے لوگوں کے ذمہ قرض اور پانچسو روپے کا پارچہ تجارتی موجود ہے تو اس صورت میں زید کو کس قدر رقم کی زکوٰۃ دینی چاہئے؟ اور چار سو روپے کا ساہوکاری قرض ہے

الجواب:- مکان تعمیر کردہ و خرید کردہ میں زکوٰۃ نہیں ہے، پانچسو روپے کے مال موجودہ پر زکوٰۃ واجب ہے لیکن چار سو روپے جو ساہوکار کے ہیں اس میں سے وضع کرکے ایک سو روپے کی زکوٰۃ فی الحال ادا کرنا واجب ہے[1] اور آٹھ سو روپے جو دوسروں کے ذمہ قرض ہے اس کی زکوٰۃ بھی واجب ہے مگر ادا کرنا اس کی زکوٰۃ کا بعد وصول کے ہے اگر فی الحال دیدیوے یہ بھی درست ہے۔

زکوٰۃ میں مہینہ کا اعتبار ہے یا تاریخ کا

سوال (۸۰) زکوٰۃ کے حساب کے لئے کوئی تاریخ معینہ کا اعتبار ہے یا مہینہ کا کیونکہ اس میں بڑا فرق ہوجاتا ہے، شرعاً کیا حکم ہے، تاریخ مقرر کرے یا ماہ۔

الجواب:- زکوٰۃ کے حساب کے لئے تاریخ کا اعتبار ہے، جس تاریخ کو سال پورا ہوجاوے اسی تاریخ میں . . . زکوٰۃ واجب ہوگی جس وقت بھی زکوٰۃ ادا کرے گا اعتبار اسی تاریخ وجوب کا رہے گا۔ اگلے سال اسی تاریخ میں زکوٰۃ واجب ہوجاوے گی جس تاریخ پر پچھلے سال واجب ہوئی ہے[2]۔ فقط۔

نابالغ کے مال میں جو شرکت میں ہے زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۸۱) مستقیم و عبدالحلیم دو بھائی شاملات ہیں عبدالحلیم فوت ہوکر لڑکا نابالغ چھوڑا، لڑکے کے مال پر مستقیم

---

[1] ومن علیہ دین یحیط بمالہ فلا زکوٰۃ علیہ الخ وان اکثر من دینہ زکی الفاضل اذا بلغ نصابا (کتاب الزکوٰۃ ص۱۹۶) ظفیر[2] عن ابن عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من استفاد مالا فلا زکوٰۃ فیہ حتی یحول علیہ الحول رواہ الترمذی (مشکوٰۃ ص۱۵۸) ظفیر وشرطہ ملک نصاب حولی نحولانہ علیہ (در مختار) ای الحول القمری لا الشمسی (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص۵) ظفیر

قابض ہے، بطور ولی و سرپرست کے مستقیم اپنے حصہ کی زکوٰۃ دیتا ہے۔ کیا وہ عبدالحلیم متوفی کے حصہ کی بھی زکوٰۃ دیوے یا نہیں۔

الجواب :- عبدالحلیم کے فوت ہونے کے بعد اس کا ترکہ نابالغ لڑکیوں کی ملک ہوگیا اور نابالغ کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے پس مستقیم ان لڑکیوں کے مال کی زکوٰۃ نہ دے صرف اپنے حصہ کی دیوے[1]۔ فقط۔

نابالغین کی جو امانت والدین کے پاس ہو اس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں	سوال (٨٢) نابالغین کا حصہ جو بطور امانت ان کے والدین کے پاس ہو اس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

الجواب :- اس میں زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔ کما فی الدرالمختار وشرط افتراضہا عقل وبلوغ الخ فلا تجب علی مجنون وصبی الخ شامی۔

جو پیداوار کھانے کے لئے بھی کافی نہ ہو کیا اس میں بھی زکوٰۃ ہے	سوال (٨٣) بسا اوقات پیداوار بیں اس قدر غلہ بھی نہیں ہوتا جس کی قیمت خرچ شدہ رقم کے برابر ہو ایسی

صورت میں زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے

الجواب :- جو کچھ پیدا ہو اس کا دسواں حصہ زکالنا چاہئے، خواہ کم ہو یا زیادہ، مثلاً اگر سو من غلہ پیدا ہوا تو دس من دیا جائے اور اگر دس من پیدا ہوا تو ایک من دیا جاوے[2] اور اخراجات کو محسوب نہ کیا جاوے گا۔

---

[1] وشرط افتراضہا عقل بلوغ اسلام وحریۃ (درمختار) قولہ بلوغ قال فی البحر وخرج المجنون والصبی فلا زکوٰۃ فی مالہما کما لاصلاۃ علیہما للحدیث المعروف رفع القلم عن ثلاث (طحطاوی ص ٣٨٩ ج ١ ظفیر)[2] رد المختار کتاب الزکاۃ ص ٤ ج ٢ ۱۲ ظفیر

[2] قال ابوحنیفۃ فی قلیل ما اخرجتہ الارض وکثیرہ العشر سواء سقی سیحا او سقتہ السماء الا القصب والحطب والحشیش۔

(ہدایہ ص ١٨٣ ج ١ ظفیر)

جس روپے کے وصول ہونے کی امید نہیں کیا اس پر بھی زکوٰۃ ہے

سوال (۸۴) زید تجارت کرتا ہے اور لوگوں کے ذمہ اس کا قرض باقی ہے، بعض ان میں سے فرار ہوگئے اور بعض بالکل غریب ہیں جن سے وصول ہونے کی امید نہیں ہے۔ اب زید اس روپے کی زکوٰۃ ادا کرے یا نہیں۔

الجواب: قرض میں جو روپیہ ہے اس کی زکوٰۃ بعد وصول کے ادا کرنا واجب ہوتی ہے، پس جو روپیہ وصول نہ ہو اس کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم نہ ہوئی۔ (ولو کان الدین علی مقر ملیئ او علی معسر او مفلس ای محکوم بافلاسہ او علی جاحد علیہ بینۃ وعن محمد لا زکوٰۃ وھو الصحیح لان البینۃ قد لا تقبل او علم بہ قاض الخ فوصل الی ملکہ لزم زکوٰۃ ما مضی (الدر المختار علی ہامش رد المختار ص ۱۳ ج ۲) ظفیر)

سال میں جو رقم گھٹتی بڑھتی رہے اس کی زکوٰۃ کیسے ادا ہوگی

سوال (۸۵) زید کے پاس ابتدا سال میں، مثلاً ایک ہزار روپیہ تھا، اثنائے سال میں کم و بیش ہوتا رہا، آخر میں دس ہزار ہوگیا تو کس قدر روپے کی زکوٰۃ واجب ہے۔

الجواب: آخر سال کا اعتبار ہے۔ اس صورت میں دس ہزار روپے کی زکوٰۃ واجب ہوگی[1] فقط

گھر کا زیور تمام گھر والوں پر تقسیم ہو کر نصاب بنے گا یا مجموعہ

سوال (۸۶) یہ جو یہاں پر رواج ہے کہ مرد و عورت و اولاد ہوشیار نابالغ یا بالغ سب اکٹھے رہتے ہیں اور گھر بار کا کام کرتے ہیں وہ سب کے سب تمام ضروریات دنیاوی اپنی اسی پیشہ کے وصول (آمدنی) سے ادا کرتے ہیں یہاں تک کہ جو کچھ عورت کو اس کے ماں باپ وغیرہ دیتے ہیں وہ بھی اپنے

---

[1] والمستفاد ولو بہبۃ او ارث وسط الحول یضم الی نصاب من جنسہ فیزکیہ بحول الاصل (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب زکوٰۃ الغنم ص ۳۱ ج ۲) ظفیر۔

اپنے زوج دادلانے سے علیحدہ نہیں رکھتی ہے مثلاً اس طرح پر بسر اوقات کرنے والے تین شخص ہیں۔ زوج، زوجہ، بیٹا۔ پس اگر ان کی تمام ضروریات سال کی ان کے پیشہ کے وصول سے ادا ہو کر باون روپے کا زیور یا نقد یا دیگر مال ہو تو مالک فقط زوج ہی ہوگا یا زوجہ و بیٹے کا بھی حصہ سمجھا جائے گا؟ یا تاحیات زوج زوجہ۔ بیٹے کا حصہ شرعاً ثابت میں نہیں ہے؟ بعض ایسے اشخاص ہیں کہ اگر مالک فقط زوج ہی سمجھا جائے تو اہل نصاب ہوتا ہے، اور اگر زوجہ و بیٹے کے حصہ کا حساب لگایا جاوے تو حد زکوٰۃ کو نہیں پہنچتے۔

الجواب:- وہ سب مال شوہر کا ہے سوائے اس کے جو زوجہ کو اس کے ماں باپ کے یہاں سے ملا ہو، اس کی مالک زوجہ ہے اور جب کہ ملک شوہر کی قدر نصاب کو پہنچ جاوے تو بعد حولان حول اس پر زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

آلات تجارت میں زکوٰۃ

سوال (۸۷) آلات تجارت مثل کشتیاں و جہازات اور بیل گاڑیاں اور اونٹ گاڑیاں نقل اموال تجارت کے واسطے اور دکاندار کے گھر وغیرہ اموال کی بیع کے واسطے، یہ سب آلات عروض تجارت میں شامل ہوں گے یا آلات محترفہ میں۔

الجواب:- یہ اشیاء آلات محترفہ میں داخل ہیں ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ و کذلک آلات المحترفین الخ ای لا زکوٰۃ فیہا[1]۔

جو روپیہ دھوکہ سے غریب کو دیدیا نیت سے زکوٰۃ ہوگی یا نہیں

سوال (۸۸) زید نے ایک سو ساٹھ روپے عمر کے پاس بھیجے اور لکھا کہ سو روپے تمہارے ہیں اور ساٹھ روپے خالد کے لڑکوں کے ہیں۔ زید سے حرف کے پڑھنے میں غلطی ہوئی، اس بنا پر وہ یہ سمجھا کہ سو روپے خالد کے لڑکوں کے ہیں اور ساٹھ میرے ہیں۔ چنانچہ اس نے سو روپے

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۱ / ۲ ج ۱۲ ظفیر۔

خالد کے لڑکوں کو دیدیجئے۔ خالد کے لڑکے غنی نہیں ہیں اور عمر خالد کے لڑکوں سے چالیس روپے لینا مناسب نہیں سمجھتا لہذا وہ روپیہ زکوٰۃ میں مجرا ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب: - اگر وہ روپیہ ان کے پاس موجود ہے تو نیت زکوٰۃ کی ہو سکتی ہے ورنہ نہیں۔ درمختار میں ہے کما لو دفع بلا نیۃ ثم نوی والمال قائم فی ید الفقیر۔ الخ۔[1]

نصاب زکوٰۃ کیا ہے

سوال (۸۹) نصاب زکوٰۃ کیا ہے مفصل تحریر فرمائیے

الجواب: - نصاب نقرہ ساڑھے باون تولہ ہوتا ہے، کیونکہ شریعت میں دراہم کے اندر وزن سبعہ معتبر ہے اس کی تصریح کتب فقہ میں ہے اور وزن سبعہ یہ ہے کہ دس دراہم برابر سات مثقال کے ہوں اس حساب سے دو سو درہم برابر ۱۴۰ ایک سو چالیس مثقال کے ہوئے اور مثقال وزن معروف ساڑھے چار ماشہ ہے چنانچہ اس کی تصریح بہت جگہ موجود ہے اور علماء کبار نے اس کو اختیار کیا ہے۔ پس دو سو درہم برابر ۶۳۰ ماشہ کے ہوئے اس کو ۱۲ پر تقسیم کرنے سے ۵۲ ½ تولہ خارج قسمت نکلا یہی نصاب نقرہ ہے۔[2] فقط۔

مکان وغیرہ کی زکوٰۃ کا حکم

سوال (۹۰) ایک شخص کے بہت سے مکان ہیں کرایہ پر دیا کرتا ہے۔ ان پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ بیل گاڑی وغیرہ کرایہ کی ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ اس عبارت کا کیا مطلب ہے او یواجر دارہ التی للتجارۃ بعرض من العروض؟۔

الجواب: - عبارت او یواجر دارہ التی للتجارۃ بعرض من العروض[3] جو دار کے ساتھ للتجارۃ کی قید لگائی گئی ہے یہی معتبر ہے یعنی جو دار تجارۃ کے لئے بنایا گیا ہے

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۴ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر
[2] تفصیل کیلئے دیکھئے رد المحتار ص ۳۸ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر
[3] دیکھئے الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۳ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

یا خریدا گیا ہے اس کی اجرت میں جو عرض حاصل ہو اس میں زکوٰۃ لازم ہے اور خود اس دار کی قیمت میں بھی زکوٰۃ واجب ہے اور اگر مکانات رہنے کے لئے بنائے گئے ہیں یا خریدے گئے ہیں اور ان کو کرایہ پر دیدیا تو اس صورت میں مکانات کی قیمت میں زکوٰۃ لازم نہ ہوگی بلکہ کرایہ پر بشرائطہا زکوٰۃ لازم ہوگی اور یہی حکم بیل اور گاڑی کا ہے اور علامہ شامی نے جو کچھ اس قول کی شرح میں نقل کیا ہے اس کو ملاحظہ کیا جاوے۔ جامع کی روایت کی تصحیح کیا ہے علامہ کے نزدیک اسی کو ترجیح معلوم ہوتی ہے اور جامع کی روایت کی تفصیل یہی ہے جو اوپر معلوم ہوئی[1] فقط

زکوٰۃ خریداری کی قیمت پر دی جاتی ہے یا جس قیمت پر بکی جاتی ہے

سوال (۹۱/۱) ایک شخص نے کچھ کتب میں تاجرانہ نرخ سے خریدیں یا اپنے پریس میں چھاپیں اور ہزار روپیہ میں اس کو پڑ گئیں، مگر بازار میں دو ہزار کی ہیں تو زکوٰۃ دو ھزار کی دینا چاہئے؟ اس کی بابت سوالات ہیں۔

بازار سے کیا مراد ہے مقامی یا کوئی اور

سوال (۹۲/۲) لاگت میں مال ایک ہزار کا ہے، مگر بازار میں دو ہزار کا ہے، اس بازار سے مراد کیسا بازار ہے؟ آیا خاص مقامی بازار ہے یا شہر و قصبہ کا؟

عطر میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۹۳/۳) عطر و روغن جو بغرض تجارت تیار ہوتا ہے

[1] قوله: ویواجر دارہ التی الخ قال فی البحر لکن ذکر فی البدائع الاختلاف فی بدل منافع عین معدۃ للتجارۃ ففی کتاب الزکوٰۃ الاصل انہ للتجارۃ بلا نیۃ وفی الجامع ما یدل علی التوقف علی النیۃ وصحح مشائخ بلخ روایۃ الجامع لان العین وان کانت للتجارۃ لکن قد یقصد ببدل منافعہا المنفعۃ فتجر الدابۃ لینفق علیہا والدار للعمارۃ فلا تصیر للتجارۃ مع التردد الا بالنیۃ اھ قید بقولہ التی للتجارۃ اذ لو کانت للسکنی مثلا لا یعلم انہا للتجارۃ بدون النیۃ واذا نوی یصح ویکون من قسم الصریح (رد المحتار ص ۱۳/۲۲ ظفیر)

اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کس حساب سے ؟ -

عطر و روغن کی زکوٰۃ لاگت پر دی جائے یا بکری پر

سوال (۹۴) [illegible] عطر و روغن اکثر [illegible] بار سال [illegible] بیرونجات میں روانہ ہوتا ہے اور بہت [illegible] فروخت ہوتا ہے ایسے مال پر اختتام سال پر کس حساب سے زکوٰۃ دی جائے گی - آیا لاگت کے حساب سے یا جس حساب سے مال بیرونجات میں روانہ ہوتا ہے ؟

ختم سال کے بعد کل مال موجودہ عطر و روغن وغیرہ وزن کر لیا جاتا ہے اور بحساب لاگت میزان لگا کر اس پر زکوٰۃ دی جاتی ہے - مثلاً ایک عطر چھ آنہ تولہ کی لاگت کا ہے اور اس کو آٹھ آنہ تولہ فروخت کیا گیا تو زکوٰۃ بحساب لاگت ۶ آنہ تولہ کے دی جاویگی یا آٹھ آنہ تولہ کے ؟

الجواب:- (۱) اس سے مراد اس مقام کا بازار مراد ہے کہ جس میں وہ ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم -

(۲) جب کہ قیمت اس عطر کی اور روغن کی بقدر نصاب ہو زکوٰۃ اس پر واجب ہے

(۳) زکوٰۃ اس حساب سے دی جاوے گی جو قیمت اس کی بازار میں ہے اور مراد اس بازار سے وہ بازار ہے جس میں وہ مال ہے - کما فی الدر المختار ویقوم فی البلد الذی المال فیہ (درمختار علی ہامش الشامی ص۳۲ باب زکوٰۃ الغنم)

(۴) جس حساب سے بکری ہوتی ہے اس حساب سے قیمت عطر و روغن کی لگائی جاوے - اگر نقد دینے میں نقصان معلوم ہو تو سہولت بڑی طرقی ہے جو القاسم میں مذکور ہے کہ بعینہٖ عطر و روغن کا چالیسواں حصہ نکال دیوے خواہ اس کو فروخت کر کے وہ قیمت فقراء کو تقسیم کر دیوے یا عطر و روغن ہی تقسیم کر دیوے - فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن -

قرض کی زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۹۵) ایک شخص نے ایک ہزار روپیہ قرض دیا

اور ۳۰ ز سہ صا) ماہوار قسط سے لیتا ہے تو زکوٰۃ اس روپے پر ہے جو قرض ہے یا نہیں؟

الجواب: جس قدر وصول ہوتا رہے اس کی زکوٰۃ سب سالوں کی دینی لازم ہے یعنی بعد وصول قرض گذشتہ ایام کی زکوٰۃ بھی دینی ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن۔

(واعلم ان الدیون عند الامام ثلاثة قوی ومتوسط وضعیف فتجب زکاتها اذا تم نصابا وحال الحول لکن لا فورا بل عند قبض اربعین درهما من الدین القوی کقرض وبدل مال تجارة الخ (درمختار علی الشامی ص ۴۲ ج ۲)

حولان حول | **سوال (۹۶)** حولان حول برائے وجوب زکوٰۃ از کدام وقت معتبر است۔

الجواب: حولان حول بعد تمام شدن نصاب معتبر است لان حولان الحول علی النصاب شرط لکونه سببا۔ شامی ص ۴۱ ج ۲۔ جمیل الرحمن۔

گوٹہ پر زکوٰۃ ہے یا نہیں | **سوال (۹۷)** بر گوٹہ ٹھپہ کہ سیم وزر دراں می باشد زکوٰۃ واجب است یا نہ؟

الجواب: بر گوٹہ ٹھپہ کہ سیم وزر دراں باشد زکوٰۃ دراں واجب ست (واللازم فی مضروب کل منهما ومعموله (درمختار) قال الشارح قوله ومعموله ای ما یعمل من نحو حلیة سیف او منطقة او لجام او سرج او الکواکب فی المصاحف والاوانی وغیرها اذا کانت تخلص بالاذابة (بحر شامی ص ۴۱ ج ۲) جمیل)

دوسرا باب

زکوٰۃ کی ادائیگی

روپے کے عوض اٹھنی چونی دینے سے بھی زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے

سوال (۹۸) ایک شخص کے ذمہ پانچ روپے زکوٰۃ کے واجب ہیں اس نے ادائے زکوٰۃ میں مثلاً دس اٹھنی یا بیس چونی نکال کر دی تو زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہو گئی[1]۔

نوٹ کے بارے میں وجوب اور ادائیگی زکوٰۃ کا کیا حکم ہے

سوال (۹۹) نوٹ کے بارے میں وجوب وادائے زکوٰۃ کا کیا حکم ہے۔

الجواب:- نوٹ جب کہ بقدر نصاب ہوں زکوٰۃ واجب ہے اور زکوٰۃ روپیہ سے ادا ہوگی۔ اگر نوٹ زکوٰۃ میں دیا گیا تو جس وقت وہ شخص اس کو روپیہ سے بدل لے گا اس وقت زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی[2]۔ فقط۔

---

[1] جس طرح روپیہ سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے اٹھنی چونی سے بھی ہوتی ہے اس لئے کہ یہ بھی رائج الوقت سکہ کے حکم میں ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔ [2] ہمارے اس دور (۱۹۶۲ء) میں نوٹ گو قانوناً حوالہ یا دینقہ ہے مگر عملاً اور عرف عام میں سکہ اور ثمن خلقی کے حکم میں ہے اس لئے کہ روپے کی کئی سال سے صورت بھی دیکھنے میں نہیں آئی سارا کاروبار اور سارے معاملات انہی نوٹوں سے انجام پاتے ہیں۔ لہٰذا خاکسار کی ذاتی رائے یہ ہے کہ نوٹوں سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ کوئی دس روپے کے نوٹ کے دس روپے تلاش کرے تو اس وقت نہیں مل سکتے ہیں۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

زکوٰۃ کی رقم چوری ہو گئی تو پھر دوبارہ زکوٰۃ نکالے

سوال (۱۰۰) ایک شخص نے زکوٰۃ مال کی نکالی اور مال زکوٰۃ ایک جگہ رکھدیا، وہاں سے کسی چور نے چرا لیا تو زکوٰۃ ادا ہو گئی یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں زکوٰۃ اس کی ادا نہیں ہوئی، پھر زکوٰۃ دینی چاہئے[1]

جو قرض تھوڑا تھوڑا آتا رہا اس کی زکوٰۃ کس طرح دی جائے

سوال (۱۰۱) زکوٰۃ اس قرض کی جو وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا آتا رہا ہے کس طرح دی جائے اور اگر دو سو میں سے پچاس وصول ہوئے بعد دو سال کے اور ۲۵ تین سال کے بعد، تو پچاس کی دو سال کی اور ۲۵ کی تین سال کی علیٰ ہذا القیاس۔ اسی طرح ادا کی جائے یا کس طرح۔ اور اگر مقروض نے روپیہ کے بدلہ میں غلہ وغیرہ دیدیا اور وہ اشیاء گھر میں خرچ ہو گئیں تو ان کی قیمت کی زکوٰۃ اسی طرح دو سال یا تین سال کی بھی دی جاوے یا کس طرح اور اگر قرض میں زمین دی گئی تو زکوٰۃ کا کیا حکم ہے۔

زکوٰۃ میں گھر کا کپڑا وغیرہ دینا کیسا ہے

سوال (۱۰۲) زکوٰۃ میں بجائے روپے غلہ یا کپڑا اپنے گھر سے دیوے بازار کے بھاؤ سے تو زکوٰۃ ادا ہوئی یا کیا، اور اگر بازار سے خرید کر دے تب کیا حکم ہے۔

الجواب:- (۱) جس وقت جس قدر قرض وصول ہوتا جاوے اس وقت تک کی مع پچھلے سالوں کے زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔ اگر قرض کے عوض غلہ وصول ہوا تو گذشتہ سالوں کی اصل قرض کی جس کے بدلہ میں غلہ آیا ہے زکوٰۃ دیوے[2]۔ آئندہ کو غلہ جو رد ئی

---

[1] ولا یخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء (درمختار) فلو ضاعت لاتسقط عنه الزکوٰۃ ولو مات کانت میراثاً عنه (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۵ ج ۲) ظفیر
[2] اعلم ان الدیون عند الامام ثلاثة قوی متوسط وضعیف فتجب زکاتها اذا تم نصاباً وحال الحول لکن لا فوراً بل عند قبض اربعین (بقیہ حاشیہ ص ۸۵)

زکوٰۃ نہیں ہے۔

اور اگر زمین قرض میں آئی تب بھی قرض وصول ہو گیا۔ گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ لازم ہوگی[۱]۔

(۲) دونوں صورتوں میں زکوٰۃ ادا ہو گئی، خواہ گھر سے غلہ و کپڑا وغیرہ حساب کر کے دیوے یا بازار سے خرید کر دیوے[۲]۔

مدرسہ کے مہتمم کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۰۳) مدرسہ دیوبند میں یا کسی اور اسلامی انجمن میں جب زکوٰۃ کا روپیہ بھیجا جاتا ہے، اس پر کسی مسکین مستحق کا قبضہ نہیں ہوتا بلکہ مہتموں کے قبضہ میں دی جاتی ہے اور وہ مہتمم بھی مسکین نہیں ہوتے، اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہ۔

الجواب:- مدارس میں جو رقم زکوٰۃ کی آتی ہے اس میں مہتمم مدرسہ ایسی صورت کر لیتے ہیں جس سے معطی کی زکوٰۃ ادا ہونے میں کچھ شبہ نہ رہے، وہ یہ کہ اس رقم زکوٰۃ کو اول کسی مسکین کو جو مصرف زکوٰۃ ہو دیدی جاتی ہے اور اس کی ملک کر دی جاتی ہے پھر وہ شخص مدرسہ کے مصارف کے لئے مہتمم مدرسہ کو دیدیتا ہے چونکہ زکوٰۃ میں تملیک مسکین ضروری ہے[۳] اسلئے

(بقیہ حاشیہ از صفحہ ۸۴) درهما من الدين القوي كقرض و مال تجارة فكلما قبض اربعين درهما يلزمه درهم (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوٰة المال ص ۴۷ و ص ۴۸ ج ۲) ظفیر۔

[۱] لو كان الدين على مقر الخ فوصل الى ملكه لزم زكوٰة ما مضى (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوٰة ص ۱۲ ج ۲) ظفیر [۲] وجاز دفع القيمة في زكوٰة وعشر وخراج وفطرة ونذر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوٰة الغنم ص ۲۹ ج ۲) ظفیر [۳] ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لا اباحة (در مختار باب المصرف) وحيلة التكفين بها التصدق على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذا في تعمير المسجد (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوٰة ص ۲ ج ۲) ظفیر

طریقہ مذکورہ پہلے ہی کرلیا جاتا ہے تاکہ کچھ شبہ نہ رہے۔ علاوہ بریں طلبہ ومساکین عمدہ
مصرف زکوٰۃ کے ہیں ان کی خوراک وپوشاک میں رقم زکوٰۃ صرف کرنا بلاشبہ درست ہے
اور مدارس میں زکوٰۃ کا روپیہ طلبہ ومساکین کے مصارف میں صرف ہوتا ہے۔ بہرحال
آپ کچھ تردد نہ کیجئے، بے تکلف رقم زکوٰۃ سے امداد طلبہ فرمائیے کہ اس میں اجر
مضاعف ہے۔ فقط۔

حرام کمائی میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۱۰۴) زید یا ہندہ نے ناجائز کمائی سے کچھ
مال حاصل کیا، اب وہ اپنے اس پیشہ سے تائب ہوگئے اور وہ اپنے مال سے زکوٰۃ صدقات
وخیرات نکالتے ہیں .... اور حلال کمائی سے ایک پیسہ نہیں تو کیا
اس کی یہ زکوٰۃ اور صدقات وغیرہ جائز ہوگا۔

الجواب:۔ مال حرام میں زکوٰۃ واجب ہونے یا نہ ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر
اس کے پاس دوسرا مال حلال بھی ہے اور اس میں حرام کو ملادیا تو امام صاحب کے نزدیک
زکوٰۃ اس پر لازم ہے اور اگر دوسرا مال حلال بقدر نصاب نہ ہو تو زکوٰۃ اس پر لازم نہیں
بلکہ وہ کل مال واجب التصدق ہے۔ یعنی جب کہ لوٹانا مالکوں یا ان کے وارثوں پر متعذر ہو۔
درمختار میں ہے ولو خلط السلطان المال المغصوب بماله ملكه فتجب الزكوة
فيه ويورث عنه الخ وهذا اذا كان له مال غير ما استهلكه بالخلط منفصل
عنه يوفي دينه والا فلا زكوة كما لو كان الكل خبيثا الخ اور شامی میں قنیہ
سے لو كان الخبيث نصابا لا يلزمه الزكوة لان الكل واجب التصدق
عليه فلا يفيد ايجاب التصدق ببعضه[1] الخ اور مسجد بنانا مال حرام سے درست
نہیں ہے اور مدرسہ میں طلبہ پر صدقہ کرنا بصورت نہ ملنے مالکوں کے یا ان کے ورثہ
کے درست ہے۔ فقط۔

[1] دیکھئے ردالمحتار ص ۳۳ ج ۲ و ص ۳۴ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔

نوٹ دینے سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۰۵) نوٹ چونکہ مال نہیں ہے اس بناء پر شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جس کے پاس صرف نوٹ ہی ہوں اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہونی چاہئے اور اگر نوٹ زکوٰۃ میں ادا کیا جائے تو زکوٰۃ ادا نہ ہو۔ اور اگر زکوٰۃ کا روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کیا اور اس پر مرسل الیہ کو نوٹ ملے تو زکوٰۃ ادا نہ ہونی چاہئے۔

الجواب:۔ زکوٰۃ اس وجہ سے واجب ہے کہ ان نوٹوں کی رقوم کا روپیہ خزانہ سرکاری میں موجود و مودع ہے جیسا کہ کسی کا روپیہ خزانہ میں ہو زکوٰۃ واجب ہوتی ہے[1]۔ اور نوٹ جو زکوٰۃ میں دیا جائے جس وقت اس کا روپیہ کر کے روپیہ پر قبضہ کر لیا گیا ہو تو زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے علیٰ ہذا۔ جس کو بذریعہ منی آرڈر بھیجا جاوے اور مرسل الیہ کو نوٹ وصول ہو تو جس وقت مرسل الیہ اس نوٹ کا روپیہ بھنا لیوے گا زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی عرض نوٹ وثیقہ ہے روپے کا[2]۔

(موجودہ وقت میں نوٹ کو روپیہ کی جگہ تسلیم کر لینا چاہئے، اس لئے کہ اب روپے کا رواج نہیں رہا۔ بھنانے کی شرط اس دور میں لگانا بے سود ہے، عرف عام نے نوٹ کو نادرنقد ملک روپیہ تسلیم کر لیا ہے۔ ظفیر)

زکوٰۃ کی رقم الگ کر دی تھی کچھ تقسیم کی اور کچھ چوری ہو گئی کیا حکم ہے

سوال (۱۰۶) ایک شخص نے زکوٰۃ نکالی اور نیت کر لی اور تقسیم کرنا شروع کیا۔ کچھ روپیہ تقسیم کر دیا تھا اور کچھ چوری ہو گیا۔ اب اس کی زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں۔

الجواب:۔ جس قدر روپیہ چوری ہوا، اس قدر روپیہ پھر دینا چاہئے[3]۔ فقط۔

---

[1] وکذا الودیعۃ عند غیر معارفہ (درمختار) فلو عند معارفہ تجب الزکوٰۃ (رد المحتار علی الدر المختار کتاب الزکوٰۃ ص ۔ ج ۲ ظفیر) [2] ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۱۵ ج ۲ ظفیر) [3] ومقارنۃ بعزل ما وجب کلہ او بعضہ ولا یخرج عن العہدۃ بالعزل بل بالاداء للفقراء (الدر المختار) فلو ضاعت لا تسقط عنہ الزکوٰۃ (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۵ ج ۲) ظفیر الصدیقی

غصب اور رشوت کے مال پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۱۰۶/۱) غصب ورشوت کے مال پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

الجواب :۔ وہ سب مال خیرات کرنا چاہئے جب کہ مالکوں اور ان کے وارثوں کا پتہ نہ لگے[1]۔ فقط۔ (اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ ظفیر)

حدیث کی کتابوں پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۱۰۷/۲) حدیث کی کتابیں جو ہزار یا پانچسو روپیہ کی ہوں زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

الجواب :۔ جو کتابیں تجارت کے لئے نہ ہوں بلکہ پڑھنے اور دیکھنے اور مطالعہ کے لئے ہوں ان میں زکوٰۃ نہیں ہے[2]۔ فقط۔

زکوٰۃ کی رقم بذریعہ رجسٹری بھیجی گئی مگر موصول نہ ہوئی کیا کیا جائے

سوال (۱۰۸) مبلغ دس روپے کا نوٹ بازکوٰۃ سے برائے امداد مظلومین سمرنا بصیغہ رجسٹری بھیجا گیا جب عرصہ تک رسید نہ آئی تو مکتوب الیہ کو بطور یاد دہانی لکھا گیا، وہاں سے جواب آیا کہ مجھکو یاد نہیں کہ بذریعہ رجسٹری تمہارا کوئی نوٹ آیا ہے، مکتوب الیہ بہت بڑے اور معتبر آدمی ہیں، ایسی حالت میں زکوٰۃ ادا ہوگئی یا دوبارہ دس روپے جمع کرنے ہوں گے

---

[1] لا فلا زکوٰۃ کما لو کان الکل خبیثاً کما فی النھر (درمختار) فی القنیۃ لو کان الخبیث نصابا لا یلزمہ الزکاۃ لان الکل واجب التصدق علیہ فلا یفید ایجاب التصدق ببعضہ اھ ومثلہ فی البزازیۃ (رد المحتار باب زکوٰۃ الغنم ص ۳۴/۲) ظفیر۔

[2] فلا زکوٰۃ علی مکاتب الخ ولا فی ثیاب البدن الخ وکتب العلم وان لم تکن لاھلہا اذا لم تنو للتجارۃ غیر ان الاھل لہ اخذ الزکوٰۃ وان ساوت نصابا الا ان تکون غیر فقہ وحدیث وتفسیر الخ وفی الاشباہ الفقیہ لا یکون غنیا بکتبہ المحتاج الیہا (الدرالمختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱/۲ وص ۱۱/۲) ظفیر۔

الجواب:- اس صورت میں وہ زکوٰۃ یعنی دس روپے کی رقم پھیر دینی چاہئے۔ فقط۔

بیوہ کا قرض اس نیت سے ادا کرنا کہ زکوٰۃ میں وضع کریں گا کیسا ہے

سوال (۱۰۹) ایک عورت بیوہ مستحق زکوٰۃ ہے اگر کوئی شخص اس عورت کا قرض اس نیت سے ادا کردے کہ آئندہ زکوٰۃ میں اس روپے کو وضع کرتا رہے گا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس طرح سے قرض ادا کر دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی بلکہ ادائے قرض کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ جس قدر روپیہ دینا ہو وہ روپیہ اس بیوہ کو دیکر اس کی ملک کردی جاوے پھر اس سے لیکر اس کے قرض میں دیدیا جاوے۔ اس طرح زکوٰۃ بھی ادا ہو جاوے گی اور قرض بھی ادا ہو جاوے گا۔[2]

مدرسہ میں روپیہ جمع کرانے سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۱۰) اوقاف میں بلکہ خاص مدارس اسلامیہ میں بغیر قبضہ کرانے طلباء وغیرہم کے کسی کی معرفت خزانہ میں یا خزانچی کے سپرد کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- زکوٰۃ اسی وقت ادا ہوگی جس وقت طلباء کو وہ رقم کسی صورت سے پہنچ جاوے، مثلاً کپڑا یا کھانا یا نقد ان کی ملک کردی جاوے اور مدارس میں اکثر ایسا کرلیا جاتا ہے کہ مہتمم مدرسہ و کارکنان مدرسہ اول ہی رقم زکوٰۃ کی تملیک کراکر خزانہ میں رکھتے ہیں تاکہ پھر حسب ضرورت صرف کرتے رہیں۔[3]

---

[1] ولا یخرج عن العہدۃ بالعزل بل بالاداء للفقراء (در مختار) فلو ضاعت لا تسقط عنہ الزکوٰۃ (رد المحتار کتاب الزکاۃ ص ۱۵/ ج ۲ ظفیر) [2] وحیلۃ الجواز ان یعطی مدیونہ الفقیر زکوٰتہ ثم یاخذھا عن دینہ (در مختار) قولہ حیلۃ الجواز ای فیما اذا کان لہ دین علی معسر الخ (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶/ ج ۲ ظفیر) [3] ولا یخرج عن العہدۃ بالعزل بل بالاداء للفقراء (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۵/ ج ۲) ظفیر۔

بلا طلب دینے سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۱۱۱) کوئی شخص زکوٰۃ کا روپیہ کسی مستحق کو بلا اس کے طلب کرنے اور کہنے کے دیدے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

الجواب: اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہو جائے گی کیونکہ جس کو زکوٰۃ دی جاوے اس پر ظاہر کر کے دینا ضروری نہیں ہے، البتہ وہ محل اور مصرف زکوٰۃ ہونا چاہئے[1]۔ فقط۔

جس قرض کے وصول کی امید نہ تھی دفعۃً مل گئی تو کیا کرے

سوال (۱۱۲) اگر قرض کے وصول کی امید نہ ہی ہو اور پھر مثلاً دس برس کے بعد وصول ہو جاوے تو پچھلے سالوں کی زکوٰۃ بھی واجب ہے یا نہیں۔

الجواب: جس وقت قرضہ وصول ہو جاوے اس وقت پچھلے سالوں کی زکوٰۃ بھی دینا واجب ہے اور جس سے وصول نہ ہوا اس کی زکوٰۃ اس وقت واجب نہیں لیکن اگر کبھی وصول ہو گیا تو پچھلے برسوں کی بھی زکوٰۃ دینا واجب ہے[2]۔ فقط۔

مشین کی قیمت پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۱۱۳) زید نے یک صد روپے کی مشین خریدی اس پر زکوٰۃ دینی چاہئے یا نہیں۔

الجواب: اس کی زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ (فلیس فی دور السکنی وثیاب البدن واثاث المنازل ودواب الرکوب وعبید الخدمۃ وسلاح الاستعمال زکوٰۃ وکذا طعام اھلہ وما یتجمل بہ من الاوانی اذا لم یکن من الذھب والفضۃ وکذا الآلات المحترفین (عالمگیری کتاب الزکوٰۃ مصری ج ۱ ص ۱۶۳)۔ ظفیر)

کرایہ کی نیت سے جو مکان خریدا اس کی زکوٰۃ

سوال (۱۱۴) زید نے ایک مکان خریدا

---

[1] وشرط صحۃ ادائہا نیۃ مقارنۃ لہ للاداء (الدر المختار) والمراد مقارنتہا للدفع الی الفقیر (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۴ ج ۲) ظفیر۔ [2] ولو کان الدین علی مقر ملئ او معسر او مفلس الخ نوصل الی ملکہ لزم زکوٰۃ ما مضی (ایضاً کتاب الزکوٰۃ ص ۱۲ ج ۲) ظفیر۔

نہ نیت تجارت اور نہ نیت سکونت بلکہ بہ نیت کرایہ چنانچہ وہ مکان کرایہ پر دیا جس کی آمدنی چھ سو روپے سالانہ ہے آیا زکوٰۃ آمدنی پر ہوگی یا مکان پر یا دونوں پر۔ اور یہ مکان عروض میں شامل ہوگا یا عقار میں یا سکنائی میں۔

الجواب: - کرایہ پر مکان چلانے کے لئے لینا یعنی کرایہ پر دینے کے لئے مکان خریدنا یہ بھی تجارت کے لئے ہی خریدنا ہے پس زکوٰۃ اس کی قیمت پر واجب ہوگی۔ درمختار میں ہے والاصل ان ماعدا الحجرین والسوائم انما یزکی بنیۃ التجارۃ بشرط عدم المانع المودی الی المثنی وھو کسب المال بالمال بعقد شراء او تجارۃ قولہ ماعدا الحجرین الخ وما عدا ماذکر کالجواھر والعقارات والمواشی العلوفۃ والعبید والثیاب والامتعۃ ونحو ذلک من العروض[۱]۔ شامی (قولہ مالم یبعہ) ای بوجرۃ الخ شامی[۲]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اجارہ پر دینے کیلئے خریدنا بھی تجارت کے لئے خریدنا ہے۔ فقط (خاکسار کے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے تفصیل حاشیہ پر دیکھیں۔ ظفیر)

لڑکا باپ کی طرف سے زکوٰۃ ادا کر دے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۵) ایک شخص پر زکوٰۃ فرض ہے اور اس کو ادا کرنا ناگوار ہے اور اس کا ایک لڑکا بالغ ہے وہ باپ کے پاس سے بذریعہ منی آرڈر منگا کر زکوٰۃ ادا کر دے، باپ کی طرف سے تو زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی یا نہیں۔

---

[۱] رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۸ ج ۲ ۱۲ ظفیر [۲] رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۷ ج ۲ ۔ کرایہ پر دینے کیلئے جو گھر خریدا جائے اس کی قیمت پر اصولاً زکوٰۃ نہیں ہونی چاہئے ولو اشتری قدورا من صفر یمسکھا ویواجرھا لا تجب فیھا الزکوٰۃ کما لا تجب فی بیوت الغلۃ الخ کذا فی فتاوی قاضیخان وکذا لک العطار لو اشتری القواریر۔ ولو اشتری جوالق لیواجرھا من الناس فلا زکوٰۃ فیھا لانہ اشتراھا للغلۃ لا للمبایعۃ کذا فی محیط السرخسی (باقی بر صفحہ ۹۲)

الجواب:- اس صورت میں باپ کی زکوٰۃ کے ادا ہونے کی یہ صورت ہے کہ بیٹا باپ سے اجازت لے لے کہ میں تمہاری طرف سے زکوٰۃ ادا کر دیا کروں یا یہ کہ روپیہ منگانے کے بعد یا پہلے اس کو اطلاع کر دے اور اجازت لیلے اور اگر روپیہ منگانے سے پہلے اجازت طلب کرنے میں احتمال ہو کہ باپ شاید اجازت نہ دے تو روپیہ منگانے کے بعد اس کو اطلاع کرے اور اجازت طلب کرے کہ میں آپ کی طرف سے زکوٰۃ ادا کرتا ہوں اس کے بعد محتاجوں کو باپ کی طرف سے زکوٰۃ کی نیت سے وہ رقم دیدیوے۔[1]

زکوٰۃ دینے والا فقیر سے کہے کہ لندیہ رقم میرے بیٹے کو دیدو تو زکوٰۃ ادا ہو گئی یا نہیں

سوال (۱۱۶) اگر عوام یہ حیلہ کریں کہ کسی مصرف زکوٰۃ کو زکوٰۃ دے کر یہ کہے کہ تم میرے بیٹے کو لٹد دیدو تو انھیں اس حیلہ کی اجازت ہو گی یا نہیں:- اور زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی یا نہیں۔

الجواب:- یہ حیلہ جائز ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی۔ کذا فی الدر المختار۔[2]

زکوٰۃ نکال کر علیحدہ کر دے اور بتدریج خرچ کرے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۷) اگر زکوٰۃ نکال کر علیحدہ رکھ لی جائے بطور امانت کے اور پھر اسکو آہستہ آہستہ مستحق اشخاص کو دیتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

اگر زیادہ خرچ ہو جائے تو زیادہ آئندہ کی زکوٰۃ میں محسوب ہوگا یا نہیں

سوال (۱۱۸) اگر اس رقم سے زائد خرچ ہو جاوے تو اس زیادہ خرچ شدہ رقم کو آئندہ سال کی زکوٰۃ میں

(بقیہ حاشیہ از صفحہ ۹۱) (عالمگیری مصری فصل ثانی فی العروض ص۱۶۸ ج۱) معلوم ہوا کہ آنی کیلئے خریدنا تجارت میں داخل نہیں بلکہ بیچنے کے لئے خریدنا تجارت ہے۔ واللہ اعلم۔ ظفیر)۔

[1] وشرط صحة ادائها نية مقارنة له ای للاداء ولو كانت المقارنة حكما كما لو دفع بلا نية ثم نوى الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص۱۴ ج۲) ظفیر

[2] وحيلة التكفين التصدق بها على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذا في تعمير المسجد (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص۱۶ ج۲) ظفیر۔

محسوب کرسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: (۱) یہ جائز ہے کذا فی الدر المختار۔[۱]

(۲) اگر زاید رقم بہ نیت زکوٰۃ دیگئی تو وہ سال آئندہ کی زکوٰۃ میں محسوب ہوجاویگی کما فی الدر المختار ولو عجل ذو نصاب زکوٰتہ سنین او لنصب صح[۲]۔ الخ

قرض کی زکوٰۃ اگر ادا کرتا ہے تو ادا ہوگی یا نہیں

سوال (۱۱۹) زید نے بکر کو پانچسو روپیہ قرض دیا اور اس کی زکوٰۃ سالانہ ادا کرتا ہے کیا زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے یا وصول ہونے پر کل مدت کی زکوٰۃ لازم ہوگی۔

الجواب:

ادا ہوجاتی ہے[۳]۔ الخ فقط

آلات پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۱۲۰) آلات پر زکوٰۃ ہے یا نہیں جیسے سلائی کی مشین وغیرہ۔

الجواب: آلات محترفین پر زکوٰۃ نہیں ہے جیسا کہ درمختار میں ہے ولکن الاٰلات المحترفین[۴]۔ الخ فقط

جو مکان سال میں چھ ماہ کرایہ پر چلے اس کا کیا حکم ہے

سوال (۱۲۱) جو مکان مسکونہ

---

[۱] او مفارقتہ بعزل ما وجب کلہ او بعضہ ولا یخرج عن العھدۃ بالعزل بل بالاداء للفقراء (ایضاً ص $\frac{15}{2}$) [۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب زکوٰۃ الغنم ص $\frac{36}{2}$) ظفیر

[۳] ولو عجل ذو نصاب زکوٰتہ لسنین او لنصب صح لوجود السبب الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب زکوٰۃ الغنم ص $\frac{36}{2}$) ولو کان الدین علی مقر الخ فوصل الی ملکہ لزم زکوٰۃ ما مضی (کتاب الزکوٰۃ ص $\frac{12}{2}$) اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ سال بسال نہ دیتا رہا تو مزید دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر [۴] ولا زکوٰۃ فی ثیاب البدن الخ ولکن الاٰلات المحترفین (ایضاً ص $\frac{10}{2}$ و ص $\frac{11}{2}$) ظفیر۔

یا دوکان سکونت ذاتی وغیرہ سے بالکل خالی رہتی ہے یا سال بھر میں تخمیناً چھ ماہ کرایہ پر بھی چڑھ جاتی ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں[1]۔

دلالی کے پیشہ سے جو رقم جمع کی اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۱۲۲) زید دلالی کرتا ہے اور مشتری سے کہتا ہے فلاں عـ۸ دیتا ہے مگر میں نے اس کو نہیں دی۔ مشتری اس ترغیب سے خرید لیتا ہے اور زید کو اجرت دلالی کی دیدیتا ہے، زید کے پاس ایسی اجرت سے بقدر نصاب روپیہ جمع ہوگیا ہے تو زید پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں زید جھوٹ بولنے کی وجہ سے گنہگار رہا اور حدیث شریف میں ہے کہ ایسی بیع میں برکت نہیں ہوتی لیکن زید اس ثمن کا مالک ہوجاتا ہے[2] اور زکوٰۃ لازم ہوگی[3] فقط۔

جھوٹی دلالی سے جو مال جمع کیا اس پر زکوٰۃ ہوگی یا نہیں

سوال (۱۲۳) زید نے عمر سے کہا کہ بکر کا مال ہے خالد اس کے بیس روپے دیتا تھا مگر میں نے اس کو نہیں دیا، درحقیقت خالد پندرہ روپے دیتا تھا۔ عمر نے اس ترغیب سے مال خرید لیا اور ہم

---

[1] فلا زکوٰۃ علی مکاتب الخ واثاث المنزل ودور السکنی ونحوها (درمختار) کالحوانیت والعقارات (ردالمحتار کتاب الزکاة ص ۱۰ ج ۲) ظفیر۔

[2] واما الدلال فان باع العین بنفسه باذن ربها فاجرته علی البائع وان سعی بینهما وباع المالک بنفسه یعتبر العرف (درمختار) فتجب الدلالة علی البائع او المشتری او علیهما بحسب العرف (جامع الفصولین) (ردالمحتار کتاب البیوع فصل فیما یدخل فی البیع تبعا قبیل مطلب فی حبس المبیع الخ ص ۵۷ ج ۴) ظفیر۔

[3] الزکوٰة واجبة علی الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابا تاما وحال علیه الحول (ہدایہ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶۷ ج ۱) ظفیر۔

دلالی کے دیا کیجیے، زید کے پاس اسی طریقہ سے قابل زکوٰۃ کے مال جمع ہو گیا تو زید کے ذمہ زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

الجواب واجب ہے[1]۔

مہتمم مدرسہ کے حوالہ کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو گئی یا نہیں

سوال (۱۲۴) مہتمم کے حوالہ کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں۔

الجواب:- مہتمم کے حوالہ کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی جس وقت مستحقین کو پہنچے گی اس وقت زکوٰۃ ادا ہوگی[2]۔ (منتظمین، ارس حیلہ تملیک کے بعد خزانہ میں جمع کرتے ہیں حیلہ کے وقت زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ ظفیر)

ایک چیز کی قیمت لگا کر زکوٰۃ میں دی بعد میں قیمت زیادہ لگی تو کیا حکم ہے

سوال (۱۲۵) ایک شخص نے ایک کرتہ زکوٰۃ میں دیا، اور اس کی قیمت دینے کے وقت آٹھ آنے لگائے، دینے کے بعد معلوم ہوا کہ اس کی قیمت بارہ آنے ہے تو اس صورت میں بارہ آنے زکوٰۃ میں محسوب ہو سکتے ہیں یا نہ۔

الجواب:- ظاہر ہے کہ اگر وہ کرتہ معطیٰ لہ کے پاس موجود ہو تو بارہ آنے زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔ فقط

کرایہ کے مکان پر زکوٰۃ

سوال (۱۲۶) کرایہ کے جو مکانات ہیں ان کے کرایہ پر زکوٰۃ ہے یا ملکیت پر۔

قرضہ کی زکوٰۃ بعد وصولی

سوال (۱۲۷) قرضہ جو قابل وصول ہے اس پر بھی زکوٰۃ دی جاتی ہے یا قرضہ کے وصول پر؟ اور جو قرضہ فی الحال قابل وصول ہے لیکن شاید کچھ عرصہ کے بعد غیر قابل وصول ہو جائے، یا بعض قرضہ اقساط کے ساتھ وصول ہو اس کے واسطے

---

[1] الزکوٰۃ واجبۃ علی الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابا تاما وحال علیہ الحول (ہدایہ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶۷ / ۱) ظفیر۔

[2] اوف [illegible] مثل الدفع للوکیل ثم دفع الوکیل ملائیۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص [illegible]) ظفیر۔

کیا ارشاد ہے۔

الجواب:۔ (۱) کرایہ پر زکوٰۃ ہے جب کہ کرایہ بقدر نصاب ہو یہ سال بھر کے زکوٰۃ واجب ہوگی۔

(۲) بعد وصول قرضہ کے زکوٰۃ دینا واجب ہوتا ہے لیکن اگر قبل از وصول دیدی جاوے تو یہ بھی جائز ہے۔ جو قرضہ اب قابل وصول ہے اور بعد میں شاید قابل وصول نہ رہے اسمیں بھی یہی حکم ہے جو گذرا کہ زکوٰۃ کا ادا کرنا واجب اسی وقت ہوتا ہے جب وصول ہوجاوے لیکن اگر فی الحال دیدے گا تب بھی درست ہے۔ اور قرض اگر باقساط وصول ہو تو جس قدر وصول ہوتا جاوے اس کی زکوٰۃ ادا کرتا رہے اور اگر ایک دفعہ کل کی زکوٰۃ دیدے خواہ پہلے یا پیچھے یہ بھی درست ہے[۲]۔ فقط۔

زکوٰۃ کی رقم جو چوری ہوگئی اس کا کیا حکم ہے

سوال (۱۲۸) ایک شخص نے ماہ رمضان میں زکوٰۃ نکالی، کسی قدر اس میں سے تقسیم کردی اور کچھ روپیہ رکھ لیا، اس غرض سے کہ وقتاً فوقتاً دیتا رہوں گا۔ اور ایک جگہ روپیہ رکھدیا۔ کچھ اس میں سے چوری ہوگیا اور کچھ رکھ کر بھول گیا اب اس کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ اس قدر زکوٰۃ پھر ادا کرے[۳]۔ فقط

جائز و ناجائز ملی ہوئی رقم کی زکوٰۃ کس طرح دی جائے

سوال (۱۲۹) زید روزگار پیشہ ہے اور راشی بھی ہے زید مال رشوت میں اصل تنخواہ کا روپیہ جمع کرتا رہا اور ایک رقم

---

[۱] ولا فی ثیاب البدن واثاث المنزل ودور السکنیٰ ونحوها (درمختار) قوله نحوها ای کثیاب البدن الغیر المحتاج الیها وکالحوانیت والعقارات (ردالمحتار ص ۱۴ ج ۲) ولو کان الدین علی مقر ملئی (الی قوله) فوصل الی ملکه لزم زکوٰة مامضی (الدرمختار) ظفیر

[۲] وشرط صحة ادائها نیة مقارنة له (الی قوله) او مقارنة بعزل ما وجب کله او بعضه ولا یخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء (درمختار) فلو ضاعت لا تسقط عنه الزکوٰة (ردالمحتار ص ۱۵ ج ۲) ظفیر

کثیر ہو گئی مگر اندازاً یہ یاد ہے کہ مال رشوت بھی رقم میں زیادہ ہے تو زید پر اس کل مال کی زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہ؟ اور جب دونوں قسم کا مال مخلوط ہو گیا ہو گیا تو اب روپیہ میں سے بقدر ضرورت لیکر حج کر سکتا ہے یا نہ جب کہ زید کو اس کا علم ہے کہ تنخواہ کا روپیہ بقدر صرف حج ہے؟

الجواب: - امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ مال حرام کو اپنے مال حلال مثلاً تنخواہ کے روپے میں ملا دینے سے کل کی زکوٰۃ واجب ہوگی بشرطیکہ اس کی تنخواہ کا روپیہ اس قدر ہو کہ اس مال حرام کا معاوضہ ان لوگوں کو جن سے لیا ہے یا ان کے ورثہ کو دے سکے یا اس کو ادا کر کے باقی بقدر نصاب بچے۔ اور جب کہ اکثر مال حرام ہے تو زکوٰۃ واجب نہیں[۱] بلکہ اس رقم حرام کا کل کا صدقہ کرنا بصورت نہ ہونے لوٹانے کے مالکوں کو لازم ہے۔ اور اگر تنخواہ کی رقم اس قدر ہے کہ اس سے حج کر سکتا ہے تو اس کو علیحدہ کر کے اس سے حج کر لے، یہ درست ہے[۲]۔ فقط

جس سے زکوٰۃ کی رقم تقسیم کرنے کو کہا اس نے خود خرچ کر لی

سوال (۱۳۳) زید نے عمرو کو لکھا کہ زکوٰۃ کا روپیہ فلاں فلاں کو تقسیم کر دینا، عمرو نے وہ روپیہ زکوٰۃ خود لے لیا اور صرف کر لیا۔ اگر زید اب اجازت دیدے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہ؟ -

الجواب: - در مختار میں ہے وللوکیل ان یدفع لولدہ الفقیر وزوجته

---

[۱] ولو خلط السلطان المال المغصوب بماله ملكه فتجب الزكوٰة فيه ويورث عنه (الى قوله) وهذا اذا كان له مال غيرما استهلكه بالخلط منفصل عنه يوفى دينه والا فلا زكوٰة كما لو كان الكل خبيثاً (در مختار) فى القنية لو كان الخبيث نصابا لا يلزمه الزكوٰة لان الكل واجب التصدق عليه فلا يفيد ايجاب التصدق ببعضه ۵۱ (رد المحتار باب زكوٰة الغنم ص۳۳ ج۲)

[۲] ويجتهد فى تحصيل نفقة حلال فانه لا يقبل بالنفقة الحرام كما ورد فى الحديث مع انه يسقط الفرض عنه معها الخ۔ (رد المحتار مطلب فى من حج بمال حرام ص۱۹۱ ج۲) محمد ظفير

حیث شئت وفی الشامی وھذا حیث لم یأمرہ بالدفع الی معین الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہرگاہ زید نے معین کر دیا تھا کہ فلاں لا لنفسہ الا اذا قال لہ ضعہا حیث شئت وفی الشامی وھذا حیث لم یأمرہ بالدفع الی معین الخ۔

فلاں کو زکوٰۃ دینا تو اس صورت میں عمر کو اس کا خلاف کرنا درست نہیں ہے اور خود رکھ لینے اور صرف کر لینے میں زکوٰۃ زید کی ادا نہیں ہوئی اس کے ذمہ ضمان اس روپیہ کی واجب ہے اور جو صرف کر لینے کے زید کو ... رکھنا کافی نہیں ہے اور اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی[1] فقط۔

ڈگری کے ذریعہ جو مال ملے اس کی زکوٰۃ کب سے واجب ہوگی

سوال (۱۳۴) زید ایک موضع کا مالک و قابض و متصرف تھا حاکم وقت نے کسی وجہ سے وہ موضع زید سے چھین کر عمر کو دیدیا، عمر نے زید کو کسی قدر زمین کا پٹہ کاشت کے لئے اسی سالہ کر دیا جو اس کی اولاد کاشت کرتی رہی پھر عمر نے اولاد زید کو بے دخل کرا دیا اور کئی سال تک اس کی پیداوار کھاتا رہا بالآخر ورثہ زید نے اپنی ملکیت قدیم اور پٹہ کے قایم ہونے کا ثبوت عدالت میں دیا اور اسی قدر اراضی کی ملکیت کی ڈگری پائی۔ نیز جتنے سال عمر کا قبضہ رہا اور وہ پیداوار اراضی کھاتا رہا اس کے زر واصلات کی ڈگری بھی ورثہ زید کو ملی منجملہ ورثاء زید کے مساۃ بیوہ ہے جو واجب نصاب نہیں اور مصرف زکوٰۃ ہے اس کو بہت سا حصہ اراضی اور زر واصلات کا ملنے والا ہے جو اجراء ڈگری پر حاصل ہو جاوے گا۔ اب یہ امر قابل استفسار ہیں۔

(الف) زر واصلات مساۃ کو مقدار نصاب سے بہت زیادہ وصول ہوگا۔ پس اس کی زکوٰۃ مساۃ مذکورہ پر روز وصول زر سے واجب ہوگی یا گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی دینا چاہئے اور چونکہ پیداوار اراضی سے یہ کل رقم مساۃ کو یکمشت نہ ملتی بلکہ فصل فصل پر یا سالانہ پس سالہائے گذشتہ کی زکوٰۃ اسی حساب سے دیوے کہ جس قدر رقم جس قدر مدت وقت وصول رقم سے منصور ہو سکے یا کس طرح؟ ص ۹۷

---

[1] دیکھئے ردالمحتار علی ہامش ردالمحتار ص ۳۲ ج ۲ کتاب الزکوٰۃ ۱۲ ظفیر۔

(ب) ایسی صورت میں کہ مسماۃ کو اجرائے ڈگری کے تین سال ہیں اور نہیں معلوم کہ کل حصہ وصول ہو یا جزء یا بالکل نہ ہو۔ مسماۃ مصرف زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ الف:۔ جس وقت سے ڈگری ہوئی مسماۃ کے ذمہ زکوٰۃ روپیہ واجب شدہ کی اسی وقت سے لازم ہوگی اور ادائے زکوٰۃ بعد وصول روپیہ لازم ہوگی۔

(ب) اور وہ مسماۃ بعد ڈگری محل زکوٰۃ نہیں رہی اگر ضرورت ہو قرض لیوے بعد وصول روپیہ قرض ادا کر دیوے اور بقدر قرض میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔ قال فی الدر المختار ومغصوب لا ای ولا تجب فی مغصوب) لا بینة علیہ فلو بینة تجب لما مضی قال الشامی ای تجب بعد قبضہ من الغاصب لما مضی من السنین قال وینبغی ان یجری ھنا ما یاتی مصححا عن محمد من انہ لا زکوٰۃ فیہ لان البینة قد لا تقبل فیہ اھ شامی ص $\frac{11}{۲ج}$ ۔

گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ ضروری ہے یا نہیں

سوال (۱۳۰) پچھلے سالوں کی زکوٰۃ دینا ضروری ہے یا نہیں؟

(ب) رہنے کے گھر کے علاوہ دوسرے دو تین مکان ہیں ان کی زکوٰۃ دینا چاہیے یا نہیں اور دی جائے تو کس حساب سے؟۔

(ج) قرضہ جو وصول ہوتا ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟۔

(د) ایک شخص نہ نماز پڑھتا تھا نہ زکوٰۃ دیتا تھا۔ اب وہ زکوٰۃ دینا چاہتا ہے کیونکر دے؟ اور سال گذشتہ کی زکوٰۃ کس طرح ادا کرے؟۔

الجواب:۔ الف:۔ پچھلے سالوں کی زکوٰۃ دینا ضروری ہے۔

(ب) ان مکانوں کی قیمت میں زکوٰۃ نہیں ہے اگر کرایہ بقدر نصاب حاصل ہو کر اس پر سال بھر گذر جاوے اس روپے پر زکوٰۃ آوے گی۔

(ج) قرضہ جب وصول ہو اس کی زکوٰۃ دینا چاہیے۔

(د) جب کہ اس کے مال پر سال گذر چکا ہو اور مال بقدر نصاب ہے تو فوراً زکوٰۃ دینا چاہئے اور پچھلے سالوں کی بھی جب سے مال ہے زکوٰۃ دینا لازم ہے فقط۔

(الف) فانه دين فى ذمته قال فى الدر المختار ص۱۴ ج۲ على هامش الشامى فى بيان شرائط وجوب الزكوٰة فارغ عن دين له مطالب من جهة العباد سواء كان الله كزكاة الخ

(ب) ومنها (اى من شرائط وجوب الزكوٰة) كون النصاب نامياً فتاوىٰ عالمگيريه ص۱۷۱ ج۱)

(ج) ولو كان الدين على مقر ملى او على معسر (الى) فوصل الى ملكه لزم زكوٰة ما مضى (در مختار على الشامى ص۱۳ ج۲ و تفصيل الديون مع احكامها مذكور فى موقعه ظفير الدين)

سوال (۱۳۱) زکوٰۃ کی نیت کیا ہوا روپیہ کھو یا جاوے یا کوئی چرالیوے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا پھر ادا کرنی پڑے گی؟

> جو روپے زکوٰۃ کی نیت سے رکھے ہوں اگر وہ غائب ہو جائیں تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں

الجواب:- زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر ادا کرنی چاہئے[۱]۔ فقط۔

> رمضان کے علاوہ مہینوں میں زکوٰۃ نکال سکتے ہیں یا نہیں

سوال (۱۳۲) رمضان شریف کے علاوہ مہینوں میں بھی زکوٰۃ نکال سکتے ہیں یا نہیں؟۔

الجواب:- رمضان شریف کے علاوہ اور مہینوں اور دنوں میں زکوٰۃ دینا درست ہے، رمضان شریف کی اس میں کچھ تخصیص نہیں ہے، بلکہ جس وقت سال بھی مال پر پورا ہو اسی وقت زکوٰۃ دینا بہتر ہے۔ البتہ جن کا سال رمضان شریف میں پورا ہو وہ رمضان شریف میں دیدیں۔ یہ ضرور ہے کہ رمضان شریف میں زکوٰۃ دینے میں ثواب ستر گونا زیادہ ہوتا ہے

---

[۱] ولا يخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء (در مختار) فلو ضاعت لا تسقط عنه الزكوٰة (رد المحتار كتاب الزكوٰة ص۱۵ ج۲) ظفير۔

اس لئے اکثر لوگ اپنا حساب مال کا رمضان شریف میں ہی کرتے ہیں۔

گھر کے آدمی بہ زکوٰۃ کی نیت سے خیرات کردی تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں

سوال (۱۳۹) جس شخص کو زکوٰۃ دینی ہو اگر اس کے گھر کے آدمی کچھ بہ نیت زکوٰۃ کسی کو دیں اور مالک کو اطلاع دیں تو چونکہ وہ لینے والے کے ہاتھ سے خرچ ہو چکا ہوگا بوقت اطلاع مالک کے وہ زکوٰۃ میں محسوب ہو سکتا ہے یا نہ اور گھر والوں نے کسی کو کچھ قرض دیا اور مالک نے بوقت اطلاع اس میں زکوٰۃ کی نیت کرلی تو وہ زکوٰۃ میں محسوب ہوگا یا نہ۔

الجواب:- اگر مالک نے پہلے سے اپنے گھر کے آدمیوں کو اجازت دے رکھی ہے زکوٰۃ کے ادا کرنے کی تب تو جس وقت اس کے گھر کے آدمیوں نے بہ نیت زکوٰۃ کسی کو کچھ دیا زکوٰۃ ادا ہوگئی اور اگر ایسا نہیں تو پھر مالک کے اجازت دینے تک اگر وہ روپیہ اسکے پاس موجود ہو جس کو دیا گیا تو نیت زکوٰۃ صحیح ہوگی اور زکوٰۃ ادا ہوگی اور اگر خرچ ہوگیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور قرض دیئے ہوئے روپیہ میں نیت زکوٰۃ کی صحیح نہیں ہے ایسی صورت میں فقہاء نے لکھا ہے کہ اس سے وصول کر کے پھر بہ نیت زکوٰۃ اس کو دیدے[1]۔ فقط۔

زکوٰۃ کی رقم بذریعہ منی آرڈر بھیجنے سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں

سوال (۱۴۰) زید مدرسہ عالیہ دیوبند کو مبلغ چند روپے[2] بمد زکوٰۃ دینا چاہتا ہے اگر بذریعہ منی آرڈر بھیجے تو ادائے زکوٰۃ میں کچھ خرابی تو نہیں۔

الجواب:- بذریعہ منی آرڈر بھیج دینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ مہتمم صاحب کو لکھ دیوے کہ یہ زکوٰۃ کا روپیہ ہے۔

حیلہ سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں

سوال (۱۴۱) حیلہ مذکورہ سے زکوٰۃ معطی ادا ہوجاوے گی یا نہیں۔

---

[1] وشرط صحۃ ادائہا نیۃ مقارنۃ لہ ای للاداء ولو کانت المقارنۃ حکما کما لو دفع بلا نیۃ ثم نوی والمال قائم فی ید الفقیر الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۴ ج ۲ ظفیر)

اگر زکوٰۃ نہ ادا ہوگی تو اس کا ضمان صرف کرنے والے پر ہوگا یا نہیں۔

اراکین مدرسہ کیسے ہوں

سوال (۱۴۲) اسلامی مدارس کے اراکین پابند صوم وصلوٰۃ ہونے چاہئیں اور وضع قطع ان کی موافق شرع شریف ہونی چاہئے یا نہیں۔

ظاہر حال جن کا خلاف شرع ہو وہ اراکین مدرسہ ہوسکتے ہیں یا نہیں

سوال (۱۴۳) جو لوگ پابند صوم وصلوٰۃ ہیں اور ظاہر حال ان کا خلاف شرع ہو وہ اسلامی مدارس کے ارکان شرعاً ہوسکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:- (۱) ادا ہوگئی۔[1]

(۲) جب کہ زکوٰۃ ادا ہوگئی ضمان کسی پر واجب نہ ہوگی۔

(۳) وہ لوگ باشرع ہونے چاہئیں۔

(۴) ایسے لوگوں کو اراکین مدارس بنانا درست نہیں ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی مذکورہ صورت میں نہیں ہوئی

سوال (۱۴۴) زید نے عمر سے زکوٰۃ کے لئے کہا کہ کچھ روپیہ زکوٰۃ کا دیدو میں مدرسہ یا طلبہ کے خرچ میں لگا دوں گا، عمر نے زید کے کہنے سے کچھ روپیہ دیدیا اور کوئی تفصیل بیان نہیں کی۔ اتفاق سے زید کو روپے کی ضرورت اپنے خرچ ذاتی کے لئے ہوئی، جو روپیہ زکوٰۃ آیا ہوا رکھا تھا بطریق قرض لیکر خرچ کرلیا اور بعد چند ایام کے اس کی طرف سے نیت زکوٰۃ کی کرکے مدرسہ میں دیدیا زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں؟ اگر زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی تو اب کس طریق سے ادا کی جاوے؟ جو روپیہ بہ نیت زکوٰۃ دیا ہو اس کا کیا حکم ہے؟ اور زید میں اس قدر قوت نہیں ہے کہ عمر کی ملک روپیہ کردے۔ البتہ وہ عمر سے یہ کہہ سکتا ہے کہ روپیہ تمہارا زکوٰۃ کا خرچ ہوگیا تھا اور روپیہ تمہاری طرف سے دے دیا ہے۔

---

[1] وحیلۃ التکفین بہا التصدق علی فقیر ثم ھو یکفن فیکون الثواب لہما وکذا فی تعمیر المسجد الخ (درمختار کتاب الزکوٰۃ) ظفیر۔

ادائیگی زکوٰۃ کی ایک صورت

سوال (۱۳۵) زید نے عمرو کو کچھ روپیہ چند اشیاء خریدنے کے لئے دیا۔ اس میں کچھ اشیاء خرید کر بھیجدیں اور باقی روپے کو اپنے ذاتی خرچ میں لگالیا۔ جس وقت روپیہ دیا تھا کوئی ذکر اس روپے کا نہیں آیا تھا کہ تم کو ضرورت ہو خرچ کرلینا لیکن اگر اس وقت ذکر آتا تو چونکہ معاملہ واحد ہے غالباً انکار نہ کرتے زید نے باقیماندہ روپے کو یہ کہلا بھیجا کہ جس قدر روپیہ بچا ہوا ہے وہ زکوٰۃ میں شمار کریں اور مد زکوٰۃ میں خرچ کریں اس کے لکھنے پر جواب آیا کہ مد زکوٰۃ میں دیا گیا ہے۔ اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں؟۔

زکوٰۃ کا روپیہ اپنی ضرورت میں خرچ کرلیا پھر ادا کردیا

سوال (۱۳۶) ماہ رمضان میں زکوٰۃ کا روپیہ علیحدہ رکھ دیا بعد چند ایام کے اس کو اپنی ضرورت میں خرچ کرلیا پھر بہ نیت زکوٰۃ ادا کرلیا۔ یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟ اور زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں؟ اور ثواب مہینہ رمضان کا ہوگا یا نہیں؟۔

زکوٰۃ کے روپے بطور قرض خرچ کردیئے

سوال (۱۳۷) زید نے چند جگہ سے زکوٰۃ کا روپیہ جمع کیا اور اپنے خرچ میں بطریق قرض لے کر خرچ کیا۔ زید صاحب نصاب ہے لیکن اس قدر طاقت نہیں کہ دفعتاً روپیہ زکوٰۃ کا ادا کرے۔ روپیہ زکوٰۃ اس طریق سے ادا کر رہا ہے کہ کچھ ماہوار اپنے خرچ میں سے کم کرکے زکوٰۃ میں دیتا ہے۔ اس طریق سے زکوٰۃ دونوں کی ادا ہوجائے گی یا نہیں؟ یا جو صورت ادائیگی کی ہو شرعاً اس سے مطلع فرماویں۔

زکوٰۃ میں حیلہ

سوال (۱۳۸) اکثر مدارس میں چندہ دوامی بہت کم ہے اور مد زکوٰۃ وصدقہ واجبہ مثل کفارہ وچرم قربانی وغیرہ وغیرہ جمع ہوتا ہے چونکہ چندہ دوامی سے مدرسین کی تنخواہ پوری نہیں ہوتی اور زکوٰۃ کا روپیہ جمع ہوتا ہے۔ اس لئے اراکین مدرسہ نائب مہتمم سے اس طرح حیلہ کراتے ہیں کہ کسی غریب شخص کو وہ روپیہ دیکر مالک بنادیتے ہیں اور اس سے یہ کہدیتے ہیں کہ تم اپنی طرف سے مدرسہ میں دیدو۔ اس طرح حیلہ کرکے زکوٰۃ کا روپیہ مدرسین کی تنخواہ میں صرف کرسکتے ہیں یا نہیں؟۔

الجواب: (۱) اس صورت میں عمر کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، زید کو عمر کا روپیہ دینا چاہیئے اور اب بعد خرچ ہو جانے روپے کے عمر سے اجازت لے لینا مفید سقوط زکوٰۃ نہیں ہے۔ قولہ والمال قائم فی ید الفقیر بخلاف ما اذا نوی بعد ھلاکہ الخ بحر۔ شامی۔

(۲) اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ (درمختار میں ہے وشرط صحۃ ادائہا نیۃ مقارنۃ لہ ای للاداء ولو کانت المقارنۃ حکما ...... او نوی عند الدفع للوکیل ثم دفع الوکیل بلا نیۃ (شامی ص ۱۴ ج ۲)

(۳) یہ فعل جائز ہے اور زکوٰۃ ادا ہو گئی مگر ماہ رمضان المبارک میں دینے کا ثواب نہیں ہوا۔ (درمختار میں ہے وشرط صحۃ ادائہا نیۃ مقارنۃ لہ ای للاداء ولو کانت المقارنۃ حکما۔ شامی ص ۱۴ ج ۲۔ ظفیر)

(۴) پہلے زکوٰۃ دینے والوں سے یہ صورت بیان کرنے پھر ان کی اجازت کے بعد ان کی طرف سے زکوٰۃ دیا کرے تو ادا ہو جائے گی۔[1]

(۵) یہ حیلہ درست ہے اور بعد اس حیلہ کے تنخواہ مدرسین میں خرچ کرنا اس روپے کا جائز ہے اور جس قدر روپے کا حیلہ چاہے ایک وقت کرے اس میں قدر نصاب کی شرط لازمی نہیں ہے صرف اولیٰ غیر اولیٰ کا فرق ہے اور حیلہ کرنے والوں اور کرانے والوں کو کچھ گناہ نہیں، نیت صالحہ پر ثواب کی امید ہے۔[2] فقط

---

[1] قال فی التتارخانیۃ الا اذا وجد الاذن او اجازہ المالکان اھ ای اجازا قبل الدفع الی الفقیر (رد المحتار ص ۱۴ ج ۲ ظفیر)

[2] وحیلۃ التکفین بہا التصدق علی فقیر ثم ھو یکفن فیکون الثواب لہما وکذا فی تعمیر المسجد (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۱۴ ج ۲) ظفیر۔

تیسرا باب

جانوروں کی زکوٰۃ

زراعت یا دودھ کے لئے جانور جو ہیں کیا ان پر زکوٰۃ ہے

سوال (۱۴۵) زراعت کے لئے کوئی شخص جانور پالے اور ان کے ساتھ گائے بھینس بھی متعدد رکھے تاکہ ان کے دودھ سے اہل و عیال کو غذا ہو اور بچے ان کی زراعت میں کام آویں تو کیا ایسے جانوروں کی ہر سال زکوٰۃ نکالنی چاہئے جب کہ جانور وسیع جنگل میں رکھے گئے ہیں اور سرکار میں اس اراضی کا مقررہ محصول ادا کیا جاتا ہے۔

الجواب: زراعت کے لئے جو جانور پرورش کئے گئے ہوں اگرچہ سائمہ ہوں ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور دودھ پینے اور نسل حاصل کرنے وغیرہ کے لئے جو جانور پالے جاویں اور وہ سائمہ ہوں ان میں زکوٰۃ واجب ہے بشرطیکہ نصاب کو پہونچ جاویں[1]۔ فقط۔

جن مختلف جانوروں کو چارہ گھر کھلایا جاتا ہے ان میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۱۴۶) میرے پاس نو بھینس ایک بھینسا ستره گائے تین بیل بچہ گائے تیرہ کل چھتیس جانور ہیں

---

[1] هي الراعية وشرعا المكتفية بالرعي المباح في اكثر العام لقصد الدر والنسل الخ والزيادة والسمن ليعم الذكور فقط لكن في البدائع لو اسامها للحم فلا زكاة فيها كما لو اسامها للحمل والركوب. (الدر المختار على هامش رد المحتار باب السائمة ص ۲۰ ج ۲) ظفير۔

جن کو گھاس بھوسہ کو ملازموں سے کٹوا کر کھانے کو دی جاتی ہے اور دانہ بھی دیا جاتا ہے ایسے جانوروں پر زکوٰۃ ہے یا نہ۔

الجواب:۔ ان جانوروں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے جیسا کہ شامی میں ہے اذ لو حمل الکلاء الیہا فی البیت لا تکون سائمۃ[1] اھ فقط

ان جانوروں کی زکوٰۃ جو استعمال میں ہوں

سوال (۱۴۷) بیل جو زراعت کے اور گھوڑے سواری کے اور گائے دودھ پینے کی ان جانوروں میں زکوٰۃ ہے یا کیا؟

الجواب:۔ ان جانوروں کی زکوٰۃ نہیں ہے[2]

بکریوں کی زکوٰۃ

سوال (۱۴۸) بکریوں کی زکوٰۃ میں بچوں کی زکوٰۃ آوے گی اور بچے بڑوں کے ساتھ شمار ہوں گے یا نہیں؟

الجواب:۔ بڑوں کے ساتھ شمار ہوں گے، زکوٰۃ سب کی آوے گی[3]

جانوروں کی زکوٰۃ

سوال (۱۴۹) ایک شخص کے پاس چار بھینس اور چار بیل۔ تین گائے ایک گھوڑا۔ ایک اونٹ تخمیناً ایک ہزار روپے کی مالیت کے ہیں، ان کو گھاس مول خرید کر کھلایا جاتا ہے، کیا ان جانوروں میں زکوٰۃ شرعی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر وہ جانور تجارت کے لئے نہیں ہیں تو ان میں زکوٰۃ نہیں ہے[4]۔ فقط۔

---

[1] رد المحتار، باب السائمۃ ص ۲۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] ولیس فی دور السکنی وثیاب البدن واثاث المنازل ودواب الرکوب وعبید الخدمۃ وسلاح الاستعمال زکوٰۃ (ہدایہ ص ۱۶۹ ج ۱) ظفیر۔ [3] ولا فی حمل (الی قولہ) الا تبعا لکبیر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۲۶ ج ۲) ظفیر۔ [4] ولیس فی دور السکنی وثیاب البدن واثاث المنازل ودواب الرکوب وعبید الخدمۃ وسلاح الاستعمال زکوٰۃ لانہا مشغولۃ بالحاجۃ الاصلیۃ (ہدایہ ص ۱۶۹ ج ۱) ولا فی ثیاب البدن (الی قولہ) ونحوہا وکذا الکتب وان لم تکن لاہلہا اذا لم تنو للتجارۃ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۸ ج ۲) وشرطہ حولان الحول وثمنیۃ المال کالدراہم والدنانیر الخ او نیۃ التجارۃ (در مختار مختصراً) ظفیر

چوتھا باب

سونا، چاندی اور نقد کی زکوٰۃ

سونے چاندی کے نصاب میں اس قدر تفاوت کیوں ہے

سوال (۱۵۰) زکوٰۃ ان لوگوں پر واجب ہے جن کے پاس ۵۲ ½ تولہ چاندی یا ۷ ½ تولہ سونا سال بھر تک رہا ہو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ۵۲ ½ تولہ چاندی کو، ۷ ½ تولہ سونے سے کیا نسبت ہے مثلاً چاندی کا نرخ اگر ایک روپیہ تولہ ہے تو اسکی قیمت صرف ۵۲ روپیہ آٹھ آنے ہوتی ہے اور اگر سونے کا نرخ ۳۰ روپیہ تولہ ہو تو اسکی قیمت ۲۲۵ روپے ہو جاتے ہیں۔ کیا پہلے زمانہ میں مذکورہ بالا وزن سونے اور چاندی کی قیمت برابر ہوا کرتی تھی۔

الجواب:۔ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اور اس کے بعد بھی ایک زمانہ تک چاندی اور سونے کی قیمت میں تقریباً اسی قدر تفاوت تھا جس قدر ان کے نصاب میں تفاوت ہے۔ اس زمانہ میں ایک دینار سونے کا دس درہم نقرہ کی قیمت کے برابر تھا۔ اس حساب سے سونا تقریباً دس روپے تولہ ہوتا تھا[1]۔

ماہوار کے حساب سے زکوٰۃ کی ادائیگی کیسی ہے

سوال (۱۵۱) ہر مہینہ حساب کر کے زکوٰۃ ماہوار ادا کرنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ بطریق مذکور ادا کرنا زکوٰۃ کا درست ہے[2]۔

---

[1] ولی الھدایۃ کل دینار عشرۃ دراھم فی الشرع (ردالمحتار باب زکوٰۃ المال ص ۳۲/۲) اس سے پہلے ہے حاصلہ ان الدینار اسم للقطعۃ من الذھب المضروبۃ المقدرۃ بالمثقال فاتحادھما من حیث الوزن (ایضاً ص ۳۱/۲) اس سے معلوم ہوتا ہے پہلے جو قیمت بیس مثقال سونے کی تھی وہی قیمت دو سو درہم کی بھی تھی گو اب بہت تفاوت ہے حکم میں چونکہ صراحت ہے اس لئے کوئی ردوبدل ہو نہیں سکتا۔ واللہ اعلم۔ ظفیر

[2] وان قدم الزکوٰۃ علی الحول وھو مالک النصاب جاز (ہدایہ قبیل زکوٰۃ المال ص ۱۷۲/۱) ظفیر۔

چاندی کی زکوٰۃ میں کس نرخ کا اعتبار ہوگا

سوال (۱۵۲) چاندی یا زیور چاندی کا خرید اجب کہ نرخ ۱۲ ار فی تولہ تھا، سال گذرنے پر چاندی کا نرخ ۸ر فی تولہ ہوگیا یا اس کے برعکس صورت پیش آوے۔ زکوٰۃ نرخ خریداری پر لگائی جائے یا نرخ بازار پر۔

الجواب: - چاندی یا سونے یا زیور پر زکوٰۃ باعتبار وزن کے آتی ہے۔ جب چاندی ساڑھے باون تولہ ہو جاوے چالیسواں حصہ زکوٰۃ کا اس میں سے دینا واجب ہے قیمت کا اس میں لحاظ نہیں۔ سو روپے یا سو تولہ چاندی میں ۲½ یعنی اڑھائی تولہ چاندی زکوٰۃ میں دینا لازمی ہے[1]۔ (قیمت لگا کر دینا ہو تو جو قیمت زکوٰۃ نکالنے کے وقت چاندی کی بیاں کے بازار میں ہو اس حساب سے ادا کرے، خرید کے دن کا حساب معتبر نہ ہوگا۔ ظفیر)

جس کے پاس سونا چاندی ہیں، ایک کا نصاب ہو دوسرے کا نہیں تو وہ کیا کرے

سوال (۱۵۳) ایک شخص کے پاس سونے اور چاندی میں سے ایک کا نصاب ہے دوسری کا نہیں اس صورت میں کیا کرنا چاہئے۔ ایک کو دوسرے کے تابع کرنے کی جزئیات کتب فقہ میں وہ پائی جاتی ہیں جو دونوں کا نصاب پورا نہ ہو۔

الجواب: - اس صورت میں بھی ایک کو دوسرے کے ساتھ ملا کر کل کی زکوٰۃ ادا کی جائے[2]۔

---

[1] والمعتبر وزنهما اداءً ووجوباً لا قيمتهما واللازم في مضروب كل منهما ومعموله ولو تبرا او حليا الخ ربع عشر الخ (الدر المختار) قوله لا قيمتهما انفى لقول زفر باعتبار القيمة في الاداء وهذا اذا لم يؤد من خلاف الجنس والا اعتبرت القيمة اجماعا كما علمت (رد المحتار ص ۳۴ ج ۲) ظفير. [2] ويضم الذهب الى الفضة وعكسه بجامع الثمنية قيمة (در مختار) وفي البدائع ايضا ان ما ذكر من وجوب الضم اذا لم يكن كل واحد منهما نصابا بان كان اقل فلو كان كل منهما نصابا تاما بدون زيادة لا يجب الضم بل ينبغي ان يؤدي كل واحد زكاته فلو ضم حتى يؤدي كله من الذهب او الفضة فلا بأس به عندنا (رد المحتار باب زكوٰة المال ص ۳۵ ج ۲ وص ۳۶ ج ۲) ظفير۔

(یعنی ایک کے نصاب کی وجہ سے جب وہ صاحب نصاب ہو گیا تو دوسری چیز خواہ نصاب سے کم ہو اس کی زکوٰۃ بھی اس پر فرض ہوتی ہے۔ اس کا چالیسواں حصہ بھی زکوٰۃ میں دینا ہوگا واللہ اعلم۔ ظفیر)

نوٹ کی زکوٰۃ

سوال: ۱۵۴) نوٹ کو وثیقہ قرض خیال کر کے اس کی زکوٰۃ وصول نقد پر موقوف رہیگی یا بالفعل اختتام سال پر ادا لازم ہوگی۔

الجواب:۔ وجوب ادائے زکوٰۃ وصول نقد پر ہی ہوگا اور نفس وجوب پہلے سے ثابت ہے لہذا اگر قبل وصول بھی زکوٰۃ دیدے گا درست ہے اور ایسا ہی کرنا بھی چاہئے کیونکہ بعد وصول نقد بھی جملہ سنین ماضیہ کی زکوٰۃ دینا لازم ہوگا[۱]۔ (موجودہ زمانہ میں نقد کا انتظار بے کار ہے اس وجہ سے کہ نقد پایا نہیں جاتا، اس لئے نوٹ اگر نصاب بھر ہیں تو اس پر زکوٰۃ اور اس کی ادائیگی واجب ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر)

زیور پر زکوٰۃ ہے یا نہیں اور وجوب مرد پر ہے یا عورت پر

سوال (۱۵۵) میری اہلیہ کے پاس تین چار سو روپے کی مالیت کا زیور ہے جو اس کی ملک ہے۔ کیا اس پر زکوٰۃ فرض ہے، اس کی ادائیگی کا کون ذمہ دار ہے۔ میری اہلیہ کے پاس کوئی ذریعہ آمدنی نہیں جس سے وہ زکوٰۃ ادا کر سکے تو زکوٰۃ کی ادائیگی کیسے ہو، آیا وہ اپنے زیور میں سے کچھ حصہ بقدر زکوٰۃ فروخت کر کے زکوٰۃ ادا کرے۔

الجواب:۔ زکوٰۃ اس زیور کی ہر سال ادا کرنا واجب ہے، اگر اور کوئی صورت ادائیگی زکوٰۃ کی میسر نہ ہو تو بالضرور ایسا کیا جاوے گا کہ زیور کا کچھ حصہ بقدر زکوٰۃ، زکوٰۃ میں دیا جائے گا کہ یہ فرض اللہ کا ہے اور وہ زیور جب کہ ملک زوجہ ہے تو اسی کے ذمہ[۲]

[۱] ولو كان الدين الخ فوصل الى ملكه لزم زكوة ما مضى (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ص ۱۲/۲) [۲] الزكاة واجبة على الحر العاقل البالغ المسلم، اذا ملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول لقوله تعالى واتوا الزكوة (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

ادائے زکوٰۃ لازم ہے۔ فقط (وہ زیور بیچ کر ادا کرے یا شوہر سے لے کر ادا کرے دونوں صورتیں جائز ہیں۔ ظفیر)

بیوہ کے نقد روپے پر زکوٰۃ ہے گو وہ ضرورتمند ہو

سوال (۱۵۶) ایک بیوہ عورت کے پاس صرف ڈھائی ہزار روپیہ نقد ہے اور دو لڑکیاں غیر شادی شدہ ہیں اس روپے پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس روپے پر زکوٰۃ واجب ہے[1]۔ فقط

دو سو تولہ چاندی کی زکوٰۃ

سوال (۱۵۷) دو سو تولہ چاندی کی کیا زکوٰۃ ہوگی۔ اگر نقد قیمت ادا کرنا چاہیں تو پانچ روپے دیویں یا تین روپے دو آنے جو پانچ تولہ چاندی کی قیمت ہے اگر ۳ کی چاندی خرید کر دیویں تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر روپے سے زکوٰۃ ادا کی جاوے تو صورت مذکورہ میں پانچ روپے دینے چاہئیں اور اگر پانچ تولہ چاندی خرید کر دیدی جاوے، جتنے کی بھی آوے تو یہ بھی جائز ہے[2]۔ فقط

کیا سونے چاندی دونوں کے زیورات نصاب میں ملائے جائینگے

سوال (۱۵۸) کسی کے پاس بیس کبیس

(بقیہ حاشیہ از ص ۱۰۹) ولقوله صلی الله علیه وسلم ادوا زکوٰة اموالکم وعلیه اجماع الامة والمراد بالواجب الفرض (ہدایہ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶۷/۱) ان تبرا الذهب والفضة وحلیهما واوانیهما الزكوٰة (ایضاً ص ۱۷۷/۱) ظفیر۔

[1] وثمنية المال كالدراهم والدنانير لتعينهما للتجارة باصل الخلقة فتلزم الزكوٰة كيفما امسكهما ولو للنفقة (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوٰة ص ۱۳/۲) ظفير [2] ويعتبر فيهما ان يكون المودى قدر الواجب وزنا ولا يعتبر فيه القيمة الا اذا ادى من خلاف جنسه فتعتبر القيمة بالاجماع كذا في التبيين (عالمگیری مصری کتاب الزکوٰت باب ثالث ص ۱۸۵/۱) ظفیر۔

روپے کا سونے کا زیور ہے اور ستائیس روپے کا چاندی کا زیور ہے تو ان کی قیمت کو ملا کر زکوٰۃ دینی چاہئے یا نہیں اور اگر نصاب سے پانچ چھ روپے زیادہ ہوں تو اس کی بھی زکوٰۃ دینی ہوگی یا نہیں۔

الجواب: ـ سونے اور چاندی کا زیور جب کہ نصاب کو پہونچ جاوے یعنی ساڑھے باون روپے کا ہو تو اس کی زکوٰۃ اس پر واجب ہے اور نصاب سے جو زائد سونا چاندی ہے اس کی بھی زکوٰۃ دے۔ غرض کل موجودہ زیور نقد کی زکوٰۃ دیوے[1]۔ فقط۔

سونے چاندی کا نصاب ہندوستانی وزن سے

سوال (۱۵۹) آنجناب نے سونے چاندی کا نصاب ہندوستان کے وزن اور روپے سے کس قدر لکھا ہے، روپیہ کتنے ماشہ کا قرار دیا گیا ہے اور کتنے روپے بھر نصاب ہوتا ہے۔

الجواب: ـ چاندی کا نصاب دو سو درہم ہے بوزن سبعہ یعنی دس درہم برابر سات مثقال کے ہوں[2]۔ اس کے وزن کا جو حساب روپیہ اور تولہ ماشہ سے کیا گیا تو ساڑھے باون تولہ ہوتا ہے۔ پس اگر روپے کا وزن پورا ایک تولہ کا ہے تو ساڑھے باون روپے نصاب زکوٰۃ کا ہے (آجکل ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت تین روپے تولہ کے حساب سے ایک سو ساڑھے ستاون روپے ہوتی ہے۔ لہٰذا ہمارے اس زمانہ ۱۳۸۵ھ میں نصاب[a]

---

[1] والازم فی مضروب کل منہما ومعمولہ ولو تبرا او حلیا مطلقا الخ وفی عروض التجارۃ قیمتہ نصاب الخ ربع عشر الخ ویضم الذہب الی الفضۃ وعکسہ بجامع الثمنیۃ قیمۃ الخ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب زکوٰۃ المال ص۳۴ و ص۳۵ ج۲) ۱ے ۲ش رہے کہ ساڑھے باون روپے نصاب ۱۳۳۵ھ میں تھا جب چاندی روپے تولہ تھی، اسلئے کہ اصل نصاب ساڑھے باون تولہ چاندی ہے، اس وقت اس کی قیمت کم از کم ایک سو ستاون روپے ہے۔ لہٰذا نصاب اسی کا یعنی ہوگا۔ اور اگر چاندی اور گراں ہوگی تو اسی اعتبار سے روپے کا نصاب بڑھتا چلا جائے گا۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

[2] نصاب الذہب عشرون مثقالا والفضۃ مائتا درہم (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

نصاب ہوا۔ ظفیر) اور سونے کا نصاب بیس مثقال ہے جو برابر ساڑھے سات تولہ کے ہوتا ہے یعنی ساڑھے سات تولہ سونا ہو تو نصاب پورا ہے۔ اور یہ حساب اس طرح کیا گیا کہ مثقال کو ساڑھے چار ماشہ کا قرار دیا گیا جیسا کہ معروف ہے۔ پس دو سو درہم بوزن سبعہ بہ اشقال کے برابر ہو گئے اور باعتبار ماشہ کے ۶۳۰ ماشہ ہو گئے اس کو ۱۲ پر تقسیم کرنے سے ۵۲ ½ تولہ خارج قسمت ہوئی۔ فقط۔

سونے چاندی کے زیورات کی زکوٰۃ

سوال (۱۶۰) الف کے پاس کچھ زیور چاندی اور کچھ زیور سونے کے ہیں، قرض واجب الادا بھی وہ اپنے ذمہ رکھتا ہے، چنانچہ زیور چاندی اہلیہ محمود ۱۴۴ ½ تولہ زیور چاندی دختران نابالغہ محمود ۵ ¾ تولہ اور زیور سونا اہلیہ محمود د تولہ ۱۱ ماشہ ۴ رتی، اس کے علاوہ ۸۰ دساورن سکہ مضروب سونا بھی موجود ہے، دوسرے لوگوں پر ۲۴۹ قرض واجب الادا بھی لینا رکھتا ہے، تقریباً ۱۶۲ کا خود بھی قرضدار ہے یعنی دوسرے لوگوں کا اس پر قرض ہے۔ صورت مذکورہ میں اس پر زکوٰۃ واجب الادا کتنی ہے۔ ساورن کی قیمت محسوب ہوگی یا وزن شامل زیورات سونا ہوگا۔

الجواب: ۔ چاندی کے زیور کا مجموعہ ¾ ۱۵۰ تولہ ہوا اور سونے اور اشرفیوں کی قیمت روپے سے کر کے وہ بھی اس میں شامل کیا جائے اور کل مجموعہ میں سے ۲۱۶ روپے قرض ہے وہ کم کر دیا جائے جو کچھ باقی رہے اس کی زکوٰۃ چالیسواں حصہ دیا جاوے ۱/۴۰ اور قرض جو لوگوں کے

(بقیہ حاشیہ از صفحہ) اعشارها هم وزن سبعة مثاقيل والدينار عشرون قيراطا والدرهم اربعة عشر قيراطا والقيراط خمس شعيرات فيكون الدرهم الشرعى سبعين شعيرة والمثقال مائة شعيرة الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوٰة المال ص ۳۴ و ص ۳۵ ج ۲ ظفير) لا تجب فى كل ما ئتى درهم خمسة دراهم وفى كل عشرين مثقال ذهب نصف مثقال مضروبا كان او لم يكن مصوغا او غير مصوغ حليا كان للرجال او للنساء تبرا كان او سبيكة كذا فى الخلاصة عالمگیری مصری۔ کتاب الزکوٰۃ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

ذمہ اس کا ہے اس کی زکوٰۃ بعد وصول ہونے کے واجب الادا ہوگی۔[۱] فقط۔

جو زیور ہمیشہ نہیں پہنے جاتے ان پر بھی زکوٰۃ ہے

سوال (۱۹۱) جو زیور ایسے ہیں کہ ہمیشہ نہیں پہنے جاتے بلکہ بعض موسم میں پہنے جاتے ہیں ان پر اگر زکوٰۃ واجب ہے تو قیمت خرید پر یا نرخ موجودہ پر، مع اجرت کے یا بلا اجرت۔

الجواب:۔ زکوٰۃ اس زیور پر واجب ہے اور زکوٰۃ وزن پر واجب ہے یعنی جس قدر تولہ چاندی یا سونا ہے اس کا حساب کر لیا جاوے۔[۲]

(زیور کی قیمت کا اعتبار نہیں اس لئے کہ قیمت میں سونار کی اجرت گلی بوٹے سب داخل ہوتے ہیں بلکہ وزن کا اعتبار ہوتا ہے، چاندی کے زیور کا نصاب ۵۲ ½ تولہ ہے اور سونے کا ساڑھے سات تولہ۔ صاحب نصاب جب ہوگیا ...... اور زکوٰۃ میں پیسے دینا چاہے تو زکوٰۃ نکالتے وقت جو نرخ ہوگا اس کے حساب سے ادا کریگا۔ خریدنے کے زمانے کی قیمت کا اعتبار نہ ہوگا۔ مثلاً کسی عورت کے پاس پہلے زمانہ کے خریدے کئے ہوئے سو تولہ چاندی کے زیورات ہیں جو اس نے کل سو روپے میں لئے تھے، زکوٰۃ میں ڈھائی تولہ چاندی آئی اب اس کی قیمت اس وقت تین روپے تولہ کے حساب سے ۳ ساڑھے سات روپے دیئے جائیں گے جو اس وقت بازار کا بھاؤ ہے ڈھائی روپے زکوٰۃ میں دینا درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ ظفیر)

(بقیہ حاشیہ از صفحہ ۱۱۳) باب ثالث فصل اول ص ۱۹۶ ج ۲) ومدیون للعبد بقدر دینہ فیزکی الزائد ان بلغ نصابا (درمختار) قولہ بقدر دینہ متعلق بقولہ فلا زکوٰۃ (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۹ ج ۲) ظفیر۔[۱] ولو کان الدین علی مقر ملئ او علی معسر ... الخ فوصل الی ملکہ لزم زکوٰۃ ما مضی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکاۃ ص ۱۳ ج ۲) ظفیر۔[۲] والمعتبر وزنہما اداء ووجوبا لا قیمتہما (درمختار) ای من حیث الوجوب یعنی یعتبر فی الوجوب ان یبلغ وزنہما نصابا نظر حتی لو کان لہ ابریق ذہب او فضۃ وزنہ عشرۃ مثاقیل او مأتا درہم وقیمتہ لصیاغتہ عشرون او مأتان لم یجب فیہ شئی اجماعا قہستانی (رد المحتار باب زکوٰۃ المال ص ۳۱ ج ۲) ظفیر۔

جس کے پاس بقدر نصاب روپیہ نہ ہو دونی چونی ہو اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۱۶۲) اگر کسی کے پاس حاجت اصلی سے زائد نصاب کی قیمت سے زائد سوائے سونے چاندی کے دوسرے سکے ہیں مثلاً چار سو یا پانسو روپے کی دونی چونی یا تانبے کے پیسے ہیں نقد روپیہ نہیں تو اس پر بعد سال گذرنے کے زکوٰۃ کا حکم ہے یا نہیں۔

الجواب: غیر سونے اور چاندی میں وجوب زکوٰۃ کے لئے نیت تجارت شرط ہے: تفصیله فی کتب الفقه[۱]۔ فقط (دونی چونی بطور حوالہ ب۔ اس لئے اس میں بلا نیت تجارت بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ ظفیر)

زکوٰۃ کا روپیہ بیمہ سے بھیجا جائے یا منی آرڈر سے

سوال (۱۶۳) بہشتی زیور میں ہے کہ کسی نے زکوٰۃ کا روپیہ دوسرے کو ادا کرنے کے لئے دیا اور اس نے اپنے خرچ میں اٹھا لیا بعد میں اپنے پاس سے ادا کیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور منی آرڈر میں بھی یہی صورت ہوتی ہے تو اگر زکوٰۃ کا روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیجا جاوے تو کیا زکوٰۃ ادا ہوگی یا بذریعہ بیمہ بھیجنا چاہئے۔

الجواب: یہ احوط ہے کہ بیمہ کے ذریعہ سے بھیجا جاوے لیکن منی آرڈر کے ذریعے بھیجنا بھی درست ہے اور اس کی تاویل ہوسکتی ہے۔ فقط

کمائے ہوئے روپے کی زکوٰۃ

سوال (۱۶۴) اپنے کمائے ہوئے روپے کی زکوٰۃ نکالنی واجب ہے یا نہ۔

الجواب: روپیہ جب کہ بقدر نصاب جمع ہو جاوے اور سال بھر اس پر گذر جائے تو اس کی زکوٰۃ نکالنا واجب ہے[۲]۔ فقط۔

---

[۱] شرط افتراض ادائها حولان الحول وهو فى ملكه او نتمية المال كالدراهم والدنانير لتعينهما للتجارة باصل الخلقة فتلزم الزكاة كيفما امسكهما ولو للنفقة او السوم الخ اونية التجارة فى العروض (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوٰة ص ۱۳ ج ۲) ظفیر

[۲] الزكوٰة واجبة على الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول (ہدایہ كتاب الزكاة ص ۱۲۶ ج ۱) ظفیر

جو رقم حج کے لئے دی اور اسے ایک سال گزر گیا۔ اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں	سوال (۱۵۶) زید نے اپنے بیٹوں کو یہ وصیت کی کہ میرے مال میں سے چار سو روپے سے میری طرف سے حج کرانا

اور ایک ہزار روپیہ میں فقراء کو کھانا کھلانا۔ بعد مرنے زید کے بیٹوں نے ایک ہزار روپے میں کھانا کھلا دیا تھا لیکن حج اب تک ان چار سو روپے سے نہیں کرایا۔ ایک سال بھی گزر گیا۔ اب اس روپے کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے یا نہیں اور چودہ سو روپے ثلث کل سے بھی کم ہے۔

الجواب:۔ اس روپے کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے[1]۔

مکانات کے کرایہ پر زکوٰۃ	سوال (۱۶۶) مکانات کے کرایہ پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جو مکان کرایہ پر چلانے کے لئے خریدے گئے ان مکانات کے کرایہ پر زکوٰۃ واجب ہے[2]۔ فقط

جن زیورات میں غش ملا ہوتا ہے ان کی زکوٰۃ	سوال (۱۶۷) ہمارے ملک میں جو زیور طلاء بنتا

ہے اس میں تیسرا حصہ غش کا ملایا جاتا ہے۔ ایسے زیور کا کس حساب سے زکوٰۃ دی جائے

الجواب:۔ جس میں غالب سونا ہو یعنی نصف سے زائد سونا ہو وہ سونے کے حکم میں ہے اور مثل خالص سونے کے اس میں زکوٰۃ واجب ہے[3]۔ فقط۔

---

[1] نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مائتا درهم كل عشرة دراهم وزن سبعة مثاقيل الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوٰة المال ص ۳۹ ج ۲) ظفیر

[2] ولكن الملك العطاء لو اشترى الفواس بر دلو اشترى جوالق ليواجرها من الناس فلا زكوٰة فيها لانه اشتراها للغلة لا للمبايعة كذا في محيط السرخسي (عالمگیری الفصل الثانی فی العروض ص ۱۶۹ ج ۱) ظفیر۔

[3] وغالب الفضة والذهب فضة وذهب (درمختار) اى فتجب زكاتهما لا زكوٰة العروض۔

(رد المحتار باب زكوٰة المال ص ۴۳ ج ۲) ظفیر

حج کے لئے جو روپیہ کئی سال سے رکھا ہوا ہے اس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۱۶۸) ایک عورت نے عرصہ چند سال سے اپنی آمدنی میں سے حج کا خرچ علیحدہ نکال کر رکھ لیا ہے امسال حج کو جانا چاہتی ہے۔ آیا اس روپے پر تمام سالہائے گذشتہ کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس روپے کی زکوٰۃ دینا واجب ہے جب تک وہ روپیہ خرچ نہ ہو جائے اس وقت تک تمام سالہائے گذشتہ کی زکوٰۃ دینا لازم ہے[1]۔ فقط۔

دو عبارتوں میں تطبیق

سوال (۱۶۹) صاحب نصاب ۵۲ ½ روپیہ یا چاندی ۵۲ ½ تولہ کے مالک ہونے سے ہوتا ہے اور فتاویٰ رشیدیہ میں پچاس روپے نقد یا اس قیمت کا مال زیادہ حاجات اصلیہ اس میں تطبیق مطلوب ہے۔

الجواب:۔ فتاویٰ رشیدیہ میں تقریبی حساب پر عمل فرمایا ہے، درہم کو پورے چار آنہ کا قرار دیکر پچاس روپے لکھے گئے اور حساب سے ایک درہم ۳ ماشہ ۱ ⅕ رتی کا ہوتا ہے اس کے حساب سے ۵۲ ½ تولہ ہوتے ہیں۔ اگر رتی کی کسر کو چھوڑ دیا جائے اور درہم کو ۳ ماشہ کا قرار دیا جائے تو پھر دو سو درہم کے پورے پچاس تولہ ہوتے ہیں۔ احتیاط اس میں ہے کہ پچاس تولہ کو نصاب سمجھ لیا جاوے اور زکوٰۃ ادا کی جاوے[2]۔ فقط۔

زیورات نقد تمام میں زکوٰۃ واجب ہے اور مستحقین پر خرچ ہوگا

سوال (۱۷۰) زکوٰۃ کے مسئلہ میں ایک مولوی صاحب نے یہ فرمایا کہ بڑھتے ہوئے مال پر زکوٰۃ ہے

---

[1] الزکوٰۃ واجبۃ علی الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملك نصابا ملکا تاما وحال علیه الحول (ہدایہ کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶۷ ج ۱) ظفیر

[2] نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مأتا درهم کل عشرة دراهم وزن سبعة مثاقیل والدینار عشرون قیراطا والدرهم اربعة عشر قیراطا والقیراط خمس شعیرات فیکون الدرهم الشرعی سبعین شعیرة (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب زکوٰۃ المال ص ۳۸ ج ۲ و ص ۳۹ ج ۲) ظفیر

اور جو زیور و روپیہ وغیرہ دفن ہو اور کبھی استعمال میں نہ آتا ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور میرا کہنا یہ ہے کہ سب مال پر زکوٰۃ ہے، استعمال میں آتا ہو یا نہ آتا ہو، دفن ہو یا نہ ہو، مستحق اس کے مختلف ہیں مولوی صاحب کہتے ہیں کہ خصوصیت محتاج کی نہیں ہے بلکہ پہلے اس کے عیال و اطفال جو اس سے متعلق و وابستہ ہیں جن کی کچھ آمدنی نہیں، انہیں کی پرورش و تعلیم وغیرہ میں صرف کرنا چاہئے ان سے بچے تو یتیم و مساکین محتاجوں کو دیا جائے۔

الجواب: اس مسئلہ میں حق یہی ہے جو آپ کہتے ہیں نقد روپیہ اور زیور، غرض سونے چاندی کی ہر چیز اور سکہ پر زکوٰۃ بعد حولان حول لازم و فرض ہے اگرچہ وہ دفن ہو یا استعمال میں نہ آتا ہو۔ کہ نقدین میں فقہاء رحمہم اللہ تقدیری ثابت فرماتے ہیں جس کی تفصیل کتب فقہ میں ہے[1]. اور تمام طلبہ عربی خواں اس سے واقف ہیں ایسی بھاری غلطی جو وہ مولوی صاحب کرتے ہیں، کوئی طالب علم نہیں کر سکتا اور مصرف زکوٰۃ کے محتاج و مساکین ہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ الآیۃ اپنے بچوں اور زوجہ کو اور ماں باپ کو زکوٰۃ دینا تمام فقہاء حرام کہتے ہیں اور زکوٰۃ اس میں ادا نہیں ہوتی۔ فقط

بہشتی زیور کی ایک عبارت کا مطلب

سوال: (۱۷۱) بہشتی زیور کی اس عبارت کا کیا مطلب ہے (جب فقط چاندی یا فقط سونا ہو تو وزن کا اعتبار ہے قیمت کا نہیں)۔

الجواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً چاندی وزن میں دو سو درہم یعنی ساڑھے باون تولہ ہے جو کہ نصاب زکوٰۃ ہے لیکن قیمت کا اعتبار کیا جاوے تو نصاب سے کم ہوتی ہے یعنی قیمت اس کی ساڑھے باون روپے کی نہیں ہے پس اس نے کہا کہ اعتبار وزن کا ہے زکوٰۃ واجب ہوگی[2]۔ فقط۔

[1] واللازم فی مضروب کل منہما و معمولہ ولو تبرا او حلیا مطلقا الخ من ذہب و فضۃ الخ۔ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب زکوٰۃ المال ص ۴۱ و ص ۴۲ ج ۲ ظفیر)

[2] والمعتبر وزنہما اداءً و وجوبا لا قیمتہما (در مختار) ای من حیث الاداء یعتبر (بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۱۱۸)

سونے کی زکوٰۃ چاندی سے | سوال (۱۷۲) سونے کی زکوٰۃ اگر چاندی سے دیوے زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں اور چاندی کی زکوٰۃ کس طرح دینی چاہیئے۔

الجواب:۔ سونے کی زکوٰۃ چاندی سے دیوے تو قیمت دینا درست ہے اور اگر چاندی کی زکوٰۃ چاندی سے ہی دیوے تو جس قدر چاندی زکوٰۃ میں واجب ہے وہ پوری ادا کرے، مثلاً اگر بیس تولہ چاندی زکوٰۃ میں دینی واجب ہوئی ہے تو اگر وہ بیسہ زکوٰۃ میں دے تو بیس ہی دیوے، یہ نہیں کہ بیس تولہ چاندی کی قیمت مثلاً اگر پندرہ روپے ہے تو پندرہ ہی دیدے یہ درست نہیں ہے۔ فقط

جو زیور والد و خسر سے ملا ہے اس میں زکوٰۃ دینا کیسا ہے | سوال (۱۷۳) نعیمہ کے خسر کے والد محمد اکرم جو کہ نعیمہ کی ہر قسم کی ضروریات بجائے اس کے شوہر علی اصغر کے پوری کرتے ہیں مبلغ چار سو روپے کے قرضدار ہیں اور محمد اکرم کے پاس سالانہ اتنی بچت نہیں کہ ان پر زکوٰۃ واجب ہو البتہ نعیمہ کے پاس مبلغ تین سو روپے کے زیورات ہیں جن کو اس نے اپنے والد اور اپنے خسر کے والد سے پایا ہے تو نعیمہ پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

جو زیور صرف پہننے کے لئے دیئے گئے ہیں اس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں | سوال (۱۷۴) علی اصغر نعیمہ کے شوہر نے نعیمہ کو دو سو روپے کے زیورات دیئے اور کہا کہ یہ میرے ہیں جب چاہوں گا لے لوں گا اس کو تمہیں محض زیب و زینت کے لئے دیتا ہوں تو نعیمہ کو اس قسم کے زیورات پہننا جائز ہے یا نہیں اور زکوٰۃ علی اصغر شوہر پر واجب ہے یا نعیمہ پر۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ) فی الوجوب ان یبلغ وزنہما نصابا نحو حتی لو کان لہ ابریق ذھب او فضۃ وزنہ عشرۃ مثاقیل او مائتہ درھم وقیمتہ لصیاغتہ عشرون او مائتان لم یجب فیہ شئی اجماعا قہستانی الخ لا قیمتہما الخ وھذا ان لم یؤد من خلاف الجنس (ردالمحتار باب زکوٰۃ المال ص ۴۲ ج ۲ ظفیر۔

سلہ والمعتبر وزنہما اداء و وجوبا لا قیمتہما (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب زکوٰۃ المال ص ۴۲ ج ۲ ظفیر)

الجواب :- (۱) نعیمہ پر زکوٰۃ اس زیور کی واجب ہے جو کہ اس کا مملوک ہے[1]۔ (۲) اس کی زکوٰۃ علی اصغر پر واجب ہے نعیمہ پر واجب نہیں اور نعیمہ کو اس کا پہننا درست ہے[2]۔ فقط

ان زیورات کی زکوٰۃ کس طرح دی جائے جس میں نگ وغیرہ جڑے ہوئے ہوں

سوال (۱۷۵) زید اپنی زوجہ کے زیور کی زکوٰۃ دینا چاہتا ہے، مشکل یہ ہے کہ بعض زیور میں چپڑا بھرا ہوا ہے اور بعض زیور میں نگ جڑے ہوئے ہیں اگر چپڑا اور نگ نکالا جاوے تو زیور خراب ہو جائے گا اور اگر زرگر سے اندازہ کرایا جاوے تو پوری طرح پتہ نہیں چل سکتا، اگر سونا نصاب سے کم ہے تو اس کی زکوٰۃ بشمول چاندی کے دی جائے گی یا سونے کی زکوٰۃ علیحدہ دی جائے گی اور زکوٰۃ سونے و چاندی کی ایک چیز سے نکالی جاوے یا سونے کی زکوٰۃ سونے سے دی جاوے اور چاندی کی زکوٰۃ چاندی سے دی جاوے۔ اگر زکوٰۃ میں کوئی زیور نکالا جاوے تو کچھ حرج تو نہیں ہے۔

الجواب :- اندازہ صحیح کرا کے زیور سونے و چاندی کی زکوٰۃ دینی چاہئے یہ درست ہے مگر اندازہ کرنے والے سے کہہ دیا جاوے کہ جہاں تک ہو احتیاط کو مد نظر رکھے۔ مثلاً زیادہ سے زیادہ جس قدر چاندی و سونا اس میں معلوم ہو اس کو لیا جاوے اور سونے کو ایسی صورت میں قیمت کر کے چاندی کو شامل کر کے چاندی سے زکوٰۃ دی جاوے، خواہ دونوں کی زکوٰۃ سونے سے دی جاوے۔ الغرض ایک چیز سے زکوٰۃ دینا درست ہے۔ ڈھائی فی سیکڑہ کے حساب سے زکوٰۃ دی جاوے اور زکوٰۃ میں اگر زیور ہی دیدیا

---

(۱) وسببه أي سبب افتراضها ملك نصاب حولي تام فارغ عن دين له مطالب من جهة العباد الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوٰة ص ۵/۲) وفي تاتارخانية هبتا نقرة وحليهما وأوانيهما الزكوٰة (رد المحتار باب زكوٰة المال ص ۴۴/۲) ظفير (۲) الزكوٰة واجبة على الحر العاقل البالغ المسلم إذا ملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول (هداية كتاب الزكوٰة ص ۱۶۴/۱) ظفير۔

جاوے کچھ حرج نہیں ہے[1]۔ فقط

(۱۷۶) **شوہر کی اجازت کے بغیر زیور بیچ کر زکوٰۃ کی ادائیگی درست ہے یا نہیں**

سوال ہندہ کے ذمہ بابت زیورات کئی سال کی زکوٰۃ واجب ہے ہندہ کے پاس سوائے اس کے کہ کچھ زیور فروخت کرکے زکوٰۃ ادا کرے اور کوئی آمدنی نہیں ہے یا ہندہ کا خاوند ادا کردے۔ مگر ہندہ جب اپنے خاوند سے کہتی ہے تو وہ کہہ دیتا ہے کہ ادا کردیں گے اور زیور کے فروخت کرنے پر راضی نہیں ہے۔ ایسی صورت میں اگر ہندہ بلا اجازت شوہر بلا رضامندی خاوند کچھ حصہ زیور کا فروخت کرکے زکوٰۃ ادا کردے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :۔ اگر وہ زیور شوہر کا دیا اور بنایا ہوا ہے اور اس نے زوجہ کی ملک نہیں کیا جیسا کہ عرف ہے تو اس کی زکوٰۃ شوہر کے ذمہ ہے عورت پر اس کی زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔ اگر شوہر اس کی زکوٰۃ نہ دے گا وہ گنہگار رہے گا، عورت گنہگار نہ ہوگی اور اگر وہ زیور عورت کے جہیز میں اس کے والدین کی طرف سے آیا ہوا ہے تو وہ اس کی ملک ہے اسی میں سے کچھ حصہ فروخت کرکے زکوٰۃ ادا کرے اور شوہر کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے[2]۔ فقط۔

---

[1] ویضم الذهب الی الفضة وعکسه بجامع الثمنیة قیمة وقالا بالاجزاء الخ (درمختار) قوله ویضم الخ عند الاجتماع اما انفراد احدهما فلا تعتبر القیمة اجماعا بدائع الخ لان المعتبر وزنه اداء ووجوبا کما مر وفی البدائع ایضا ان ماذکر من وجوب الضم اذا لم یکن کل واحد منهما نصابا بان کان اقل فلو کان کل منهما نصابا تاما بدون زیادة لا یجب الضم بل ینبغی ان یؤدی منهما نصابا من کل واحد زکاته، فلو ضم حتی یؤدی کله من الذهب او الفضة فلا باس به عندنا لکن یجب التقویم بما هو انفع للفقراء رواجا والا یؤدی من کل منهما ربع عشر (ردالمحتار باب زکوٰۃ المال ص ۴۵/۲ و ص ۴۶/۲) ظفیر۔

[2] الزکوٰۃ واجبة علی الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملك نصابا ملکا تاما وحال علیه الحول (ہدایہ کتاب الزکاۃ ص ۱۶۷/۱) ظفیر۔

کامدار کپڑوں کی زکوٰۃ

سوال (۱۷۷) ہندوستان کی عورتوں کے کپڑے قیمتی زربفت، مشجر، کامدانی، بنارسی گوٹا ٹھپہ مصالحے کے رہتے ہیں، ان میں چاندی کے تار ضرور ہوتے ہیں ایسے کپڑوں کی زکوٰۃ کس طرح مشخص کی جائے۔ ان میں اس بات کا اندازہ کسی طرح نہیں ہوسکتا کہ چاندی کتنی ہے۔

الجواب: جو تار زری کے بنارسی کپڑوں وغیرہ میں ہیں ان کا اندازہ خود کرکے یا جاننے والوں سے کراکر زکوٰۃ دینی چاہئے اور گوٹے ٹھپہ کا بھی اندازہ کرا لینا چاہئے۔ اس کا اندازہ سہل ہے کہ مثلاً ٹھپہ کا ویسا تھان تول کر دیکھ لیا جائے کہ کس قدر وزن کا ہے۔ الغرض ایسے موقع میں اندازہ کافی ہے۔ اندازہ حتی الوسع ایسا کیا جائے کہ کمی نہ رہے، چاہے کچھ زیادتی ہوجائے۔ فقط

شوہر جب بیوی کو مالک بنادے تو زکوٰۃ کس پر ہے

سوال (۱۷۸) شوہر نے نکاح سے چند سال بعد زیور کا مالک زوجہ کو بنادیا اور چار سال بعد زکوٰۃ ادا کرنا چاہتے ہیں۔ تاریخ ملکیت یاد نہیں تو کیا کرے۔ خاوند و بیوی کے مال میں امتیاز نہ ہو تو زکوٰۃ کی نیت کس کو کرنی چاہئے۔

الجواب: جب کہ شوہر نے اس زیور کا مالک زوجہ کو بنادیا تو زکوٰۃ بذمہ زوجہ ہے، وہی نیت کرے۔ اگر شوہر اس کی طرف سے زکوٰۃ ادا کرے یہ بھی درست ہے۔

زیورات کی زکوٰۃ کب سے دے

سوال (۱۷۹) زید زکوٰۃ روپے کی دیتا ہے اور زیور کی زکوٰۃ بہ خیال اس کے کہ زیور استعمالی ہے نہیں دی اور اب چونکہ عند الدریافت معلوم ہوا کہ رستگاری اسی میں[1] کہ زیور کی بھی زکوٰۃ دی جاوے۔ زید کو یہ یاد نہیں ہے کہ کیا صاحب نصاب زکوٰۃ کب سے ہوا اور کب سے روپے کی زکوٰۃ دینی شروع کی اور بہت کچھ

---

[1] وفی تبر الذهب والفضة وحليهما وادانيهما الزكوٰة (ہدایہ باب زکوٰۃ المال فصل فی الذہب ص ۱۷۷/۱) ظفیر۔

زیور اس میں سے فروخت بھی ہو چکا کہ جس کا روپیہ آیا البتہ اس کی زکوٰۃ بھی دی گئی اور کچھ باقی ہے اور نرخ سونے و چاندی کا بھی مختلف طور پر کم و بیش ہوتا رہا اور زید کا قلب بھی یہ گواہی نہیں دیتا کہ مجھ کو زکوٰۃ زیور کی کب سے دینی چاہئے پس ایسی صورت میں زید کو زکوٰۃ زیور کی کب سے اور کس نرخ سے دینی چاہئے۔

(۲) رواج یہاں اس طور پر ہے کہ جو زیور شادی میں دولہن کو دیا جاتا ہے اور اس طریقہ سے دیا جاتا ہے کہ اس سے کچھ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ ملک کیا گیا یا نہیں۔ زید اور اس کی بیوی دونوں لاولد مرگئے، صرف زید کا باپ اور زید کی بیوی کے باپ و بھائی بہن وغیرہ حیات ہیں تو اب اس زیور کے لینے کا مستحق کون ہے اور زکوٰۃ کب سے دی جاوے گی۔

الجواب:۔ زیور کی زکوٰۃ بھی دینی لازم اور فرض ہے، جب سے زیور کا مالک ہوا اسی وقت سے زکوٰۃ دینی چاہئے اندازہ کر لیا جاوے اور اندازہ سے کچھ دن زیادہ ہو جاویں تو بہتر ہے کم نہ ہوں۔ اور جو زیور زوجہ کو چڑھایا جاتا ہے شوہر کی طرف سے وہ اس زمانہ کے عرف کے موافق زوجہ کی ملک نہیں ہوتا بلکہ شوہر کی ملک ہوتا ہے۔ بعد مرنے شوہر کے اس کی زوجہ اور والدین کو حسب حصص شرعیہ ملے گا اور زوجہ کے حصہ میں جو کچھ آوے گا وہ اس کے باپ کو ملے گا، باپ کی موجودگی میں بھائی بہن محروم ہیں اور زکوٰۃ اسی وقت سے دی جاوے گی جس وقت سے وہ زیور تیار ہوا[1]۔ فقط۔

نوٹ بھنانے پر بٹہ لینا کیسا ہے اور نوٹ پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۱۸۰) نوٹ کو بھنانے پر بٹہ لینا جائز ہے یا نہیں۔ اگر کسی کے پاس صرف نوٹ ہوں تو ان پر حولان حول ہونے سے زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

---

[1] وفی تبر الذهب والفضة وحليهما واوانيهما الزكوٰة لان السبب مال نام ودليل النماء موجود وهو الاعداد للتجارة خلقة (ہدایہ باب زکوٰۃ المال ج ۱ ص ۱۷۷) ظفیر

الجواب: - بضرورت نوٹ بھنانے میں بٹہ دینا جب کہ کوئی صورت پورا روپیہ ملنے کی نہ ہو درست ہے اگرچہ اصل قاعدے سے بٹہ لینا دینا نوٹ پر درست نہیں لیکن بضرورت و مجبوری بٹہ دینا درست ہے اور لینا درست نہیں ہے[1]۔ اور نوٹوں پر حولان حول ہونے پر زکوٰۃ لازم ہو جاتی ہے[2]۔ فقط

سونے چاندی کے زیور ملاکر نصاب پورا ہوتا ہے تو زکوٰۃ آئے گی یا نہیں

سوال (۱۸۱) ایک عورت کے پاس کچھ زیور چاندی کا ہے اور کچھ سونے کا، مگر دونوں نصاب سے کم ہیں دونوں کو ملانے سے نصاب پورا ہوتا ہے تو زکوٰۃ دینی ہوگی یا نہیں۔

الجواب: - اس صورت میں قیمت کا حساب لگا کر زکوٰۃ واجب ہوگی مثلاً سونے کو چاندی کی قیمت میں کر کے کل مجموعہ کو دیکھا جاوے گا۔ اگر نصاب چاندی کا پورا ہو گیا تو زکوٰۃ لازم ہوگی[3]۔ فقط

ادائیگی زکوٰۃ کے وقت جو تنخواہ وصول نہیں ہوئی اس کی زکوٰۃ

سوال (۱۸۲) زید ایک کارخانہ میں نوکر ہے اس کو شعبان کی دس بارہ تاریخ کو دو ماہ کی تعطیل سالانہ ملا کرتی ہے اور وہ رمضان شریف کی پندرہ تاریخ کو صاحب نصاب ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ ادا کیا

---

[1] الضرورات تبیح المحظورات (الاشباہ والنظائر ص ـــ) [2] شرط افتراض اداءها حولان الحول وهو فی ملکه وثمنیة المال کالدراهم والدنانیر لتعینهما للتجارة باصل الخلقة فتلزم الزکوٰة کیفما امسکهما ولو للنفقة (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوٰة ص ۱۳/۲ ظفیر) [3] وتضم قیمة العروض الی الثمنین والذهب الی الفضة الخ وضم احدی النقدین الی الآخر قیمة مذهب الامام الخ حتی ان من کان له مائة درهم وخمسة مثاقیل ذهب تبلغ قیمتها مائة درهم فعلیه الزکوٰة عنده۔ (البحر الرائق ص ۲۳۰/۲ ظفیر)

کرتا ہے۔ شعبان اور رمضان کی تنخواہ بوقت حاضری شوال ملیگی، آیا پندرہ رمضان ۱۳۳۵ھ کو ہی ان دونوں مہینوں کی تنخواہ کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے یا ۱۳۳۶ھ کے رمضان شریف میں بشرط بقاء ان کی زکوٰۃ ادا کرے گا

سونے کی قیمت بازار کے نرخ سے ہوگی | **سوال** (۱۸۳) زید کے گھر میں کچھ سونے کا زیور ہے جس کا مالک زید ہے۔ سونے کا نرخ ڈلی کا تو اور ہے اور بازار میں زیور کا نرخ گراں اور اگر اچھا زیور بیچنے جاوے تو بھی یقیناً ایک ثلث کم بازار کے نرخ سے بکتا ہے تو آیا کس نرخ کے حساب سے وہ زکوٰۃ دیوے کیونکہ بازار والوں کا دینے کا نرخ اور ہے اور لینے کا اور۔ اگر فقراء کو سونا زکوٰۃ میں دیا جاوے تو فقراء کا سخت نقصان ہوتا ہے۔ بازار والے ان سے کم قیمت کو خریدتے ہیں۔

الجواب:۔ (۱) شعبان اور رمضان کی تنخواہ جو ابھی وصول نہیں ہوئی اس کی زکوٰۃ رمضان موجودہ میں واجب نہیں ہے۔ سال آئندہ کے ختم پر اگر وہ روپیہ وصول ہو کر باقی رہا تو اس کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہوگی[1]۔

(۲) جو نرخ بازار میں ایسے سونے کا ہے یعنی جس قیمت کو دوکاندار فروخت کرتے ہیں وہ قیمت لگا کر زکوٰۃ دیوے اور اگر سونا ہی زکوٰۃ میں دیوے تو سونے موجودہ کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیوے یہ بھی درست ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی اگرچہ فقراء کسی قیمت کو فروخت کردیں[2]۔ فقط۔

جتنی تنخواہ آمدنی بڑھی اس کی زکوٰۃ کیسے ادا کیجائے | **سوال** (۱۸۴) ایک شخص کو ماہواری سال بھر

[1] وشرطه أى شرط افتراض ادائها حولان الحول وهو فى ملكه الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوٰة) [2] وجاز دفع القيمة فى زكوٰة الخ وتعتبر القيمة يوم الوجوب وقالا يوم الاداء الخ ويقوم فى البلد الذى المال فيه (ايضاً باب زكوٰة الغنم ص ۳۶ ج ۲) واللازم فى مضروب كل منهما الخ ربع عشر (ايضاً باب زكوٰة المال ص ۴۲ ج ۲) ظفير۔

رجب ۱۳۳۵ھ سے جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ تک مختلف طور پر مبلغ بچت ہوتے رہتے ہیں جن کی مجموعی تعداد اور بچت ماہواری قابل زکوٰۃ رقم ہو جاتی ہے اور اس کے اس سرمایہ میں اضافہ جمع ہوتی رہتی ہے جن کی زکوٰۃ سالانہ وہ ہمیشہ دینا رہتا ہے آیا اس متفرق رقوم بچت سالانہ کی زکوٰۃ کس طرح ادا کرے جب کہ شعبان میں عہ رمضان میں عنٹ شوال میں فہ علیٰ ہذا القیاس جمادی الثانی تک مار یا صمار تو اب رجب میں کس طرح زکوٰۃ کا حساب کر کے ادا کرے۔

سوال (۱۸۵/۲۱۴۲) ایک شخص کسی سے — کوئی روپیہ قرض لے کر رکھ دے تو زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے

قرض حسنہ دو چار صد روپیہ لے کر ایک سال تک اپنے پاس رکھ لیتا ہے آیا اس روپے کی زکوٰۃ دائن نکالے یا مدیون (قرضہ دہندہ یا مقروض)

الجواب :- (۱) اگر وہ شخص رجب ۱۳۳۵ھ میں مثلاً صاحب نصاب تھا کہ پچاس ساٹھ یا زیادہ نقد یا زیور یا مال تجارت اس کے پاس موجود تھا۔ اس کے بعد شعبان میں عہ رمضان میں عہ شوال میں صہ اور رقوم بچت ہو کر جمع ہوتی رہی اور جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ تک مثلاً صمار ہو گئے تو اس وقت تمام صمار کی زکوٰۃ اس کو ادا کرنا لازم ہے[۱] اور اگر رجب ۱۳۳۵ھ میں اس کے پاس روپیہ و زیور وغیرہ نصاب کی قدر موجود نہ تھا تو جس وقت اس کے پاس مال بقدر نصاب ہو جاوے اس وقت سے سال شروع ہوگا۔ اور پھر درمیان سال کی زیادہ رقوم سب ختم سال پر جمع ہو کر کل روپے کی زکوٰۃ دی جاوے گی مثلاً صورت مسئولہ میں اگر رجب ۱۳۳۵ھ میں اس کے پاس ایک روپیہ بھی جمع نہ تھا۔ شعبان میں عہ جمع ہوئے رمضان میں تیس ہو گئے اور شوال میں اتنی روپے ہو گئے تو اس وقت وہ صاحب نصاب ہو گیا۔ اس کے بعد کی رقوم سب جمع ہوتی رہیں گی اور شوال ۱۳۳۶ھ میں جملہ رقوم کی زکوٰۃ دینی ہو گی۔ اس مسئلہ کو کسی عالم سے زبانی سمجھ لو۔

---

[۱] والمستفاد ولو بهبة او ارث وسط الحول يضم الى نصاب من جنسه فيزكيه بحول الاصل الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوٰة الغنم ص ۳۱/۲) ظفیر۔

(۲) اس روپے کی زکوٰۃ دائن کے ذمہ لازم ہے، جب اس کے پاس وہ روپیہ واپس چلا جاوے گا اس کو سال گذشتہ کی زکوٰۃ اس روپے کی دینی لازم ہوگی[۱] فقط۔

سونا چاندی کی زکوٰۃ میں کس قیمت کا اعتبار ہے

سوال (۱۸۶) اگر کسی شخص نے اپنے زیور کی زکوٰۃ میں دو تولہ چاندی یا سونا نکالا، اگر وہ عوض میں اس سونے یا چاندی کے اس کی قیمت ادا کرنا چاہے تو اس میں عام نرخ کا اعتبار ہے یا جس قیمت سے وہ سونا چاندی فروخت ہوا ہے اس نرخ کا اعتبار کیا جاوے گا۔

الجواب:۔ دو تولہ چاندی اگر زکوٰۃ میں لازم ہوئی تو اس کو دو تولہ چاندی ہی ادا کرنا ضروری ہے، خواہ چاندی کی ڈلی دیوے یا روپیہ سکہ دار دیوے یعنی یہ درست نہیں ہے کہ چاندی دو تولہ کی قیمت اگر پونے دو روپے ہو تو پونے دو روپے دیدیوے بلکہ پورے دو روپے ہی دینا چاہئے اور جو رتی کی اس میں کمی ہے وہ بھی پوری کرے۔ اور اسی طرح اگر چاندی کی قیمت زیادہ ہو مثلاً ایک تولہ چاندی کی قیمت سوا روپے ہے تو سوا روپیہ دینا اس کے ذمہ لازم نہیں ہے تبرعاً زیادہ دیدیوے تو اس کو اختیار ہے۔ اور اگر سونا ایک تولہ مثلاً زکوٰۃ کو لازم ہوا تو اس کو اختیار ہے کہ خواہ سونا دیوے یا اس کی قیمت روپے سے جو بازار میں ملے دیوے مثلاً اگر ایک تولہ سونا بازار میں تیس روپے قیمت کا ہے تو تیس روپے دیدینے سے زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی[۲] فقط

---

[۱] ولو کان الدین علی مقر الخ نوصل الی ملکہ لزم زکوٰۃ ما مضی (ایضاً کتاب الزکوٰۃ ص $\frac{۳}{۲}$)

[۲] ط و المعتبر وزنهما اداء و وجوباً لا قیمتهما (درمختار) وهذا ان لم يود من خلاف الجنس والا اعتبرت القيمة اجماعاً كما علمت (رد المحتار باب زكوٰة المال ص $\frac{۴۰}{۲}$ و ص $\frac{۴۱}{۲}$)

وجاز دفع القيمة في زكوٰة وعشر وخراج وفطرة ونذر وكفارة غير الاعتاق (درمختار)

ثم ان هذا غير مقيد بغير المثلي فلا تعتبر القيمة في نصاب كيلي او وزني اذا ادى اربعة مكائيل او دراهم جيدة عن خمسة ردية اوزن بوف (باقی بر صفحہ ص ۱۲۷)

حصہ کی چیز خود زکوٰۃ میں اسی کو دیا دے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۸۷) زید کی ہمشیرہ ہندہ کا انتقال ہوا ترکہ میں زید نے بھی کچھ زیور پایا اور اس کو ہمشیرہ کی زکوٰۃ واجبہ میں شرعاً دینے کے لئے اپنے بڑے بھائی بکر کو دیدیا۔ بکر نے یہ دیکھ کر کہ زید خود مصرف زکوٰۃ ہے اور بہت مقروض ہے اس زیور کو فروخت کر کے اس کی قیمت زید کو بہ نیت زکوٰۃ ہمشیرہ دیدی۔ اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں۔ شبہ یہ ہے کہ زید موکل ہے اور بکر صرف وکیل ہے اور وکیل کا فعل عین موکل کا فعل ہوتا ہے تو یہ صورت ہوگئی کہ زید گویا خود ہی زکوٰۃ دیتا ہے اور خود ہی رکھ لیتا ہے۔

الجواب:- وہ زیور جو زید کو ترکہ ہمشیرہ میں سے میراث میں ملا وہ مملوکہ زید کا ہے اور جب کہ زید کے وکیل نے اس کو فروخت کر کے پھر زید کو ہی دیدیا تو اس طرح زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، کیونکہ اس صورت میں زید کا مملوکہ روپیہ زید کے پاس ہی رہا[1]۔

نقد اور زیورات کی زکوٰۃ

سوال (۱۸۸) زید کے پاس مبلغ ایک سو پچاس کا زیور طلائی و نقرئی اور سات گنیاں قیمتی ایک سو پانچ موجود ہیں۔ یہ روپیہ مکان میں رکھا ہوا ہے زیور مستورات گاہے بگاہے پہنتی ہیں۔ اس کو کس قدر روپیہ اور کب اور کیوں بمد زکوٰۃ دینا چاہئے۔ زکوٰۃ کا عمدہ مصرف کیا ہے۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ ۱۲۶) لایجوز عند علمائنا الثلاثۃ الا عن اربعۃ الا دھنا اذا ادی من جنسہ والا فالمعتبر ھو القیمۃ اتفاقاً لتقوم الجودۃ فی المال الربوی عند المقابلۃ بخلاف جنسہ (رد المحتار باب زکوٰۃ الغنم ص ۳۹ ج ۲) ظفیر۔

[1] ولا یدفع المزکی زکوٰۃ مالہ الی ابیہ وجدہ وان علا ولا الی ولدہ وولد ولدہ وان سفل لان منافع الاملاک بینھم متصلۃ فلا یتحقق التملیک علی الکمال (ہدایہ باب من یجوز دفع الصدقات الیہ ص ۲۰۶ ج ۱) ویشترط ان یکون الصرف تملیکاً (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۸۵ ج ۲) ظفیر

الجواب:۔ زید کے پاس اس صورت میں کل نقد و زیور دو سو چھپن روپے کا ہوا۔ پس زید کو زکوٰۃ میں اڑھائی روپے سیکڑہ کے حساب سے چھ روپے چھ آنے ہر سال نکالنی چاہئیں، اور اگر کسی سال کم یا زیادہ ہو جاوے تو اسی حساب سے کمی بیشی زکوٰۃ میں ہو جاوے گی۔ ایک سو روپے پر ڈھائی روپے زکوٰۃ کے واجب ہوتے ہیں بعد سال بھر کے خواہ زیور ہو یا نقد یا سامان تجارت۔[1] اور مصرف زکوٰۃ کے فقراء و مساکین اور یتیم بچے اور بیوہ عورتیں وغیرہ ہیں[2] اور جو زیادہ محتاج ہو اور رشتہ دار بھی ہو اس کو دینا زیادہ اچھا ہے۔ اور مدارس اسلامیہ میں طلبہ مساکین کے لئے بھیجنا بھی زیادہ ثواب رکھتا ہے۔[2] فقط۔

جس روپے سے مکان خریدا کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہے

سوال (۱۸۹) ایک شخص نے پانچسو روپے میں ایک مکان خریدا۔ گھر والوں نے اس میں جانا پسند نہیں کیا اس وجہ سے اس نے فروخت کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اس صورت میں اس پانچسو روپے کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس پانچسو روپے کی زکوٰۃ واجب نہیں ہے جس سے مکان خریدا گیا جس وقت تک وہ روپیہ موجود تھا اور مکان نہ خریدا تھا اس وقت تک کی زکوٰۃ لازم تھی، جب مکان خرید لیا اس وقت سے زکوٰۃ اس کی ساقط ہو گئی[3] اور جس وقت مکان فروخت ہو کر

---

[1] وشرط افتراضہا حولان الحول وھو فی ملکہ وثمنیۃ المال کالدراھم والدنانیر لتعینھما للتجارۃ فتلزم الزکوٰۃ کیفما امسکھما (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۳/۲) واللازم فی مضروب کل منھما ومعمولہ ولو تبرا او حلیا مطلقا الخ ربع عشر (ایضاً باب زکوٰۃ المال ص ۴۱/۲) ظفیر۔ [2] ومصرف الزکوٰۃ الخ وھو فقیر وھو من لہ ادنیٰ شئی ای دون نصاب الخ ومسکین الخ وفی سبیل اللہ الخ وابن السبیل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۹۰/۲) ظفیر۔ [3] ولا زکوٰۃ فی ثیاب البدن الخ واثاث المنزل ودور السکنی ونحوھا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۲۸/۲) ظفیر۔

نقد روپیہ حاصل ہوگا تو بعد حولان حول اس پر زکوٰۃ لازم ہو جاوے گی[1]۔ فقط۔

جو روپیہ مالک اراضی کو رہن میں دیا گیا ہے اس پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے

سوال (۱۹۰) جو روپیہ رہن اراضی میں مالکان اراضی کو دیا ہے اس کی زکوٰۃ ہر سال ادا کرنی ہوگی یا بعد وصول ہونے کے۔ اور بر تقدیر ثانی پچھلے تمام سالوں کی زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں۔

الجواب: - اس روپے کی زکوٰۃ بعد وصول ہونے کے لازم ہے اور پچھلے سالوں کی زکوٰۃ بھی دینی ہوگی۔ کذا فی الدر المختار[2]۔ فقط

صرف زیور کی وجہ سے زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں

سوال (۱۹۱) جس عورت کے پاس سونے کا زیور تھا جب تک وہ صاحب مال رہی زکوٰۃ دیتی رہی اب وہ غریب ہوگئی مگر زیور بجنسہ موجود ہے، آیا عورت مذکورہ کو زکوٰۃ دینا لازمی ہے یا نہیں۔

الجواب: - اگر زیور اس کا بقدر نصاب ہے تو اس کے ذمہ زیور کی زکوٰۃ دینا لازم ہے اور اس کو زکوٰۃ لینا جائز نہیں ہے[3]۔ فقط۔

جو روپیہ ملازمت کی ضمانت کے لئے سرکار میں جمع کیا ہے اس پر زکوٰۃ ہوگی

سوال (۱۹۲) ایک شخص نے بغرض ضمانت ملازمت مبلغ ایک سو روپیہ سرکار میں جمع کیا، جب تک وہ شخص ملازم رہے گا اس وقت تک اس کو وہ روپیہ واپس نہیں ملے گا، جب پنشن لے گا یا کسی وجہ سے برخاست ہوگا تب وہ روپیہ اس کو دیا جاوے گا۔ اب اس روپے پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

---

[1] وشرطه أي شرط افتراض أدائها حولان الحول وهو في ملكه وثمنية المال كالدراهم والدنانير لتعينهما للتجارة بأصل الخلقة فتلزم الزكاة كيفما أمسكهما ولو للنفقة (ايضاً ص ۱۲ ج ۲) ظفير۔ ولو كان الدين على مقر ملي أو معسر ... فوصل إلى ملكه لزم زكاة ما مضى (ايضاً ص ۱۳ ج ۲) ظفير۔ واللازم في مضروب كل منهما أي الذهب والفضة ومعموله ولو تبرا أو حليا مطلقا۔

[2] الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكاة المال ص [illegible] ج ۲ ظفير

اگر واجب ہے تو بعد واپسی کے یا ہر سال اس کو زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہوگا۔

الجواب:۔ اس روپے کی زکوٰۃ بعد واپسی کے تمام گذشتہ سالوں کی ادا کرنا لازم ہے۔ اگر اس خیال سے کہ بعد واپسی کے بہت برسوں گذشتہ کی زکوٰۃ دینی پڑے گی اور رقم کثیر ہو جاوے گی۔ ہر سال موجودہ روپے کے ساتھ زکوٰۃ دے دیا کرے تو یہ بھی درست ہے[1]۔ فقط۔

جواہرات کے زیورات میں زکوٰۃ نہیں

سوال (۱۹۳/۱) جو زیور خالص جواہرات کا ہو اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

ایسے طلائی زیورات کی زکوٰۃ جس میں جواہرات جڑے ہوں

سوال (۱۹۴/۲) جو زیور طلائی ہو اور اس میں جواہرات بھی جڑے ہوں تو اس کی زکوٰۃ کس طریقہ سے ہونی چاہئے۔

اس زیور کی زکوٰۃ جس میں ایک حصہ چاندی اور دو حصہ جواہرات ہوں

سوال (۱۹۵/۲) جس زیور میں ایک حصہ چاندی اور دو حصہ جواہرات ہوں اس کی زکوٰۃ کس حساب سے ہوگی۔

الجواب:۔ (۱) در مختار میں ہے لا زکوٰۃ فی اللآلی والجواہر وان ساوت الفاً اتفاقاً الا ان تکون للتجارۃ[2] الخ پس زیورات جواہرات کے تجارت کے لئے نہیں ہیں تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۲) اس زیور کی قیمت کر کے زکوٰۃ ادا کرے[3]۔

(۳) اگر زکوٰۃ میں چاندی دیوے تو اس زیور کی چاندی کا اندازہ کر لے جس قدر چاندی اس میں ہو اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ دیوے[4]۔ فقط۔

---

[1] لکن الودیعۃ عند غیر معارفہ (در مختار) فلو عند معارفہ تجب الزکوٰۃ (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۳/۲) ظفیر۔

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ قبیل باب السائمۃ ص ۱۸/۲۶ ظفیر۔

[3] [illegible] تبرا او حلیا مطلقا الی ربع عشر الخ وغالب الغشۃ والذہب [illegible] کان یخلص منہ ما یبلغ نصابا او اقل وعندہ [illegible]

[4] [illegible] (ص ۳۳، ص ۳۴) ظفیر۔

سونے چاندی کی قیمت نہ معلوم ہونے کی صورت میں پیشتر کی قیمت سے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۹۶) اگر قیمت سونے چاندی کی صحیح معلوم نہ ہو اندازہ کر کے دو چار مہینہ پیشتر کی قیمت ذہن میں رکھ کر زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں۔

الجواب: اصل تو یہی ہے کہ ادائے زکوٰۃ کے وقت جو قیمت ہو اس کی تفتیش کر کے اسی کے مطابق زکوٰۃ ادا کی جائے۔ مگر چونکہ دو چار مہینہ میں کوئی مزید فرق نہیں ہوتا اس وجہ سے اگر جانب احتیاط کو پیش نظر رکھ کر اس طریقہ سے زکوٰۃ ادا کرے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی[1]۔ فقط۔

عورت کا جو زیور رہن ہے اس کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے

سوال (۱۹۷) اگر عورت کا زیور ضرورت کے وقت رہن کیا جاوے تو اس کی زکوٰۃ بذمہ عورت ہوگی، یا بذمہ خاوند۔

الجواب: اس کی زکوٰۃ عورت کے ذمہ ہے[2]۔ فقط۔

کسی کی اچانک موت پر گورنمنٹ تاوان کو جو روپیہ دیتی ہے اس کی زکوٰۃ

سوال (۱۹۸) تصادم ریل سے زید کا انتقال ہوگیا۔ ریلوے کمپنی نے زید کی جان کے معاوضہ میں اس کے والدین۔ بیوہ۔ اور تین یتیم نابالغ بچوں جن میں دو لڑکیاں ۴ و ۳ سال اور ایک لڑکا ڈیڑھ سال کی پرورش کے لئے تیس[3] ہزار روپے کے نوٹ دیئے اس شرط پر کہ سولہ ہزار کے نوٹ ڈاکخانہ میں رکھے جائیں۔ دس سال کے بعد لڑکیوں کی شادی اور لڑکے کی اعلیٰ تعلیم میں خرچ کئے جائیں۔ جب تک بچوں کی پرورش و تعلیم کا خرچ ماں کے حصہ کے چھ ہزار روپے میں سے جو بغرض حفاظت پوسٹ آفس میں رکھے ہے۔ ہوا کرے۔ اس صورت میں

---

[1] وتعتبر القیمة یوم الوجوب وقالا یوم الاداء وفی السوائم یوم الاداء اجماعا وهو الاصح (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زکوٰۃ الغنم ص ۳۰ ج ۲) ظفیر۔ [2] الزکوٰۃ واجبة علی حر مسلم عاقل بالغ اذا ملک نصابا ملکا تاما (هدایه کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶۶) ظفیر۔

بچوں اور بیوہ کی رقوم پر زکوٰۃ فرض ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- بچے جب تک نابالغ ہیں ان کے حصہ کے روپے پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے جیسا کہ درمختار میں ہے وشرطہ افتراضها عقل وبلوغ الخ قال فی الشامی فلا تجب علی مجنون وصبی[1] الخ اور بیوہ اور والدین کے حصہ میں جو روپیہ آیا اس پر زکوٰۃ واجب ہے اور بچے جس وقت بالغ ہو جاویں تو ان کے حصے کے روپے پر بھی زکوٰۃ وقت بلوغ سے واجب ہو جاوے گی۔ فقط۔

کاروبار میں جو روپیہ لگا ہو اس کی زکوٰۃ

سوال (۱۹۹/۱۴۶۰) جب کہ روپیہ اس قسم کے کاروبار میں لگایا جائے کہ اس میں زیادہ تر بیناء ردیا ہو رہ نقد یا مال تجارت کی صورت میں یا تو بہت تھوڑا حصہ اس کا رہے یا اس پر پورا برس کسی حال میں نہ گذرے تو زکوٰۃ کس رقم پر واجب الاداء ہوگی۔

جائداد و مکان ذاتی جو ضرورت سے زیادہ ہوں اس پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے

سوال (۲۰۰/۱۴۶۰) جب کہ جائداد یا مکان ذاتی ضرورت سے زیادہ ہوں اور ان سے کرایہ کی آمدنی ہو تو زکوٰۃ جائداد کی قیمت پر ہوگی یا آمدنی پر۔

کرایہ کی زمین پر جو جائداد ہو اس کی زکوٰۃ

سوال (۲۰۱/۱۴۶۰) اگر کرایہ کی زمینوں پر جائداد بنائی جائے اور اس کی حیثیت یا قیمت اسی وقت تک ہو جب تک جائداد اس زمین پر قائم ہے تو زکوٰۃ کس طرح ادا ہوگی۔

سرکاری کاغذوں پر جو روپیہ لگایا اس کی زکوٰۃ

سوال (۲۰۲/۱۴۶۰) جو روپیہ سرکاری کاغذوں یا اس قسم کے دوسرے کاغذات پر لگایا جائے اس کے واپس ہونے کی میعاد یا تو بہت زیادہ ہو یا کچھ ہو ہی نہیں تو زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے۔

الجواب:- (۱) ختم سال پر دیکھا جاوے جس قدر مال تجارت و نقد روپیہ موجود ہو

---

[1] ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۳/۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] دیکھئے ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۴/۲ ج ۲)

اس سب کا حساب کرکے زکوٰۃ ادا کی جائے[1] اور جو رقوم لوگوں کے ذمہ قرض میں ان کی زکوٰۃ بھی واجب ہے مگر ادا کرنا بعد وصول کے واجب ہوتا ہے۔ ایام گذشتہ کی زکوٰۃ بھی بعد وصول کے دینی لازم ہے[2]۔

(۲) جائداد کی قیمت پر زکوٰۃ لازم نہ ہوگی بلکہ کرایہ کی آمدنی پر جبکہ نصاب کی مقدار کو پہونچ جاوے اور اس پر تنہا یا دیگر رقوم موجودہ کے ساتھ سال پورا ہوجاوے زکوٰۃ لازم ہوگی[3]

(۳) اس کا جواب بھی وہی ہے جو ع ۲ کا ہے۔ کرایہ کی آمدنی جو جمع ہو اس پر زکوٰۃ لازم ہوگی حسب شرط مذکور ع ۲[4]۔

(۴) یہ سوال تشریح طلب ہے۔ فقط۔

ڈاکخانہ میں جمع شدہ روپے کی زکوٰۃ | **سوال (۲۰۳/۱)** جو روپیہ ڈاکخانہ میں تین سال سے جمع ہے اس پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے۔

بینک کے روپے کی زکوٰۃ | **سوال (۲۰۴/۱)** جو روپیہ کسی بنک کو بطور قرض دیا گیا ہے اس پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے۔

گورنمنٹ کو جو روپے قرض دیئے گئے ہیں اس کی زکوٰۃ | **سوال (۲۰۵/۱)** جو روپیہ گورنمنٹ کو قرض دیا گیا ہے اس پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے۔

---

[1] وقيمة العرض للتجارة تضم الى الثمنين لان الكل للتجارة وضعا وجعلا (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوة المال ص ۳۶ ج ۲) ولو كان الدين على مقر فوصل الى ملكه لزم زكوة ما مضى (ايضا كتاب الزكوة ص ۱۲ ج ۲) ظفير [3] ولا في ثياب البدن الخ واثاث المنزل ودور السكنى ونحوها وكذا الكتب (رد المحتار) قوله ونحوها اى كثياب البدن الغير المحتاج اليها وكالحوانيت والعقارات (رد المحتار كتاب الزكوة ص ۱۲ ج ۲) ظفير [4] فاذا كانت مائتين وحال عليها الحول ففيها خمسة دراهم (هداية باب زكوة المال ص ۱۷۰ ج ۱) ظفير۔

لین دین والے روپے کی زکوٰۃ

سوال (۲۰۶/۴) جو روپیہ لین دین میں لگایا جاتا ہے اور قرض دیا جاتا ہے اس پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ (۱ تا ۴) ان سب صورتوں میں زکوٰۃ کا حکم یہ ہے کہ بعد وصول ہونے کے سنین گذشتہ کی بھی زکوٰۃ دینی واجب ہوگی[1] فقط

زیور کی زکوٰۃ ہر سال

سوال (۲۰۷) زیور میں ہر سال زکوٰۃ دینا چاہئے یا ایک دفعہ۔

الجواب:۔ زیور کی زکوٰۃ ہر سال دینا چاہئے[2]۔

زیور کی زکوٰۃ

سوال (۲۰۸) میرے پاس زیور ہے جو ۵۲ روپے کی مالیت ہے اور یہ اندازہ کافی سے بہت زیادہ کیا گیا ہے۔ بازاری قیمت سے زیادہ قیمت لگائی ہے اس پر دو سال گذر چکے ہیں جس کی زکوٰۃ میں نے پانچ روپے دیدیئے ہیں اور میرے پاس ساٹھ روپے موجود ہیں، اس پر بعد سال گذرنے زکوٰۃ آوے گی یا کیا؟ اور جو روپیہ قرض میں ہے اس پر علیحدہ سال گذرنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟۔

الجواب:۔ زیور کی زکوٰۃ جو پانچ روپے نکالتے ہیں یہ ٹھیک سے کچھ زیادہ ہی ہے یہ بہت اچھا ہے۔ ساٹھ روپے جو نقد موجود ہیں اس کی زکوٰۃ بھی لازم ہے۔ اس پر علیحدہ سال گذرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ زیور پر جب سال گذرا اسی وقت اس کی زکوٰۃ بھی لازم آئے

---

[1] ولو كان الدين على مقر مليء أو على معسر أو مفلس أي محكوم بإفلاسه أو على جاحد عليه بينة فوصل إلى ملكه لزم زكاة ما مضى (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكاة ص ۴۲/۲) ظفير

(عالمگیری مصری کتاب الزکوٰۃ باب اول ص ۱۶۴/۱) و لو كان الدين على مقر مليء ... الخ

[2] وفي مقدار ما يجب مطلقا سواء كان مصوغا أو تبرا أو حليا أو مضروبا كذا في الكافي

ولنا أن فيهما ... فإذا كانت مائتين وحال عليها الحول ففيها خمسة دراهم (الهداية ص ۱۷۶/۱) ظفير۔

...۞...

ہوگی۔ اسی طرح جو روپیہ قرض ہے اس پر بھی علیحدہ سال گذرنے کی ضرورت نہیں مگر زکوٰۃ اس کی بعد وصول ہونے کے واجب الادا ہوتی ہے قبل از وصول دی جاوے تو اور بھی اچھا ہے۔

دو سو درہم کتنے روپے ہوتے ہیں

سوال (۲۰۹) دو سو درہم شرعی چند روپیہ؟۔

الجواب: دو صد درہم شرعی پنجاہ و دو و نصف تولہ بوزن سبع می باشد پس یک درہم شرعی بوزن سبع سہ ماشہ و ۱/۵ رتی باشد اگر کسر رتی را ساقط کنند و سہ ماشہ گیرند پنجاہ روپیہ می باشد بنا ر علیہ بعضے حضرات کسر را انداختہ اند و پنجاہ روپیہ را نصاب فرمودہ اند (این حساب در ۱۳۳۲ھ بود، و دراں زماں سیم ارزاں بود، دریں زماں کہ سیم سہ روپیہ تولہ است نصاب یکصد و پنجاہ و ہفت و نصف روپیہ باشد خلاصہ این است کہ مدار بر ثمن سیم است۔ واللہ اعلم۔ ظفیر)

پیسوں اور اکنیوں میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۲۱۰) کسی شخص کے پاس پچاس روپے کے پیسے اور پچاس روپے کی اکنیاں ہیں حالانکہ وہ خرچ کے لئے ہیں اور حولان حول اس پر ہوگیا ہے تو ان کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہ؟

الجواب: پیسے اور اکنیاں جو تجارت کی نہیں ہیں ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے (اگر یہ کسی صاحب نصاب کے پاس ہوں گی تو اس کی زکوٰۃ بھی اس پر حولان حول کے بعد ضروری ہوگی۔ ظفیر)

جائداد قسط پر بیچی تو زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے

سوال (۲۱۱) زید نے اپنی کچھ حقیت بایں شرط فروخت کی کہ اس کا زر ثمن بدفعات ادا کیا جاوے اور زر ثمن اور اس کی ادائیگی کے زمانہ کا تعین ہوچکا ہے۔ بیع جائز ہوچکی لیکن چونکہ حقیت مالیت ایسی ہے جس پر نصاب نہیں اور

لہ ولو کان الدین علی مقر ملئی (الی قولہ) فوصل الی ملکہ لزم زکوٰۃ ما مضی۔ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۱۲/۲) ظفیر۔

اور اس کا بدل ایسا ہے جس پر نصاب ہے تو اس صورت میں زرِ ثمن مقبولہ فریقین پر نصاب ہوگا یا رقومات مقررہ پر جو بائع کو ملے اور جس قدر ملے اس کے واسطے سال کا گذرنا ضروری ہے یا تاریخ بیع سے حساب لگا کر ادا کرنا ہوگا۔

الجواب: جس وقت جس قدر حصہ ثمن کا وصول ہوگا اسی وقت سے اس کا سال لگایا جاوے گا۔ بعد سال بھر کے ادائے زکوٰۃ واجب ہوگی اور بعض روایات میں بقدر وصول مقدار نصاب زکوٰۃ لازم ہوگی اور اسی کو ظاہر الروایۃ اور مفتی بہ قرار دیا گیا ہے اور بعض روایات میں قول اول کی تصحیح کی گئی ہے وھو الا قیس کذا فی الشامی[1]۔

کتنی مالیت کے زیور میں زکوٰۃ ہے | **سوال** (۲۱۲) کس قدر مالیت کے زیور طلائی خواہ نقرئی پر زکوٰۃ واجب ہے اور کس قدر مالیت سے وہ صاحب نصاب ہوگا۔

الجواب: زیور چاندی کا ساڑھے باون تولہ اور زیور سونے کا ساڑھے سات تولہ جس کے پاس ہو وہ صاحب نصاب ہے اور زکوٰۃ اس پر واجب ہے[2]۔ فقط۔

باونڈ وغیرہ کی صورتوں میں زکوٰۃ ہے یا نہیں | **سوال** (۲۱۳) زید کے پاس اپنے حوائج ضروریہ کے علاوہ بطور پس انداز ایسا روپیہ بھی ہے جس کی بابت زکوٰۃ دینا فرض ہے لیکن جبکہ زید اس روپے کو بکر کے پاس امانت رکھ دے اور یا زید نے بجائے نقد روپے کے یا کرنسی چاندی کے کرنسی نوٹ بیکرا اپنے پاس رکھے ہیں یا زید نے اس روپے کے باونڈ خریدے

---

[1] فتجب زکاتہا اذا تم نصابا وحال علیہ الحول لکن لا فوراً بل عند قبض اربعین درہما من الدین القوی کقرض وبدل مال تجارۃ الخ (درمختار) والحاصل ان مبنی الاختلاف فی الدین المتوسط علی انہ ھل یکون مال زکوٰۃ بعد القبض او قبلہ فعلی الاول لابد من مضی حول بعد قبض النصاب وعلی الثانی ابتداء الحول من وقت البیع الخ (رد المحتار ص ۴۷ ج ۲ باب زکوٰۃ المال) ظفیر۔ [2] لیس فیما دون مائتی درہم صدقۃ الخ ولیس فیما دون عشرین مثقالا من ذہب صدقۃ (ہدایہ زکوٰۃ المال ص ۱۶۲ ج ۱) ظفیر

ہوں اور ایک قسم کا کاغذ قرضہ ہے۔ یا زید نے وہ روپیہ کسی کو قرض بلا سود یا سود سے دیا ہے اور یا زید نے اس روپے کو بنک میں جمع کیا ہے یا پرامیسری نوٹ خریدے ہیں اور یا اس روپیہ سے کاغذات ریلوے شیئرز خرید لئے ہیں اور یا وہ روپیہ کسی تجارت میں لگایا ہے۔ مذکورہ بالا آٹھ صورتوں میں بھی زکوٰۃ واجب الادا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ان سب صورتوں میں زکوٰۃ واجب الادا ہے لیکن قرض دینے کی صورت میں بعد وصول کے گذشتہ زمانہ کی زکوٰۃ بھی لازم ہوتی ہے ولو کان الدین علی مقر الخ فوصل الی ملکه لزم زکوٰۃ ما مضی الخ۔ درمختار۔[1]

دوسرے کی طرف سے زکوٰۃ کی ادائیگی

سوال (۲۱۴) زید نے کچھ روپیہ اپنے باپ عمر کو اس طرح دیا کہ موضع ملازمت میں ہمیشہ بطور خرچ ماہوار کے اپنے باپ کو دیتا رہا اور اس کے پاس بھیجتا رہا۔ عمر نے وہ تمام روپیہ خرچ نہیں کیا بلکہ تھوڑا خرچ کیا اور زیادہ باقی رکھا حتی کہ اس کی مقدار زیادہ ہوگئی اور یہ روپیہ عمر نے اس خیال سے بچایا کہ زید کے کام آوے گا۔ زید کو جب معلوم ہوا تو اس نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ کو اس روپے کی زکوٰۃ دینی چاہئے۔ عمر نے کہا یہ روپیہ تمہارا ہے میرا نہیں ہے، میں اس کی زکوٰۃ نہ دوں گا۔ سوال یہ ہے کہ زید پر اس روپے کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟ اور اگر زید ادا کردے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ بالتفصیل بیان فرمائیں۔

الجواب:۔ زید نے جو روپیہ ماہواری خرچہ کے طور سے اپنے باپ عمر کو دیا اور اس کے پاس بھیجا، عمر اس کا مالک ہوگیا۔ پھر جو کچھ روپیہ عمر نے بچایا اگرچہ اس خیال سے بچایا تھا کہ یہ روپیہ زید کے کام آوے گا، اس کا مالک عمر ہے اور بقدر نصاب ہوجانے پر سال بھر کے بعد اس کی زکوٰۃ عمر پر واجب ہے۔ لیکن اگر زید عمر کی طرف سے عمر کی اجازت سے زکوٰۃ گذشتہ زمانہ کی اور آئندہ کی ادا کرے تو درست ہے اور زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ زید کو چاہئے

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۲ / ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔

کہ عمر کو اطلاع کر دے کہ میں زکوٰۃ اس روپے کی زمانہ گذشتہ کی ادا کرتا ہوں اور آئندہ بھی ادا کرتا رہوں گا آپ مجھ کو اجازت دیجئے ...... فی الشامی قال فی التتارخانیہ الا اذا وجد الاذن او اجازہ المالک لان ای اجازہ قبل الدفع الی الفقیر اھ (شامی ص۱۴ ج۲) وقال فی الدر المختار لان المعتبر نیۃ الآمر ص۱۴ ج۲ ۔ علی ہامش رد المحتار)

کھیتی کی آمدنی پر زکوٰۃ جو مختلف طور پر آتی ہے

سوال (۲۱۵) زید گرہست آدمی ہے ۔ کھیتی گرہستی کا کاروبار ہوتا ہے لہٰذا کھیتی گرہستی کے ذریعہ سے مثلاً دو سو روپے آمدنی ہوئی ہم نے برس گذرنے سے زکوٰۃ مال مذکور کی ادا کر دی ۔ اب پھر برس گذرنے نہیں پایا کہ اور روپیہ کھیتی گرہستی کے ذریعہ سے آیا ۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نئے مال پر سال گذرنے سے زکوٰۃ واجب ہوگی یا اگلے سال میں شریک کر کے زکوٰۃ سب کی ادا کی جائے گی ۔ لہٰذا مال مستفاد پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں ؟ عام مال مستفاد پر زکوٰۃ واجب ہے یا کسی خاص مال پر ؟

الجواب :- جو روپیہ سال کے اندر زیادہ ہوا اور پہلے سے دو سو روپے مثلاً موجود تھے ، درمیان سال کے اور روپیہ کھیتی کے ذریعہ سے حاصل ہوا تو سال اس کا وہی معتبر ہوگا جو اصل دو سو روپے کا ہے ۔ الغرض جس وقت پہلے روپے کا سال پورا ہو جائے تمام مال کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے ۔ مال مستفاد کے لئے جدید سال کی ضرورت نہیں ۔ کما فی الدر المختار والمستفاد ولو بھبۃ او ارث وسط الحول یضم الی جنسہ فیزکیہ بحول الاصل فقط[1]

جمع شدہ روپے کی زکوٰۃ

سوال (۲۱۶) ایک شخص نے آٹھ سال تک آٹھ سو روپے جمع کئے ، ہر سال سو روپے بڑھتے تھے اور زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی صرف نو روپے ادا کئے ہیں اور آٹھ سال کے ختم پر سب روپیہ خرچ ہوگیا ۔ اس صورت میں وہ کس طریقہ سے اور کس قدر روپیہ زکوٰۃ کا ادا کرے ؟

الجواب :- اس مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ اس کے ذمہ سالہائے گذشتہ کی زکوٰۃ

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب زکوٰۃ الغنم ص۳۹ ج۲ ظفیر

لازم ہے، اور یہ قرض اللہ کا ہے جب وقت روپیہ ہو، ایک دفعہ یا چند دفعہ کر کے اس کو پورے
کر دے سال اول میں عگر سال دوم میں صہ سال سوم میں ععہ سال چہارم میں عہ
پنجم میں ععہ سال ششم میں عہ ہفتم میں ععہ ہشتم میں عہ کل لعہ۹ روپے زکوٰۃ کے
اس کے ذمہ ہوئے۔ اس میں سے لعہ روپیہ وضع کر کے باقی لعہ۸ روپے ہوئے
خواہ بتدریج یا ایک بار ادا کرے۔[1] فقط

---

[1] وافتراضها عمری علی التراخی وصححه الباقانی وقیل فوری ای واجب علی الفور وعلیه الفتوی فیأثم بتاخیرها بلا عذر (در مختار) قوله عمری قال فی البدائع وعلیه عامة المشائخ ای فی ای وقت ادی یکون مؤدیا للواجب ویتعین ذالک الوقت للوجوب واذا لم یؤد الی آخر عمره یتضیق علیه الوجوب حتی لو لم یؤد حتی مات یأثم (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ) ص ۱۶/۲ ۱۲ ظفیر

پانچواں باب

سامانِ تجارت کی زکوٰۃ

پنساری کی دوکان کی زکوٰۃ اندازاً درست ہے یا نہیں

سوال (۲۱۷) زید پنسارہ کی دکان کرتا ہے اس میں چونکہ سیکڑوں سودا ہوتا ہے اس وجہ سے اخیر سال میں وزن نہیں کر سکتا، اندازہ سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اندازہ کرنے میں حتی الوسع یہ لحاظ رکھے کہ کچھ زیادہ اندازہ لگایا جائے تاکہ زکوٰۃ میں کمی نہ رہے کیونکہ درحقیقت اگر اندازہ کم ہوا تو اس قدر زکوٰۃ ذمہ پر واجب رہے گی[1]۔

کمپنی کے حصص خریداری میں جو رقم لگائی اس پر زکوٰۃ ہے یا صرف اس کے منافع پر

سوال (۲۱۸) زید نے ایک کمپنی کے پندرہ حصے پانچہزار کے خریدے اس میں جو کچھ نفع ہوتا ہے وہ سالانہ تقسیم ہو کر حصہ داروں کو ملتا ہے، زید کو بھی پانچسو روپے ملے۔ آیا زید کے ذمہ پانچہزار کی زکوٰۃ دینا لازم ہے، یا منافع سالانہ کی رقم پر زکوٰۃ لازم ہوگی۔

الجواب:۔ زید کو اس رقم پانچہزار کی زکوٰۃ بھی دینی لازم اور فرض ہے۔ کذا فی الدر المختار[2]۔

---

[1] الزکوٰۃ واجبة فی عروض التجارة کائنة ما کانت اذا بلغت قیمتها نصابا من الورق والذهب (عالمگیری۔ کتاب الزکوٰۃ۔ باب ثالث فصل دوم ص ۱۶۹ ج ۱) ظفیر۔

[2] کالدراهم والدنانیر لتعینهما للتجارة باصل الخلقة فتلزم الزکوٰۃ کیفما امسکهما (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۱۴ ج ۲) ظفیر

اگر زکوٰۃ متفرق طور پر دیتا ہے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۱۹) زید نے چار ہزار روپیہ تجارت میں لگایا اب اس کے پاس پانچ ہزار ہو گئے، اس نے زکوٰۃ نکالنے کا یہ طریقہ کیا ہے ۴، ۸، روزانہ نکالتا ہے اور مساکین کو تھوڑا بہت دیا کرتا ہے۔ بعد ختم سال حساب کر کے کمی کو پورا کر دیتا ہے۔ یہ صورت جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- یہ طریقہ زکوٰۃ نکالنے کا شرعاً درست ہے اور زکوٰۃ اس سے ادا ہو جاتی ہے[1]۔ فقط۔

قرض سے جو تجارت کی ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۲۲۰) زید نے گیارہ سو روپے لیکر قرض تجارت شروع کی، ذاتی سرمایہ کچھ نہیں تھا، تو کیا زید پر زکوٰۃ لازم ہے۔

الجواب:- ابھی کچھ زکوٰۃ اس پر لازم نہ ہوگی۔ جب گیارہ سو سے زیادہ بقدر نصاب اس کے پاس حاصل ہو جائے اس وقت زاید کی زکوٰۃ دیوے[2]۔ فقط۔

سوداگر کے پاس جو مال موجود ہے اس کی قیمت خریداری کا اعتبار رہیگا یا موجودہ بھاؤ کا

سوال (۲۲۱) سوداگر کے پاس مال موجود ہے اب زکوٰۃ دینا چاہتا ہے سال بھر کے بعد۔ تو اس مال کی قیمت خرید کا اعتبار رہوگا یا بازار کے بھاؤ کا لحاظ ہوگا۔

الجواب:- مال تجارت کی جو قیمت بازار میں بوقت زکوٰۃ دینے کے ہے اسی قیمت کے اعتبار سے زکوٰۃ ادا کی جاوے، خواہ قیمت خرید سے زیادہ ہو یا کم[3]۔

دواخانہ کی زکوٰۃ کس طرح نکالی جائے

سوال (۲۲۲) زید دواخانہ یونانی کی دوکان کرتا ہے

---

[1] وشرط صحة ادائها نية مقارنة له اى للاداء ولو كانت المقارنة بعزل ما وجب كله او بعضه (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوٰة ص ۱۳/۲) ظفير۔

[2] فلا زكوٰة على مكاتب الخ ومديون للعبد بقدر دينه فيزكى الزائد ان بلغ نصابا (ايضاً كتاب الزكوٰة ص ۹/۲) ظفير۔

[3] وقالا تعتبر قيمته يوم الوجوب وقالا يوم الاداء الخ ويقوم فى البلد الذى المال فيه (در مختار) وفى المحيط يعتبر يوم الاداء بالاجماع وهو الاصح (رد المحتار باب زكوٰة الغنم ص ۳۰/۲) ظفير۔

جس میں ہزارہا دوائیں ہیں جو کہ زود خشکی میں ماشہ دو ماشہ نکلتی ہیں جس کا باقاعدہ حساب رہنا مشکل ہے، ان دواؤں کی زکوٰۃ کس طرح دینی چاہئے۔ اگر علیحدہ علیحدہ وزن کر کے قیمت لگائی جائے تو ایک مدت چاہئے۔

الجواب: حساب کرنا تو زکوٰۃ کے لئے ضروری ہے مگر تمام ادویہ کو علیحدہ علیحدہ وزن کرنا اور قیمت لگانا دشوار ہے تو ایسا کیا جائے کہ سالانہ موجود میں سے جس قدر فرد خشکی کی میزان ہو اس کو منہا کیا جاوے۔ الغرض اندازہ کرلینا مال موجودہ کا فروخت میں سے ہے[1]۔ فقط۔

تجارت کی زکوٰۃ اور اس رقم کی زکوٰۃ جس سے زمین خریدی

سوال (۲۲۳) جو روپیہ تجارت میں لگایا جاوے اس پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے اور جو روپیہ خرید اراضی پر صرف کیا جائے اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

الجواب: جو روپیہ تجارت میں لگا ہوا ہے اور سامان تجارت اس سے خریدا گیا ہے اس تمام پر زکوٰۃ واجب ہے جب کہ وہ نصاب کو پہنچ جاوے اور سال گزر جاوے کذا فی عامۃ کتب الفقہ۔ اور زمین و مکان بھی اگر تجارت کے لئے خریدا جاوے مثلاً زمین و مکان کرایہ پر دیا جاوے اس کے کرایہ کی آمدنی پر بعد پورا ہونے نصاب کے زکوٰۃ ہے اور تفصیل ان مسائل کی کتب فقہ میں ہے[2]۔ فقط۔

آٹے کی مشین کی قیمت پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۲۲۴) ایک شخص نے آٹا پیسنے کی مشین لگائی ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

---

[1] ولی عرض تجارۃ قیمتہ نصاب الخ من ذھب او فضۃ مضروبۃ الخ مقوما باحدھما الخ ربع عشر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب زکوٰۃ المال ص ۲۱/ ۲ج ۲۲/ ۲ج) ظفیر۔
[2] ولا زکوٰۃ فی کتب العلم و آلات المحترفین ودور السکنی ونحوھا (در مختار) ای کثیاب البدن الغیر المحتاج الیھا وکالحوانیت والعقارات (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۸/ ۲ج) ظفیر

الجواب: - اس مشین کی قیمت پر زکوٰۃ ہے[1]۔ فقط۔

کتاب کی زکوٰۃ لاگت پر ہے یا موجودہ قیمت پر، اور زکوٰۃ میں کتابیں نکالنا کیسا ہے

سوال (۲۲۵) کتاب مرقات الصرف کی چھپائی میں مبلغ ما ۱۳۰ روپے لاگت آئی ہے۔ منافع لگا کر قیمت رکھی گئی ہے وہ بھی تاجرانہ ۴ر جز تاجرانہ ۲ر۔ اب میرا حسابی سال ختم ہوگیا۔ زکوٰۃ اصل لاگت پر دی جائے یا زائد نفع سمیت رقم پر۔ مجھے وثوق نہیں کہ ما حصل کیا اور کب ہوگا۔ نیز یہی کتاب مستحقین کو بمد زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: - کتاب مذکور کی چھپائی میں جو ما ۱۳۰ صرف ہوا ختم سال پر آپ کو اسی قدر روپے کی زکوٰۃ دینی لازم ہے اور زکوٰۃ میں آپ کتاب مذکور بھی دے سکتے ہیں۔ کتاب کی قیمت وہی لگائی جائے جو لاگت ہے۔ فقط۔

خریداروں کے ذمہ جو رقم ہے اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۲۲۶) تاجروں کو تجارت میں سال کے بعد مال مہاجن کا تنہا کر کے باقی روپیہ جو منافع کا زیادہ ہوتا ہے اور وہ اکثر خریداروں کے ذمہ باقی رہا کرتا ہے اس روپے میں بھی زکوٰۃ ہوگی یا نہیں اگر زکوٰۃ کا روپیہ علیحدہ نہ نکالا جاوے اور جملہ مال میں سے کبھی کبھی روپیہ دو روپیہ کر کے سال بھر میں زکوٰۃ ادا کرے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

الجواب: - جو روپیہ قرض میں ہے اس کی زکوٰۃ واجب ہے اور ادائے زکوٰۃ

---

[1] خاکسار کے نزدیک اس مشین کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں ہے، فلو اشترى قدورا من صفر يمسكها ويؤاجرها لا تجب فيها الزكوٰة كما لا تجب في بيوت الغلة كذا في فتاوى قاضي خان وكذلك العطار لو اشترى القوارير والنخاس لو اشترى جوالق ليؤاجرها من الناس فلا زكوٰة فيها لأنه اشتراها للغلة لا للمبايعة كذا في محيط السرخسي (عالمگیری مصری فصل ثانی فی العروض ص ۱۶۸/۱) ظفیر

بعد وصول لازم ہوتی ہے۔ درمختار[1] اور اگر زکوٰۃ میں کا روپیہ بہ نیت زکوٰۃ علیحدہ نہیں نکالا گیا تھا تو جس وقت روپیہ دو روپیہ کسی کو دے اس وقت نیت زکوٰۃ کرنے سے زکوٰۃ ادا ہوگی ورنہ نہیں۔ درمختار[1]۔

جس تاجر کے پاس نقد بھی ہو، مال بھی ہو اور بقایا بھی، وہ کس طرح زکوٰۃ ادا کرے

سوال (۲۲۷) ایک تاجر تقریباً دس ہزار روپے نقد تحویل میں رکھتا ہے اور تقریباً پانچ ہزار کا مال تیار رکھتا ہے اور اس مال میں سے اکثر مال تبدیل ہوتا جاتا ہے اور تقریباً دو ہزار کا مال کارخانہ پر مکمل رکھتا ہے اور تقریباً پانچ ہزار روپے لوگوں کے ذمہ بقایا ہے جو تدریج وصول ہوتا ہے۔ لہٰذا شرعاً صرف نقد تحویل کی جو گھر میں موجود ہے زکوٰۃ دیوے یا مال اور بقایا کی بھی۔

الجواب: نقد اور مال تجارت موجودہ اس روپے کی جو لوگوں کے ذمہ ہے سب کی زکوٰۃ دینا لازم ہے۔ البتہ جو روپیہ لوگوں کے ذمہ ہے اس کی زکوٰۃ بعد وصول کے گذشتہ سال کی بھی لازم ہوتی ہے۔ مثلاً اگر قرض دو برس کے بعد وصول ہوا تو بعد وصول کے دونوں سال کی زکوٰۃ دینا لازم ہوگا۔ پس اگر قبل از وصول بھی دیدے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ بہرحال زکوٰۃ سب کی لازم ہے خواہ نقد ہو خواہ مال تیار شدہ یا غیر تیار شدہ اور خواہ لوگوں کے ذمہ قرض ہو، اور جو قرض اپنے ذمہ ہو اس کو منہا کر لیا جاوے گا[1]۔ فقط

---

[1] وشرط صحة ادائها نية مقارنة له اى للاداء ولو كانت المقارنة حكما كما لو دفع بلا نية ثم نوى والمال قائم فى يد الفقير الخ جانب (الدرالمختار على هامش ردالمحتار كتاب الزكوٰة ص ۱۴ ج ۲) تغير [2] وشرط اى شرط افتراض ادائها حولان الحول وهو فى ملكه وثمنية المال كالدراهم والدنانير لتعينهما للتجارة باصل الخلقة فتلزم الزكوٰة كيفما امسكهما ولو للنفقة الخ ونية التجارة فى العروض اما صريحا الخ او دلالة الدرالمختار على هامش ردالمحتار كتاب الزكوٰة ص ۱۳ ج ۲) ظفير وكوٰة على مكاتب الخ ومديون (بقیہ حاشیہ ص ۱۴۵)

جس مال کی قیمت بدلتی رہتی ہے اس کی زکوٰۃ

سوال (۲۲۷) جس مال کی قیمت بدلتی رہے یا بسا اوقات قیمت خرید سے بھی کم ہو جاوے اور مال فروخت ہونے کی کوئی صورت نہ ہو کیونکر اس کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہیئے۔

الجواب:۔ جس وقت پورا سال مال تجارت پر ہو جاوے تو جو قیمت اس مال کی اس وقت ہو اس کا حساب کر کے چالیسواں دیوے خواہ نقد سے یا اس مال موجودہ میں سے[1]۔ فقط۔

تجارت میں جو نفع ہوا اور جو خرچ ہوا سب کی زکوٰۃ دے یا کیا کرے

سوال (۲۲۸) ایک سوداگر ایک ہزار روپے سے تجارت شروع کرتا ہے اور سال بھر کے بعد جب حساب کرتا ہے تو اس کے پاس ڈیڑھ ہزار روپے کا مال موجود ہے اور سال بھر تک وہ اس میں سے اپنا خرچ بھی ساتھ ساتھ کرتا رہا ہے تو کیا اس کو اب زکوٰۃ بموجب حکم شریعت سال بھر کا خرچ نکال کر دینی چاہیئے یا کہ ڈیڑھ ہزار کی پوری بغیر نکالے خرچ سال آئندہ ادا کرنی چاہیئے۔

الجواب:۔ اب اس کو ڈیڑھ ہزار کی زکوٰۃ ادا کرنی لازم ہے کذا فی الدرالمختار[2]۔

تجارتی کمپنی کے حصص خریدے اور حصص کی قیمت مختلف وقتوں میں مختلف رہی تو کس کا اعتبار ہوگا

سوال (۲۲۹) ایک شخص نے تجارتی کمپنی کے حصص خریدے۔ جب کمپنی شروع ہوئی تھی اس وقت ایک حصہ پانچ روپے کا تھا اور جس وقت اس نے حصے خریدے اس وقت ایک حصہ کی قیمت ایک ہزار تھی اور اس وقت ایک حصہ کی قیمت پانچسو ہے تو یہ شخص کس قدر

---

[1] : وتعتبر القیمۃ یوم الوجوب وقالا یوم الاداء اجماعاً ویقوم فی البلد الذی المال فیہ (الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب زکوٰۃ الغنم ص ۳۰/۲) ظفیر۔

[2] ومن کان لہ نصاب فاستفاد فی اثناء الحول من جنسہ ضمہ الیہ وزکاہ بہ (ہدایہ کتاب الزکوٰۃ فصل فی الخیل ص ۱۴۵/۱) ظفیر۔

زکوٰۃ دیوے۔

جس تاجر کے روپے کی مختلف نوعیت ہو وہ کیسے زکوٰۃ ادا کرے

سوال (۲۳۰/۲) ایک شخص کپڑے کی تجارت کرتا ہے پانچ ہزار کا مال ہے جو اس کے پاس ہے۔ اس نے جو ادھار بیچا ہے اس میں سے پانچ ہزار کے آنے کی توقع یقینی ہے اور تین ہزار کے وصول ہونے میں شک ہے اور ایک ہزار کے وصول ہونے کی بالکل امید نہیں۔ اور یہ شخص چار ہزار کا مقروض ہے، اس صورت میں کس قدر رقم کی زکوٰۃ دینی چاہئے۔

سرکار جو ٹیکس لیتی ہے وہ زکوٰۃ میں محسوب ہوگا یا نہیں

سوال (۲۳۱/۳) سرکار تجارت کے منافع پر اور مکانات کے کرایہ پر ٹیکس لیتی ہے، یہ زکوٰۃ میں محسوب ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ (۱) جو قیمت اس وقت ہے یعنی پانچسو روپے کی زکوٰۃ دیوے[۱]

(۲) جس قدر مال ونقد موجود ہے اس کی زکوٰۃ اس وقت ادا کرے اور جو مال ادھار فروخت ہوا ہے اور قیمت اس کی لوگوں کے ذمہ قرض ہے اس کی زکوٰۃ ادا کرنا وصول ہونے پر واجب ہوگی۔ جس قدر وصول ہوتا رہے اس کی زکوٰۃ دیتا رہے[۲] اور جس قدر اسکے ذمہ قرض ہے اس کو مال موجودہ میں سے منہا کرے باقی کی زکوٰۃ ادا کرے[۳]۔

---

[۱] وتعتبر القیمۃ یوم الوجوب وقالا یوم الاداء ویقوم فی البلد الذی المال فیہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب زکوٰۃ الغنم ص۳۰ ج۲) ظفیر۔ [۲] ولو کان الدین علی مقر ثم وصل الی ملکہ لزم زکوٰۃ ما مضی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص۱۲ ج۲) فتجب زکاتہا اذا تم نصاباً وحال الحول لکن لا فوراً بل عند قبض اربعین درہماً من الدین القوی کقرض وبدل مال تجارۃ فکلما قبض اربعین درہماً یلزمہ درہم (ایضاً باب زکوٰۃ المال ص۴۷ و ص۴۸ ج۲) ظفیر۔ [۳] فلا زکوٰۃ علی مکاتب الخ ومدیون للعبد بقدر دینہ فیزکی الزائد ان بلغ نصاباً (ایضاً کتاب الزکوٰۃ ص۹ ج۲) ظفیر۔

(۳) ٹیکس میں جو کچھ روپیہ دیا جاتا ہے وہ زکوٰۃ میں محسوب نہیں ہو سکتا، زکوٰۃ علیحدہ ادا کرنی چاہیئے[1]۔ فقط

تجارت کے لئے چاول ہیں تو اسکی زکوٰۃ کیسے نکالی جائے

سوال (۲۳۲) ایک شخص کے پاس سال بھر سے تجارت کے واسطے چاول رکھے ہیں تو زکوٰۃ کیسے نکالے۔

الجواب: قیمت چاول کی کر کے روپے سے زکوٰۃ ادا کر دیوے۔ فقط

تجارتی مال بیوپاری کے حوالے کرتے ہیں اسکی زکوٰۃ

سوال (۲۳۳) اکثر تجار اپنا تجارتی مال بیوپاریوں کے حوالے کر دیتے ہیں اور اس کی قیمت کا ادا ہونا قرائن قویہ سے متیقن بھی ہے ایسی صورت میں قیمت مبہودہ نصاب زکوٰۃ میں محسوب ہوگی یا نہ کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آج تاجروں کے پاس مال آیا اور کل بیوپاری بطور قرض کے اٹھالے گئے۔

الجواب: اس مال کی زکوٰۃ واجب ہے مگر بعد وصول ہونے کے ادا کرنا زکوٰۃ کا واجب ہوتا ہے اور گذشتہ زمانہ کا بھی لحاظ زکوٰۃ میں کیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کئی برس میں وہ روپیہ وصول ہو تو سنین ماضیہ کی زکوٰۃ بھی ادا کرنا لازم ہے[2]۔ فقط

تجارت میں سال کے اندر مختلف اوقات میں جو نفع ہوتا ہے کیا سب کی زکوٰۃ دی جائے گی

سوال (۲۳۴) زید نے کچھ رقم عمر کو تجارت کے واسطے دی اور عمر نے اس رقم سے تجارت شروع کی، سال ختم ہونے سے معلوم ہوا کہ اس میں منافع ہوا، تو اصل رقم

---

[1] اخذ البغاۃ والسلاطین الجائرۃ زکوٰۃ الخ لا اعادۃ علی اربابہا ان صرف الماخوذ فی محلہ الآتی ذکرہ وان لا یصرف فیہ فعلیہم فیما بینہم وبین اللہ (درمختار) وینظرہل ان اہل الحرب لو غلبوا علی بلدۃ من بلادنا کذا الک لتعلیلہم (شامی باب زکوٰۃ الغنم ص ۳۲ ج ۲) [2] فتجب زکوٰتہا اذا تم نصابا وحال الحول لکن لا فورا بل عند قبض اربعین درہما من الدین القوی کقرض وبدل مال تجارۃ فکلما قبض اربعین درہما یلزمہ درہم (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب زکوٰۃ المال ص ۴۳ ج ۲ و ص ۳۶ ج ۲) ظفیر

کی زکوٰۃ کے علاوہ منافع کی رقم جو کہ ایک سال میں روزانہ تھوڑی تھوڑی جمع ہوئی ہے۔ اس رقم پر پہلے سال میں زکوٰۃ دینی لازم ہے یا نہ۔

الجواب: مسئلہ یہ ہے کہ مال مستفاد پر اصل کے ساتھ زکوٰۃ واجب ہے۔ حاصل یہ ہے کہ جبکہ نصاب پہلے سے موجود ہو تو اس پر جو کچھ نفع ہوگا ختم سال پر اس کی بھی زکوٰۃ لازم ہوگی۔ لیکن جس کا اصل روپیہ ہے اس پر اس کے حصہ منافع کی زکوٰۃ بھی لازم ہوگی اور عمر جس کا محض نفع میں حصہ ہے اور اصل روپیہ اس کے پاس کچھ نہیں ہے تو اس کے ذمہ منافع کی زکوٰۃ جب کہ وہ نفع بقدر نصاب ہو بعد حولان حول کے لازم ہوگی[1]۔ فقط۔

جس دکان کا حساب نہیں ہے اس کی زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے

سوال (۲۳۵) زید کی دکان جب سے قائم ہوئی ہے، اس وقت تک کوئی ایسا حساب مرتب نہیں ہوا جس سے اس کی مالیت کا صحیح اندازہ ہو سکے۔ ایسی حالت میں زکوٰۃ ادا کرنے کی کونسی صورت اختیار کرے سنین ماضیہ کی زکوٰۃ جو اس نے ادا نہیں کی اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب: حساب کر کے زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے اور سنین ماضیہ کی بھی زکوٰۃ ادا کرے[2]۔

نقد اور مال تجارت پر زکوٰۃ

سوال (۲۳۶) عطار خانہ کی دوکان ہے، ہزاروں ادویہ ہیں اور بساط خانہ اور جوتے وغیرہ ہیں اگر تخمیناً قیمت لگائی جائے اور روزانہ کر کے لگائی جائے تو

---

[1] والمستفاد ولو بهبة او ارث وسط الحول يضم الى نصاب من جنسه بحولى الاصل (درمختار) قوله او ارث ادخل فيه المفاد بشراء او ميراث او وصية وما كان حاصلا من الاصل كالاولاد والربح الخ قوله يضم الى النصاب الخ واشار الى انه لا بد من بقاء الاصل حتى لو ضاع استانف للمستفاد حولا منذ ملكه (رد المحتار باب زكاة الغنم ص ۳۱ ج ۲) ظفير

[2] وفي عرض تجارة قيمته نصاب الخ من ذهب ومن فضة الخ ربع عشر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكاة المال ص ۴۲ ج ۲) ظفير۔

تو خلاف شرع ہوگا یا کیا۔ قرض تھوڑی تھوڑی مقدار میں ہے کسی کے ذمہ ۴ یا ۸ کسی کے ذمہ پانچ روپے۔ بہت سے لوگ نادہندہیں جن سے امید وصولیابی نہیں ہے، اس طرح پر سو دو سو روپے سو پچاس آدمی کے ذمہ ہیں۔ کسی کو چار مہینہ ہوئے کسی کو آٹھ کسی کو دس اگر کسی سے دو برس کے یا تین برس کے بعد وصول ہو تو زکوٰۃ کا کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ ادویہ اور سامان بساطخانہ کی وہ قیمت لگائی جائے گی جو اس وقت بازار میں ان کی قیمت ہے۔ اسی قیمت پر زکوٰۃ دی جاوے گی[1]۔ اور قرض کی زکوٰۃ بعد وصول کے واجب الاداء ہوتی ہے۔ پس آخر سال تک جس قدر رقم وصول ہو کر شامل رقم موجودہ و مال موجودہ ہو جاوے اس سب کی زکوٰۃ ادا کرے اسی طرح جو اس کے بعد وصول ہوتا رہے اس کو سال آئندہ کے حساب میں شامل کرے[2]۔ فقط۔

اسباب تجارت کی قیمت میں کس نرخ کا اعتبار ہوگا؟	سوال (۲۳۷) اسباب تجارت پر زکوٰۃ دینے میں اعتبار نرخ خریداری کا کیا جاوے یا جو نرخ اس وقت بازار میں ہے۔

الجواب:۔ اسباب تجارت پر زکوٰۃ اس قیمت کے اعتبار سے دی جاوے گی جو نرخ بازار کے موافق ہے اسی پر عمل کرنا چاہئے۔ اگر نرخ خرید کے موافق زکوٰۃ دے اور اعتبار نرخ بازار زیادہ واجب ہوئی تھی تو باقی زکوٰۃ اس کے ذمہ رہی اس کو ادا کرے[3]۔ فقط

---

[1] ویعتبر القیمۃ یوم الوجوب وقالا یوم الاداء اجماعا وھو الاصح ویقوم فی البلد الذی المال فیہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب زکوٰۃ الغنم ص ۳۰ ج ۲) ظفیر ۲ ؎ ولو کان الدین علی مقر ملیء او علی معسر او مفلس ای محکوم بافلاسہ او علی جاحد علیہ بینۃ وعن محمد لا زکوٰۃ وھو الصحیح الخ فوصل الی ملکہ لزم زکوۃ ما مضی (ایضاً کتاب الزکوٰۃ ص ۱۳ ج ۲) ظفیر

[3] وفی عرض تجارۃ قیمتہ نصاب الخ من ذھب او ورق الخ مقوما باحدھما ان استویا فلو احدھما اروج تعین التقویم بہ الخ ربع عشر (در مختار) وقدم الشارح عند قولہ وجاز دفع القیمۃ انما تعتبر یوم الوجوب وقالا یوم الاداء کما فی السوائم ویقوم فی البلد الذی المال فیہ الخ (رد المحتار باب زکوٰۃ المال ص ۴۱ ج ۲ و ص ۳۲ ج ۲) ظفیر۔

جائیداد کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں، قرض بوقت ادائیگی زکوٰۃ وضع ہوگا

سوال (۲۳۸) ایک شخص کے پاس جائداد قیمتی پچاس ہزار منافع فی سال کی ہے اور سامان تجارتی بیس ہزار کا ہے اس میں ڈھائی تین ہزار روپے سالانہ منافع ہوتا ہے۔ اور وہ شخص کبھی تین ہزار روپے چھ ماہ کے واسطے قرض بھی لیتا ہے۔ ان سب صورتوں میں زکوٰۃ کا کیا حکم ہے اور اس کے ذمہ مہر بھی چاہتا ہے۔

الجواب:- سامان تجارت جو بیس ہزار کا ہے مثلاً اس پر کل پر زکوٰۃ واجب ہے۔ چالیسواں حصہ اس کا ہر سال بھر میں زکوٰۃ کا نکالا کرے یعنی فی سیکڑہ ڈھائی روپیہ زکوٰۃ دینا چاہئے[1]۔ اور جائیداد کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں ہے[2]۔ اس کے نفع میں جو روپیہ حاصل ہو اور سال بھر گذر جائے اس کی زکوٰۃ دیوے اور تین چار ہزار کا روپیہ جو اس کے ذمہ قرض ہوتا ہے، اگر ختم سال پر بوقت زکوٰۃ ادا کرنے کے اس کے ذمہ قرض ہو تو اسکو مجرا کیا جاوے گا باقیماندہ سامان تجارت اور نقد روپیہ وزیور وغیرہ کی زکوٰۃ دیوے[3]۔ اور دین مہر وضع نہ کیا جاوے گا وہ مانع زکوٰۃ سے نہیں ہے کما فی الشامی والصحیح انہ غیر مانع[4] یعنی صحیح یہ ہے کہ دین مہر موجل مانع زکوٰۃ سے نہیں ہے۔ فقط۔

---

[1] وفی عرض تجارۃ قیمتہ نصاب الخ من ذھب او ورق ای فضۃ مضروبۃ فافاد ان التقویم انما یکون بالمسکوک عملا بالعرف (در مختار) (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب زکوٰۃ المال ص۴۲ ج۲) [2] ولا زکوٰۃ فی ثیاب البدن الخ واثاث المنزل ودور السکنی ونحوھا (در مختار) ونحوھا کثیاب البدن الغیر المحتاج الیھا وکالحوانیت والعقارات (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص۱۰ ج۲) ظفیر [3] ومدیون للعبد بقدر دینہ فیزکی الزائد ان بلغ نصابا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص۹ ج۲) ظفیر۔

[4] رد المحتار کتاب الزکوٰۃ تحت قولہ او مؤجلا ص۶ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

قرضہ وضع کے بعد جو مال کی قیمت ہو اس کی زکوٰۃ دی جائے اور قیمت موجودہ نرخ پر لگائی جائے

سوال (۲۳۹) تجارت میں اگر بعد ادائے قرضہ..... مثلاً ایک ہزار روپے کا مال دوکان میں ہو تو کیا اس ایک ہزار پر زکوٰۃ دینا واجب ہے۔ لیکن دوکانداری کا مال ہمیشہ ایسا ہوتا ہے کہ اگر اس کو فروخت کیا جائے اور دوکان چھوڑنے کا قصد ہو تو کبھی ایک روپے کا مال ایک روپے میں فروخت نہیں ہوتا۔ اس مال کی قیمت ادائے زکوٰۃ کے وقت وہی محسوب ہوگی جو اس کی اصلی قیمت بوقت موجودہ خرید ہے۔ یا وہ قیمت محسوب کرنی چاہئے جو دوکان چھوڑنے کے وقت مل سکتی ہے اور اس پر زکوٰۃ دینا چاہئے۔

جو قرض ہے اس کی زکوٰۃ وصولی کے بعد ہے

سوال (۲۴۰) مثلاً ایک سو روپے کا مال دوکان میں موجود ہے اور پانچسو روپے دوسرے اشخاص پر قرض بطور ادھار کے ہیں جس میں یقینی طور پر سب کا وصول ہونا غیر ممکن ہے تو کیا مال موجودہ ایک سو روپے پر زکوٰۃ دینی چاہئے، یا رقم قرض پر بھی۔

الجواب:- (۱) قرض دادنی کے ادا کرنے کے بعد اگر ایک ہزار روپے کا مال مثلاً بچے تو ختم سال پر اس کی زکوٰۃ دینی چاہئے اور زکوٰۃ قیمت مال موجودہ بنرخ موجودہ کے حساب سے واجب ہوگی۔ دوکان چھوڑنے کی حالت میں جو کمی پر مال فروخت ہو اس کا خیال نہ کیا جاوے گا بلکہ نرخ بازار موجودہ مال کا اعتبار ہوگا۔

سلہ الزکوٰۃ واجبۃ فی عروض التجارۃ کائنۃ ما کانت اذا بلغت قیمتھا نصابا من الورق والذہب الخ و تعتبر القیمۃ عند حولان الحول الخ اذا کان لہ مائتا قفیز حنطۃ للتجارۃ تساوی مائتی درھم فتم الحول ثم زاد السعر او انتقص فان ادی من عینھا ادی خمسۃ اقفزۃ وان ادی القیمۃ تعتبر قیمتھا یوم الوجوب الخ وعندھما یوم الاداء ولکن اکل مکیل او موزون او معدود الخ (عالمگیری کتاب الزکوٰۃ باب ثالث فصل دوم صفحہ ۱۶۹، ظفیر۔

(۲) ایک سو روپے موجودہ کی زکوٰۃ ختم سال پر فی الحال دینا لازم ہے اور پانچسو روپے جو قرض یا نفتی ہے اس میں سے جس قدر وصول ہوتا جاوے اس کی زکوٰۃ سال گذشتہ وحسال کی سب دینی لازم ہوگی۔ غرض یہ ہے کہ قرض یا نفتی پر زکوٰۃ واجب ہے لیکن دینا زکوٰۃ کا بعد وصول قرض کے لازم ہوتا ہے۔ اور اگر قرض اور کہ قرض دو سال کے بعد وصول ہوا تو بعد وصول کے دونوں سال کی زکوٰۃ لازم ہوگی[۱] اور جو روپیہ وصول نہ ہوگا اس کی زکوٰۃ ساقط ہو جاوے گی[۲]۔ فقط۔

منافع کی زکوٰۃ اصل کے ساتھ دی جائے گی

سوال (۲۴۱) کیا تجار قبل تمام سال جو منافع ہوتا ہے اس کو اصل روپے کے ساتھ ملاکر کل کی زکوٰۃ نکالیں یا صرف اصل کی زکوٰۃ نکالی جاوے۔

الجواب: درمیان کے جو منافع ہوئے وہ ختم سال اصل مال پر زکوٰۃ دینے کے لئے شمار و معتبر کئے جاویں گے[۳]۔ فقط۔

دوکان کی نقد وادھار کی زکوٰۃ کیسے دی جائے

سوال (۲۴۲) زید نے ایک دوکان آٹھ ہزار روپے سے کی اور اسی آٹھ ہزار روپے میں سے تین ہزار روپے ادھار میں ہو گئے اور

---

[۱] واما سائر الديون المقربها فهي على ثلاث مراتب الخ قوى وهو ما يجب بدلا عن سلع التجارة اذا قبض اربعين زكى لما مضى (عالمگیری مصری کتاب الزکوٰۃ باب اول ص ۱۶۴/ج۱) [۲] ولا (زكاة) في مال مفقود الخ ودين كان جحده المديون سنين ولا بينة له الخ والاصل فيه حديث علىؓ لا زكوٰة في مال الضمار وهو ما لا يمكن الانتفاع به مع بقاء الملك (الدر المختار على هامش رد المختار كتاب الزكوٰة ص ۱۱/ج۲ وص ۱۲/ج۲) ظفیر [۳] ومن كان له نصاب فاستفاد في اثناء الحول من جنسه ضمه اليه وزكاه به۔

(ہدایہ کتاب الزکاۃ فصل فی الخیل ص ۱۷۵/ج۱) ظفیر

یا پانچ ہزار کا مال دوکان میں باقی ہے۔ اب زکوٰۃ مال موجودہ پر ہے یا ادھار پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ ادھار کا روپیہ سال دو سال کل وصول نہیں ہوتا۔ تھوڑا تھوڑا روپیہ مثلاً ۶۰۰۰-۷۰۰ وصول ہوتا ہے اور پھر اتنا ہی ہو جاتا ہے۔

الجواب: ادھار کی زکوٰۃ دینا واجب تو اس وقت ہوتا ہے کہ وہ روپیہ وصول ہو جاوے اور اس وقت پچھلے زمانہ کی بھی زکوٰۃ دینی لازم ہے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ کل مال ادھار و موجودہ کی زکوٰۃ کا حساب کر کے ختم سال پر دیدیوے تاکہ بار بار بوقت وصول ادھار کے حساب کرنے کی دقت پیش نہ آوے۔ فقط۔

مضاربت کے روپے کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے

سوال (۲۴۲) ایک شخص نے دوسرے کو مضاربت کے واسطے روپیہ دیا تھا اس نے روپیہ لے کر ایک دو سال تجارت کیا اور رب المال کو منافع بالکل نہیں بلکہ خود رکھ لیا اور رب المال نے اس روپے کی زکوٰۃ بھی ادا کر دی۔ تو مالک روپے کو اصل روپیہ مع زکوٰۃ کے لینا جائز ہے یا نہ۔

الجواب: مضاربت اگر صحیح ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اصل روپیہ اور جو کچھ نفع معین ہوا نصف یا ثلث وہ مالک روپے کو ملیگا۔ پس مضارب نے جب کہ خیانت کی اور روپیہ دینے سے انکار کیا تو وہ اصل روپیہ مع منافع کے لینے کا مستحق ہے اور زکوٰۃ ایسے دین کی بعد وصول ہونے کے واجب الادا ہوتی ہے لیکن اگر قبل از وصول مالک نے زکوٰۃ ادا کر دی تو وہ محسوب ہو جاتی ہے۔ پس جو روپیہ زکوٰۃ کا مالک نے ادا کیا اس کو مضارب سے نہیں لے سکتا فتجب زکوتها اذا تم نصابا وحال الحول لکن لا فوراً بل عند قبض

لے واعلم ان الدین عند الامام ثلاثۃ، قوی ومتوسط وضعیف فتجب زکوتها اذا تم نصابا وحال الحول لکن لا فوراً بل عند قبض اربعین درهماً من الدین القوی کقرض وبدل مال تجارۃ فکلما قبض اربعین درهم یلزمه درهم الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زکوٰۃ المال ص ۴۷ ج ۲ و ص ۴۸ ج ۲ ظفیر۔

ار بعین درهما من الدین القوی کقرض وبدل مال تجارة فکلما قبض اربعین درهما یلزمه درهم الخ درمختار[1] وفیه لو عجل ذو نصاب زکوٰته لسنین او لنصب صح درمختار[2]۔ فقط

چو مکان کرایہ پر چلانے کے لئے خریدا ہے اسکی قیمت پر زکوٰۃ ہے یا آمدنی پر

سوال (۲۴۴) ایک شخص کے پاس سکونتی مکان کے علاوہ بطور جائداد کے ایک مکان ہے اور یہ مکان صرف اس لئے خریدا گیا ہے کہ اس صورت میں روپیہ محفوظ رہے اور کرایہ سے اپنا خرچ چلتا رہے۔ اس مکان کی زکوٰۃ ہر سال دی جائے یا نہیں۔ اگر دے تو قیمت پر یا آمدنی پر۔

الجواب:۔ اس صورت میں مکان کی قیمت پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ بلکہ کرایہ کا روپیہ نصاب کے قدر یا زیادہ جمع ہوگا اس پر سال گزر جاوے گا اس کی زکوٰۃ دینا لازم ہوگی[3]۔ فقط

مال تجارت کی زکوٰۃ

سوال (۲۴۵) تجارت کا مال گڑ ہے اس کی زکوٰۃ کس طرح دینی چاہئے۔

الجواب:۔ گڑ کی قیمت کر کے چالیسواں حصہ زکوٰۃ دی جاوے[4] یا گڑ ہی زکوٰۃ میں دیدیا جاوے۔ فقط

قرض نفع کے ساتھ

سوال (۲۴۶) زید پارچہ کا بیوپار کرتا ہے۔ زید نے بکر کو چار سو روپے

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زکوٰۃ المال ص ۴۲/۲ ۱۲ ظفیر۔

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب زکاۃ الغنم ص ۳۱/۲ ۱۲ ظفیر۔

[3] خلافاً زکوٰۃ علی مکاتب الخ واثاث المنزل ودور السکنی ونحوها (درمختار) قوله ونحوها ای کثیاب البدن الغیر المحتاج وکالحوانیت والعقارات (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۸/۲) ظفیر

[4] واللازم فی مضروب کل منهما (الی قوله) وفی عرض تجارة قیمته نصاب من ذهب او ورق مقوما باحدهما ربع عشر (الدر المختار علی هامش رد المحتار ص ۴۱/۲) ظفیر۔

کا پارچہ فی صدی ہے کے منافع پر ایک ماہ کی مدت کے وعدہ پر دیا اور کہہ دیا کہ اگر حسب وعدہ رقم ادا ہو گئی تو فبہا ورنہ بعد مدت مقررہ کے ایک روپیہ فی صدی منافع دینا ہوگا۔ بکر بھی اس بات پر رضامند ہو گیا۔ یہ جائز ہے یا نہ؟

الجواب:۔ یہ جائز نہیں ہے بلکہ حرام اور سود ہے۔

مضاربت پر جو تجارت ہو رہی ہے اس کی زکوٰۃ کیسے ادا کی جائے

سوال (۲۴۷) زید کا روپیہ بکر کی محنت، دونوں مل کر کاروبار کرتے ہیں اور نفع نقصان کے دونوں ذمہ دار ہیں، اب دونوں مل کر زکوٰۃ ادا کریں یا کیا۔

الجواب:۔ اس روپے کی زکوٰۃ بذمہ زید واجب ہے اور بکر کو جب نفع کا روپیہ بقدر نصاب حاصل ہو جاوے اور سال بھر گذر جاوے تو اس کے ذمہ اس روپے کی زکوٰۃ واجب ہے۔

بیوپاریوں کو جو مال بھیجا جاتا ہے اور روپیہ سال بھر بعد ملتا ہے اس کی زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے

سوال (۲۴۸) جو مال بیوپاریان کو منافع لگا کر روانہ کیا جاتا ہے اس کا روپیہ کبھی سال بھر میں کبھی ڈیڑھ سال میں وصول ہوتا ہے اس کی زکوٰۃ مع منافع کے نکالی جاوے یا بغیر منافع، اور کبھی بیوپاری سال بھر کے بعد مال واپس بھی کر دیتے ہیں اور ان سے روپیہ مشکل سے وصول ہوتا ہے۔

الجواب:۔ جو مال بیوپاری کو دیا جاتا ہے اس کی جو کچھ قیمت مع منافع اس سے مقرر ہوئی ہے اس قیمت پر بعد وصول کے زکوٰۃ واجب ہے جس قدر وصول ہوتا جاوے اس کی زکوٰۃ ادا کی جاوے اور جو وصول نہ ہو اس کی زکوٰۃ کچھ لازم نہیں ہے[1]۔ فقط

[1] تجب زکاتها اذا تم نصابا وحال الحول لکن لا فوراً بل عند قبض اربعین درهماً من الدین القوی کقرض وبدل مال تجارة (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ باب زکوٰۃ المال ص ۴۷ / ۲) ظفیر۔

تاجر ادھار نقد دونوں کی زکوٰۃ دے یا صرف نقد کی

سوال (۲۴۹) ایک شخص تاجر ہے اور اس کا کچھ روپیہ ادھار میں ہے اور کچھ اس کے پاس نقد موجود ہے تو وہ زکوٰۃ تمام روپے کی ادا کرے یا جس قدر اس کے پاس موجود ہے۔

الجواب :- تمام روپے کی زکوٰۃ ادا کرے لیکن جس قدر روپیہ قرض میں ہے اس کی زکوٰۃ بعد وصول کے ادا کرنی لازمی ہوتی ہے۔ بعد وصول کے گذشتہ ایام کی بھی زکوٰۃ دینا لازم اور واجب ہے[1]۔ فقط۔

ادھار دو سال بعد وصول ہوا تو گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۲۵۰) مثلاً ادھار سے دو سال کے بعد روپیہ وصول ہوا تو زکوٰۃ دونوں سال کی ادا کرے یا ایک سال کی۔

الجواب :- دونوں سال کی زکوٰۃ ادا کرے۔ فقط۔

جس ماہ زکوٰۃ ادا کرتا تھا اس سے ایک ماہ پہلے وہ نکل گیا تو کیا کرے

سوال (۲۵۱) اگر تمام روپیہ تجارت میں صرف ہوگیا اور یہ شخص رمضان میں زکوٰۃ ادا کیا کرتا تھا اور روپیہ شوال میں وصول ہوا تو اس سال کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی یا نہیں اور کب ہوگی۔

الجواب :- اس سال کی زکوٰۃ بھی ادا کرے۔ شوال میں جو روپیہ وصول ہوا اس کی زکوٰۃ بعد وصول ادا کرنا لازم ہے لیکن پچھلے سال کی بھی ادا کرنا لازم ہے۔

درمیان سال میں جو وصول ہو اس کی زکوٰۃ کس طرح دی جائے

سوال (۲۵۲) اگر درمیان سال میں روپیہ وصول ہو تو اس کی زکوٰۃ اسی وقت دینی ہوگی یا رمضان شریف میں۔

الجواب :- جس وقت وصول ہو تو اس وقت زکوٰۃ دینا لازم ہے لیکن اگر پہلے یا پیچھے دیدے تب بھی درست ہے، حساب اول سے ہی لگے گا۔ فقط۔

---

[1] وسئے دیون الدین علی مقر ملئی او جاحد علیه بینة فتجب زکاته اذا قبض ای بعد قبض اربعین درهماً یلزمه درهم ..... الخ ..... الی ان وصل الی ملکه لزم زکوٰۃ مامضی۔ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۲ ج ۲) ظفیر۔

اسامی سے وصول میں جو رقم خرچ ہوئی اس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۲۵۳) ایک اسامی سے نالش کرکے ستر روپے وصول ہوئے، اور چالیس روپے عدالت میں خرچ ہوئے اور ان چالیس روپے کی زکوٰۃ ادا کرچکا تھا اب کل ستر روپے کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی یا بعد منہائے خرچ۔

الجواب: ـ کل روپے کی زکوٰۃ ادا ہوگی خرچ منہا نہ ہوگا۔ فقط۔

چھٹا باب، عشر

پیداوار کی زکوٰۃ

لگان والی زمین میں عشر ہے یا نہیں

سوال (۲۵۴) جس شخص کے پاس ذاتی زمین نہ ہو اور وہ لگان پر زمین لے کر کاشت کرائے اور اس کے پاس لاگت بھی نہ ہو بلکہ سودی قرض لے کر صرف کرے تو ایسی صورت میں اس کے اوپر پیداوار میں سے عشر واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:- قول صاحبین کے موافق زمین عشری کا عشر بذمہ مستاجر ہے، فی الدر المختار و قالا علی المستاجر[1] اور باب العشر میں یہ بھی ہے ویجیب مع الدین[2] الخ ان روایات کے موافق عشر پیداوار کا اس پر واجب ہے۔ فقط۔

لگان اور سینچائی والی زمین میں کیا عشر آئے گا

سوال (۲۵۵) زید نے ایک زمیندار سے جس روپے سالانہ لگان پر کاشت کرنے کے لئے زمین لی ہے اور پینتیس روپے اس کی سینچائی وغیرہ میں صرف ہوئے ہیں۔ پیداوار سو روپے کی ہے الخ زید کو اس میں سے کس قدر زکوٰۃ دینی ہوگی۔

الجواب:- اس صورت میں اگر زمین عشری ہے تو دسواں حصہ پیداوار کا اس کو فقراء کا دینا چاہئے، جس قدر پیداوار ہوئی مثلاً سو روپے کی، اسی کا

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ باب العشر ص ۲/۶۲ ۱۲ ظفیر [2] ایضاً ص ۲/۶۲ ۱۲ ظفیر

دسواں حصہ دینا ہوگا۔ فقط۔

مزارعت والی زمین میں عشر | **سوال:** (۲۵۶) الف نے اپنی زمین جو بارانی ہے، عمر کو اس شرط پر کاشت کو دی کہ کاشت پر تخم جس قدر خرچ ہوگا وہ میں ادا کر دوں گا اور پیداوار بحصہ نصف تقسیم کرلیں گے۔ لگان سرکاری بھی الف ادا کیا کرتا ہے۔ کل پیداوار زمین بالا سے بائیس من غلہ حاصل ہوا جو نصف حصہ ۱۱ من الف کو ملا۔ اجرت کلیانہ تقریباً ایک من۔ اس کے علاوہ مشترکہ دیدی گئی۔ گویا کل پیداوار زمین ہذا ۲۳ من ہوئی۔ کیا الف پر عشر واجب ہے اور کس قدر ساری پیداوار کا عشر الف مالک زمین ہی ادا کرے یا صرف اپنے اپنے حصہ کا دیں گے یا لگان والی زمین کی وجہ سے عشر ساقط ہوجاوے گا۔

الجواب: زمین عشری میں اگر وہ زمین زراعت پر دیدی جاوے جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے تو عشر زمیندار و کاشتکار پر بقدر اپنے اپنے حصہ کے واجب ہوتا ہے[1] اور ایک من جو اجرت میں مشترک صرف ہوا اس کا عشر دونوں پر واجب ہے[2] اور یہ بھی فقہاء نے لکھا ہے کہ جو زمین خراجی ہو اس میں عشر واجب نہیں ہوتا۔ فقط۔

زمیندار پر عشر ہے یا نہیں | **سوال:** (۲۵۷) ہندوستان میں جو لوگ زمیندار ہیں

---

[1] وکذا یجب العشر فی مسقی سماء سیح کنہر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العشر ص ۲۶ ج ۲) ظفیر

[2] وفی المزارعة ان کان البذر من رب الارض فعلیه ولو من العامل فعلیهما بالحصة (در مختار) الحاصل ان العشر عند الامام علی رب الارض مطلقا وعندهما کذلک لو البذر منه ولو من العامل فعلیهما وبه ظهر ان ما ذکره الشارح هو قولهما، اقتصر علیه لما علمت من ان الفتوی علی قولهما بصحة المزارعة لکن ما ذکر من التفصیل یخالفه ما فی البحر والمجتبی الخ وغیرهما من ان العشر علی رب الارض عنده، علیهما عندهما من غیر ذکر هذا التفصیل وهو الظاهر لما فی البدائع من ان المزارعة جائزة عندهما والعشر یجب فی الخارج والخارج بینهما فیجب العشر علیهما (رد المحتار باب العشر ص ۶۵ ج ۲ و ص ۶۶ ج ۲) ظفیر

اور خود کاشت نہیں کرتے، رعایا کاشت کرتی ہے، زمیندار کو جو روپیہ رعایا سے ملتا ہے اس میں سے مال گزاری سرکاری ادا کرکے باقی زمیندار اپنے صرف میں لاتے ہیں، ایسے زمینداروں پر بعد ادائے مالگزاری کے کیا اور بھی کوئی حق شرعی خراج وغیرہ ادا کرنا لازم ہے یا کیا۔

باغ میں عشر ہے یا نہیں

سوال (۲۵۸/۲) اسی طرح جن لوگوں کے پاس آم وغیرہ کے باغ ہیں ان کو بھی کوئی حق شرعی اگر ادا کرنا ہے تو اس کی صراحت فرمائی جاوے۔

الجواب (۱) جس اراضی میں خراج یعنی محصول سرکاری دیا جاتا ہے ان میں عشر یعنی دسواں حصہ دینا ضروری نہیں ہے، اگر دیوے بہتر ہے اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ دوسروں سے کاشت کرانے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ نقد روپے پر بطریق اجارہ زمین دی جاوے۔ دوسرے یہ کہ بٹائی غلہ پر دی جاوے۔ ثانی صورت میں اگر تخم مزارع کا ہے تو ہر ایک مالک و مزارع اپنے اپنے حصے کے غلہ میں سے دسواں حصہ دیویں۔ اور پہلی صورت میں اجر مستاجر پر ہے اور یہ قول صاحبین کا ہے اور اس پر در مختار میں فتویٰ نقل کیا ہے والعشر علی المؤجر کخراج موظف وقالا علی المستاجر کمستعیر مسلم وفی الحاوی، وبقولہما ناخذ وفی المزارعۃ ان کان البذر من رب الارض فعلیہ ومن العامل فعلیہما بالحصۃ[۱] (در مختار) وفی الشامی قولہ ارض غیر الخراج۔ اشار الی ان المانع من وجوبہ کون الارض خراجیۃ لانہ لا یجتمع العشر والخراج الخ[۲] ص ۳۹/۲ باب العشر۔

(۲) اس میں بھی وہی حکم ہے جو عرض کیا ہے کہ اگر اس زمین میں محصول سرکاری دیا جاتا ہے

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار، باب العشر ص ۴۳/۲ وص ۴۵/۲ ۱۲ ظفیر۔

[۲] دیکھئے رد المحتار باب العشر ص ۳۶/۲ ۱۲ ظفیر۔

تو باغ کے پھلوں پر عشر نہیں ہے[1]۔ فقط

حکومت جو محصول لیتی ہے وہ عشر یا خراج کے درجہ میں ہے یا نہیں

سوال (۲۵۹) زمین مزروعہ ہندوستان جو اب زیر حکومت انگریزوں کے ہے عشری ہے یا خراجی۔ بہر دو تقدیر جب کہ ٹھیکہ ادا کیا جائے عشر فرض ہوگا یا خراج یا کچھ نہیں۔ بصورت وجوب جن زمینوں پر سرکار نہر کا پانی پہنچاتی ہے اور آبپاشی بصورت قیمت پانی کے لیتی ہے ایسی زمین کا عشر دینا ہوگا یا نصف عشر۔ اور بصورت وجوب کیا یہ ہو سکتا ہے کہ بقدر ٹھیکہ سرکاری کاٹ کر باقی کا عشر فرض ہو۔

اور ریاست بہاولپور کی زمین کا حکم جس کا حکمران مسلمان ہے امور مستفسرہ مذکورہ میں باقی زمین جیسا ہے یا کہ متفاوت۔

الجواب:- عبارت شامی میں یہ تصریح ہے کہ اراضی ہندوستان میں عشر و خراج کچھ نہیں، نہ وہ عشری ہیں نہ خراجی۔ پس جو کچھ سرکار محصول لیتی ہے وہ خراج نہیں کہلاتا۔ عبارت شامی یہ ہے فان ارضها ليست ارض خراج او عشر الخ باب الرکاز[2]۔ جہاں عشر واجب ہوتا ہے وہاں کل پیداوار کا عشر واجب ہوتا ہے کچھ وضع نہیں ہوتا اور جن اراضی میں

---

[1] دلیل بظاہر وہی ہے جو مجیب علام نے پہلے مسئلہ میں نقل کی، قولہ ارض غیر الخ اشار الی ان المانع من وجوبہ کون الارض خراجیۃ لانہ لا یجتمع العشر والخراج (رد المحتار باب العشر ص ۳۶/۲)

مگر خاکسار کے خیال میں یہ دلیل درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ صرف سرکار کا محصول لینا محصول کو خراجی نہیں بنا تا جیسا کہ اگلے جواب میں خود مجیب علامؒ نے یہ بات صاف کر دی کہ سرکار جو محصول لیتی ہے وہ خراج نہیں کہلاتا۔ پس معلوم ہوا یہ جواب ہندوستان کی موجودہ پوزیشن کے تحت ہے کہ یہاں کی زمین میں دار الحرب ہونے کی وجہ سے نہ عشر ہے نہ خراج۔ لہٰذا حوالہ میں جو عبارت نقل کی گئی ہے وہ غالباً تسامح ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

[2] رد المحتار باب الرکاز ص ۶۱/۲ ۱۲ ظفیر

پانی کا محصول دیا جاوے ان پر نصف عشر ہے۔ اور ریاست اسلامیہ میں عشر دینا چاہئے۔

ہندوستان کے باغوں میں عشر نہیں

سوال (۲۶۰) آم کے باغوں میں کیری بالکل چھوٹے کچے آم توڑ کر چٹنی وغیرہ کھانے لگتے ہیں تو عشر کا اندازہ کیا ہوگا اور کس طرح ادا کریں یا عشر نہیں ہے۔

الجواب:۔ روایات فقہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمینوں اور باغوں میں عشر نہیں ہے۔ فقط (کیونکہ یہ ملک دارالحرب ہے اور دارالحرب کی زمین نہ عشری ہے نہ خراجی۔ فان ارضہا لیست ارض خراج او عشر۔ ظفیر)

ہندوستان کی زمین کے متعلق استفسار

سوال (۲۶۱) آپ نے استفتاء ۶۸۳ (مندرجہ بالا) میں تحریر فرمایا ہے کہ روایت فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمینوں اور باغوں میں عشر نہیں ہے، اس میں شبہ یہ ہے کہ الامداد شعبان میں لکھا ہے کہ پیداوار میں جس سے آمدنی حاصل کرنا مقصود ہو عشر واجب ہوتا ہے۔ خواہ غلہ ہو خواہ پھل۔ پس کھیت اور باغ دونوں میں واجب ہے۔ اسی قسم کا جواب حضرت مولانا رشید احمد قدس سرہٗ کا منقول ہے۔ اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ اس بارہ میں پہلے بے شک احقر نے بھی یہی لکھا ہے جو آپ نے نقل فرمایا اور الامداد وغیرہ میں بھی یہ مضمون موجود ہے۔ اب چند عبارت یہ تی ہے کہ شامی جلد ثانی باب الرکاز میں یہ عبارت نظر پڑی جو ذیل میں درج ہے اور جس کا حاصل یہ ہے کہ اراضی دارالحرب نہ عشری ہیں نہ خراجی۔ یہ مسئلہ فقہاء کے نزدیک متفق علیہ اور مسلم معلوم ہوتا ہے اس عبارت کے دیکھنے کے بعد اس کی اصل معلوم ہوئی جو حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہٗ نے مالابد منہ میں تحریر فرمایا ہے کہ مسائل عشر اس کتاب میں اس وجہ سے نہیں لکھے گئے کہ یہاں کی زمینیں عشری نہیں ہیں۔ یا یہاں کی زمینوں پر عشر نہیں ہے۔ او کما قال۔ الغرض تشریح شامی کے بعد اور تحقیق قاضی صاحب مرحوم کو پیش نظر رکھتے ہوئے اب

احقر یہ کہنے لگا کہ ہندوستان کی زمینیں عشری نہیں ہیں با ایں ہمہ احتیاطاً عشر نکالتے ہیں سبب وہ عبارت یہ ہے۔ تنبیہ قال فی فتح القدیر قید بالخراجیۃ والعشریۃ لیخرج الدار فانہ لا شئ فیہا لکن ورد علیہ الارض التی لا وظیفۃ فیہا کالمفازۃ اذ یقتضی انہ لا شئ فی الماخوذ منہا ولیس کذلک فالصواب ان لا یجعل ذلک لقصد الاحتراز بل للتنصیص علی ان وظیفتہما المستمرۃ لا تمنع الاخذ مما یوجد فیہما (الی ان قال) واقول یمکن الجواب بان المراد بالعشریۃ والخراجیۃ ما تکون وظیفتہا العشر او الخراج سواء کانت بید احد اولا، فتشمل المفازۃ وغیرہا بدلیل ما قدمناہ عن الخانیۃ من ان ارض الجبل عشریۃ فیکون المراد الاحتراز بہا عن دار الحرب ویدل علیہ انہ فی متن درر البحار عبر بمعدن غیر الحرب فعلم ان المراد معدن ارضنا ولہذا قال القہستانی بعد قولہ فی ارض خراج او عشر الاحصر فی ارضنا سواء کانت جبلاً او سہلاً مواتاً او ملکاً واحترز بہ عن دارہ وارضہ وارض الحرب آہ۔ ثم رأیت عین ما قلتہ فی شرح الشیخ اسمٰعیل حیث قال ویحتمل ان یکون احترازاً عما وجد فی دار الحرب فان ارضہا لیست ارض خراج او عشر[1] الخ

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ارض حرب نہ عشری ہے نہ خراجی، اس لئے اب بوجہ تصریح فقہاء ہندوستان کی اراضی سے عشر کی نفی کرنی پڑتی ہے اور اس کے خلاف اب تک کہیں دیکھا نہیں کہ اراضی حرب میں وجوب عشر کی تصریح ہو۔ لہٰذا پہلے جو فتویٰ حسب قواعد عامہ وجوب عشر کا دیا جاتا تھا اب اس کو چھوڑنا پڑا۔ فقط۔

---

[1] رد المحتار باب الرکاز ص ۶۱ ج ۲، ۱۲ ظفیر

جو زمین پہاڑ کے پانی بلا محنت سیراب ہوئی اس میں نصف عشر ہے یا عشر

سوال (۲۶۲) ایک قطعہ زمین جو پہاڑ کے پانی سے سیراب ہوتی ہے مگر محنت و مشقت سے بند دیکر سیراب کی جاتی ہے تو شرعاً اس پر عشر واجب ہے یا نصف عشر۔

الجواب:۔ شامی باب الرکاز میں ہے واحترز بہ عن دار نا وارضہ دارض الحرب ۱ھ۔ ثم رأیت عین ما قلتہ فی شرح الشیخ اسمٰعیل حیث قال ویحتمل ان یکون احترازاً عما وجد فی دار الحرب فان ارضہا لیست ارض خراج او عشر ۱ھ[1] اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمینیں نہ عشری ہیں نہ خراجی۔ اور اگر یہ صورت دار الاسلام کی زمین میں ہو تو وہاں بصورت مذکورہ عشر لازم ہوگا کیونکہ مسقی سماء و سیح میں عشر واجب ہوتا ہے۔ کذا فی الدر المختار[2]۔ فقط

زمیندار کون ہے اور عشر سے متعلق تفصیل کیا ہے

سوال (۲۶۳) زمیندار وہی ہے جو حاکم وقت کو خراج دیتا ہے یا اور کوئی اور جس نے اس سے اجرت پر لیا وہ مستاجر ہے یا نہیں۔ زمیندار خود مالک ہے یا سرکار سے مستاجر ہے۔ عشر کے لئے ملک شرط ہے یا نہیں۔ مستاجر اور مزارع پر عشر واجب ہونے کے لئے عشری زمین شرط ہے یا نہ۔

الجواب:۔ زمیندار وہی ہے جو سرکار کو خراج دیتا ہے اور مالک زمین زمیندار ہے اور عشر کے لئے ملک شرط ہے لیکن مزارعۃ و اجارہ کی صورت میں صاحبینؒ کا مذہب جو کہ مفتی بہ ہے یہ ہے کہ مزارعۃ میں زمیندار اور مزارع دونوں پر بقدر حصہ عشر واجب ہے اور اجارہ کی صورت میں عند الصاحبین مستاجر پر عشر واجب ہے ...... امام صاحبؒ موجر پر عشر واجب فرماتے ہیں۔ بعض فقہاء نے امام صاحبؒ کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے لیکن اس زمانے میں صاحبینؒ کے مذہب پر فتویٰ دینا اقرب ہے۔ اور در مختار میں حاوی سے منقول ہے وبقولہما ناخذ وفی المزارعۃ ان کان البذر من رب الارض

---

[1] رد المحتار باب الرکاز ص ۱/۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] وتجب فی مسقی سماء ای مطر وسیح کنہر بلا شرط نصاب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العشر ص ۲/۶۲) ظفیر۔

فعليه ولو من العامل فعليهما بالحصة[1] الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہندوستان کی زمین میں احتیاطاً عشر دینا چاہئے

سوال (۲۶۴) ہندوستان کی زمین عشری ہے یا خراجی اور عشر میں زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں جو کہ زمین داران کاشتکاری کرتے ہیں اور آراضی کا لگان سرکار کو دیتے ہیں اور جس قدر ان کو منظور ہوتا ہے اپنی کاشت میں رکھتے ہیں جو اراضی خود کاشت کرتے ہیں اس کی پیداوار میں زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔ زکوٰۃ غلہ و تجارت کے مال میں سے جو نکالی جاتی ہے اس میں سال کی قید ہے یا غلہ تیار ہونے پر۔ اور زکوٰۃ پوری غلہ کے حساب سے دی جاوے یا خرچ اخراجات منہا کر کے۔

قرض ہو تو عشر واجب ہوگا یا نہیں

سوال (۲۶۵) ایک شخص مقروض ہے جو کچھ روپیہ اخراجات سے بچتا ہے وہ قرض میں ادا کرتا ہے مگر جو گھر میں کھیتی ہوتی ہے اس غلہ سے وہ زکوٰۃ لگاتا ہے وہ درست ہے یا نہیں۔

الجواب: (۱) ردالمحتار باب الرکاز میں یہ تصریح کی ہے کہ ہندوستان جیسے ملک میں کوئی زمین عشری اور خراجی نہیں ہے۔ بنا بریں علیہ جو محصول سرکار لیتی ہے اس کو خراج نہ کہیں گے اور جب کہ کوئی زمین ہندوستان کی عشری نہیں ہے تو عشر بھی واجب نہ ہوگا[2]۔ لیکن اگر احتیاطاً مسلمان اپنی آراضی کا عشر دیویں تو اچھا ہے اور عشر یعنی دسواں حصہ پیداوار کا جس جگہ واجب ہے کل پیداوار پر واجب ہے اور جس وقت غلہ پیدا ہوا اسی وقت واجب ہے، سال کی قید اس میں نہیں ہے۔ اور مال تجارت میں سال بھر کے بعد زکوٰۃ لازم آتی ہے، اور زمین عشری اگر مزارعت پر دی جاوے تو اس کی پیداوار میں عند الصاحبین حسب حصہ ہر ایک پر یعنی کاشتکار اور مالک زمین پر عشر لازم آتا ہے اور اجارہ کی صورت میں امام صاحب

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العشر ص ۷۵ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔

[2] ویحتمل ان یکون احترازا عما وجد فی دار الحرب فان ارضها ليست ارض خراج او عشر (رد المحتار باب الرکاز ص ۶۱ ج ۲) ظفیر۔

موجر پر اور صاحبین مستاجر پر عشر لازم فرماتے ہیں[1]۔

(۲) در مختار باب العشر میں ہے ویجب مع الدین[2]۔ یعنی عشر باوجود قرض کے بھی لازم ہوتا ہے۔ پس جس جگہ عشر لازم ہے وہاں وجوب عشر کے لئے دین مانع نہیں ہے اور جہاں عشر واجب نہیں ہے وہاں بھی دینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ کما ہو ظاہر فقط

زراعت سے جو غلہ پیدا ہوتا ہے کیا اس میں عشر ہے جب کہ مالگذاری سرکار لیتی ہے

سوال (۲۶۶) اشیاء کاشت، دھان گندم، تل، سرسوں، سن، پاٹ وغیرہ زراعت کی زکوٰۃ کیونکر دینی ہوگی۔ زمین مزروعہ کا خزانہ سالانہ تو زمیندار کو دیا جاتا ہے۔ اب پیداوار میں عشر یا زکوٰۃ دینے کا کیا طریقہ ہے۔

الجواب:۔ دسواں حصہ یا بیسواں حصہ کل پیداوار کا دینا یہ عشر اور نصف عشر کہلاتا ہے اور جس زمین کا محصول سرکار لیتی ہے اس میں عشر و نصف عشر نہیں ہے[3] (منشاء یہ ہے کہ ہندوستان دار الحرب ہے، اس لئے عشر نہیں ہے، یہ مطلب نہیں ہے کہ سرکاری محصول کی وجہ سے عشر نہیں ہے، یا سرکاری محصول عشر کے قائم مقام ہے۔ ۱۲ ظفیر)

کیا پیداوار میں چالیسواں حصہ نکالنا چاہئے

سوال (۲۶۷) اگر کوئی زمین کسی غیر مذہب کی ہو یعنی ہندو کی، اس کے بعد کسی نصاریٰ نے اس پر قبضہ کر لیا ہو تو اس کی پیداوار میں چالیسواں

---

[1] والعشر علی الموجر کخراج موظف وقالا علی المستاجر کمستعیر وفی الحاوی وبقولہما ناخذ وفی المزارعۃ ان کان البذر من رب الارض فعلیہ ولو من العامل فعلیہما بالحصۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العشر ص ۴۷ ج ۲ و ص ۴۵ ج ۲)

ظفیر [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العشر ص ۶۷ ج ۲ ۱۲ ظفیر [3] ویحتمل ان یکون احترازا عما وجد فی دار الحرب فان ارضہا لیست ارض خراج او عشر (رد المحتار۔ باب الرکاز ص ۶۱ ج ۲) ظفیر۔

حصہ نکالنا چاہئے۔ یہ صحیح ہے یا غلط۔

الجواب:- زمین کی پیداوار میں مالک زمین پر دسواں حصہ آتا ہے یا بیسواں چالیسویں حصہ کے دینے کا حکم زمین کی پیداوار میں نہیں ہے[1]۔ ویسے بطریق صدقہ نفلی جس قدر چاہیں زید دیں مگر فرض نہیں ہے۔ فقط۔

معافی زمین عشری ہے یا نہیں اور عشر کا کیا طریقہ ہے

سوال (۲۶۸) زید کے قبضہ میں کچھ زمین معافی ہے۔ یہ عشری ہے یا نہیں۔ زید نے زمین مذکورہ کو اگر خود کاشت کی تو اس پر بلا لحاظ صاحب نصاب ہونے کے اگر زکوٰۃ واجب ہوگی تو کس قدر۔ اور اگر زید نے یہ معافی زمین کسی غیر شخص کو لگان یا بٹائی پر دیدی تو بھی زکوٰۃ دینی ہوگی یا نہیں۔ اگر دینی ہوگی تو کس قدر اور ایک کو یا دونوں کو۔

الجواب:- روایت شامی باب الرکاز سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان جیسے بلاد کی اراضی عشری وخراجی نہیں ہے اور احتیاط اس میں ہے کہ اس زمین کی پیداوار میں عشر دیا جاوے یعنی اگر خود کاشت کرے تو تمام پیداوار کا عشر خود ادا کرے اور اگر کسی کو مزارعت یعنی بٹائی پر دی ہے تو بقدر حصہ ہر ایک عشر دیوے اور نقد اجارہ پر دینے میں عشر ذمہ موجر ہے یا مستاجر علی اختلاف القولین[2]۔ فقط۔

بٹائی پر جو زمین ہو اس میں عشر کس طرح دیا جائے

سوال (۲۶۹) میرے پاس کچھ زمین ہے

---

[1] یجب العشر الخ فی مسقی سماء ای مطر وسیح الخ ویجب نصفه فی مسقی غرب ودالیۃ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ باب العشر ص ۶۶ ج ۲) صورت مسئولہ میں زمین چونکہ غیر مسلم کی ہے اس لئے اس میں عشر نہ ہوگا۔ واخذ الخراج من ذمی غیر تغلبی اشتری ارضا عشریۃ من مسلم وقبضہا منہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العشر ص ۷۰ ج ۲) ظفیر

[2] والعشر علی المؤجر کخراج موظف وقالا علی المستاجر کمستعیر وفی الحاوی وبقولهما ناخذ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العشر ص ۷۴ ج ۲) ظفیر مفتاحی۔

کسی زمین کا خراج ہے، وہ زمیندار کو دیتا ہوں اور کسی زمین کا خراج مسلمان زمیندار کو دیتا ہوں اب ہم کو عشر دینا ہوگا یا نہیں۔ میں زمین کو بٹائی پر دیتا ہوں۔ مگر بیج عامل دیتا ہے۔ اس حالت میں کس حساب سے عشر دینا ہوگا۔ اگر نصف بیج میں دوں اور نصف عامل دے تب کس حساب سے دینا ہوگا

الجواب :۔ شامی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اراضی دارالحرب میں خراج و عشر کچھ نہیں ہے[1] اور جن اراضی عشریہ میں عشر لازم ہے اور فرض ہے اس میں فتویٰ اس پر لکھا ہے کہ مزارعت کی صورت میں زمیندار مالک پر بقدر حصہ عشر لازم آتا ہے۔ یعنی جس قدر غلہ جس کے حصہ میں آوے وہ اس کا عشر ادا کرے[2]۔ فقط۔

عشر و چالیسویں میں کیا فرق ہے

سوال (۲۰۱/۱) عشر اور چالیسویں میں کچھ فرق ہے یا نہیں۔

کاشتکاری جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۰۱/۲) کاشتکاری کرنا جائز ہے یا نہیں۔

مالگزاری اور ملکیت کی پیداوار میں عشر ہے یا نہیں

سوال (۲۰۲/۲) کاشتکاری جس کی مالگزاری سرکار کو دی جاتی ہے، میں عشر... یا چالیسواں دینا واجب ہے یا نہیں۔

مذکورہ تینوں قسموں میں سے کونسی زمین عشری ہے

سوال (۲۰۳/۴) زید تین قسم کی کاشت کرتا ہے۔ اولاً یہ کہ وہ کسی رئیس امیر سے کچھ کاشت لئے ہوئے ہے جس کی پیداوار کے نصف نصف حصے آپس میں تقسیم ہوتے ہیں۔ مالگزاری مالک دیتا ہے۔ دوم یہ کہ زید اپنی زمین مملوکہ میں کاشت کرتا ہے۔ اس کی مالگذاری زید ہی سے متعلق ہے۔ سوم یہ کہ زید کے پاس معافی زمین ہے اس میں کاشت کرتا ہے اور مالگذاری دینا نہیں پڑتی۔ تینوں صورتوں میں زید

---

[1] احترازاً عما وجد فی دار الحرب فان ارضها لیست ارض خراج او عشر (رد المحتار باب الرکاز ص ۶۲ ج ۲) ظفیر۔ [2] وفی المزارعة ان کان البذر من رب الارض فعلیه ولو من العامل فعلیهما بالحصة (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العشر ص ۶۸ ج ۲) ظفیر

عشر دینا واجب ہے یا نہیں۔

عشر فرض ہے یا واجب یا مستحب | **سوال** (۲۷۴/۵) عشر چالیسواں دینا فرض ہے یا واجب ہے یا مستحب۔

عشر ہر فصل پر ہے یا سال میں ایک مرتبہ | **سوال** (۲۷۵/۶) عشر چالیسواں سال بھر میں ایک مرتبہ دینا چاہئے یا ہر فصل پر۔

عشر کے مصارف کیا ہیں | **سوال** (۲۷۶/۷) عشر۔ چالیسواں کے مصارف کون ہیں۔

الجواب:۔ (۱ تا ۷) کاشتکاری جائز ہے جیسا کہ کتب فقہ میں اس کی تفصیل موجود ہے اور جو صورتیں کاشتکاری کی سوال میں لکھی ہیں وہ سب درست ہیں[1]۔ اور عشر دسواں حصہ زمین کی پیداوار کا ہے اور چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا ہوتا ہے جو کہ روپیہ اشرفی۔ مال تجارت وغیرہ دینا لازم ہوتا ہے۔ پس زمینوں کی پیداوار میں سے جو دسواں حصہ پیداوار کا دینا ہوتا ہے اس کا نام عشر ہے اور روپے وغیرہ میں سے بعد سال بھر کے جو چالیسواں حصہ دیا جاتا ہے وہ زکوٰۃ ہے۔ اور شامی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمینوں پر عشر نہیں ہے، لیکن جس جگہ عشر لازم ہوتا ہے وہاں ہر ایک فصل پر زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ مثلاً دس من میں سے ایک من دینا لازم ہوتا ہے اور زکوٰۃ روپے وغیرہ کی سال بھر میں ایک دفعہ دینا فرض ہے اور عشر جس جگہ لازم ہو وہاں ہر ایک فصل پر جو آمدنی زمین کی ہو اس میں سے عشر یعنی دسواں حصہ پیداوار کا دینا لازم ہے[2] اور مصارف عشر اور زکوٰۃ کے فقراء و مساکین وغیرہ ہیں[3]۔ فقط۔

---

[1] وعندهما جائزة والفتوىٰ علىٰ قولهما لحاجة الناس (عالمگیری کتاب المزارعة ص ۲۳۵/۵) ظفیر۔

[2] يجب العشر الخ في ارض غير الخراج الخ بلا شرط نصاب وبلا شرط بقاء وحولان حول (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار باب العشر ص ۶۳/۲) ظفیر۔ [3] مصرف الزكوٰة والعشر الخ هو فقير وهو من له ادنىٰ شيء اي دون نصاب الخ (ايضاً باب المصرف ص ۷۹/۲) ظفیر

سبزی میں زکوٰۃ ہے یا نہیں اور ہے تو کتنی

سوال (۲۷۷) سبزی میں اگر زکوٰۃ واجب ہے تو کس قدر۔

الجواب: امام صاحب کے نزدیک عشر جو کہ زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ ہے سبزیوں اور ترکاریوں پر آتا ہے مگر جب تک شرائط عشر متحقق نہ ہوں عشر واجب نہیں ہوتا اور ہندوستان کی اراضی کے عشری ہونے میں تردد و اختلاف ہے[1]۔ فقط۔

مزارعت والی زمین میں عشر کس پر ہے

سوال (۲۷۸) حکم خراج مقاسمہ عقد مزارعت (بٹائی) سے سرفراز فرمائیے گا کہ رب المال زمین پر ہے یا مزارع پر بھی بالحصہ ہے جیسا کہ حکم عشر ہے اگر دونوں پر مثل عشر ہے تو شامی کی اس عبارت (ثم اعلم ان هذا كله في العشر اما الخراج فعلى رب الارض اجماعاً كما في البدائع[2]) کا کیا مطلب ہے۔

الجواب: شامی جلد ثالث باب العشر والخراج والجزیہ میں درمختار کے قول وهو اى الخراج نوعان خراج مقاسمة الخ کی شرح میں ہے وقد تقرر ان خراج المقاسمة كالعشر لتعلقه بالخارج ولذا يتكرر بتكرر الخارج في السنة وانما يفارقه في المصرف۔ فكل شئ يؤخذ منه العشر او نصفه يؤخذ منه خراج المقاسمة وتجرى الاحكام التى قررت فى العشر وفاقاً وخلافاً[3] الخ۔ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ عبارت منقولہ شامی ثم اعلم ان هذا كله في العشر اما الخراج فعلى رب الارض اجماعاً كما في البدائع میں خراج سے مراد خراج موظف ہے نہ خراج مقاسمہ اور اصل مسئلہ کے متعلق ایک روایت شامی باب الرکاز صفحہ ۴۵ میں یہ بھی ہے ولهذا قال القهستاني بعد قوله في ارض خراج او عشر الاحص

[1] احترازاً عما وجد فی دار الحرب فان ارضها ليست ارض خراج او عشر (رد المحتار باب الرکاز ص ۶۱ ج ۲) ظفیر۔ [2] رد المحتار کتاب الزکوٰۃ باب العشر ص ۶۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر مدیتی۔ [3] دیکھئے رد المحتار کتاب الجہاد باب العشر والخراج والجزیہ ص ۳۵۹ ج ۳ ۔ ۱۲ ظفیر مدیتی۔

فی ارضنا سواء کانت جبلاً او سہلاً مواتاً او ملکاً و احترز بہ عن دار نا و ارضہ دار ض الحرب اھ ثم رأیت عین ما قلتہ فی شرح الشیخ اسمعیل حیث قال ویحتمل ان یکون احترازاً عما وجد فی دار الحرب فان ارضہا لیست ارض خراج او عشر[1] الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی اراضی نہ عشری ہیں اور نہ خراجی۔ فقط۔

زمیندار کی موروثی زمین میں عشر ہے یا نہیں

سوال (۲۷۹) کوئی شخص زمین کو زمیندار سے لے کر کاشت کرتا ہے اور زمانہ دراز گزرنے کی وجہ سے کاشتکار موروثی ہوگیا۔ زمین نہر سے سیراب کی جاتی ہے اور اس کا محصول بھی دیا جاتا ہے، اس زمین پر عشر ہے یا نہیں۔

الجواب :۔ اس زمین کی پیداوار میں عشر نہیں ہے[2] (منشا یہی ہے کہ دارالحرب کی زمین عشری نہیں ہے۔ ظفیر)

خراجی زمین میں عشر ہے یا نہیں

سوال (۲۸۰) خراجی زمین میں عشر واجب ہے یا نہیں۔

الجواب :۔ یہ مسئلہ متفق علیہا بین الحنفیہ ہے کہ عشر اور خراج جمع نہیں ہوتا لہٰذا خراجی زمین میں عشر کے وجوب کا فتویٰ دینا ان کے نزدیک صحیح نہ ہوگا[3]۔ یہ امر آخر ہے کہ اگر اس زمین سے جو کہ عشری ہے حکام نے خراج لے لیا تو مابینہ وبین اللہ اس شخص کو عشر دیدینا چاہئے، اور یہ احتیاط ہے اور یہ امر بھی محقق ہے کہ امام مجتہد کا کسی روایت سے استدلال کرنا اس حدیث کی صحت اور حجیۃ کی دلیل ہے۔ فقط۔

---

[1] ردالمحتار باب الرکاز ص ۶۱ ج ۲ ظفیر [2] احترازاً عما وجد فی دار الحرب فان ارضہا لیست ارض خراج او عشر الخ (ردالمحتار باب الرکاز ص ۶۱ ج ۲) ظفیر۔

[3] اشار الی ان المانع من وجوبہ کون الارض خراجیۃ لانہ لایجتمع العشر والخراج (ردالمحتار باب العشر ص ۶۶ ج ۲) ظفیر

جس زمین کا محصول سرکار لیتی ہے کوئی خاص بچت نہیں اس میں عشر ہے یا نہیں

سوال (۲۸۱) وہ زمین جس کی پیداوار سے بمشکل محصول سرکاری ادا ہو سکتا ہے یا بہت معمولی بچت ہوتی ہے۔ اس پر عشر فرض ہے یا نہ۔

الجواب:- ایسی زمین میں عشر واجب نہیں ہے اور روایت شامی سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں کسی زمین پر بھی عشر واجب نہیں ہے کیونکہ دارالحرب کی اراضی کو عشری اور خراجی کچھ نہیں شمار کیا جاتا۔[1] فقط۔

نہری زمین میں عشر ہے یا نصف عشر

سوال (۲۸۲) نہری زمینوں میں عشر ہے یا نصف عشر۔

الجواب:- نہری زمینوں میں جن میں پانی کا محصول دیا جاتا ہے نصف عشر واجب ہوتا ہے۔ کما فی الدرالمختار ویجب نصفہ فی مسقی غرب ودالیۃ الخ وفی کتب الشافعیۃ اوسقاہ بماء اشتراہ وقواعدنا لا تاباہ[2] الخ۔ فقط۔

جس زمین کی اجرت پر سیچائی ہو اسمیں عشر ہے یا نصف عشر

سوال (۲۸۳) کل اراضی نہری کہ از سعی نصاری ممنوشدہ است وقبل ازیں بالکل ویران بود۔ آنچہ پیداوار شدی بسبب باران شدی واکنوں آب بذریعہ نہر در ہر جا می رود و سرکار خراج ہم بگیرند بعض مولوی گویند کہ کل اراضی نہری درحکم عشر است کہ عشر دادہ می شود و بعض عکس آں و بعض از لبست یک حصہ۔ کدام قول راجح و کدام مجروح است۔

الجواب:- در شامی آوردہ کہ در اراضی دارالحرب عشر و خراج نیست ازیں روایت معلوم شدہ کہ در اراضی ہندوستان عشر واجب نیست[3] و نیز فقہاء تصریح فرمودہ اند کہ اگر در زمین عشری مارا انہار دادہ شود کہ محصول آں و قیمت آں بہ سرکار دادہ می شود دراں

---

[1] دیکھئے شامی باب الرکاز ص ۶۱ ج ۲۔

[2] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب العشر ص ۶۸ ج ۲ و ص ۶۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

[3] دیکھئے ردالمحتار باب الرکاز ص ۶۱ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب می شود[1] و ایں نیز تصریح است کہ عشر با خراج جمع نمی شود[2] فقط

جس کھیت پر کھیتی میں چھ سو خرچ کیا اور آٹھ سو پیدا تو اس میں زکوٰۃ کیا آئے گی

سوال (۲۸۴) ایک کاشتکار نے اپنی زمین میں چھ سو روپے کل اخراجات کھیتی کے لگا کر پیداوار آٹھ سو روپے کی حاصل کی تو اس پر زکوٰۃ کتنی رقم کی واجب ہوگی۔

جس زمین میں خسارہ رہا اس میں عشر ہوگا یا نہیں

سوال (۲۸۵) اسی طرح دوسری زمین میں چھ سو روپے لگا کر فصل پر کل پانچسو روپے کی پیداوار ہوئی یعنی اصل لاگت سے بھی یکصد روپے کا نقصان رہا تو اب زکوٰۃ کی کیا شکل ہوگی۔

سینچائی والی زمین میں کیا عشر ہے

(۲۸۶) ایک کاشتکار مندرجہ سوال ۱ کے مطابق تمام اخراجات زمین برداشت کرتا ہے اور بذریعہ موٹھ چاہ سے پانی دیکر کھیت سے فصل حاصل کرتا ہے وہ زکوٰۃ کس طرح پر ادا کرے۔

الجواب:- (۱-۲-۳) جن اراضی میں عشر واجب ہے ان میں کل پیداوار کا عشر نکالنا واجب ہے، بدون وضع کرنے اخراجات کے۔ کما فی الدر المختار بلا رفع مؤن السماء[3] الخ اور مزارعت میں کاشتکار اور مالک زمین پر بقدر حصہ عشر واجب ہے اور شامی کی روایت باب الرکاز سے معلوم ہوتا ہے کہ دار الحرب کی زمینوں میں عشر نہیں اور ۳ میں ایک دوسری تفصیل ہے۔ وہ یہ کہ اس میں بیسواں حصہ نکالنا واجب ہے[4]

---

[1] ویجب نصفہ فی مسقی غرب ای دلو کبیر ودالیۃ ای دولاب لکثرۃ المؤنۃ الخ بلا رفع مئون الخ الزرع وبلا اخراج البذر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العشر ص ۶۹ ج ۲ وص ۶۹ ج ۲) ظفیر [2] لانہ لا یجتمع العشر والخراج (رد المحتار باب العشر ص ۶۹ ج ۲) ظفیر [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العشر ص ۶۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر [4] وما سقی بغرب او دالیۃ او سانیۃ ففیہ نصف العشر علی القولین لان المؤنۃ تکثر فیہ وتقل فیما یسقی بالسماء او سیحا وان سقی سیحا وبدالیۃ فالمعتبر اکثر السنۃ کما ہو فی السائمۃ (ہدایہ باب زکوٰۃ الزروع والثمار ص ۱۸۴ ج ۱) ظفیر

باقی جواب بدستور مذکور ہے۔ فقط۔

کیا ادائے عشر میں طلب عامل شرط ہے

سوال (۲۸۷) زید کہتا ہے کہ ادائے عشر کے واسطے طلب عامل شرط ہے۔ جب تک عامل طلب نہ کرے ادا کرنا واجب نہیں۔

الجواب:- زید کا قول صحیح نہیں ہے۔ صاحب زمین عشری اگر خود اس کا عشر ادا کردے تو یہ بھی درست ہے ویسقط عن صاحب الارض کما لو ادی بنفسہ[1] الخ۔ شامی۔ البتہ یہ بحث جداگانہ ہے کہ دارالحرب میں عشر واجب ہوتا ہے یا نہیں۔ شامی نے تصریح کی ہے۔ باب الرکاز میں ہے کہ دارالحرب کی زمین نہ عشری ہے نہ خراجی۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دارالحرب میں عشر واجب نہیں ہے اگر استحساناً دیدے تو بہتر ہے۔ فقط

ہندوستان کی زمین میں عشر نہ ہونے کی مفصل بحث اور علماء دیوبند کا عمل

سوال (۲۸۸) مفتی صاحب۔ السلام علیکم میں زور دزے سے بچی کو فت میں ہوں اللہ تعالیٰ سہل کردے، میں آج تک غافل رہا اور میرے ذہن میں تھا کہ عشر غلہ بھی زکوٰۃ واجب الاداء ہے۔ غلہ آنے پر معمولاً للہ کچھ دیا جاتا تھا باحتیاط دسواں حصہ وصول کا نہیں دیا گیا سالہائے گذشتہ کا کیا کروں، کچھ حساب کتاب نہیں۔ کیا معاف کیا جا سکتا ہے۔ مدرسہ میں غلہ بھیجنا دشوار ہے۔ قیمت بھیج سکتا ہوں۔ نصف عشر کے کیا معنی ہیں، بیس عشر دوں یا نصف۔ املاک کا عموماً غلہ مقرر ہے۔ وصول ہوتا ہے اور بڑی مقدار رہ جاتی ہے جو نالشیں کرکے نقدی میں وصول ہوتا ہے۔ اس نقدی کا رقم کے ساتھ زکوٰۃ نقد بیباق ادا ہوتا ہے۔ غالباً اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہوگا۔

الجواب:- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ والانامہ پہنچا۔ پہلے ایک زمانہ تک یہی علم رہا کہ ہندوستان کی عشری زمینوں میں عشر واجب ہے، اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی

[1] رد المحتار باب العشر ص ۶۷ ج ۲ تحت قول الماتن ولذا کان للامام اخذہ جلد ۱۲ ظفیر

بعض تحریرات کے موافق یہ فیصلہ کیا اور بہت جگہ فتویٰ دیا کہ مسلمانوں کی مملوکہ زمینوں کو عموماً عشری ہی سمجھنا چاہئے اور عشر دینا چاہئے کیونکہ اراضی عشریہ میں عشر یا نصف عشر کا نکالنا بحکم آیتہ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ[1] مثل زکوٰۃ کے فرض ہے۔ پھر کچھ زمانہ کے بعد مالا بد منہ[2] میں حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحقیق اور تصریح نظر پڑی کہ ہم نے اپنی کتاب میں زکوٰۃ کے مسائل کے ساتھ عشر کے احکام اس وجہ سے نہیں لکھے کہ ان دیار میں زمینیں عشری نہیں ہیں۔ اس کے ساتھ یہ ماننا بھی ضروری ہے کہ قاضی صاحب رح کا یہ حکم فرمانا کہ یہاں عشری زمینیں نہیں ہیں اس زمانہ کا متفقہ مسئلہ ہوگا کیونکہ قاضی صاحب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب م ۱۱۷۶ھ کے خاص تلمیذ اور حضرت شاہ عبدالعزیز رح وغیرہ حضرات کے معاصر ہیں۔ اور سب حضرات باہم متفق ہیں، باہم کوئی خلاف نہیں پس ضروری ہے یہ مسئلہ اس زمانہ کا متفق علیہ مسئلہ ہوگا کہ ہندوستان میں عشری زمینیں نہیں ہیں۔ پھر اس کے ساتھ عموماً یہ معمول دیکھ کر کہ کوئی اپنے بزرگوں میں عشر کا اہتمام مثل زکوٰۃ کے نہیں کرتا، تعجب ہوتا تھا اور تردد بھی ہوتا تھا اور گویا حضرت قاضی صاحب کی تحقیق کی تائید ہوتی تھی کہ ایسا کیوں کیا ہے کہ سب بزرگوں نے عشر کا اہتمام چھوڑ دیا۔ ضرور کوئی بات ہے جس کی وجہ سے عملاً یہ متروک ہوگیا ہے۔ چند سال ہوتے ہیں کہ مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ اور کسی صاحب نے یہ فرمایا کہ شامی باب الرکاز میں یہ روایت ہے کہ دار الحرب کی زمینوں میں عشر واجب نہیں ہے۔ وہاں کی اراضی نہ عشری ہیں نہ خراجی۔ اس روایت کو دیکھا اور اس کو دیکھ کر حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تحریر کی وجہ معلوم ہوئی کہ یہی وجہ ہے کہ وہ حضرات ہندوستان کی زمینوں کو عشری نہیں سمجھتے کیونکہ ہندوستان کو وہ حضرات دار الحرب سمجھتے تھے۔ شامی باب الرکاز کی عبارت یہ ہے واحترز به عن دار الحرب وارضه

---

[1] سورہ انعام رکوع ۱۷

[2] و تحقیق احکام عشر زمین عشری کہ دریں دیار نیست الخ ذکر نکردہ شد (مالابد منہ۔ کتاب الزکوٰۃ ص ۹۲) ظفیر

وارض الحرب الخ فان ارضہا لیست ارض خراج او عشر الخ[1] اور عبارت مالا بدمنہ کی یہ ہے:۔ وتفصیل نصاب اجناس سوائم وقدر واجب آں طول دارد و دریں دیار ایں اموال بقدر وجوب زکوٰۃ نمی باشد لہٰذا مسائل زکوٰۃ آں ذکر نہ کردہ شد وہمچنیں احکام عشر زمین عشریہ کہ دریں دیار نیست ومسائل عاشر کہ بطرق وشوارع باشد کہ مذکور نکردہ شد۔[2]

اس کے بعد ایک اشکال یہ باقی رہتا ہے کہ حضرت اقدس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ وجوب عشر کا حکم فرماتے تھے، اور تحریراً وتقریراً اس کو ظاہر فرمایا ہے۔ غالباً جناب کو بھی یاد ہوگا یا معمول حضرت کا معلوم ہوگا۔ اور اس میں شک نہیں نصوص آیات واحادیث کا مقتضی بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ امام صاحب جمیع ما اخرجت الارض میں وجوب عشر کا حکم فرماتے ہیں اور جیسا کہ زکوٰۃ دارالحرب میں ساقط نہیں ہوتی بلکہ صاحب مال بطور خود ادا کرتا ہے۔ اسی طرح عشر بھی ہر جگہ واجب ہونا چاہئے۔ ہاں چونکہ عشر کے وجوب کے لئے زمین کا عشری ہونا ضروری ہے اور جب کہ یہ کہا جاوے کہ دارالحرب کی اراضی عشریہ نہیں ہیں تو پھر وجوب عشر کی بنا کوئی وجہ نہیں ہوگی۔ اور حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا قول وفعل احتیاط پر مبنی کہا جاوے۔ چنانچہ ہمارے مرشد حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ (مہتمم دارالعلوم دیوبند) بھی اپنے خاص لوگوں کو عشر نکالنے کا حکم فرمایا کرتے تھے اور اس بناء پر حضرت والد ماجد صاحب جو کچھ محاصل غلہ میں سے بقدر حصہ بندہ کو دیا کرتے تھے کہ وہ دس بیس دھڑی تقریباً ہوتا تھا تو بندہ گھر کہہ دیتا تھا کہ دس دھڑی میں سے ایک دھڑی اللہ واسطے دیدو۔ (۲) قیمت عشر دینا جائز ہے[3] (۳) نصف عشر بیسواں حصہ ہے

---

[1] ردالمحتار، باب الزکاۃ ص ۲/۴۶ ۱۲ ظفیر ۔ [2] دیکھئے "مالا بدمنہ" از قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔ ص ۹۴ وص ۹۵ کتاب الزکاۃ ۱۲ ظفیر

[3] حتی یجوز اداء قیمتہ (ردالمحتار، باب العشر ص ۲/۷۳) ۱۲ ظفیر

اور یہ فرق پانی کی قیمت وغیرہ کی وجہ سے ہوتا ہے یعنی اراضی عشریہ میں اصل عشر یعنی دسواں حصہ پیداوار کا دینا واجب ہے لیکن اگر زمین کو پانی دینے میں مزدوری زیادہ صرف ہوئی اور مشقت ہوئی اور خرچ بڑھ گیا تو بجائے عشر کے نصف عشر دینا واجب رہ جاتا ہے جیسا کہ درمختار وغیرہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے ویجب فی مسقی سماء ای مطر وسیح الخ ویجب نصفہ فی مسقی غرب ای دلو کبیر ودالیۃ ای دولاب لکثرۃ المؤنۃ وفی کتب الشافعیۃ او سقاہ بماء اشتراہ وقواعدنا لا تاباہ[1] اور علامہ شامی نے کہا کہ وجہ یہی ہے کہ جب خرچ زیادہ ہوگا بجائے عشر کے نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب رہ جائیگا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہندوستان کی زمین میں عشر واجب ہے یا نہیں

سوال (۲۸۹) فقہاء نے جو یہ فرمایا ہے کہ عشر اور خراج جمع نہیں ہوتے، یہ ان کا فرمانا حکومت مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے کہ جس زمین کا خراج لیا جائے اس کا عشر نہیں لیا جا سکتا۔ یا کہ حکومت غیر اسلام کے لئے بھی یہی حکم ہوگا۔ شامی جلد ثانی میں تصریح ہے کہ کفار حربی جب ہمارے ملک پر غالب آجائیں تو ان کا بھی وہی حکم ہوگا جو بغاۃ کا ہے یعنی اموال ظاہرہ کی زکوٰۃ جس طرح باغیوں کے لینے سے مالک سے ساقط ہو جاتی ہے ایسا ہی متغلب حربی کے لینے سے بھی ساقط ہو جاتی ہے۔ علامہ کی یہ رائے قابل قبول ہے یا نہیں۔ غرض کہ ہندوستان کی زمین میں عشر واجب ہے یا خراج۔

الجواب: علامہ شامی نے باب الرکاز میں یہ تصریح کی ہے کہ دارالحرب کی اراضی نہ خراجیہ ہیں اور نہ عشریہ یعنی نہ وہاں خراج واجب ہے اور نہ عشر۔ کفار نے جو کچھ خراج لیا گویا وہ خراج شرعی نہیں ہے اور نہ واجب ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں جب کہ اس کو دارالحرب کہا جائے جیسا کہ محققین کی رائے ہے عشر واجب نہیں ہے

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العشر ص ۶۸ ج ۲ و ص ۶۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

احتیاطاً اگر کوئی دیدے تو یہ امر آخر ہے اور اس کی تائید حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تصریح سے بھی ہوتی ہے جو کہ انھوں نے مالا بد منہ میں فرمائی کہ ہم نے مسائل عشر اس لئے نہ لکھے کہ ان بلاد میں عشر واجب نہیں ہے۔ پس اگر ہندوستان کی زمینوں کو عشری اور خراجی کہا جاتا تو پھر یہ حکم یہاں بھی جاری ہوتا کہ عشر اور خراج جمع نہیں ہوتے اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ مولانا عبد الحی مرحوم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تصریح کی ہے کہ ہندوستان میں جس زمین کا خراج دیا جاتا ہے اس پر عشر نہیں ہے اور اسی قاعدے سے استدلال فرمایا ہے کہ عشر اور خراج جمع نہیں ہوتے، اور علامہ شامی کی یہ تحقیق ویظھر لی ان اھل الحرب لو غلبوا علی بلدۃ من بلادنا کذلک الخ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ عبارت باب الرکاز یہ ہے واحترز بہ عن دار ہ دار ضہ دار ض الحرب ثم رأیت عین ما قلتہ فی شرح الشیخ اسمٰعیل حیث قال ویحتمل ان یکون احترازاً عما وجد فی دار الحرب فان ارضہا لیست ارض خراج او عشر الخ ص ۴۵ جلد ۲۔ شامی۔ فقط۔

| انیون میں عشر واجب ہے یا نہیں | **سوال (۲۹۰)** انیون مالی متقوم ہے یا نہیں اور اس میں عشر واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اقول وباللہ التوفیق۔ اس صورت میں صحیح یہی معلوم ہوتا ہے کہ افیون مال متقوم ہے اور اس میں عشر واجب ہے فقط۔

| دھان کی زکوٰۃ | **سوال (۲۹۱)** دھان جو زمین میں پیدا ہوتا ہے اس کی زکوٰۃ کا کیا حساب ہے؟

الجواب:۔ دھان کی زکوٰۃ دسواں حصہ ہے، جو کچھ پیداوار زمین کی ہو اس میں سے دسواں حصہ دیا جاوے[۲]۔

---

[۱] رد المحتار باب الرکاز ص ۶۱/۲ ۱۲ ظفیر۔ [۲] قال ابو حنیفۃ فی قلیل ما اخرجتہ الارض وکثیرہ العشر سواء سقی سیحا او سقتہ السماء الا القصب والحطب والحشیش (ہدایہ ص ۱۸۳/۱) ظفیر

تمباکو کی پیداوار پر عشر ہے یا نہیں

سوال (۲۹۲) اگر کسی شخص نے اپنی زمین میں تمباکو بویا تو اس کی پیداوار میں عشر لازم ہوگا یا نہ۔

الجواب: اگر عشری زمین ہے تو عشر اس میں لازم ہوگا[1]۔ فقط

زمین عشری کی تعریف اور مہاجن سے لی ہوئی زمین اور ہندوستان کی دوسری زمین کا کیا حکم ہے

سوال (۲۹۳) زمین عشری کی کیا تعریف ہے اور کیا اپنی طرف سب زمین عشری ہے اور سب کا عشر دینا واجب ہے حالانکہ سرکار بھی مال گذاری لیتی ہے اور جو زمین مہاجن سے مسلمان نے لی ہے اس کی آمدنی پر بھی عشر لیا جاوے اور عشر مالک کے ذمہ ہے یا کاشتکار کے۔ اگر مالک خود کاشت کرے تو کیا حکم ہے۔

الجواب: عشری زمین کا مطلب یہ ہے کہ جس زمین میں عشر واجب ہو وہ عشری ہے[2]۔ جس وقت پورا حال نہ معلوم ہو جیسا کہ اس وقت ہے تو عموماً یہ حکم کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی مملوکہ زمین عشری سمجھی جاتی ہے اور کفار کی مملوکہ اراضی خراجی[3]۔ پس مسلمان کے پاس جو زمین مثلاً معافی کی چلی آتی ہے یا اس نے کسی مسلمان سے خریدی ہے وہ عشری ہے اور جو زمین کافر سے خریدی ہے وہ خراجی رہے گی اور بعض حضرات نے ایسا بھی لکھا ہے کہ جب سرکار سب زمینوں کا محصول لیتی ہے تو سب خراجی ہی ہیں، مگر مقتضائے احتیاط یہ ہے کہ مسلمان اپنی اراضی مملوکہ میں عشر نکالیں۔ زمین اگر اجارہ پر دی گئی تو امام صاحب کے نزدیک عشر مالک پر ہے۔ رقم اجارہ میں سے دسواں حصہ صدقہ کرے، اگر مالک خود کاشت کرے تو تمام پیداوار کا

---

[1] قال ابو حنيفة فى قليل ما اخرجته الارض وكثيره العشر الخ (هدايه باب زكوة الزروع والثمار ص ۱۸۳) ظفیر۔

[2] عشری زمین ایسی زمین کہلاتی ہے جس کے مالک مسلمان ہو گئے یا قوت کے زور سے کوئی خطہ فتح کیا گیا اور اس کی زمین مجاہدین پر تقسیم کر دی گئی ہو وکل ارض اسلم اهلها او فتحت عنوة وقسمت بين الغانمين فهى ارض عشر (هدايه باب العشر والخراج ص ۵۶۷ ج ۲) ظفیر۔

[3] والعشر على المؤجر كخراج موظف (در مختار) اى لو اجر الارض العشرية فالعشر عليه من الاجرة كما فى التاتار خانية (رد المحتار باب العشر ص ۷۲ ج ۲)

دسواں حصہ نکالے۔ محصول سرکاری وغیرہ کچھ وضع نہ ہوگا[1]۔ فقط

خود کاشت میں عشر ہے یا نہیں

سوال (۲۹۴) بکر اپنی تھوڑی سی مملوکہ زمین خود کاشت کرتا ہے اور وہ ذریعۂ رزق اس کے بال بچوں کا ہے اس پر کسی پیداوار میں عشر واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ عشر و نصف عشر اس پر واجب ہے (لیکن ہندوستان کو اگر دارالحرب مان لیا جائے تو واجب نہیں جیسا کہ گذرا۔ ظفیر)

جس غلہ کی زکوٰۃ نہ نکلی ہو وہ حلال ہے یا حرام

سوال (۲۹۵) زید نے غلہ میں دسواں حصہ زکوٰۃ نہیں نکالی تو وہ غلہ حرام ہوگا یا حلال۔

الجواب:۔ وہ غلہ حلال ہے۔ زید زکوٰۃ نہ دینے سے گناہگار اور فاسق ہوجاوے گا۔

کاشتکار و زمیندار کی زمین کی پیداوار پر زکوٰۃ

سوال (۲۹۶) مسلمان زارعین پر خواہ زمیندار ہوں یا کاشتکار پیداوار زراعت میں یکساں زکوٰۃ فرض ہے یا کچھ فرق ہے، اور کس قدر زکوٰۃ دینی چاہئے۔

کل پیداوار میں زکوٰۃ ہے یا لگان کاٹ کر

سوال (۲۹۷) ممالک متحدہ آگرہ واودھ میں کوئی اراضی ایسی نہیں ہے جو پرتہ مالگذاری سرکار سے مستثنیٰ ہو۔ پس بحالت متذکرہ زمیندار یا کاشتکار کو پیداوار اراضی سے غلہ بقدر قیمت رقم مالگذاری سرکار یا لگان زمیندار خارج کر کے بقیہ غلہ پر زکوٰۃ دینی چاہئے یا کل پیداوار پر بلامنہائی رقم مالگذاری وغیرہ۔

---

[1] اخذ البغاۃ والسلاطین الجائرۃ زکوٰۃ الاموال کالسوائم والعشر والخراج لا اعادۃ علی اربابہا ان صرف الماخوذ فی محلہ الآتی ذکرہ وان لا یصرف فیہ فعلیہم فیما بینہم وبین اللہ اعادۃ غیر الخراج الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العشر ص ۳۲ ج ۲) ظفیر

[2] قال ابو حنیفۃ فی قلیل ما اخرجتہ الارض وکثیرہ العشر سواء سقی سیحا او سقتہ السماء الا ۱۹۱ القصب (باقی حاشیہ ص ۱۸۱)

الجواب: (۱) زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ دسواں حصہ ہے، یہ عشر کہلاتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ زمین عشری ہو خراجی نہ ہو، مزارعت کی صورت میں یعنی بٹائی کی صورت میں عشر دونوں پر ہے یعنی جس قدر غلہ مالک زمین کے حصہ میں آوے اس کا عشر وہ دیوے اور جس قدر کاشتکار کے حصہ میں آوے اس کا عشر وہ دیوے[1]۔

(۲) زمین عشری ہے تو کل پیداوار کا دسواں حصہ دینا چاہیے، خرچ سرکاری وغیرہ منہا نہ کیا جاوے[2]۔ فقط

عشر و خراج کے جمع نہ ہونے کا مطلب کیا ہے

سوال (۲۹۸) مولانا عبدالحی صاحب در مجموعۂ فتاویٰ جلد دوم صـ۳۱۸ نوشتہ اند کہ ہر کہ در زمین مملوکہ خود بآب باراں کاشت کرد عشر غلہ بر وے واجب الادا است مگر در صورتیکہ خراج زمین مذکورہ بحاکم وقت دادہ شود دراں وقت عشر ساقط است بحکم عبارت ردالمحتار وغیرہ کہ لا یجتمع العشر مع الخراج انتہی تفصیل ایں مسئلہ چگونہ است وقولہ لا یجتمع العشر مع الخراج چہ معنی دارد۔

الجواب: معنی قولہ لا یجتمع العشر مع الخراج انہ لا یوخذ من الارض الخراجیۃ العشر ولا من العشریۃ الخراج ولکن ان اخذ من العشریۃ الخراج

(باقی حاشیہ از صـ۱۸۰) والحطب الخ وسقی بغرب اودالیۃ اوسانیۃ ففیہ نصف العشر (ہدایہ باب زکوٰۃ الزروع صـ۱۸۳ ج۱ ظفیر)

(۱) وفی المزارعۃ ان کان البذر من رب الارض فعلیہ ولو من العامل فعلیہما بالحصۃ (درمختار) ان العشر علی رب الارض عندہ وعلیہما عندھما الخ وھو الظاہر لما فی البحر انہ من ان المزارعۃ جائزۃ عندھما والعشر یجب فی الخارج والخارج بینہما فیجب العشر علیہما (ردالمحتار باب العشر صـ۵۵ ج۲ ظفیر)

(۲) ویجب فی مسقی سماء وسیح بلا شرط نصاب وبقاء وحولان حول الخ ویجب العشر ویجب نصفہ فی مسقی غرب ودالیۃ لکثرۃ المؤنۃ الخ بلا رفع مؤن الزرع وبلا اخراج البذر لتصریحہم بالعشر فی کل الخارج (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب العشر صـ۶۹ ج۲ ظفیر)

نہل یسقط العشر فہو محل تامل۔ پس ظاہر آنست کہ مولانا عبد الحی صاحب مرحوم حکم زمین خراجی نوشتہ اند کہ اگر از زمین خراجی حکام خراج گرفتند ادائے عشر لازم نخواہد شد لیکن اگر از زمین عشری خراج گرفتہ شد ظاہر آن است کہ دیانۃً بذمہ مالک ادائے عشر لازم است[1]

سرکاری محصول کی وجہ سے عشر ساقط ہے یا نہیں

سوال (۲۹۹) سرکار زمین سے جو محصول لیتی ہے اس سے عشر ساقط ہوتا ہے یا نہ۔

الجواب:۔ عشری زمین سے محصول لینا مسقط عشر نہیں ہے ھذا ھو الاحتیاط[2] ہاں اگر زمین عشری ہی نہ ہو بلکہ خراجی ہو تو محصول دیدینا کافی ہے، یعنی عشر اس میں واجب نہیں ہے۔

مذکورہ تین قسموں میں سے کس میں عشر ہے

سوال (۳۰۰) میرے پاس تین قسم کی زمین ہے ان میں سے کونسی زمین پر خراج ہے اور کونسی پر عشر یا کیا۔ قسم اول جنگل سرکاری پڑا ہوا تھا سرکار میں درخواست کی گئی وہ مجھے ملی اور میری ملک میں ہے۔ قسم دوم۔ ایک کافر سے خریدی گئی جو میری ملک ہے۔ قسم سوم۔ سرکاری زمین مثلاً ایک سال یا زیادہ کے لئے زراعت کے واسطے دی جاتی ہے۔

الجواب:۔ در قسم اول زمین عشر لازم است لان العشر الیق بالمسلم وما اسلم اهله طوعاً او فتح عنوة وقسم بين جيشنا والبصرة ايضاً باجماع الصحابة عشرية لانه اليق بالمسلم۔ درمختار۔ قوله لانه اليق بالمسلم) اى لما فيه

---

[1] وسئله اخذ البغاة والسلاطين الجائرة زكوٰة الاموال الظاهرة كالسوائم والعشر والخراج لا اعادة على اربابها ان صرف الماخوذ فی محله الآتی ذكره وان لا يصرف فيه فعليهم فيما بينهم وبين الله اعادة غير الخراج (الدر المختار على هامش رد المحتار ـ باب زكوٰة الغنم ص ۳۲/۲) ويظهر لى ان اهل الحرب لو غلبوا على بلدة من بلادنا كذالك (رد المحتار۔ ایضاً) ظفیر۔

من معنی العبادۃ ۔ ردالمحتار وفیہ ولوان المسلم اوالذمی سقاھا مرۃ بماء العشر ومرۃ بماء الخراج فالمسلم احق بالعشر والذمی بالخراج[1] ۔ ودر قسم دوم خراج است اذا اشتری مسلم من ذمی ارض خراج یجب الخراج الخ درمختار[2] ۔ ودر قسم سوم عشر در خارج لازم است لانھم صرحوا بان الملک غیر شرط فیہ بل سبب وجوبہ الارض النامیۃ وشرطہ ملک الخارج ای لاملک الارض کمافی الاراضی الموقوفۃ کذافی ردالمحتار[3] ۔

عشری اور خراجی زمین | سوال (۳۰۱) کونسی زمین عشری اور کونسی خراجی ہے۔ اگر زمین عشری سے خراج سرکاری لے لیا جاوے تو عشر ساقط ہو جاتا ہے یا نہ۔

الجواب:۔ اراضی مملوکہ مسلمانان راکہ حال آنہا معلوم نیست احتیاطاً عشری باید شمرد و عشر ازانہا باید داد واز زمین عشری اگر خراج گرفتہ شود عشر ساقط نمی شود[5] ۔

کیا جس زمین پر خراج ہے اس میں عشر نہیں | سوال (۳۰۲) الفاروق مصنفہ مولانا شبلی نعمانی کے

---

[1] ردالمحتار، کتاب الجہاد، باب العشر والخراج والجزیہ ص ۳۵۱ ج ۳ ۱۲ ظفیر۔ [2] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الجہاد، باب العشر والخراج والجزیہ ص ۳۶۳ ج ۳ ۱۲ ظفیر۔ [3] دیکھئے ردالمحتار، کتاب الجہاد، باب العشر والخراج والجزیۃ ص ۳۵۲ ج ۳ ۱۲ ظفیر ماہتی۔

[4] ومااسلم اھلہ طوعاً او فتح عنوۃ وقسم بین جیشنا الخ عشریۃ الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الجہاد باب العشر والخراج والجزیہ ص ۳۵۰ ج ۳)

[5] اخذ البغاۃ والسلاطین الجائرۃ زکوۃ الاموال الظاھرۃ کالسوائم والعشر والخراج لااعادۃ علی اربابہا ان صرف الماخوذ فی محلہ الآتی ذکرہ وان لم یصرف فیہ فعلیھم فیما بینھم وبین اللہ اعادۃ غیر الخراج۔
(ایضاً کتاب الزکوٰۃ۔ باب زکوٰۃ الغنم ص ۳۲ ج ۲) ۱۲ ظفیر مفتاحی۔

ملاحظہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس زمین پر خراج ہو اس پر عشر واجب نہ تھا۔ بینوا۔ توجروا۔

الجواب:۔ فقہاء حنفیہ نے ایسا ہی لکھا ہے کہ جس زمین سے محصول لیا جاوے اس میں عشر نہیں ہے[1]۔

نئی آباد زمین میں عشر ہے یا نہیں

سوال (۲۰۳) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان زمینوں کے بارے میں جو ہنوز نو آباد ہوئی ہیں یا ہورہی ہیں جیسے ملک پنجاب میں شہر لائل پور و سرگودھا کی آباد شدہ یا شہر منٹگمری کی اب آباد ہو رہی ہے کہ آیا ان زمینوں پر عشر ہے یا نہیں باقی کیفیت محنت و مشقت و محصول سرکاری کے لحاظ سے تو یہ چاہی زمین سے زیادہ ہیں اس لئے کہ چاہی زمین کا محصول تو ۴ر کنال ہے پنجاب میں اور ان زمینوں کا محصول عہ ر کنال ہے اور علیٰ ہذا القیاس اضافہ محنت کہ کبھی انسان .... تحصیل نفع .... بالکلیہ نہیں کرسکتا۔

الجواب:۔ شامی میں منقول ہے احتراز اعما وجد فی دار الحرب فان ارضها لیست ارض خراج او عشر[2] الخ اس روایت کے موافق عشر لازم نہیں، لیکن اگر ایسی اراضی دار الاسلام میں ہوں گی تو عشری ہوں گی ان میں عشر دینا لازم ہوگا۔ لہٰذا اگر احتیاطاً دیا جاوے تو عشر دیا جائے۔

کھیتی کا عشر صاحب نصاب پر واجب ہے یا سبھوں پر

سوال (۲۰۴) کھیتی کا عشر صاحب نصاب پر واجب ہے یا سب پر۔

---

[1] ولا یوخذ العشر من الخارج من ارض الخراج لانهما لا یجتمعان (ایضاً کتاب الجهاد باب العشر والخراج والجزیہ ص ۳۶۵ / ج ۳) ظفیر

[2] رد المحتار باب الرکاز ص ۶۱ / ج ۲ ۱۲ ظفیر [3] قال ابوحنیفة فی قلیل ما اخرجته الارض وکثیره العشر سواء سقی سیحا او سقته السماء الا القصب والحطب والحشیش (ہدایہ باب زکوٰۃ الزروع والثمار ص ۱۸۳ / ج ۲) ظفیر۔

اور جو فقیر مانگنے والے ہیں اگر وہ صاحب نصاب ہیں تو ان کو عشر و زکوٰۃ دینا درست نہیں۔

عشری زمین پر جو مزدوری خرچ ہوتی ہے کیا عشر میں اس کا حساب بھی ہوگا

سوال (۳۰۵) عشری زمین میں جو مزدوروں کی مزدوری ادا کی گئی ہے تو اس کا حساب عشر میں وضع کیا جاویگا یا کہ نہیں۔

الجواب:- عشر میں مزدور کی مزدوری اور دیگر اخراجات کا حساب نہیں ہوتا یعنی مزدوروں کی مزدوری وغیرہ کی وجہ سے عشر میں کمی نہ ہوگی لہٰذا دسواں حصہ اس میں سے دینا چاہئے۔ درمختار میں ہے بلا رفع مؤن ای کلف الزرع وبلا اخراج البذر لتصریحھم بالعشر فی کل الخارج۔[1]

عشری زمین کونسی ہے اور جس زمین کا لگان دیا جاتا ہے اس میں عشر ہے یا نہیں

سوال (۳۰۶) عشری زمین کسے کہتے ہیں، جو لوگ زمینداروں کو مالگذاری ادا کرتے ہیں ان لوگوں پر کس حساب سے غلہ میں صدقہ واجب ہے۔

الجواب:- شامی کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمین عشری وخراجی نہیں ہیں اگر احتیاطاً عشر دے تو بہتر ہے اور جو لوگ زمیندار کو مالگذاری ادا کرتے ہیں اس میں اس میں اختلاف ہے کہ عشر کس پر واجب ہے۔ امام صاحب زمیندار پر واجب فرماتے ہیں اور صاحبین مستاجر پر اور درمختار میں ہے وبقولھما ناخذ[2] اور شامی نے بھی بعد تفصیل وتحقیق کے صاحبین کے قول کو ترجیح دی ہے وفتیٰ بہ ماخوذ۔

---

[1] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب العشر ص ۶۹ ج ۲ ۔ ۱۲ ظفیر
[2] پوری عبارت یہ ہے والعشر علی المؤجر کخراج موظف وقالا علی المستاجر کمستعیر مسلم وفی الحاوی وبقولھما ناخذ
الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب العشر ص ۷۲ ج ۲ ظفیر

لکھا ہے حیث قال فلا ینبغی العدول عن الافتاء بقولهما فی ذلک[1]۔

چارہ والی زمین میں عشر کا کیا حکم ہے

سوال (۳۰۷) اگر بیلوں کے چارہ کے واسطے کسان چند کھیت بودے تو آیا اس کھیتی میں عشر دینا چاہئے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ عشر اس کھیتی میں بھی جو جانوروں کے چارہ کے لئے ہے اور غلہ (یا چارہ) اس میں پیدا ہوا واجب ہے، اگر زمین بارانی ہے تو دسواں حصہ اور آب پاشی کی زمین سے بیسواں حصہ نکالنا واجب اور اگر کھیت کو بلا دانہ اور بلا پختگی کے کاٹ کر جانوروں کو کھلایا جائے یعنی گھاس کر ہی کھلایا جائے تو عشر واجب نہیں[ع۵]۔ فقط۔

(یجب العشر فی مسقی سماء ای مطر و سیح کنهر بلا شرط نصاب الی قوله الا فیما لا یقصد به استغلال الارض نحو حطب الخ در مختار باب الزکوٰۃ وفی الجوہرۃ ص۱۲۸ ج۱ اذا اتخذ ارضه مقصبة او مشجرة او منبتا للحشیش وساق الیه الماء ومنع منه الناس یجب فیه العشر الخ۔ جمیل الرحمٰن)

ہندوستان کی زمین کا عشری ہونا اور قاضی ثناء اللہ

سوال (۳۰۸) ہندوستان کی زمین عشری ہے یا نہیں؟ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ نے مالا بدمنہ میں لکھا ہے کہ زمین عشری دریں دیار نیست۔ الخ

الجواب:۔ یہ محقق نہیں کہ حضرت قاضی صاحبؒ نے مالا بدمنہ میں یہ الفاظ زمین عشری کہ دریں دیار نیست الخ کس بنا پر تحریر فرمائے ہیں[2] باقی ظاہر نصوص اور روایات

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب العشر ص۵۵ ج۲ تحت قول وبقولهما ناخذ ۱۲ ظفیر۔

ع۵ یعنی اگر کھیت غلہ کے لئے بویا لیکن تبدیل ارادہ سے کاٹ کر کھلا دیا تو عشر واجب نہیں ورنہ بقصد چارہ اگر بویا ہے تو عشر واجب ہے جیسا کہ عبارات مذکورہ سے ظاہر ہے۔

[2] بعض مفتی علام رو کو یہ بات معلوم ہوگئی تھی کہ وہ اس لئے یہاں عشر کو واجب نہیں فرماتے تھے کہ یہ ملک دار الحرب کے حکم میں تھا۔ اسکی تفصیل مفتی اعظم کے اپنے قلم سے گذر چکی ۱۲ ظفیر۔

سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کی مملوکہ زمین کا اصل وظیفہ عشر ہے۔ شاید قاضی صاحب
نے اس بنا پر نفی عشر کی فرمائی ہو کہ سرکار نے محصول مقرر فرما دیا ہے لہٰذا وہ اراضی خراجی
ہو گئی اور خراجی زمین میں عشر نہیں ہے لیکن اول تو کل اراضی ایسی نہیں ہے کہ ان پر محصول مقرر
ہو معافیات بھی ہیں شاید قاضی صاحب کے قرب وجوار میں معافیات نہ ہوں ثانیاً
اگر زمین عشری سے خراج لے لیا جاوے تو عشر اس سے ساقط نہیں ہوتا بہرحال احتیاط
اسی میں ہے کہ مسلمانوں کی مملوکہ اراضی میں موافق تشریح مولانا اشرف علی صاحب در پرچہ
القاسم عشر واجب کہا جاوے۔

عشر پیداوار پر ہوتا ہے جس وقت زمین عشری میں کچھ غلہ وغیرہ پیدا ہوا ہو اور حاصل
ہوا اسی وقت عشر لازم ہے حولان حول شرط نہیں ہے پانی کا محصول نصف عشر (یعنی بیسواں
حصہ) نہ ہو گا عشر (دسواں حصہ) ہی واجب ہے جیسا کہ عموماً روایات فقہیہ اس پر
دال ہیں۔ وتجب فی مسقی سماء ای مطر وسیح ای نهر الخ درمختار۔ فقط۔

وقال الشامی قال صاحبان فرضیة العشر ثابتة بالکتاب
والسنة والاجماع والمعقول وبانه زکوٰة الثمار والزروع (الی ان
قال) لعموم قوله تعالیٰ انفقوا من طیبات ما کسبتم ومما اخرجنا
لکم من الارض وقوله تعالیٰ واٰتوا حقه یوم حصاده وقوله صلی اللہ علیه
وسلم ما سقت السماء ففیه العشر وما سقی بغرب او دالیة ففیه
نصف العشر الخ شامی ص ۳۵۳ ج ۲) ظفیر

یہاں کی زمین میں عشر ہے یا نہیں | **سوال** (۲۰۹) ہماری زمین میں عشر ہے یا نہیں؟ اگر
ہے تو انگریز لوگ جو چار آنہ فی کنال ہم سے لیتے ہیں اس کو خراج کہا جائے گا یا چٹی؟ اگر
چٹی کہا جائے گا تو کس رو سے؟ اور ثانیاً یہ کہ عشر کے لئے شرط ہے زمین کا عشری ہونا
کہ کسی بادشاہ اسلام نے اگر عشری رکھا ہو تو وہ عشری ہو گی تو ہندا ور پنجاب کی زمین پر کسی

تواریخ سے معلوم نہیں ہوتا کہ فلاں بادشاہ نے یہاں عشر رکھا ہے خصوصاً جہانگیر و اکبر بادشاہ گذشتہ جو گذر چکے ہیں۔ ثالثاً یہ کہ دار الحرب ہے یا دار الاسلام؟ اگر دار الحرب ہے تو کیا دار الحرب میں عشر واجب ہے یا نہیں؟ اور اگر دار الاسلام ہے تو کن شرائط سے دار الاسلام ہے؟ الغرض یہاں کے بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ یہاں ہرگز عشر نہیں ہے، بعض عشر کے قائل ہیں۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

الجواب:- درمختار میں ہے ما اسلم اهله طوعا او فتح عنوة و قسم بين جيشنا الخ عشرية لانه اليق بالمسلم. وفی ردالمحتار وقال بعينا لتشمل ما اذا قسم بين المسلمين غير الغانمين فانه عشری لان الخراج لا یوظف علی المسلم ابتداء قهستانی در منتقی۔ شامی جلد ۳ ص ۳۵۱/ج۲ وفيه ای الدر المختار ولو ترك ای السلطان العشر لا يجوز اجماعا ویخرجه بنفسه للفقراء اھ۔ درمختار[1]۔ شامی میں ہے و ذکره فی الزكوة لانه منها قال فی الفتح قبل ان تسمية زكوة على قولهما لاشتراطهما النصاب والبقاء بخلاف قوله وليس بشئ اذ لا شك انه زكوة حتى يصرف مصارفها وا ختلافهم فی اثبات بعض شروط لبعض انواع الزکوٰۃ و نفيها لا يخرجه عن كونه زكوة الخ شامی باب العشر ص ۶۵/ج۲ ظفیر

ان عبارات سے چند امور معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ مسلمان کی آراضی کا اصل وظیفہ عشر ہے۔ دوم یہ کہ اگر بادشاہ عشر نہ لیوے تو عشر ساقط نہیں ہوتا بلکہ خود مالک زمین کو عشر نکالنا چاہئے اور فقراء کو دینا چاہئے۔ سوم یہ کہ عشر بھی زکوٰۃ ہے پس جبکہ اصل وظیفہ مسلم کا عشر ہے تو جو اراضی مملوکہ مسلمین ہیں تو یا اصل میں عشری تھی کہ سلاطین اہل اسلام نے ان کو فتح کر کے مسلمانوں کو دیدی تھی یا ان کا حال سابق کچھ معلوم نہیں ان دونوں صورتوں میں اس میں عشر لازم ہے۔ اگر درحقیقت کسی زمین میں عشر

[1] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب العشر والخراج والجزیہ ص ۳۶۶/ج۲ ۱۲ ظفیر

مقرر ہونا چاہئے۔ بادشاہ اسلام نے یا غیر نے عشر مقرر نہ کیا اس سے عشر ساقط نہیں ہوتا اور وہ زمین عشری ہونے سے خارج نہیں ہوتی۔ اور جب کہ عشر بمنزلہ زکوٰۃ ہے تو جیسا کہ زکوٰۃ اموال ہر جگہ واجب ہے بلاد اسلام ہوں یا غیر، اسی طرح عشر بھی ہر جگہ لازم ہوگا اور واضح ہو کہ زمین عشری سے اگر خراج لے لیا جاوے تب بھی عند اللہ عشر ساقط نہیں ہوتا لہذا صاحب زمین کو عشر نکال کر فقراء کو دینا چاہئے۔ الحاصل احوط یہی ہے کہ مسلمان اپنی اراضی کی پیداوار زمین سے عشر ادا کریں۔[ع] فقط

جس زمین کا ٹیکس دینا پڑتا ہے اس میں عشر

سوال (۳۱۰) جس زمین کی ملکیت ہوگئی اور بیچنے کا اختیار ہے راجاؤں کو خراج دینے پڑتے ہیں اور اراضی آسمانی پانی سے سیراب ہوتی ہے، اس پر عشر ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ عشر لازم ہے۔[ل]

ع احقر جمیل الرحمن مرتب عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ اراضی مملوکہ زمینداران پر حکومت کے قبضہ کی شکل میں بھی عبارات فقہیہ سے وجوب عشر معلوم ہوتا ہے فی الشامی فقد صرحوا (الی ان قال) وبان الملک غیر شرط فیہ بل الشرط ملک الخارج شامی ص ۳۵۲ ج ۲ یعنی وجوب عشر میں پیداوار کی ملک کا اعتبار ہے نہ کہ زمین کی ملکیت کا علی ہذا۔ کاشت کار پر عشر فرض ہے۔ زمیندار پر نہیں ہے والعشر علی المؤجر کخراج موظف وقالا علی المستاجر وفی الحاوی وبقولهما ناخذ شامی ص ۵۷ ج ۲

ل اخذ البغاة والسلاطين الجائرة زكوٰة الاموال الظاهرة كالسوائم والعشر والخراج لا اعادة على اربابها ان صرف الماخوذ فی محله الأتی ذکره والا يصرف فيه فعليهم فيما بينهم وبين الله اعادة غير الخراج (درمختار) الظاهر ان اهل الحرب لو غلبوا على بلدة من بلادنا كذلك (رد المحتار باب زكوٰة الغنم ص ۳۳ ج ۲) ۱۲ ظفیر

زمین عشری کا تعریف | سوال (۳۱۱) زمین عشری کس کو کہتے ہیں اور اس کی کیا کیا شرائط ہیں ؟ ۔

خراجی زمین | ۲ زمین خراجی کسے کہتے ہیں اور اس کے کیا کیا شرائط ہیں ؟ ۔

ہندوستان کی زمین کا حکم | سوال (۳۱۲) ہندوستان کی زمین بحالت موجودہ خراجی ہے یا عشری ؟ جب گورنمنٹ برطانیہ نے بعد غدر کے سلطنت کی باگ اپنے قبضہ واقتدار میں لی تھی تو اس وقت اعلان عام کیا تھا کہ تمام آراضی ضبط کرلی گئی اور کسی کا حق نہیں ہے اگر صاحب اراضی دعوی کر کے ثبوت پیش کرے تو اس کو حسب تجویز حاکم دی جاوے گی چنانچہ جن مالکان اراضی نے دعوی کر کے بینہ قائم کئے ان کو وہی اراضی یا بعوض ان کو دیگر اراضی عطا ہوئی اور بعض کو کسی امر کے صلہ میں زمین عطا ہوئی اور مالگذاری سرکاری جو سالانہ زمینداروں سے بادشاہ وقت لیتا ہے مقرر کردی اور بعض کو معاف کردی ۔

عشر کاشتکار پر ہے یا زمیندار پر | سوال (۳۱۳) بر تقدیر وجوب عشر یا نصف عشر کاشتکار پر عشر یا نصف عشر واجب ہوگا یا زمیندار پر ؟ کاشتکار وہ ہے جو زمین کی جملہ خدمت کرتا ہے اور مالک اراضی یعنی زمیندار اس سے نصف یا ثلث پیداوار کا بحیثیت شرائط جنس پیداوار سے یا غیر جنس سے لیتا ہے اور سرکاری مالگذاری زمیندار ادا کرتا ہے ۔

جس زمین کی مالگذاری دی جائے | سوال (۳۱۴) جس اراضی کی مالگذاری ادا کی جاتی ہے وہ خراجی ہے یا عشری ؟

مالگذاری معاف زمین کا عشر | سوال (۳۱۵) جس اراضی کی مالگذاری معاف ہے اس کی دو قسمیں ہیں ۔ اول وہ آراضی کسی دوسری اراضی کے عوض میں ہے یعنی اس اراضی کی مالگذاری دوسری اراضی میں محسوب ہوتی ہے ۔ دوم وہ آراضی کسی امر کے صلہ میں یا جاگیر اد

کے عوض میں عطا ہوئی ہے تو یہ ہر دو قسم اراضی معاف شدہ مالگزاری خراجی ہوگی یا عشری۔

عشر کی مختلف حیثیت

سوال (۳۱۶) کسی گاؤں کی بعض حصہ اراضی کی پیداوار کا دارو مدار صرف آسمانی پانی پر ہے اور اس کی آبپاشی نہیں ہوتی اور بعض حصہ کی آبپاشی چاہات وتالاب وغیرہ سے ہوتی ہے اور بعض اراضی کی پیداوار اور بارش وآبپاشی دونوں سے ہوتی ہے یعنی صرف بارش پر اکتفا کرنے سے پیداوار کم ہوتی ہے اگر اس میں آبپاشی کردی جاوے تو پیداوار زیادہ ہوتی ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس اراضی کی آبپاشی ہوا کرتی تھی وقت پر بارش ہونے سے آبپاشی کی ضرورت نہیں ہوتی تو ان سب صورتوں میں برتقدیر وجوب عشر، عشر واجب ہوگا یا نصف عشر

الجواب:- (۱) فی الدر المختار ما اسلم اھلہ طوعا او فتح عنوۃ وقسم بین جیشنا والبصرۃ عشریۃ.[1] پس ایسی زمین عشری ہے جب تک درمیان میں کسی غیر مسلم کی ملکیت متخلل نہ ہوجاوے۔

(۲) اس میں بھی تفصیل ہے مناسب مقام ایک قسم یہ بھی ہے کہ کسی وقت غیر مسلم اس کا مالک ہوجاوے۔

(۳) ضبط کرنے کے دو معنی ہوسکتے ہیں۔ ایک قبضہ مالکانہ، اگر یہ ہوا ہے تو وہ زمین عشری نہیں رہی، دوسرا قبضہ مُلکانہ وحاکمانہ ومنتظمانہ اور احقر کے نزدیک قرائن سے اسی کو ترجیح ہے، اگر ایسا ہوا ہے تو اراضی عشریہ بحالہا عشری رہیں۔ البتہ اگر پہلے سے وہ اراضی عشری نہیں تھی یا سرکار نے کوئی دوسری زمین اس کی زمین کے عوض میں دیدی یا کسی صلہ میں اس کو کوئی زمین دی کہ چونکہ وہ دینے کے قبل استیلاء سے سرکار کی ملک ہوگئی تھی لہذا وہ عشری نہ رہی۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العشر والخراج والجزیہ ص ۳۵/۳ ج ۳ ظفیر

(۴) والعشر علی الموجر کخراج موظف وقالا علی المستاجر کمستعیر مسلم، فی الحاوی وبقولہما ناخذ وفی المزارعۃ ان کان البذر من رب الارض فعلیہ ولو من العامل فعلیہما بالحصۃ۔ درمختار[1] اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر زمین کرایہ پر ہے تو بقول مفتی بہ کاشتکار پر اور اگر بٹائی پر ہے اور تخم بھی کاشتکار کا ہے تو زمیندار اور کاشتکار دونوں پر اپنے اپنے حصہ کی قدر ہے۔

(۵) مالگزاری کے اوپر اس کا مدار نہیں اگر کوئی زمین عشری ہے اور اس پر مالگزاری مقرر کردی جائے تو وہ عشری رہے گی۔

(۶) اس کا جواب بھی مثل جواب ۵ کے ہے۔

(۷) ویجب ای العشر فی مسقی سماء او سیح کنہر (الی قولہ) و یجب نصفہ فی مسقی غرب ای دلو کبیر ودالیۃ ای دولاب لکثرۃ المؤنۃ وفی کتب الشافعیۃ او سقاہ بماء اشتراہ وقواعدنا لاتاباہ ولو سقی سیحا وبآلۃ اعتبر الغالب ولو استویا فنصفہ وقیل ثلثۃ ارباعہ درمختار[2]۔ قلت واختلف الترجیح والاحتیاط فی الثانی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بارانی زمین میں عشر ہے اور آبپاشی چاہ وتالاب میں نصف عشر اور جس زمین کی آبپاشی دونوں طرح ہو تو اس میں غالب کا اعتبار ہے اگر دونوں برابر ہوں تو نصف پیداوار میں عشر اور نصف میں نصف عشر۔ فقط۔

کافر سے خریدی ہوئی زمین کا عشر (۳۱۷) جو زمین کسی کافر سے خریدی گئی اس میں عشر ہے یا نہیں؟

پھل میں عشر سوال (۳۱۸) باغ کے ثمر یا سوختہ میں عشر واجب ہے یا نہیں؟

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب زکوٰۃ الغنم ص ۶۹ ج ۲۔ [2] الدر المختار باب العشر ص ۱۳۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

کرایہ میں عشر | **سوال (۳۰۹)** جائداد سکنائی کے کرایہ میں عشر واجب ہے یا نہیں۔

جائداد بحق مدرسہ کا عشر | **سوال (۳۱۰)** جس جائداد پر حق سرکاری نہیں بلکہ ابواب بحق ڈاکخانہ، شفاخانہ، مدرسہ، سڑک قائم ہیں تو یہ اخراجات داخل عشر ہوں گے یا نہیں؟ اور عشر میں منہا ہوں گے یا نہیں؟

الجواب:۔ (۱) اس صورت میں وہ زمین خراجی ہی رہتی ہے عشر لازم نہیں ہوتا۔ قال فی الشامی ذما رشراء المسلم من الذمی بعد ما صارت خراجیۃ فتبقی علی حالہا الخ شامی[1] ج ۲۔

(۲) باغ کے ثمر میں عشر واجب ہے سوختہ میں نہیں[2]۔

(۳) نہیں۔

(۴) یہ حقوق منہا نہ ہوں گے بلکہ کل پیداوار کا عشر واجب ہوگا۔ فقط۔

---

[1] رد المحتار ص ج ۲ [2] قال ابو حنیفۃ فی قلیل ما اخرجتہ الارض وکثیرہ العشر سواء سقی سیحا او سقتہ السماء الا القصب والحطب والحشیش (ہدایہ ص ۱۸۳ ج ۱) ظفیر۔

ساتواں باب

مصارف زکوٰۃ

مسکین کی تعریف

سوال (۳۱۱) مسکین کس کو کہتے ہیں۔

الجواب:۔ جو شخص مالک نصاب نہ ہو اور وہ محتاج ہو اس کو فقیر اور مسکین کہتے ہیں اور کتب فقہ میں اس کی پوری تفصیل لکھی گئی ہے[1]۔

صاحب زکوٰۃ نے جب اجازت دیدی ہو تو پھر دریافت کی ضرورت نہیں

سوال (۳۱۲) میں جس کے یہاں ملازم ہوں اس نے زکوٰۃ نکالی اور یہ کہا کہ تین روپے تم خود لے لینا۔ تو اب میں بلا دریافت کئے لے سکتا ہوں یا نہیں۔

الجواب:۔ جب کہ اس نے یعنی مالک نے اجازت دیدی تو لینا درست ہے

---

[1] ومسکین من لا شئ له علی المذهب لقوله تعالیٰ او مسکینا ذا متربة وآیة السفینة للترحم (درمختار) قوله علی المذهب من انه اسوء حالا من الفقیر وقیل علی العکس والاول اصح بحر وهو قول عامة السلف اسمٰعیل وافهم بالعطف انهما صنفان وهو قول الامام وقال الثانی صنف واحد (رد المختار باب المصرف ص۶۲ ج۲) اس سے معلوم ہوا کہ اصطلاح میں مسکین اسے کہا جاتا ہے جسے کچھ نہ ہو، بالکل بدحال ہو اور جو صاحب نصاب نہ ہو مگر کھاتا پیتا ہو تو اصطلاح میں اسے فقیر کہتے ہیں فقیر وهو من له ادنیٰ شئ ای دون نصاب (ایضاً) اردو کے محاورہ میں مسکین اور فقیر ایک ہی معنی میں بولا جاتا ہے یعنی جو مستحق زکوٰۃ ہو واللہ اعلم ۱۲ ظفیر

الجواب:- جب کہ اس نے یعنی مالک نے اجازت دیدی تو لینا درست ہے، بہ نیت زکوٰۃ لیکر اپنے کام میں لا دے[1]۔ فقط

کیا زکوٰۃ کی رقم تجارت میں لگائی جا سکتی ہے،

سوال (۳۱۳) کیا زکوٰۃ کا روپیہ تجارت میں لگایا جا سکتا ہے اور اس سے جو منافع ہو وہ اپنے ذاتی صرف میں لایا جا سکتا ہے جب کہ اصل مامون و محفوظ ہو۔

موجودہ رقم سے زکوٰۃ دے یا الگ سے بھی دے سکتا ہے

سوال (۳۱۴) زید کے پاس دو سو روپے ہیں آیا مجملہ اس رقم کے پانچ روپے زکوٰۃ دینا چاہئے یا یہ کہ زید اصل اپنے پاس رکھ کر اور علیحدہ سے کچھ انتظام کر کے قرض وغیرہ سے پانچ روپے زکوٰۃ دیدے۔

الجواب:- (۱) اس صورت میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی زکوٰۃ کے روپیہ کا مالک بنانا ایسے مسلمان کو جو کہ مالک نصاب نہ ہو اور سید نہ ہو ضروری ہے[2]۔

(۲) یہ اختیار ہے کہ خواہ ان دو سو روپے میں سے ۵ر زکوٰۃ کا دیدے یا علیحدہ اس کے پاس ہوں تو اس میں سے دیدے لیکن اگر اس کے پاس دو سو روپے سے کچھ زیادہ ہوگا تو اس زائد کی زکوٰۃ بھی ادا کرنی ہوگی اور قرض لینے کی ضرورت نہیں ہے غرض نتیجہ یہ ہے کہ جس قدر روپیہ اس کے پاس ہے اس کی زکوٰۃ حساب کر کے اسمیں سے دیدے[3]۔ فقط۔

---

[1] وللوکیل ان یدفع لولدہ الفقیر وزوجته لا لنفسه الا اذا قال ربها ضعها حیث شئت (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۴/ ۲ و ص ۱۵/ ۲) ظفیر

[2] ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۸۵/ ۲) ظفیر

[3] اللازم مبتدأ فی مضروب کل منهما ومعموله ولو تبرا او حلیا مطلقا ... او فی عرض تجارة قیمته نصاب الخ ربع عشر (ایضا باب زکوٰۃ المال ص ۴۲/ ۲) ظفیر

زکوٰۃ کی رقم سے کپڑا بنا کر دیا جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۳۱۵) زکوٰۃ کے روپے میں سے مستحق زکوٰۃ کو اگر کپڑے بنا کر دیئے جائیں تو جائز ہے یا نقد دینا ضروری ہے۔

الجواب: زکوٰۃ کے روپے سے کسی مستحق کو کپڑے بنا کر دیدیئے جاویں تو یہ بھی درست ہے۔

جس کو زکوٰۃ کی رقم تقسیم کے لئے دی گئی ہے وہ اپنی مسکین بیوی کو اس میں سے دے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۳۱۶) زید نے عمر کو زکوٰۃ کا روپیہ دیا کہ وہ مستحق پر تقسیم کردے عمر صاحب نصاب ہے مگر زوجہ اس کی مسکین ہے تو عمر اپنی زوجہ کو زید کی زکوٰۃ میں سے کچھ دے سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: اس صورت میں عمر اپنی زوجہ کو زکوٰۃ کا روپیہ دے سکتا ہے[1]۔

خوش دامن کو زکوٰۃ دینی درست ہے یا نہیں

سوال (۳۱۷) خوش دامن کو زکوٰۃ دینی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: اپنی خوش دامن کو جب کہ وہ مالک نصاب نہ ہو زکوٰۃ دینا جائز اور درست ہے مگر اس کو بالکل مالک بنا دیا جاوے جہاں چاہے خرچ کرے[2]۔

بغیر زکوٰۃ کا نام لئے رقم دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جائیگی یا نہیں

سوال (۳۱۸) اگر اپنا عزیز زکوٰۃ کے

---

[1] وللوکیل ان یدفع لولدہ الفقیر وزوجتہ لا لنفسہ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۲ ج ۲ ظفیر)

[2] ولا الی من بینہما ولاد (درمختار) وقید بالولاد لجوازہ لبقیۃ الاقارب کالاخوۃ والاعمام والاخوال الخ (رد المحتار باب المصرف ص ۸۶ ج ۲ ظفیر)

نام سے رنہ بیر لیتا ہوا تھا یا دے اس کو اس طرح سے کہہ کر زکوٰۃ دینا (کہ اس کے کپڑے بنوا لینا بچوں کے کپڑے بنوا دینا) درست ہے یا نہیں۔

الجواب: اس طرح دینی درست ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے، اپنی نیت دل میں زکوٰۃ کی کر لینا کافی ہے جس کو دی جاوے اس پر ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے[۱]۔ فقط

رقم مسکین کے ہاتھ میں نہ دی اس کے حکم سے ٹکٹ خرید کر دیدیا تو زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں

سوال (۳۱۹) ایک سیٹھ صاحب زکوٰۃ اس طرح مسکینوں، مسافروں کو دیتے ہیں کہ جس جگہ مسافر مسکین کو جانا ہوتا ہے اپنے آدمی کو اس کے ہمراہ بھیج کر اسٹیشن سے ٹکٹ دلا دیتے ہیں اور نقد پیسے اس کے ہاتھ میں نہیں دیتے۔ اگر مسافر کسی عذر کی وجہ سے نہ جاوے اور ٹکٹ ردی ہو جاوے تو اس سیٹھ صاحب کی زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

الجواب: وہ آدمی سیٹھ صاحب کا جب کہ اس مسکین کی اجازت سے ٹکٹ خریدتا ہے تو وہ آدمی نائب اور وکیل اس مسکین کا قبض زکوٰۃ اور خرید ٹکٹ میں ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ آدمی وکیل اور نائب سیٹھ صاحب کا ہے لہذا زکوٰۃ سیٹھ صاحب مذکور کی اس صورت میں ادا ہو جاتی ہے پھر اگر وہ مسافر بوجہ کسی عذر کے سفر میں نہ جاوے اور ٹکٹ ردی ہو جاوے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو چکی[۲]۔ فقط۔

مدرسہ میں زکوٰۃ کہاں اور کس طرح خرچ ہوگی

سوال (۳۲۰) اگر مدرسہ کی حالت تنزل پر ہو تو اس میں مال زکوٰۃ صرف کرنا کس طرح اور کس مد میں درست ہے۔

الجواب: ایسی صورت میں حیلہ تملیک کر کے زکوٰۃ کے روپے کو جس مد میں

---

[۱] ولا یجوز اداء الزکوٰۃ الا بنیۃ مقارنۃ للاداء او مقارنۃ لعزل مقدار الواجب الخ (ایضاً ص۲) ظفیر۔ [۲] الا اذا وکلہ الفقراء (در مختار) لانہ کلما قبض شیئاً ملکوہ (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۴/۲) ظفیر۔

چاہیں صرف کر سکتے ہیں اور حیلۂ تملیک یہ ہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ کسی ایسے شخص کی ملک کر دیا جائے جو کہ مالک نصاب نہ ہو پھر اس کی طرف سے مصارف زکوٰۃ میں صرف کر دیوے[1]۔ فقط۔

> والد کی زندگی میں بطور میراث جو ملے وہ مانع زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۳۲۱) والد کی زندگی میں جو چیز وراثت میں ملے گی وہ مانع زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

الجواب:- والد کی حیات میں اس کی اولاد مالک اس کے مال کی نہیں ہے لہٰذا وہ مانع عن اخذ الزکوٰۃ اولاد بالغین کے لئے نہیں ہے۔ فقط۔

> زکوٰۃ کے روپے سے کتابیں خریدے اور اپنے مطالعہ میں رکھے کیا حکم ہے

سوال (۳۲۱) زکوٰۃ کے روپے سے کتابیں خرید کر بغرض مسائل دیکھنے کے اپنے پاس رکھنے سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

> زکوٰۃ کی رقم سے کتاب خرید کر پڑھنے کی عام اجازت دیدے مالک بنائے تو کیا حکم ہے

سوال (۳۲۲) اگر زکوٰۃ کے روپے سے کتابیں خرید کر اپنی ملک میں رکھیں جس کو ضرورت ہو وہ دیکھ لے مگر کسی کو لیجانے کی اس طور سے اجازت نہیں کہ وہ مالک بن جائے اس حالت میں زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- (۱) اس صورت میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی[2]۔

(۲) اس صورت میں بھی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی[3]۔

---

[1] حیلة التکفین بها التصدق علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما وکذا فی تعمیر المسجد (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶/۲) ظفیر [2] و [3] وشرط صحة ادائها نیة مقارنة له ای للاداء الخ ولا یخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۴/۲) ومصرف الزکوٰۃ الخ هو فقیر هو من له ادنی شیئ ای دون نصاب الخ ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (باب المصرف ص ۷۹/۲ و ص ۸۵/۲) ظفیر

زکوٰۃ کا روپیہ بنک میں رکھے اور بوقت ضرورت صرف کرے تو کیا حکم ہے

سوال (۳۲۴) ایک شخص کو زکوٰۃ کا روپیہ بطور چندہ وصول ہوتا ہے اور وہ اس روپے کو بنک میں بطور امانت رکھ دیتا ہے۔ پھر وقتاً فوقتاً بنک سے اس روپے کو لے کر زکوٰۃ کے مصرف میں صرف کرتا ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ بنک میں سب کا روپیہ مخلوط رہتا ہے اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں۔

حیلہ کی رقم زکوٰۃ کے ذریعہ تبلیغ میں خرچ کرنا کیسا ہے

سوال (۳۲۵) بعض حضرات زکوٰۃ کا روپیہ تبلیغ کے لئے دیتے ہیں اور یہ کہہ دیتے ہیں کہ حیلہ کر لیا جاوے جبکہ تملیک میں لینے والا اور دینے والا دونوں بخوبی جانتے ہیں کہ تملیک مقصود نہیں ہے تو کیا اس حیلہ سے زکوٰۃ بھی ادا ہو جاتی ہے اور وہ روپیہ اس غرض کے لئے جائز بھی ہو جاتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- (۱) اس میں ضرورت اس کی ہے کہ بعد حیلہ تملیک کے اگر داخل کیا جاوے تو زکوٰۃ اس کی ادا ہوگئی ورنہ نہیں۔[1]

(۲) یہ حیلہ فقہاء نے لکھا ہے اور شرعاً جائز ہے اور یہ امور جن کو آپ نے لکھا ہے مانع اس حیلہ سے نہیں ہیں یعنی باوجود ان جملہ خیالات کے یہ حیلہ صحیح ہے اور اس حیلہ کا کر لینا ضروری ہے تاکہ زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ فوراً ادا ہو جائے پھر مہتمم وغیرہ منتظمین کو اختیار ہو جاتا ہے کہ جس مصرف مناسب میں چاہیں صرف کریں۔[2]

---

[1] اس صورت کہ وہ روپیہ اب زکوٰۃ کا باقی نہ رہا بلکہ کسی شخص معین کی ملکیت میں داخل ہو گیا، زکوٰۃ حیلہ کے وقت ادا ہو چکی واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔ [2] حیلہ کے مسائل کا حوالہ بار بار دیا جا چکا ہے، حیلہ کی اصل یہ ہے کہ قانونی اور اصولی بات سے ہو جاتی ہے مثلاً زکوٰۃ کا مصرف فقیر و مستحق ہے وہ اسے مل گئی اب وہ حیثیت مالک ہونے کے جو چاہے کر سکتا ہے، یہ الگ بات ہے کہ حیلہ خواہ مخواہ کرنا مناسب نہیں ہے اس لئے کہ زکوٰۃ کے مصارف متعین ہیں، حیلہ کے بعد جو اصل مستحقین ہیں وہ عملاً محروم رہ جاتے ہیں اس لئے حیلہ کی صورت انتہائی مجبوری میں اختیار کرنی چاہئے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر غفرلہ۔

زکوٰۃ میں جو رقم واجب ہوئی اس کے بدلے کتاب تقسیم کردی تو کیا حکم ہے

سوال (۳۲۶) میں تجارت پیشہ شخص ہوں، اس سال کی زکوٰۃ کی جتنی رقم نکلی تھی اس کی بجائے میں نے کتابیں طلباء کو دیدی ہیں زکوٰۃ ادا ہوگئی اور کوئی نقص تو اس میں نہیں ہے۔

الجواب:۔ اس صورت میں کتابوں کی قیمت مذکورہ لگا کر کتابیں زکوٰۃ میں دینا درست ہے اس طرح زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے اور کچھ نقص اس میں نہیں ہے[1]

اگر لینے والے کو زکوٰۃ کی خبر نہ ہو تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں

سوال (۳۲۷) مدارس میں زکوٰۃ کے روپے سے چندہ دیا جاتا ہے اور دینے والے کہتے ہیں کہ ہم زکوٰۃ کا روپیہ دیتے ہیں مگر لینے والا نہیں جانتا کہ کیسا روپیہ ہے، اس میں زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس طرح لوگوں کا روپیہ مدرسہ میں دینا درست ہے مگر لینے والے کو چاہئے کہ وہ اس طرح صرف کرے کہ جس میں دینے والے کی زکوٰۃ ادا ہوجاوے[2]۔ فقط

زکوٰۃ کے روپے سے طلبہ کو کتابیں دلانا کیسا ہے

سوال (۳۲۸) زکوٰۃ کے روپے سے طلبہ کو کتابیں یا پارے دلا دینا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جائز ہے[3]۔ فقط

---

[1] وجاز دفع القيمة في زكوة وعشر وخراج وفطرة ونذر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوة الغنم ص ۲۹ ج ۲) ظفير

[2] وشرط صحة ادائها نية مقارنة للاداء الخ او نوى عند الدفع للوكيل ثم دفع الوكيل بلا نية او مقارنة بعزل ما وجب كله او بعضه (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوة ص ۱۴ ج ۲) ظفير

[3] يصرف المزكي الى كلهم او الى بعضهم الخ تمليكا لا اباحة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ص ۸۳ ج ۲) ظفير

زکوٰۃ کا غلہ بیچکر کپڑا بنانا درست ہے

سوال (۳۲۹) اگر کوئی زکوٰۃ کا غلہ فروخت کر کے کسی مسکین کو کھانا کھلا دے یا کپڑے بنا دے تو درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ درست ہے[1]۔

نہر زبیدہ کی صفائی میں زکوٰۃ خرچ کرنا درست نہیں

سوال (۳۳۰) نہر زبیدہ کی صفائی میں زکوٰۃ کا روپیہ اگر صرف کیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی یا نہ۔

الجواب:۔ زکوٰۃ ادا ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ کسی محتاج کو اسکا مالک بنایا جاوے اسی وجہ سے فقہاء لکھتے ہیں کہ مسجد کی تعمیر میں بھی صرف کرنا زکوٰۃ کا درست نہیں۔ پس نہر مذکور کی صفائی میں خرچ کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی[2]۔

زکوٰۃ کے روپے سے مدرسہ کی تعمیر درست نہیں

سوال (۳۳۱) زکوٰۃ کے روپے سے مدرسہ کی تعمیر کرا سکتے ہیں یا نہ؟

الجواب:۔ زکوٰۃ کے روپے سے مدرسہ یا مسجد کی تعمیر کرانا درست نہیں ہے کیونکہ زکوٰۃ میں تملیک فقراء شرط ہے بدون مالک بنانے فقراء کے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی[3]۔ هكذا فى كتب الفقه والحيلة[4] لمثل هذه الافعال مذكورة فى الدر المختار وغيره۔

---

[1] وجاز دفع القيمة فى زكوة وعشر وخراج (ايضاً كتاب الزكوٰة باب الغنم ص ۲۹/۲ ج) ظفير

[2] ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لا اباحة الخ لا يصرف الى بناء نحو مسجد ولا الى كفن ميت (ايضاً باب المصرف ص ۸۵/۲ ج) ظفير

[3] ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لا اباحة كما مر، لا يصرف الى بناء نحو مسجد ولا الى كفن ميت الخ (الدر المختار على هامش رد المختار ص ۸۵/۲ ج)

[4] وحيلة التكفين بها التصدق على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذا فى تعمير المسجد وتمامه فى حيل الاشباه (الدر المختار على هامش رد المختار ص ۱۶/۲ ج) ظفير۔

مصارف زکوٰۃ | **سوال (۳۳۲)** ایک شخص کی سالانہ آمدنی دس من غلہ اور صرف روپیہ نقد ہے اور دو بہن بھائی کھانے والے ہیں اور آمدنی کبھی وصول ہوتی ہے کبھی نہیں، تو یہ شخص زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہ؟

آمدنی والے کو زکوٰۃ | **سوال (۳۳۳)** ایک شخص کی آمدنی ۵۰ یا ۶۰ روپے ہے تو یہ شخص بھی زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہ؟

الجواب: (۱) لے سکتا ہے[1]

(۲) اس صورت میں وہ غنی ہے زکوٰۃ نہیں لے سکتا[2]۔ فقط۔

غیر بتائے ہوئے زکوٰۃ کے روپے دینا کیسا ہے | **سوال (۳۳۴)** زید چونکہ غنی ہے اور زکوٰۃ ادا کرتا ہے لہذا اگر زید اپنے چچازاد بھائی بہن کو جو کہ مفلس اور محتاج ہیں زکوٰۃ دے اور ان کو نہ بتلائے کیونکہ اگر ان کو یہ خبر ہوگئی کہ یہ زکوٰۃ ہے تو وہ ناراض ہوں گے ایسی صورت میں اگر زید ان کو زکوٰۃ دے اور نہ بتلائے کہ یہ زکوٰۃ ہے تو زکوٰۃ کے ادا ہونے میں کوئی کلام تو نہیں۔

صلہ رحمی کا ثواب ملے گا یا نہیں | **سوال (۳۳۵)** اور اس زکوٰۃ کے دینے میں علاوہ ادائے فرض زید کو صلہ رحمی کا بھی ثواب ملیگا یا نہیں؟۔

نہ بتانے کا مواخذہ ہے یا نہیں | **سوال (۳۳۶)** چونکہ زید نے زکوٰۃ کی خبر انھیں نہیں دی اور قرینہ سے جانتا ہے کہ اگر انھیں معلوم ہوتا تو نہ لیتے یا ناراضی ظاہر کرتے اس لئے زید پر مواخذہ ہے یا نہیں۔ زید چونکہ اسی زکوٰۃ دینے میں رواجاً شرماشرمی صلہ رحمی سے گریز کرنا چاہتا ہے، اس لئے زید پر مواخذہ شرعی یا کم ازکم ملامت تو نہیں۔

الجواب: (۱) زکوٰۃ کے ادا ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ دینے والے

---

[1] مصرف الزکوٰۃ الخ فقیر الخ ای دون نصاب او قدر نصاب غیر نام مستغرق فی الحاجۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص۲۹ ج۲ و ص۶۷ ج۲) ظفر [2] دلالی غنی یملک قدر نصاب فارغ عن حاجتہ الاصلیۃ (ایضاً ص۶۴ ج۲) یہ ۱۳۳۲ھ کی بات ہے، اب چالیس پچاس روپے کمانے والا غنی نہیں ہوسکتا واللہ اعلم ظفر

کی نیت زکوٰۃ کی ہو اور جس کو دی جاوے وہ محل اور مصرف زکوٰۃ کا ہو یہ شرط نہیں کہ اس کو اطلاع زکوٰۃ کی بھی کی جاوے۔ پس اگر زید اپنے اعمام یا بنی اعمام کو جو غنی نہ اور مصرف زکوٰۃ ہیں، زکوٰۃ دے اور ان سے یہ ظاہر نہ کیا کہ یہ زکوٰۃ ہے تو زکوٰۃ ادا ہوگئی وشرط صحۃ ادائہا نیۃ مقارنۃ للاداء۔ در مختار۔ قوله نية الخ اشار الی انه لا اعتبار للتسمية فلو سماها هبة او قرضا تجزيه فی الاصح الخ شامی۔[1]

(۲) صلہ رحمی کا بھی ثواب ملیگا۔ کما جاء فی الحدیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدقۃ علی المسکین صدقۃ وھی علی ذی الرحم ثنتان صدقۃ وصلۃ رواہ احمد والترمذی وغیرھما۔ (مشکوٰۃ باب افضل الصدقۃ ص۱۷۱) ظفیر

(۳) کچھ مواخذہ نہیں۔

(۴) کچھ مواخذہ اور ملامت نہیں بلکہ حدیث سابق سے ظاہر ہوا کہ صلہ رحمی بھی ہے اور زکوٰۃ بھی ادا ہو جاوے گی اور دوہرا ثواب اس کو ملے گا۔

مانگنا جن پر حرام ہے ان کو زکوٰۃ کی رقم دینا کیسا ہے

سوال (۳۳۷) بر شخصیکہ سوال شرعاً حرام است ادا دادن چہ حکم دارد؟

حکم چرم قربانی

سوال (۳۳۸) قیمت چرم قربانی حکم صدقات فرضیہ دارد یا نا فلہ؟

الجواب:- (۱) دیا ثم معطیه ان علم بحاله لاعانته علی المحرم[2] در مختار اور شامی میں شرح مشارق سے یہ نقل کیا ہے کہ قیاس یہی ہے کہ دینے والا آثم ہو، لیکن اس کو ہبہ علی الغنی خیال کر کے دینے والے کو آثم نہ کہا جاوے گا، پھر اس میں بھی کچھ بحث کی ہے۔ بہرحال باوجود علم حال سائل وغنا اس کو دینا اچھا نہیں ہے۔ فقط

[1] دیکھئے رد المحتار ص۱۴/۲ ۱۲ ظفیر [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۹۵/۲۶ ۱۲ ظفیر

زکوٰۃ کا روپیہ مردہ کے ایصال ثواب کے لئے دینا کیسا ہے

سوال (۳۳۹) زکوٰۃ کا روپیہ مردہ کو دینا اس طور سے کہ اس کی طرف سے کھانا پکوا کر فقیروں کو دیا جائے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ زکوٰۃ کا روپیہ مردہ کو دینا جس طریق سے آپ نے لکھا ہے درست نہیں ہے[1]، مردہ کی طرف سے اس روپے کا کھانا پکوا کر کھلایا جائے یا کپڑا محتاجوں کو دیا جائے، غرض یہ ہے جس طرح دیا جائے اپنی طرف سے ہی زکوٰۃ کی نیت سے دیا جاوے اس کا ثواب کسی میت کو نہ پہنچایا جائے۔

پیشہ ور فقیروں کو زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں

سوال (۳۴۰) جو لوگ سوال پیشہ ہیں ان کو زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ایسے فقیروں کو جن کا پیشہ مانگنے کا ہے اور یہ معلوم ہے کہ یہ لوگ اکثر متمول ہوتے ہیں، دینا درست نہیں ہے

ہندو فقیر کو دینا کیسا ہے

سوال (۳۴۱) ہندو فقیر کو اللہ کے واسطے دینا یا زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ہندو فقیر محتاج کو اللہ کے واسطے دینا درست ہے لیکن زکوٰۃ کا روپیہ ہندو کو دینا درست نہیں ہے[2]

زکوٰۃ کے روپے سے غریب لڑکیوں کی تعلیم درست ہے یا نہیں

سوال (۳۴۲) زکوٰۃ کے روپے سے غریب لڑکیوں کی تعلیم مذہبی و تاریس جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ زکوٰۃ میں تملیک شرط ہے یعنی کسی محتاج کو اس کا مالک بنا دینا چاہئے، پس غریب لڑکیوں کو اگر نقد یا کپڑا یا کھانا زکوٰۃ سے دیا جاوے تو درست ہے

---

[1] ولا یکفن بہا میت لانعدام التملیک وھو الرکن (ہدایہ کتاب الزکوٰۃ ..... ص ۱۸۸ ج ۱) ظفیر [2] ولا یجوز ان یدفع الزکوٰۃ الی ذمی ویدفع الیہ ما سوی ذالک من الصدقۃ (ہدایہ کتاب الزکوٰۃ ..... ص ۱۸۸ ج ۱) ظفیر۔

لیکن معلمہ کی تنخواہ یا دیگر ملازمین کی تنخواہ دینی زکوٰۃ سے درست نہیں ہے[۱]۔ اور باقی زکوٰۃ کے مسائل کی تحقیق اور اس کے مصارف کی تفصیل دہلی کے علماء سے پوری طرح تحقیق کر لئے جاویں، یا بہشتی زیور وغیرہ کتابوں میں دیکھ لیا جاوے، تحریر میں سب امور کا لانا اور سمجھنا دشوار ہے۔

زکوٰۃ کے مال سے کھانا پکا کر دینا یا کوئی چیز خرید کر دینا کیسا ہے

سوال (۳۴۳) زکوٰۃ کے مال کا کھانا پکا کر کھلا دیا جائے یا کوئی چیز خرید کر دی جائے یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ درست ہے۔

ان رشتہ داروں میں سے کسے زکوٰۃ دینا درست ہے

سوال (۳۴۴) اپنے ماں باپ یا خوشدامن وخسر یا خالہ زاد، یا چچا زاد یا برادر وہمشیرہ خورد ان کی اولاد ان میں سے کس کس کو زکوٰۃ کی رقم دینی یا نہ دینی چاہیئے۔

الجواب:۔ ان مذکورین میں سے سوائے ماں باپ کے سب کو زکوٰۃ دینا درست ہے[۲]۔ فقط۔

بے نمازی کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے

سوال (۳۴۵) بے نمازی کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر وہ بے نمازی محتاج ومصرف زکوٰۃ ہے تو دینا اس کو درست ہے[۳]۔

---

[۱] ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحۃ کما مر فلا تصرف الی بناء نحو مسجد ولا الی کفن میت وقضاء دینہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۸۵ ج ۲) ظفیر۔

[۲] ولا الی من بینہما ولاد الخ (درمختار) وقید بالولاد لجوازہ لبقیۃ الاقارب کالاخوۃ والاعمام والاخوال الفقراء بل ہم اولی (رد المحتار باب المصرف ص ۸۶ ج ۲) ظفیر۔

[۳] انما الصدقات للفقراء والمساکین الخ (ہدایہ ص ۱۸۶ ج ۱) ظفیر۔

جسے زکوٰۃ دے کیا اسے اطلاع کرنا بھی ضروری ہے

سوال (۳۴۶) جس کو زکوٰۃ دے اس کو مطلع کرنا بھی ضروری ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ضروری نہیں[1]۔

داماد اور بھائی کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے

سوال (۳۴۷) داماد اور بھائی بہن کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جائز ہے[1]۔

نابالغ کو دینے سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۳۴۸) نابالغ کو زکوٰۃ دینے سے ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ہو جاتی ہے[2]۔

اقارب میں سے زکوٰۃ کس کو دینا درست ہے

سوال (۳۴۹) زکوٰۃ کا مال کس کو اقارب میں سے نہیں دیا جاتا۔

الجواب:۔ سوائے اصول و فروع و زوجین کے سب اقرباء کو دے سکتا ہے[3]۔

صحرائی جائداد والے کو ادائیگی قرض کے لئے زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں

سوال (۳۵۰) اگر کوئی شخص مقروض ہے اور اس کے پاس صحرائی جائداد ہے تو مال زکوٰۃ سے اس کا قرض ادا کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ اگر ادا کیا جا سکتا ہے تو زیادہ سے زیادہ کتنا روپیہ

---

[1] دیکھو صفحہ ۲۰۵ [2] دفع الزکوٰۃ الی صبیان اقاربہ برسم عید او الی مبشر او مهدی الباکورۃ جاز (درمختار) قوله الی صبیان اقاربه ای العقلاء والا فلا یصح الا بالدفع الی ولی الصغیر (ردالمحتار باب المصرف ص ۹۶ ج ۲) ظفیر

[3] ولا الی من بینهما ولاد او بینهما زوجیة (درمختار) وقید بالولاد لجوازه لبقیة الاقارب (ردالمحتار باب المصرف ص ۸۶ ج ۲) ظفیر۔

اس کے قرض میں دیا جا سکتا ہے۔

الجواب: مال زکوٰۃ قرض میں محسوب ہوگا۔ مثلاً اس صورت میں روپیہ جو موجود ہے وہ قرض کے ادا کے لئے مقرر کیا جاوے گا نہ جائداد صحرائی۔ درمختار میں ہے ولولہ نصب صرف الدین لایسرها فضاء ۱۲ الخ شامی میں ہے کان یکون عنده دراهم ودنانیر وعروض التجارة وسوائم بصرف الدین الی الدراهم والدنانیر۔ الخ[1]

مدرسہ میں زکوٰۃ اور اس کا مصرف

سوال (۳۵۱) یہ مدرسہ چند دنوں سے جاری ہوا ہے۔ اب لوگوں کا خیال ہے کہ اس میں صدقات اور زکوٰۃ عشر وغیرہ دے دیا جاوے تو کون شخص اس کے مصرف ہو سکتے ہیں، مثلاً جو مدرس غنی ہے وہ تنخواہ اس میں سے لے سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب: زکوٰۃ اور عشر تمام صدقات واجبہ جیسے صدقہ فطر اور کفارات مدرسوں کی تنخواہ میں دینا درست نہیں۔ طلباء مساکین وغرباء کے صرف میں جائز ہے پس اگر مدرسہ میں زکوٰۃ آوے تو اول اس کو تملیک کسی فقیر غیر مالک نصاب کو کر دیا جاوے، پھر اس کی طرف سے مدرسہ کے مصارف میں صرف کر دیا جاوے[2]۔

تعمیر درسگاہ میں زکوٰۃ کا روپیہ لگانا کیسا ہے

سوال (۳۵۲) ایک صاحب انجمن کو زکوٰۃ کا روپیہ دینا چاہتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ آیا زکوٰۃ کا روپیہ طلبہ و تعمیر درسگاہ اور تنخواہ مدرسین میں صرف ہو سکتا ہے۔

الجواب: طلباء کے مصارف خوراک و پوشاک وغیرہ میں زکوٰۃ کا روپیہ صرف کرنا چاہیے، تعمیر درسگاہ اور تنخواہ مدرسین میں سے کسی مد میں زکوٰۃ کا روپیہ صرف نہیں ہو سکتا

---

[1] بظاہر سوال سے جواب کو کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا ۱۲ ظفیر۔ [2] وحیلة التکفین بها التصدق علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما وکذا فی تعمیر المسجد (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ج ۲) ظفیر

مگر اس حیلہ سے کہ وہ روپیہ کسی غیر صاحب نصاب کی ملک کرا دیا جاوے کہ زکوٰۃ ادا ہو جاوے، پھر وہ شخص اپنی طرف سے تعمیر مدرسہ وغیرہ میں صرف کر دے[1]۔

زکوٰۃ کی رقم سے ارباب مدرسہ قرض دے سکتے ہیں یا نہیں

سوال (۴۵۳) مہتمم مدرسہ یا اراکین مدرسہ کو بلا اجازت معطیین کے زکوٰۃ یا دیگر صدقات میں سے قرض دینا یا قرض لے کر اور مدرسین کی تنخواہ میں صرف کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

زکوٰۃ کو حیلہ کے ذریعہ تنخواہ میں خرچ کرنا کیسا ہے

سوال (۴۵۴) مہتمم یا اراکین مدرسہ اس حیلہ سے کہ اول قیمت چرم قربانی یا زکوٰۃ بلا اجازت عطا کنندگان کے کسی طالبعلم کو دیدے پھر ان سے واپس لیکر تنخواہ مدرسین و ملازمین میں صرف کر دے، یہ صرف کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- (۱) ظاہر ہے کہ جائز نہیں ہے[2]۔

(۲) ایسے حیلہ کو فقہاء نے جائز رکھا ہے۔ کذا فی الدر المختار[3]۔

زکوٰۃ سے مدرسہ کے ملازمین کی تنخواہ دینا درست ہے یا نہیں

سوال (۴۵۵) ہمارا ارادہ ہے کہ ایک مدرسہ بنا دیں اور اس کے اخراجات یعنی تنخواہ مدرسین وغیرہ اور طلبہ کا خرچ سب مد زکوٰۃ سے دیں۔ کیا تنخواہ ملازمین مد زکوٰۃ سے دینی درست ہے۔

الجواب:- معلم کو تنخواہ میں زکوٰۃ کا روپیہ دینا درست نہیں ہے۔ زکوٰۃ بلا کسی معاوضہ تعلیم وغیرہ کے بلکہ مساکین اور غرباء کو دینا اور ان کو مالک بنانا ضروری ہے کما فی کتب الفقہ[4]۔

---

[1] وحیلۃ التکفین بہا التصدق علی فقیر ثم ہو یکفن فیکون الثواب لہما وکذا فی تعمیر المسجد (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۸۵ ج ۲) ظفیر۔

[2] ولا یخرج عن العہدۃ بالعزل بل بالاداء للفقراء (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۵ ج ۲) [3] دیکھئے شامی کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶ ج ۲۔

[4] انما الصدقات للفقراء والمساکین الخ (ہدایہ ص ۱۸۵ ج ۱) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحۃ (در المختار باب المصرف) ظفیر

مالک نصاب معلم کو زکوٰۃ عشر وغیرہ دینا درست ہے یا نہیں اگرچہ وہ عیالدار ہو

سوال (۲۵۷۱) ایک شخص صاحب زکوٰۃ ہے اگر وہ ایسے شخص کو مال زکوٰۃ دیوے جو تعلیم و تعلم کے کام میں ہمیشہ مصروف ہے۔ قادر نصاب کے خود بھی مال رکھتا ہے۔ ہاں عیالدار ضرور ہے۔ آیا اس شخص مذکور سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے اور یہ مدرس عیالدار مصرف غلہ عشر و چرم قربانی کا ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: جب کہ وہ معلم مالک نصاب ہے زکوٰۃ دینا اس کو درست نہیں اور زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ اور استاذ مدرسہ جو مالک نصاب ہے وہ بھی مصرف زکوٰۃ نہیں ہے[1] اور مدرس اگرچہ مالک نصاب نہ ہو تب بھی اس کو تنخواہ میں زکوٰۃ کا روپیہ دینا درست نہیں ہے اور مدرس عیالدار جو کہ خود مالک نصاب ہے مصرف عشر وغیرہ نہیں ہے[2] قیمت چرم قربانی اسی کو دینا درست ہے جس کو زکوٰۃ دینا درست ہے اس کو چرم قربانی اور عشر بھی دینا درست ہے اور جس کو یہ دینا درست نہیں اس کو چرم قربانی و عشر بھی درست نہیں[3]۔ اگر مدرسہ میں زکوٰۃ وغیرہ صدقات واجبہ طلبہ مساکین کے لئے دی جاوے تو درست ہے۔ طلبہ مساکین پر وہ روپیہ صرف ہو سکتا ہے[4]۔ فقط۔

---

[1] ولا الی غنی یملك قدر نصاب فارغ عن حاجته الاصلية من ای مال كان (درمختار) فان كان له فضل عن ذالك (ای الحاجة الاصلية) تبلغ قيمته مائتی درهم حرم عليه اخذ الصدقة (ردالمحتار باب المصرف ص ۸۸ ج ۲ ظفير) [2] ايضاً [3] مصرف الزكوٰة والعشر هو فقير (درمختار) وهو مصرف ايضاً لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذالك من الصدقات الواجبة كما فی القهستانی (ردالمحتار باب المصرف ص ۷۹ ج ۲ ظفير) [4] مصرف الزكوٰة اذ هو فقير او مسكين الخ وفی سبيل الله وهو منقطع الغزاة وقيل الحاج وقيل طلبة العلم الخ (ايضاً ص ۸۳ ظفير)

زکوٰۃ طلبہ پر خرچ کرنا کیسا ہے

سوال (۳۵۷) اگر روپیہ زکوٰۃ در مصارف مدرسہ مثلاً خورد و نوش و لباس و کتب وغیرہ طلبہ مساکین ادا کردہ شود زکوٰۃ ادا خواہد شد یا نہ و برائے یک طالب عالم صد روپیہ صرف کردن جائز است یا نہ و برائے تنخواہ مدرسین و ملازمین از زکوٰۃ کدام حیلہ است۔

الجواب:- در زکوٰۃ تملیک فقراء شرط است پس طلبہ اگر مساکین باشند در خوراک و لباس شاں صرف کردن زر زکوٰۃ درست است، و کتب اگر از زر زکوٰۃ خریدہ ملک اوشاں کردہ شود ایہم صحیح است[1]۔ اگر... بدیں طور یک طالب علم صد روپیہ صرف شوند صحیح شد و برائے تنخواہ مدرسین و ملازمین ایں حیلہ جواز است کہ اولاً از زکوٰۃ بہ شخصے مسکین دادہ شود و آنکس بعد ملک از جانب خود در تنخواہ مدرسین وغیرہ بدہد ایں جائز است[2]۔ فقط

زکوٰۃ کی رقم سے مدرسین کی تنخواہ دینا اور مدرسہ کا مکان بنانا کیسا ہے

سوال (۳۵۸) زکوٰۃ کسی مدرسہ میں دینا جائز ہے یا نہیں، اور مدرسین کی تنخواہ میں یا تعمیر مدرسہ میں صرف کرنا کیسا ہے۔

یتیم لڑکی جو خادمہ کی حیثیت سے ہو اس کا زیور بنانا کیسا ہے

سوال (۳۵۹) زید کے یہاں ایک یتیم لڑکی صرف روٹی کپڑا پاتی ہے تو زید زکوٰۃ کے روپے سے اسکے

---

[1] مصرف الزکوٰۃ الخ هو فقیر الخ ومسکین الخ وفی سبیل اللہ الخ یصرف المزکی الی کلهم او الی بعضهم الخ ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة (درمختار) فلا یکفی الاطعام الا بطریق التملیک (ردالمحتار باب المصرف ص ۶۹ و ص ۸۵ ج ۲) ظفیر۔ [2] وحیلة التکفین بها التصدق علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما وکذا فی تعمیر المسجد وتمامه فی حیل الاشباه (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶ ج ۲) ظفیر عفی عنہ۔

لے کچھ کپڑا یا زیور بنا سکتا ہے اور جو عورت زکوٰۃ کو معاوضہ خدمت کا سمجھے اس کو دینا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: - (۱) زکوٰۃ کا روپیہ مدرسہ کی تعمیر میں اور مدرسین کی تنخواہ میں بدون حیلہ کے صرف کرنا درست نہیں ہے[1]۔ البتہ طلبہ کی خوراک و پوشاک میں صرف ہو سکتا ہے (۲) اور یتیم لڑکی جس کی تنخواہ مقرر نہیں کی گئی صرف روٹی کپڑا دینا مقرر کیا ہے اسکو زیور زکوٰۃ سے بنوا دینا درست ہے، یا اس کو نقد دیدے یہ بھی درست ہے[2]۔ کپڑا جو اس کا مقرر ہے وہ زکوٰۃ میں سے نہ بنا دے۔ اور اس دوسری عورت خادمہ کو دینا درست نہیں ہے جو اس کو معاوضہ اپنی خدمت کا سمجھے گی۔ فقط

مالدار صدقہ و نذر۔۔۔ اور زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۳۶۰) مالدار کو صدقہ اور زکوٰۃ اور نذر کا مال لینا کیسا ہے۔

الجواب: - حرام ہے[3]۔ فقط۔

خبر نہ ہونے کی وجہ سے مالک نصاب کو زکوٰۃ دی بعد میں معلوم ہوا تو کیا کرے

سوال (۳۶۱) مال زکوٰۃ یا فطرہ یا دیگر صدقات واجبہ اگر ایسے شخص کو دیں کہ وہ مالک نصاب ہو

---

[1] ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة فلا یصرف الی بناء نحو مسجد ولا الی کفن میت و قضاء دینه (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ص ۸۵ ج ۲)

[2] مصرف الزکوٰۃ الخ هو فقیر الخ و مسکین الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ص ۷۹ ج ۲) ظفیر

[3] ولا الی غنی یملك قدر نصاب فارغ عن حاجته الاصلية من ای مال کان (در مختار) فان کان له فضل عن ذلك تبلغ قیمته مائتی درهم حرم علیه اخذ الصدقة (رد المحتار باب المصرف ص ۸۹ ج ۲) مصرف الزکوٰۃ (در مختار) وهو مصرف ایضا لصدقة الفطر والکفارة والنذر وغیر ذالك من الصدقات الواجبة کما فی القهستانی (رد المحتار باب المصرف ص ۷۹ ج ۲) ظفیر

لیکن دینے والے کو خبر نہ ہو۔

غنی کی نابالغ محتاج اولاد کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے

سوال (۳۶۲) یا ان اطفال نابالغین کو دیں کہ خود مفلس محض ہوں لیکن والدین ان کے ذی نصاب ہوں تو جائز ہے یا نہیں اور زکوٰۃ وغیرہ ادا ہوگی یا نہ۔

الجواب:- (۱ از ۲) اگر دینے والے کو اس کے صاحب نصاب ہونے کا علم نہ ہو تو زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی وان بان غناہ الخ لا یعید الخ (درمختار)[1] اور غنی کی محتاج اولاد صغار کو زکوٰۃ وغیرہ صدقات واجبہ دینا درست نہیں ہے اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی[2] فقط۔

مجبور سید زکوٰۃ لے یا نہیں

سوال (۳۶۳) جس سید کے کنبہ بہت ہو اور وہ نابینا حاجت مند ہو تو اس کو زکوٰۃ لینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- حنفیہ کے نزدیک صحیح قول کے مطابق اور ظاہر الروایۃ کے مطابق سید کو کسی حال میں زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے کما فی الدر المختار۔ ثم ظاهر المذهب الاطلاق المنع[3] ۔ فقط (ایسے مجبور سید کو بطور حیلہ زکوٰۃ لینے کی گنجائش ہے۔ ظفیر)

کسی بھی خدمت کے معاوضہ میں زکوٰۃ لینا اور دینا درست نہیں ہے

سوال (۳۶۴) دا ین زکوٰۃ کا پسر حافظ ہے اور وہ رمضان میں قرآن پاک سناتا ہے مسجد کے پیش امام جو حافظ ہیں اور سنانے والے کے استاد بھی ہیں وہ پیچھے سنتے ہیں ایسی صورت میں رقم زکوٰۃ سے بطور نذرانہ کچھ پیش امام کو دینا جائز ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- ان حافظ صاحب سامع کو زکوٰۃ دینا بمعاوضہ اس سننے کے

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۹۲/۲ ۱۲ ظفیر [2] ولا الی طفلہ (درمختار) ای الغنی (رد المحتار باب المصرف ص ۹۰/۲) ظفیر [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۹۰/۲ و ص ۹۱/۲) ظفیر

جیسا کہ دستور ہے جائز نہیں ہے اور درحقیقت یہ نذرانہ نہیں ہے بلکہ معاوضہ ہے اس خدمت سننے قرآن شریف کا۔[1] فقط۔

تعمیر مسجد میں زکوٰۃ کا روپیہ لگانا درست نہیں

سوال (۳۶۵) زکوٰۃ کا روپیہ تعمیر مسجد میں خرچ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

احاطہ تکیہ میں زکوٰۃ کی رقم صرف ہو سکتی ہے یا نہیں

سوال (۳۶۶) ایک تکیہ میں ایک مسجد داخل ہے اور اس تکیہ کے چار طرف تالاب ہے تو اگر بغرض حفاظت اراضی تکیہ جس میں ایک مسجد بھی واقع ہے، زکوٰۃ کا روپیہ احاطہ تکیہ کی دیوار یا گل اندازی میں صرف کریں تو صرف ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ (۱ و ۲) دونوں جگہ زکوٰۃ کا روپیہ صرف کرنا درست نہیں ہے۔ کما فی عامۃ کتب الفقہ۔[2] فقط۔

پیش امام کو زکوٰۃ لینا کیسا ہے

سوال (۳۶۷) پیش امام جو کہ صاحب نصاب اور سید وغیرہ بھی نہ ہو مال زکوٰۃ لے سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:۔ زکوٰۃ و فطرہ وغیرہ صدقات واجبہ بلا معاوضہ فقراء کو دینا ضروری ہے، پس امام کو معاوضہ امامت اس میں سے دینا اور اس کو لینا درست نہیں ہے۔[3] فقط
والبتہ اگر یہ رقم مشاہرہ کے علاوہ الگ سے محتاج سمجھ کر دی جائے اور وہ مستحق زکوٰۃ ہو

---

[1] انما الصدقات للفقراء والمساکین الخ (ہدایہ باب من یجوز دفع الصدقات ص ۱۸۱ ج ۱) ظفیر۔
[2] ولا یجوز ان یبنی بالزکوٰۃ المسجد وکذا القناطر والسقایات واصلاح الطرقات وکری الانہار والحج والجہاد وکل مالا تملیک فیہ (عالمگیری مصری کتاب الزکوٰۃ باب السابع فی المصارف ص ۱۸۸ ج ۱) ظفیر۔
[3] والاصل فیہ قولہ تعالیٰ انما الصدقات للفقراء الخ (ہدایہ باب من یجوز دفع الصدقات الیہ ص ۱۸۲ ج ۱) یہ فقراء اور دوسرے مستحقین کا حق ہے لہٰذا معاوضہ میں دینا درست نہ ہوگا ۱۲ ظفیر۔

تو درست ہے۔ ظفیر)

سید کو زکوٰۃ لینا درست نہیں اور نہ صاحب نصاب کو

سوال (۳۶۸) زید کا چچا قوم کا سید ہے غریب آدمی ہے دو سو روپے کا قرضدار ہے، سود بڑھتا جاتا ہے، دو لڑکیاں نابالغہ ہیں۔ اور زید کی چچی قوم کی پٹھان ہے، سو روپے کا زیور موجود ہے جو کہ پچیس روپے میں گروی ہے۔ زید اپنے چچا یا چچی وغیرہ کو مال زکوٰۃ دے سکتا ہے یا نہیں۔

کسی مستحق زکوٰۃ کو زکوٰۃ کی رقم دے کر وہ سید کو دلایا جائے یہ جائز ہے

سوال (۳۶۹) کسی غیر مذہب مستحق کو مال زکوٰۃ اس شرط پر دینا کہ تم زید کے چچا کو دیدینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب (۲،۱) سید غریب کو زکوٰۃ دینے کے جواز کی یہ صورت ہے کہ کسی غریب شخص کو جو کہ سید نہ ہو زکوٰۃ دی جاوے اور اس کو مالک بنا دیا جاوے پھر وہ اپنی طرف سے اس سید کو دیدیوے، یہ صورت جواز کی ہے اور در مختار میں بہ حیلہ جواز کا لکھا ہے[1] اور چچی پٹھان کے پاس جب کہ زیور سو روپے کا موجود ہے تو اس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے۔ اگر وہ صاحب نصاب نہ رہے تو اس کو زکوٰۃ دینا درست ہے مگر بحالت موجودہ درست نہیں ہے کیونکہ پچیس روپے قرض کے وضع کر کے پھر بھی نصاب باقی رہتا ہے[2]۔ فقط۔ (نصاب ۵۲½ تولہ چاندی یا اس کی قیمت ہے۔ اس وقت قیمت ۵۲½ تولہ کی دو سو روپے ہے۔ م)

زکوٰۃ کی رقم حافظ کو مشاہرہ میں دینا درست نہیں ہے

سوال (۳۷۰) اپنی زکوٰۃ میں سے اگر کسی حافظ کو جو عام طور پر تعلیم قرآن شریف دے نوکر رکھ لوں تو جائز ہے یا نہیں اور ایسے نوکر سے اپنے لڑکے کو بلا تنخواہ پڑھوا سکتا ہوں یا علیحدہ اجرت دوں۔

---

[1] : حیلۃ التکفین بھا التصدق علی فقیر ثم ھو یکفن فیکون الثواب لھما وکذا فی تعمیر المسجد (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۳/۲) ظفیر

[2] ولا الی غنی یملک قدر نصاب فارغ عن حاجتہ الاصلیۃ من ای مال کان (ایضاً باب المصرف ص ۳/۲) ظفیر۔

زکوٰۃ کا روپیہ طلبہ مدرسہ پر کس طرح صرف کیا جائے | سوال (۳۷۱) مدرسہ میں جو روپیہ زکوٰۃ کا آتا ہے اس کو مہتمم مدرسہ نقد طلبہ کو دے یا کتابیں اور کپڑا خرید کر بھی دے سکتا ہے یا نہیں۔

بذریعہ منی آرڈر روپیہ بھیجنے سے زکوٰۃ کیسے ادا ہوتی ہے | سوال (۳۷۲) زکوٰۃ کا روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیجنے میں بجنسہ روپیہ تو پہنچتا نہیں پھر بھیجنے والے کی زکوٰۃ کیسے ادا ہوگی۔

الجواب:- (۱) جائز نہیں۔ کما فی الدر المختار[1]۔

(۲) نقد دے خواہ کپڑا خرید کر تقسیم کردے یا کتابیں خرید کر دے سب جائز ہے[2]۔

(۳) زکوٰۃ اس طرح بذریعہ منی آرڈر بھیجنے میں ادا ہو جاتی ہے کیونکہ مالک کی طرف سے مبادلہ کی اجازت ہو جاتی ہے[3]۔ فقط

مندرجہ مستحقین میں زکوٰۃ کسے دینا اچھا ہے | سوال (۳۷۳) زکوٰۃ ہمشیر خورد، قریبی یتیم، قریبی یتیم وغریب، ہمسایہ غریب بیوہ عورت، مقروض آدمی، مسکین مثلاً لولے، لنگڑے، اندھے عالم، امام مسجد، مدرسہ یتامی ودینیہ ان سب کی موجودگی میں کس کا حق اول ہے۔

صدقہ کا زیادہ حقدار کون ہے | سوال (۳۷۴) صدقہ خیرات کا زیادہ حقدار کون ہے

---

[1] ولا الی طفلہ (درمختار) ای الغنی الخ فافادان المراد بالطفل غیر البالغ ذکرا کان او انثی فی عیال ابیہ اولا علی الاصح لما انہ یعد غنیا بغناہ نہر (ردالمختار باب المصرف ص۹۰ ج۲) ظفیر۔

[2] وجاز دفع القیمۃ فی زکوٰۃ وعشر وخراج وفطرۃ ونذر وکفارۃ غیر الاعتاق وتعتبر القیمۃ یوم الوجوب وقالا یوم الاداء الخ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب زکوٰۃ الغنم ص۲۹ ج۲) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (باب المصرف ص۸۵ ج۲)

[3] ظفیر۔

نذر و نیاز کا کھانا کسے دیا جائے

سوال (۳۷۵) نیاز یا نذر جو خدا تعالیٰ کے نام کی مانی جائے اور وہ طعام کی صورت میں دی جائے اس کے لئے حقدار مقدم کون ہے۔

اولیائے کرام کے ایصال ثواب کے لئے کسے دینا بہتر ہے

سوال (۳۷۶) لوگ جو وقتاً فوقتاً اولیاء کرام یا بزرگان دین کی ارواح کے ثواب پہنچانے کے لئے صدقہ و خیرات کرتے ہیں اس میں مقدم مستحق کون ہے۔

الجواب:- (۱) زکوٰۃ کا مصرف غریب محتاج شخص ہے جو مالک نصاب نہ ہو، اگر اپنا قریبی رشتہ دار سوائے اصول و فروع کے محتاج ہو تو اس کو دینا زیادہ ثواب ہے۔ مثلاً بھائی بہن غریب ہوں تو ان کے دینے میں ثواب زیادہ ہے اور عالم محتاج ہو تو اس کو دینا بھی درست ہے[1] اور امام کو بمعاوضہ امامت دینا درست نہیں ہے۔

(۲) قریبی رشتہ دار زیادہ احق بالصدقہ ہے[2]۔

(۳) اس میں رشتہ داروں کو مقدم کرے اس کے بعد عام محتاجوں کو دینا چاہئے

(۴) اس میں بھی وہی رعایت رکھی جائے جو باقی صدقات میں ہے کہ اقرباء و مساکین کو مقدم کرے[3]۔ فقط۔

---

[1] مصرف الزکوٰۃ الخ هو فقير وهو من له ادنیٰ شیٔ الخ ومسکين الخ يصرف المزکی الی کلهم او الی بعضهم الخ وکره نقلها الا الی قرابته بل فی الظهيرية لا تقبل صدقة الرجل وقرابته محاويج حتی يبدأ بهم فيسد حاجتهم او احوج او اصلح او اورع او انفع للمسلمين (الدر المختار علی هامش رد المختار باب المصرف ص ۷۹ و ص ۹۳ ج ۲ ظفير [2] بل فی الظهيرية لا تقبل صدقة الرجل وقرابته محاويج حتی يبدأ بهم فيسد حاجتهم (ايضاً ص ۹۳ ج ۲) [3] عن ابی هريرة مرفوعاً الی النبی صلی الله عليه وسلم قال يا امة محمد والذی بعثنی بالحق لا يقبل الله صدقة من رجل وله قرابة محتاجون ويصرفها (بقيه صفحه آئنده)

جو طلبہ قوانین مدرسہ کی پابندی نہیں کرتے ان کو زکوٰۃ دیجائے یا نہیں

سوال (۳۷۷) قواعد مدرسہ جو طلبہ پر فرض وری ہیں اگر وہ ان کے پورا کرنے میں کمی کریں تو زکوٰۃ جو ان کو دی جاتی ہے وہ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

الجواب :- قاعدہ اس کا یہ ہے کہ زکوٰۃ کے مال کی اول تملیک کرادی جاتی ہے، پھر اس مالک کی طرف سے روپیہ مدرسہ کے معارف کے لئے لے لیا جاتا ہے لہٰذا قواعد مدرسہ طلبہ کے متعلق جاری کرنے میں زکوٰۃ کی ادائیگی میں کچھ فرق نہیں ہوتا زکوٰۃ پہلے ہی بوقت تملیک ادا ہو جاتی ہے[1]۔ فقط۔

زکوٰۃ و عشر مسجد میں صرف کرنا درست نہیں

سوال (۳۷۸) زکوٰۃ و عشر و صدقہ عید الفطر و بقر عید و عقیقہ و منت، ان سب مدوں کے مال سے مسجد بنانا یا مسجد میں چراغ جلانا وغیرہ ضروریات میں صرف کرنا جائز و درست ہے یا نہیں۔

زکوٰۃ کسے دینا بہتر ہے

سوال (۳۷۹) مال مذکورہ کو مدارس اسلامیہ میں دینے کا زیادہ ثواب ہے یا اس فقیر کو جو زکوٰۃ کی آمدنی نشہ کی چیزوں میں صرف کرے

الجواب :- (۱) زکوٰۃ و عشر و صدقہ فطر وغیرہ صدقات واجبہ کو مسجد کی تعمیر و مرمت وغیرہ میں صرف کرنا درست نہیں اس میں تملیک فقراء ضروری ہے[2]۔

(بقیہ از صفحہ ۲۱۶) الی غیرھم ا ھ وفی القریب جمع بین الصلة والصدقة الخ وفی القھستانی والافضل اخوته ثم اخواته ثم اولادهم ثم اعمامه وعماته ثم اخواله وخالاته ثم ذوا رحامه ثم جیرانه ثم اهل سکنه ثم اهل بلدہ (رد المحتار باب المصارف ص ۹۳ و ص ۹۴ ج ۲) ظفیر

[1] ولا یخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء وحیلة التکفین بها التصدق علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما وکذا فی تعمیر المسجد (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۵ ج ۲ و ص ۱۴ ج ۲)

[2] مصرف الزکوٰۃ (در مختار) وهو مصرف ایضاً لصدقة الفطر (ما فی صفحہ آئندہ)

(۲) ایسے فقیروں کو نہ دیا جاوے جو کہ اس کو معصیت میں صرف کریں، مدرسہ کے طلبہ کو دینا زیادہ ثواب ہے کہ وہ علم دین حاصل کر رہے ہیں۔ فقط۔

زکوٰۃ کے روپے میں سے قرض دینا اور تجارت میں لگانا کیسا ہے

سوال (۲۸۰) کسی نے سو روپے مثلاً زکوٰۃ کے نکال کر علیحدہ رکھ دیئے لیکن اسی کے قبضہ میں رہے یا کسی کی تملیک کرتے ہوئے وہ اس روپے میں سے کسی کو قرض دے سکتا ہے یا نہیں یا زکوٰۃ کے روپے کو تجارت میں لگا دے اور نفع کو بھی زکوٰۃ والوں کا حق سمجھے تو جائز ہے یا نہ۔

الجواب:- جب تک وہ روپیہ جو بہ نیت زکوٰۃ علیحدہ رکھا ہوا ہے فقراء مساکین کو نہ دیا جاوے اور ان کو مالک نہ بنا دیا جاوے اس وقت تک وہ روپیہ صاحب نصاب کی ملک ہے۔ اگر اس کو کسی کو قرض دیدیوے یا تجارت میں لگا دیوے درست ہے۔ لیکن پھر جس وقت وہ روپیہ ان سے واپس لینے کے یا اور روپیہ اپنے پاس سے زکوٰۃ میں دیوے تو پھر نیت زکوٰۃ کی کرنی چاہئے اور تجارت میں جو نفع ہو وہ دینے والے کا ہی ہے۔ فقط (صورت مسئولہ میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، زکوٰۃ کی رقم سے بلا تملیک مستحق تجارت میں لگانا اور قرض دینا درست نہیں ہے۔ ظفیر)

(بقیہ از صفحہ گذشتہ) والکفارۃ والنذر وغیر ذالک من الصدقات الواجبۃ الخ (رد المحتار باب المصرف ص ۸۵) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحۃ ولا یصرف الی بناء نحو مسجد (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۸۵ ج ۲) ظفیر

۱؎ لا یخرج عن العہدۃ بالعزل بل بالاداء للفقراء (درمختار) قولہ لا یخرج عن العہدۃ بالعزل فلو ضاعت لا تسقط عنہ الزکوٰۃ ولو مات کانت میراثا عنہ (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۵ ج ۲) ظفیر۔

طلبہ کو زکوٰۃ دینے کے لئے ان کی اہلیت کی تفتیش کی جائے یا نہیں

سوال (۳۸۱) زکوٰۃ طلبہ کو دینا بلا تفتیش اہلیت زکوٰۃ جائز ہے یا نہیں، یعنی یہ دیکھنا... کہ وہ صاحب نصاب ہے یا سید ہے یا قریشی ہے اور یہ خیال کرنا کہ ان کے ماں باپ پرورش کرنے والے صاحب نصاب ہیں یا نہیں۔ اگر ان کے ماں باپ یا پرورش کرنے والے صاحب نصاب ہیں لیکن لڑکوں کو کتابیں کپڑے نہیں دیتے تو ایسے سامان کا دینا ان طلبہ کو جائز ہے یا نہیں۔

جن طلبہ کے متعلق معلوم نہیں کہ مستحق ہیں یا نہیں اسے زکوٰۃ دینا کیسا ہے

سوال (۳۸۲) اگر مہتمم کو یہ معلوم نہ ہو کہ ان کے ماں باپ یا پرورش کرنے والے صاحب نصاب ہیں یا نہیں تو ایسی حالت میں طالب علم کی استعانت مال زکوٰۃ سے جائز ہے یا نہیں۔

نابالغ کی تملیک جو سرپرست صاحب نصاب نہیں

سوال (۳۸۳) جو شخص صاحب نصاب نہیں ہے اور تجارت کرتا ہے اور اس میں صرف منافع اس کو ملتا ہے اس کی مقدار اس کو معلوم نہیں ہے اور اس پر پورا سامان بھی نہیں ہے۔ احتمال ہے کہ بچہ نابالغ زائد ہو ایسی حالت میں اس کی تملیک جائز ہے یا نہیں

الجواب:- (۱) یہ قید طلبہ میں بھی ہے کہ وہ بھی مصرف زکوٰۃ ہوں یعنی مالک نصاب نہ ہوں، سید نہ ہوں۔ اور اگر وہ طلبہ نابالغ ہیں تو ان کے والدین صاحب نصاب اور غنی نہ ہوں۔ بالغ کے لئے تو ماں باپ کا غنی ہونا مانع نہیں ہے جب کہ وہ خود فقیر ہوں اور زکوٰۃ سے کپڑے یا کتابیں اسی وقت دینا درست ہے، کہ وہ مصرف ہوں غنی نہ ہوں۔ اور اغنیا کی اولاد صغار نہ ہوں۔ اس کی تحقیق کرنی چاہئے۔[۱]

---

[۱] ولا الی غنی یملک قدر نصاب فارغ عن حاجته الاصلیة من ای مال کان الخ ولا الی طفله بخلاف ولده الکبیر الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ص ۹۱ ج ۲) [۲] لو دفع بلا تحر لم یجز ان اخطأ (ایضاً ص ۹۱ ج ۲)

(۲) معلوم کرنا ضروری ہے۔ لیکن اگر طالب علم خود کہے کہ میں غریب ہوں اور میرے والدین بھی غریب ہیں، تو موافق اس کے کہنے کے اس کو زکوٰۃ دینا درست ہے[1]۔

(۳) ایسی حالت میں اس کو اس وقت زکوٰۃ دینا درست ہے[2] اور جب اس کو نفع مل جاوے گا اور وہ بقدر نصاب ہوگا تو اگرچہ سال بھر نہ گذرے تو پھر اس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے۔ فقط

زکوٰۃ اور صدقۂ فطر وغیرہ غیر مسلم کو دینا کیسا ہے

سوال (۳۸۴۱) مال زکوٰۃ اور گوشت قربانی اور صدقۂ فطر اور صدقۂ نذر اللہ غیر مذہب والوں کو دینا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: مال زکوٰۃ غیر مذہب والوں کو دینا درست نہیں ہے، کما ورد توخذ من اغنیاء ہم[3]۔ الحدیث البتہ سوائے مال زکوٰۃ کے صدقۂ نذر اللہ یا گوشت قربانی اور صدقۂ فطر غیر مذہب والوں کو دینا درست ہے۔ کما فی الدر المختار وجاز دفع غیرہا[4] ای غیر الزکوٰۃ الیہ ای الذمی ولو واجبا کنذر وکفارۃ وفطرۃ الخ[5]۔ فقط۔ (مگر مسلمان فقراء کو دینا بہتر ہے[6]۔ ظفیر)

---

[1] اذا شك وتحری فوقع فی اکبر رأیہ انہ محل الصدقۃ فدفع الیہ او سأل منہ فدفع او رآہ فی صف الفقراء فدفع فان ظہر محل الصدقۃ جاز بالاجماع وکذا ان لم یظہر حالہ عندہ (عالمگیری مصری باب المصارف ص ۱۹۰ ج ۱ ظفیر) [2] مصرف الزکوٰۃ الخ ہو فقیر وہو من لہ ادنیٰ شیء ای دون نصاب غیر تام مستغرق فی الحاجۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۵۹ ج ۲ وص ۸۰ ج ۲) ظفیر [3] آگے ہے: ترد علی فقرائہم [4] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۹۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر [5] واختلفوا فی صدقۃ الفطر والنذر والکفارات قال ابو حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ تعالیٰ یجوز الا ان فقراء المسلمین احب الینا کذا فی شرح الطحاوی (عالمگیری مصری باب سابع فی المصارف ص ۱۸۸ ج ۱) ظفیر۔

جن کے عقائد درجہ ذیل اوصاف ہوں ان کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے

سوال (۱۴۸۵) کچھ روپیہ زکوٰۃ کا یہاں کے مساکین کے لئے رکھ لیا تھا لیکن چند روز سے ارادہ بدل گیا، وجہ یہ ہوئی کہ اکثر یہاں کے لوگ محض نام کے مسلمان ہوتے ہیں کوئی بات ان میں مسلمانی کی نہیں ہے عقائد، عبادات، معاملات سب خراب ہیں۔ عقائد کی یہ حالت ہے کہ ایک قوم یہاں فقیر ہے جو بہت مشرک سمجھی جاتی ہے، ان کی حالت یہ ہے کہ ایک شخص جو میرے یہاں ملازم ہے چوری وغیرہ کے تذکرہ پر کہنے لگے کہ صاحب اگر آپ کا غلہ وغیرہ میں چوری کرتا ہوں تو دوسرے جنم میں بیل ہو کر آپ کا دانہ دانہ بھر دوں۔ یہ حالت اچھے لوگوں کی ہے عوام تو ان سے بڑھ کر ہیں، ایسے شخص کو مسلمان کہنا یا مسلمان کا برتاؤ کرنا کیسا ہے، شرک بدعت، تعزیہ پرستی وغیرہ ان کا کام ہے۔ اللہ و رسول کو جانتے ہی نہیں۔ نماز روزہ جھوٹ، فریب، زنا، چوری کو برا نہیں جانتے بچنا تو درکنار بعث بعد الموت کو جانتے ہی نہیں۔ ایسی حالت میں ان کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے۔ اگر جائز ہو تو خیر۔ ورنہ شاہ آباد اور آرہ کے مظلومین کی حالت تو آپ نے اخباروں میں دیکھی ہوگی۔ میرا جی چاہتا ہے کہ ان کے پاس بھیجوں لیکن وہاں بھی مذکورہ بالا شبہ ہے بلکہ گمان غالب ہے کہ وہ اس سے بدتر حالت میں ہوں گے۔ اس صورت میں کیا کیا جاوے۔

الجواب:۔ اپنی بستی کے ان لوگوں کو جن کا حال آپ نے لکھا ہے زکوٰۃ دینا درست ہے۔ پس جو کچھ رقم آپ نے زکوٰۃ کی ان لوگوں کے لئے رکھی ہے وہ انھیں کو دینا درست ہے کیونکہ اپنے اہل شہر غرباء کا بھی حق ہے بلکہ زیادہ حق ہے اور شاہ آباد کے مظلومین اگرچہ زیادہ مستحق ہیں مگر اس میں خرچ کرنے والے کی بے احتیاطی کا اندیشہ ہے جس سے یہ خوف ہے کہ زکوٰۃ ادا نہ ہو، کیونکہ ادائے زکوٰۃ میں تملیک فقراء کی شرط ہے جس کی وجہ سے کسی مسجد اور مکان وغیرہ کی مرمت و درستی میں صرف اس کا درست نہیں ہے اور تجہیز و تکفین میت میں بھی صرف کرنا درست نہیں ہے۔ پس معلوم نہیں کہ

جس کے پاس رقم بھیجی جاوے گی وہ اس شرط کا پورا لحاظ کرے گا یا نہ کرے گا۔ اور وہ مصارف زکوٰۃ سے پوری طرح واقف ہو یا نہ ہو۔ آپ کے اہل شہر جن کا حال آپ نے لکھا ہے اگرچہ خرابی ان کے اعمال اور عقائد کی ظاہر ہے مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ جب کہ وہ کلمہ گو اور مدعی اسلام ہیں اگرچہ اعمال و عقائد ان کے خراب ہوں تو عموماً ان کی تکفیر کا حکم نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں جس خاص شخص سے کوئی کلمہ موجب کفر سنا گیا یا اس کا حال متحقق طور سے معلوم ہو گیا کہ اس کے عقائد کفریہ ہیں تو اس پر حکم کفر کر دیا جاوے گا۔ مگر عموماً تمام مسلمانوں پر ایسا حکم نہ کیا جاوے گا۔ پس جب حکم کفر عموماً ان پر عائد نہیں کیا جا سکتا تو زکوٰۃ دینا ان کو درست ہے کہ غریب و محتاج ہیں اور اپنے پڑوسی ہیں زکوٰۃ کے دینے میں اسی جز کو منظر رکھنا چاہئے کہ اپنے شہر کے ہیں۔ غریب و محتاج ہیں اس سے زیادہ کنج و کاؤ کی حاجت نہیں ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے ارادہ کیا صدقہ دینے کا (عام ہے کہ وہ صدقہ نفل ہو یا فرض) یعنی زکوٰۃ اول دن چور کو دیا گیا، پھر دوبارہ زانیہ عورت کو دیا گیا، پھر غنی کو دیا گیا، اس کو اس کا افسوس ہوا تو اس کو خواب میں یہ کہا گیا کہ تیرے تینوں صدقے قبول ہوئے کہ چور کو شاید عبرت ہو وہ چوری سے تائب ہو جائے اور زانیہ زنا سے توبہ کر لیوے اور غنی کو نصیحت ہو کہ وہ بھی صدقہ زکوٰۃ وغیرہ دینے لگے۔ انتہیٰ مختصراً۔[1] اور تینوں صورتوں میں ہمارے فقہاء حنفیہ بھی ادائے زکوٰۃ کے قائل ہیں۔ درمختار میں ہے دفع بتحر لمن يظنه مصرفا فبان انه عبده او مكاتبه او حربي ولو مستامنا اعادها لما مر وان بان غناه او كونه ذميا او انه ابوه او ابنه او امرأته او هاشمي لا يعيد لانه اتى بما في وسعه الخ باب المصرف درمختار[2] ۔ فقط۔

[1] دیکھئے مشکوٰۃ المصابیح باب الانفاق وکراہیۃ الامساک فصل اول عن ابی ہریرۃ ص ۱۶۵ ۱۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۹۲ ج ۲ و ص ۹۳ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

اپنے عزیز یتیموں پر زکوٰۃ خرچ کی جائے یا نہیں

سوال (۳۸۶) دو یتیم بچے اپنے ایک عزیز کے پاس رہتے ہیں، اگر زکوٰۃ کے روپے سے وہ شخص ان بچوں کو کپڑے بنادے تو زکوٰۃ ادا ہوجاوے گی یا نہیں۔

الجواب:- زکوٰۃ کے روپے سے ان بچوں کو کپڑے بنا دینا درست ہے زکوٰۃ ادا ہوجاوے گی[1]۔ فقط

بچے والی عورت کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے

سوال (۳۸۷) ایسی عورت کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں جس کے تین بچے ہوں اور بوجہ اپنے خاوند کی عیاشانہ زندگی کے اور شراب خواری کی وجہ سے نہایت ہی عسرت میں ہے۔

الجواب:- اس عورت کو جب کہ وہ محتاج ہے اور مالک نصاب نہیں ہے زکوٰۃ دینا درست ہے بلکہ ایسے محتاج بچوں والی عورت کو زکوٰۃ دینے میں زیادہ ثواب ہے[2]۔ فقط۔

سید کی بیوہ جو شیخ ہو اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں

سوال (۳۸۸) ایک عورت شیخ اور اس کا شوہر سید تھا وہ مرگیا۔ چند بچے اور بیوہ چھوڑی ہے۔ اب اس عورت کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔ عورت نہایت مفلس ہے اور میری رشتہ دار ہے۔ دوسری ایک عورت قوم شیخ شوہر سید زندہ ہے عورت مفلس ہے اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔ اور زکوٰۃ منی آرڈر میں روانہ کرنے سے ادا ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- ان دونوں عورتوں کو جو کہ مفلس ہیں زکوٰۃ دینا درست ہے

---

[1] ولا الی من بینھما ولاد (درمختار) وقید بالولاد لجواز لبقیة الاقارب کالاخوة والاعمام والاخوال الفقراء بل ہم اولی لانہ صلة وصدقة (رد المحتار باب المصرف ص ۸۶ ج ۲ ظفیر۔

[2] مصرف الزکوٰۃ ہو فقیر وہو من لہ ادنیٰ شئ ای دون نصاب او قدر نصاب غیر نام مستغرق فی الحاجة (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۸۰ ج ۲ و ص ۸۱ ج ۲) ظفیر

شوہر کے سید ہونے کی وجہ سے عورت کو جبکہ خود مفلس ہے اور مالک نصاب نہیں ہے زکوٰۃ دینا منع نہیں ہے بلکہ زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے اور قرابت دار مفلس کو زکوٰۃ دینے میں ثواب زیادہ ہے[1] اور سوائے اولاد و ماں باپ اور زوجین کے سب قرابت دار مفلسوں کو زکوٰۃ دینا درست ہے[2] اور منی آرڈر کے ذریعہ سے زکوٰۃ کا روپیہ بھیجنے سے بھی زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ فقط۔

جس طالب علم کے والد صاحب نصاب ہوں اسے زکوٰۃ دینا کیسا ہے

سوال (۳۸۹) طالب علم بقدر سہ یا چہار یا پنج میل برائے طلب علم سفر کردہ باشد و در خانہ خود نصاب باشد آیا مستحق گرفتن زکوٰۃ ہست یا نہ۔

الجواب: گرفتن زکوٰۃ او را جائز است قال فی الدر المختار: وابن السبیل وھو کل من له مال لا معه وفی الشامی. والحق به کل من ھو غائب عن ماله وان کان فی بلده لان الحاجة ھی المعتبرة وقد وجدت لانه فقیر یدًا وان کان غنیًا ظاهرًا الخ ص ۶۲ جلد ثانی شامی۔ فقط۔

زکوٰۃ کا روپیہ مدرسہ کے فرش میں صرف ہو سکتا ہے یا نہیں

سوال (۳۹۰) زکوٰۃ کے روپے سے مدرسہ میں فرش لگانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: زکوٰۃ کے روپے سے فرش مسجد اور مدرسہ کا بنانا درست نہیں ہے زکوٰۃ اس میں ادا نہ ہوگی[3] اور حیلہ جواز کا بضرورت یہ ہے کہ وہ روپیہ زکوٰۃ کا اول کسی

---

[1] ومصرف الزکوٰۃ الخ ھو فقیر ھو من له ادنی شئی ای دون نصاب او قدر نصاب غیر نام مستغرق فی الحاجة (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب مصرف زکوٰۃ ص ۹۹ ج ۲ وص ۸۵ ج ۲) ولا الی من بینهما ولاد (درمختار) قید بالولاد لجوازه لبقیة الاقارب الخ بل ھم اولی لانه صلة وصدقة (رد المحتار باب المصرف ص ۹۹ ج ۲) ظفیر [2] ایضاً ص ۸۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[3] ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة فلا یصرف الی بناء نحو مسجد ولا الی کفن میت الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۸۵ ج ۲) ظفیر

ایسے شخص کو تملیک کر دیا جائے جو کہ صاحب نصاب نہ ہو پھر وہ شخص اپنی طرف سے اس روپے سے فرش بنا سکتا ہے۔ ہکذا فی کتب الفقہ[1]۔ فقط۔

پیشہ ور گداگروں کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے

سوال (۳۹۱) ایسے پیشہ ور گداگروں کو جو محنت و مزدوری کر سکتے ہوں زکوٰۃ کا روپیہ دینا جائز ہے یا نہیں۔

خیرات فقیروں میں تقسیم کرنا

سوال (۳۹۲) اکثر مقامات پر جمعرات کے دن فقیروں کو غلہ، روپے تقسیم کئے جاتے ہیں اور فقیروں میں مستحقین و غیر مستحقین کے درمیان کوئی امتیاز نہیں ہوتا پس اس طریقے پر خیرات کرنا جائز ہے یا نہیں اور ایسی خیرات سے کوئی ثواب حاصل ہو سکتا ہے یا نہیں۔

گداگر ناجائز کاموں میں رقم خرچ کریں ان کو دینا کیسا ہے

سوال (۳۹۳) جن گداگروں کی نسبت گمان غالب ہو کہ وہ لوگ خیرات یا زکوٰۃ سے ناجائز کاموں میں صرف کرتے ہیں تو ان لوگوں کو خیرات یا زکوٰۃ دینا گناہ ہے یا نہیں۔

زکوٰۃ کا بہترین مصرف

سوال (۳۹۴) زکوٰۃ کا بہترین مصرف موجودہ زمانہ کے حالات کے لحاظ سے کیا ہے۔

مکاتب و مساجد میں صرف کرنا کیسا ہے

سوال (۳۹۵) زکوٰۃ کا روپیہ مساجد و مکاتب اور یتیم خانوں میں صرف کرنا کیسا ہے۔

طلبہ کو زکوٰۃ سے وظائف دینا کیسا ہے

سوال (۳۹۶) زکوٰۃ کے روپے سے طلبہ کو وظائف دیئے جا سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:- اولاً چند امور تمہیداً لکھے جاتے ہیں ان کے بعد جواب سوالات نمبروار لکھا جائے گا۔ تمہید اول مصارف زکوٰۃ و صدقات واجبہ فقراء و مساکین وغیرہا ہیں

---

[1] وحیلة التکفین ان یتصدق بها علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما وکذا فی تعمیر المساجد ایضاً کتاب الزکوٰۃ ج ۲ ظفیر

جو آیت انما الصدقات للفقراء والمساکین الآیۃ میں مذکور ہیں۔[1]

دوم۔ زکوٰۃ اور صدقات واجبہ میں تملیک یعنی مالک بنانا شرط ہے جیسا کہ للفقراء کے لام سے یہ مطلب مفہوم ہوتا ہے کیونکہ یہ لام تملیک کا ہے اور فقہاء حنفیہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے کہ زکوٰۃ میں مالک بنانا محتاج کا شرط ہے۔ جس جگہ تملیک نہ پائی جاوے گی وہاں صرف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی جیسے تعمیر و مرمت مساجد یا تعمیر مدارس وغیرہ یا تکفین میت کہ ان چیزوں میں صرف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔[2]

سوم۔ یہ کہ جن مصارف میں صرف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی جیسے تعمیر مساجد وغیرہ و تکفین میت ان میں صرف کرنے کے لئے فقہاء نے یہ حیلہ لکھا ہے کہ اول کسی ایسے شخص کو جو مالک نصاب نہ ہو رقم زکوٰۃ اس کی ملک کر دی جائے بعد مالک ہونے کے وہ شخص اپنی طرف سے تعمیر و مرمت مسجد وغیرہ یا تکفین میت میں صرف کر دیوے کما فی الدر المختار: حیلۃ التکفین بھا التصدق علی فقیر ثم ھو یکفن فیکون الثواب لھما وکذا فی تعمیر المسجد[3]۔ اور حیلہ میت پر کفن ڈالنے کا مال زکوٰۃ سے یہ ہے کہ کسی فقیر کو مال زکوٰۃ دیا جائے پھر وہ اپنی طرف سے میت کے کفن میں صرف کرے۔ سو حاصل ہوگا ثواب دونوں کو اور یہی حیلہ ہے تعمیر مسجد وغیرہ میں صرف کرنے کا اور شامی نے کہا کہ دونوں کو ثواب حاصل ہونے کا یہ مطلب ہے کہ زکوٰۃ دینے والے کو زکوٰۃ دینے کا ثواب حاصل ہوگا اور کفن ڈالنے کا ثواب اس فقیر کو ہوگا جس نے اپنی طرف سے کفن ڈالا۔ اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ زکوٰۃ دینے والے کو تکفین کا بھی ثواب

---

[1] سورۂ توبہ [2] ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحۃ لا یصرف الی نحو بناء مسجد ولا الی کفن میت (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۸۵ ج ۲) ظفیر

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۰ ج ۲) ۱۲ ظفیر [4] ای ثواب الزکوٰۃ للمزکی وثواب التکفین للفقیر (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۰ ج ۲) ظفیر

ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے الدال علی الخیر کفاعلہ[1] ۔ ایسا ہی طحطاوی میں اور امام سیوطی نے جامع صغیر میں یہ روایت نقل کی ہے لو مرت الصدقۃ علی ید ی مائۃ لکان لہم من الاجر مثل اجر المبتدی من غیر ان ینقص من اجرہ شیئاً[2] (ترجمہ) اگر صدقہ سو ہاتھوں پر کو گذرے تو ہر ایک کو ان میں سے ابتداء دینے والے کی برابر ثواب ہوگا ۔ بدون اس کے کہ ابتداء کرنے والے کے ثواب میں کچھ کمی ہو اور سو ہاتھوں پر گذرنے کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ کرنے والے نے کسی کو صدقہ دیا پھر اس نے دوسرے کو دیدیا اور اس نے تیسرے کو دیدیا اسی طرح سلسلہ چلتا رہا ۔

چہارم ۔ یہ کہ اگر کسی کو محتاج سمجھکر زکوٰۃ دی گئی اور بعد میں ثابت ہوا کہ جس کو زکوٰۃ دی گئی وہ غنی صاحب نصاب تھا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی دوبارہ دینا لازم نہیں اور دینے والے کو ثواب پورا ہوا ۔ درمختار میں ہے دفع بتحرّ لمن یظنہ مصرفاً فبان عبدہ او مکاتبہ لم یجز ولو بان غناہ الخ لا یعید[3] ۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر اپنے گمان میں کسی کو مصرف سمجھا اور وہ مصرف سمجھ کر اس کو زکوٰۃ دی تو اگر بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ زکوٰۃ دینے والے کا غلام ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی دوبارہ زکوٰۃ ادا کرے ، اور اگر اس کا غنی صاحب نصاب ہونا ظاہر ہوا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی دوبارہ دینے کی ضرورت نہیں ہے ۔ اور مشکوٰۃ شریف میں بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صحیح بخاری و مسلم سے نقل کیا ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رجل لأتصدقن بصدقۃ فخرج بصدقتہٖ فوضعہا فی ید سارق فاصبحوا یتحدثون تصدق اللیلۃ علی سارق فقال اللہم لک الحمد علی سارق لأتصدقن بصدقۃ فخرج بصدقتہ فوضعہا فی ید زانیۃ فاصبحوا یتحدثون تصدق اللیلۃ علی زانیۃ فقال اللہم لک الحمد علی زانیۃ لأتصدقن بصدقۃ فخرج بصدقتہ

[illegible] کتاب الزکوٰۃ ص ۲۷ ۔ ۱۲ طحطاوی ۔ [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۹۳ ج ۲ ۔ ظفیر

فوضعها فی ید غنی فاصبحوا یتحدثون تصدق اللیلۃ علی غنی فقال اللّٰهم لک الحمد علی سارق وزانیۃ وغنی فاتی فقیل لہ اما صدقتک علی سارق فلعلہ ان یستعف عن سرقتہ واما الزانیۃ فلعلها ان تستعف عن زناها واما الغنی فلعلہ یعتبر فینفق مما اعطاہ اللّٰه متفق علیہ ولفظہ للبخاری[1] . اس حدیث سے جیسا کہ غنی کو بوجہ لاعلمی کے زکوٰۃ و دیگر صدقات کے ادا ہو جانے کا علم ہوا، ویسا ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ سارق اور زانیہ کو بوجہ لاعلمی کے زکوٰۃ و صدقات دینے سے ثواب حاصل ہو گا اور زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی۔

اور شامی میں ہے کہ جس کو زکوٰۃ دی جائے اگر وہ صورت فقیرانہ و مفلسانہ رکھتا ہے یا فقیروں کے ساتھ ہو کر آیا، یا اس نے سوال کیا اور اس پر زکوٰۃ دینے والے نے اس کو زکوٰۃ دیدی تو زکوٰۃ ادا ہو گئی، اگرچہ بعد میں ظاہر ہو کہ وہ غنی تھا اور مصرف زکوٰۃ نہ تھا عبارت شامی یہ ہے واعلم ان المدفوع الیہ لو کان جالسا فی صف الفقراء یصنع صنعهم او کان علیہ زیهم او سألہ فاعطاہ کانت هذہ الاسباب بمنزلۃ التحری کذا فی المبسوط حتی لو ظهر غناہ بعد لم یعد[2] ۔

پنجم :- یہ کہ تندرست کمانے اور محنت کی طاقت رکھنے والے کو اور اس شخص کو جس کے پاس ایک دن کا کھانے کو ہو، سوال کرنا حرام ہے اور تندرست کمانے کی طاقت رکھنے والے کو عند البعض دینا بھی گناہ ہے لیکن طالب علم وغیرہ کو بوجہ مشغولی تحصیل علم یا دیگر صحیح کمانے کسب ہونے کے دینا اور اس کو لینا درست ہے ۔ درمختار میں ہے ولا یحل ان یسئل شیئا من القوت من لہ قوت یومہ بالفعل او بالقوۃ کالصحیح المکتسب ویاثم معطیہ ان علم بحالہ لاعانتہ علی المحرم ولو سأل للکسوۃ او لاشتغالہ عن الکسب بالجهاد

---

[1] مشکوٰۃ باب الانفاق وکراهیۃ الامساک فصل اول عن ابی هریرۃ ص ۱۶۵ ۱۲ ظفیر۔

[2] رد المحتار باب المصرف ص ۹۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

او طلب العلم جاز لو محتاجاً[1]۔ اور عن البعض کی قید اس لئے لگائی گئی کہ بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ قیاس اگرچہ اس کو مقتضی ہے کہ ایسے لوگوں کو دینا گناہ ہو لیکن بتاویل ہبہ اس کو جائز کہہ سکتے ہیں اور غنی اور غیر محتاج کو ہبہ کرنے میں گناہ نہیں ہے لیکن ظاہر ہے کہ زکوٰۃ میں یہ تاویل نہیں چل سکتی۔ الغرض حاصل یہ ہے کہ باوجود علم کے دینا نہ چاہئے اور لاعلمی میں دیا جاوے تو اس پر مواخذہ نہیں ہے۔ ان تمہیدات کے بعد جواب مسائل نمبروار تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) اگر وہ لوگ بصورت حال محتاج معلوم ہوتے ہیں تو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی اگرچہ فی الحقیقت وہ مستحق نہ ہوں[2]۔

(۲) دینے والے کو بہ قاعدہ انما الاعمال بالنیات ثواب حاصل ہوگا اور زکوٰۃ بھی ادا ہو جاوے گی۔

(۳) گمان غالب اگر ایسا ہے تو بے شک ان کو زکوٰۃ و خیرات دینا ناجائز ہے اور گناہ ہے کیونکہ یہ اعانت علی المعصیۃ ہے اور اعانت علی المعصیۃ حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدۃ)

(۴) طالبان علم دین اس زمانہ میں بہترین مصارف زکوٰۃ سے ہیں۔ چنانچہ فی سبیل اللہ میں فقہاء نے طالب علم کو داخل فرمایا ہے اور طلبہ ابن سبیل میں بھی داخل ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طالبان علم دین کے ساتھ سلوک اور احسان کی نیکی وصیت فرمائی ہے اور تاکید فرمائی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۹۵ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔

[2] وا علم ان من دفع الیہ لو کان جالسا فی صف الفقراء یصنع صنعہم او کان علیہ زیہم او سألہ فاعطاہ کانت ہذہ الاسباب بمنزلۃ التحری کذا فی المبسوط حتی لو ظہر غناہ لم یعد (رد المحتار باب المصرف ص ۹۲ ج ۲) ظفیر۔

وسلم نے فرمایا کہ من خرج فی طلب العلم فہو فی سبیل اللہ.[1] وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الناس لکم تبع وان رجالاً یاتونکم من اقطار الارض یتفقھون فی الدین فاذا اتوکم فاستوصوا بھم خیرا۔ رواہ الترمذی.[2]

(۵) مساجد کا حکم تمہید دوم سے معلوم ہوا کہ مال زکوٰۃ کو تعمیر و مرمت مساجد اور فرش وغیرہ ضروریات مساجد میں صرف کرنا درست نہیں ہے مگر بحیلۂ مذکورہ تمہید سوم لیکن مکاتب و مدارس دینیہ اور یتیم خانوں کے طلبہ و یتامی غرباء کو زکوٰۃ دینا درست ہے اور بہترین مصارف میں سے ہے.[3]

(۶) دیئے جاسکتے ہیں.[4] فقط۔

نیوتہ کا بقیہ روپیہ نصاب برابر ہو مگر وصول نہیں ہوا ہے تو زکوٰۃ دیگا یا نہیں

سوال (۳۹۷) ایک شخص کے نیوتہ کا روپیہ ہے جو نصاب کو پہنچتا ہے اور وہ وقت معہود پر ملے گا لیکن اس وقت وہ فقیر اور مسکین ہے۔ ایک شخص نے اس کو زکوٰۃ کا روپیہ دیدیا تھا، آیا اس کی زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- نیوتہ کا روپیہ جو لوگوں کے ذمہ ہے اس کے نہ آنے اور وصول ہونے اور نہ ہونے میں تردد ہے اس لئے اگر اس کو زکوٰۃ دی جاوے گی ادا ہوجائیگی کیونکہ سر دست وہ فقیر ہے.[5] فقط۔

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح کتاب العلم فصل ثانی ص ۳۴ ۱۲ ظفیر [2] ایضاً [3] حوالہ گذرچکا [4] وفی سبیل اللہ الخ وقیل طلبۃ العلم الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۸۳ ج ۲) [5] ویجوز صرفہا الی من لا یحل لہ السوال اذا لم یملک نصابا۔
(عالمگیری مصری باب المصارف ص ۱۸۹ ج ۱) ظفیر

جس عالم کے پاس کتب خانہ ہو اسے زکوٰۃ لینا کیسا ہے

سوال (۳۹۸) مال زکوٰۃ عالم کو جس کے پاس نقد بالکل نہیں مگر کتب خانہ تنخ ہے، لینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- عالم کے پاس اگر ضرورت سے زیادہ کتابیں نہیں ہیں مثلاً ہر فن کی کتابوں کا ایک ایک نسخہ ہے تو اس کو زکوٰۃ لینا درست ہے اور اگر ایک نسخہ سے زیادہ کئی کئی نسخے ہر ایک کتاب کے ہیں یا فقہ و حدیث و تفسیر وغیرہ علوم دینیہ کے سوا دیگر فنون معقولات و تاریخ وغیرہ کی کتابیں نصاب کے قدر ہیں تو اس کو زکوٰۃ لینا درست نہیں ہے۔ شامی نے یہ تفصیل ذکر لکھی ہے، اور یہ بھی اس میں ہے کہ کتابیں جو بہ نیت تجارت نہ ہوں وہ عالم کے پاس ہوں یا غیر عالم کے اور ضرورت کے موافق ہوں یا زیادہ ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور اس شخص کو جس کے پاس کتابیں ہیں زکوٰۃ لینے اور نہ لینے کے بارہ میں وہ تفصیل ہے جو اوپر لکھی گئی[1]

---

[1] ولا زکوٰۃ فی ثیاب البدن الخ ودور السکنی ونحوها وکذا الکتب وإن لم تکن لأهلها إذا لم تنو للتجارة غیر أن الأهل له أخذ الزکوٰۃ وإن ساوت نصاباً إلا أن تکون غیر فقه وحدیث وتفسیر أو تزید علی نسختین هو المختار الخ وفی الأشباه الفقیه لا یکون غنیاً بکتبه المحتاج إلیها إلا فی دین العباد فتباع له (در مختار) استدراك علی التعمیم المفهوم من قوله وإن لم تکن لأهلها أی أن الکتب لا زکاة فیها علی الأهل وغیرهم من أی علم کانت لکونها غیر نامیة وإنما الفرق بین الأهل وغیرهم فی جواز أخذ الزکوٰۃ والمنع عنه فمن کان من أهلها إذا کان محتاجاً إلیها للتدریس والحفظ والتصحیح فإنه لا یخرج بها عن الفقر فله أخذ الزکوٰۃ إن کانت فقهاً أو حدیثاً أو تفسیراً ولم یفضل عن حاجته نسخ تساوی نصاباً کأن یکون عنده من تصنیف نسختان

بھائی بہنوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں

سوال (۳۹۹) ایک شخص بحیات والدین صاحب زکوٰۃ عسیر المعاش طویل الکنبہ و قلیل المدخل اپنے نابالغ بھائی بہنوں کو جو قوت وکسوۃ سے تنگ رہتے ہیں تو وہ ان کو زکوٰۃ دے سکتا ہے یا نہیں اور اگر والدین صاحب زکوٰۃ نہیں تو اس صورت میں وہ اپنے برادران وہمشیرگان نابالغ کو زکوٰۃ دیوے یا نہ۔

الجواب:۔ بھائی بہنوں کو چونکہ مالک نہیں ہیں تو پھر اگرچہ والدین غنی بھی ہوں تب بھی ان کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔ فقط ادکذا الی البنت الکبیرۃ اذا کان ابوھا غنیاً لان قدر النفقۃ لا یغنیھا وبغنی الاب والزوج لا تعد غنیۃ کذا فی الکافی۔ عالمگیری باب المصرف ص۱۸۹ ج۱) ظفیر

ماہوار آمدنی کافی ہو مگر صاحب نصاب نہیں تو زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۴۰۰) جس شخص کی ماہواری آمدنی معقول ہو لیکن سال بھر تک اس کے پاس قدر نصاب جمع نہیں رہتا اور وہ صاحب زکوٰۃ نہیں ہے ایسے شخص کو مال زکوٰۃ یا صدقۃ اللہ سے دینا اور اس کو لینا کیسا ہے۔

مسلمان سپاہی پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کرنا کیسا ہے

سوال (۴۰۱) جنگ میں جو مسلمان سپاہی مجروح ہوتے ہیں ان کی ضروریات کا سامان مال زکوٰۃ سے خرید کر بھیجنا یا نقد روپیہ اس واسطے بھیجنا کہ ان کی ضروریات میں صرف کیا جاوے درست ہے یا نہیں زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

(بقیہ حاشیہ از ص۲۳۱) وقیل ثلاث لان النسختین یحتاج الیہما لتصحیح کل من الاخری والمختار الاول ای کون الزائد علی الزائد علی الواحدۃ فاضلا عن الحاجۃ وما غیر الاھل فانھم یحرمون بالکتب من اخذ الزکوٰۃ الخ (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص۱۰ ج۲ و ص۱۱ ج۲) ظفیر

لہ ولا الی من بینھما ولاد (درمختار) قید بالولاد لجوازہ لبقیۃ الاقارب کالاخوۃ والاعمام والاخوال الفقراء بل ھم اولی لانہ صلۃ وصدقۃ (رد المحتار باب المصرف ص۸۶ ج۲) ظفیر

الجواب: (۱) اس کو مال زکوٰۃ یا صدقہ نافلہ دینا درست ہے اور اس کو لینا بھی جائز ہے[1]۔

(۲) زکوٰۃ میں تملیک فقیر ضروری ہے یعنی مالک بنانا ایسے شخص کو جو مالک نصاب نہ ہو لازم ہے پس اگر مجروحین مسلمین کے پاس پہنچا زکوٰۃ کا جو کہ مالک نصاب نہ ہوں یقینیت تو زکوٰۃ ادا ہوگی ورنہ نہیں[2]۔ فقط

زکوٰۃ کے روپے سے چاول خرید کر فقیروں کو بھیک دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے

سوال (۴۰۲) زکوٰۃ کے روپے سے چاول خرید کر سال بھر تک فقیروں کو بھیک دینے سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہ۔

الجواب: ادا ہو جاوے گی[3]۔ فقط

انجمن یا مدرسہ کو زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہ

سوال (۴۰۳) انجمن یا مدرسہ اسلامیہ میں زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: زکوٰۃ میں فقراء کا مالک بنانا ضروری ہے، بدون اس کے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ پس اگر انجمن میں طلبہ محتاج ہوں تو ان کو زکوٰۃ دینا درست ہے اور ملازمین انجمن اور واعظین کی تنخواہ میں زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے اس میں بہت احتیاط کرنی چاہئے، زکوٰۃ کا مال خاص محتاجوں کی ملک میں بلا کسی معاوضہ کے جانا چاہئے انجمن کے مختلف اخراجات میں زکوٰۃ کا مال خرچ کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور مدارس

---

[1] ویجوز دفعها الی من یملك اقل من النصاب وان كان صحيحا مكتسبا كذا في الزاهدي۔ (عالمگیری باب المصارف ص ۱۸۹) ظفیر۔
[2] ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ص ۸۵ ج ۲) ظفیر۔
[3] وجاز دفع القیمة فی زكوة وعشر الخ (الکتاب باب الغنم ص ۲۹ ج ۲) ظفیر۔
[4] ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (ایضاً باب المصرف ص ۸۵ ج ۲) ظفیر۔

اسلامیہ میں جو زکوٰۃ کا روپیہ آتا ہے وہ بھی خاص طلبہ مساکین کی خوراک و پوشاک میں صرف ہوتا ہے۔ کسی مدرس و ملازم کی تنخواہیں دینا یا تعمیر وغیرہ میں صرف کرنا اس کا درست نہیں ہے۔ فقط۔

بلا تملیک مطبخ سے کھانا دینا کیسا ہے

سوال (۴۰۴) اگر مہتمم مدرسہ زکوٰۃ کے روپے سے مطبخ قائم کرے اور بلا تملیک طلبہ مدرسہ کو کھانا کھلائے تو اس صورت میں تملیک ہو جائے گی یا نہیں۔ حالانکہ طلبہ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنے کھانے کو بیچ دیں یا جس کو جی چاہے کھلا دیں۔ اگر نہیں تو کون سی ایسی صورت ہو گی جس سے زکوٰۃ کا روپیہ اپنے مصرف میں صرف ہو۔

الجواب:- زکوٰۃ میں تملیک ضروری ہے اور یہ صورت طلبہ کو کھانا کھلانے کی جو آپ نے لکھی ہے تملیک کی صورت نہیں ہے اس طرح زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔ اس کی تدبیر یہ ہے کہ اول نقد روپیہ یا اجناس زکوٰۃ کی تملیک کرا دی جائے پھر اس کی طرف سے داخل مدرسہ کر کے کھانا طلبہ کو کھلایا جائے[1]۔ فقط۔

بھنگ و افیون کے عادی کو زکوٰۃ دی جائے یا نہیں

سوال (۴۰۵) ایک شخص نہایت مفلس اور غریب ہے لیکن بھنگ و افیون وغیرہ کا ازحد مرتکب ہے اس کو زکوٰۃ دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ کتاب تنبیہ الغافلین میں یہ حدیث لکھی ہے۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے من اطعم شارب الخمر لقمة سلط اللہ علیہ حیة وعقربا فی قبرہ[2]۔

الجواب:- یہ ظاہر ہے کہ صدقات و خیرات صلحاء کو دینا افضل ہے جیسا کہ وارد ہوا ہے ولیاکل طعامکم الابرار یعنی چاہیے کہ تمہارا کھانا نیک لوگ کھاویں۔

---

[1] وحیلة التکفین ان یتصدق بها علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما وکذا فی تعمیر المسجد (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶/۲) ظفیر

[2] تنبیہ الغافلین للسمرقندی باب الزجر عن شرب الخمر ص ۴۷ ۱۲ ظفیر

لیکن فاسق و فاجر شراب خوار جب کہ مفلس ہے اس کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ صلحاء و فقراء کو دیوے اور کتاب مذکور سے جو حدیث نقل کی ہے اس کا حال بندہ کو معلوم نہیں کہ وہ ثابت ہے یا نہیں۔ اگر ثابت ہو تو اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ شارب الخمر کو اگر محبت کے ساتھ کچھ کھلا دے یا دے تو ایسی وعید کا مستحق ہے۔ بہرحال ادائے زکوٰۃ میں کچھ تامل نہیں۔ بہتر ہونا اور نہ ہونا دوسری بات ہے۔ اور مفلس و محتاج اگرچہ فاسق ہو اس کے دینے میں بھی ثواب ہے جیسا کہ وارد ہوا ہے[1] کہ ہر ایک ذی روح کے دینے میں اجر ہے[2]۔ فقط

(البتہ اگر یہ یقین ہو کہ وہ شراب پینے پر یہ رقم صرف کرے گا تو اسے دینا درست نہیں ہے، ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ارشاد ربانی ہے۔ ظفیر)

گھر پر صاحب نصاب ہے اور پردیس میں مفلوک الحال تو وہ زکوٰۃ لے یا نہیں

سوال (۲۰۶۱) اگر کوئی شخص اپنے مکان پر صاحب نصاب ہے اور وطن سے باہر کہیں پردیس میں ہے وہاں صاحب نصاب نہیں بلکہ تنگ دست ہے اور امامت کرتا ہے اس کے سوا اور کوئی ذریعہ گذر کا نہیں ہے۔ ایسے شخص کو زکوٰۃ و صدقہ فطر اور قربانی کی کھال کا روپیہ لینا جائز ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ مسافر اگر سفر میں تنگ دست ہو اس کو زکوٰۃ وغیرہ دینا اور لینا درست ہے[2]۔ لیکن امام مسجد کو بوجہ امامت کے زکوٰۃ و صدقہ فطر و قیمت چرم قربانی لینا اور دینا درست نہیں ہے[3]۔

[1] مصرف الزکوٰۃ الخ هو فقیر هو من له ادنی شیء ای دون النصاب (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ص ۹۰ ج ۲) ظفیر [2] وابن السبیل وهو كل من له مال لا معه (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ص ۸۳ ج ۲) ظفیر [3] الاصل فیه قوله تعالیٰ انما الصدقات للفقراء والمساکین الخ (ہدایہ ص ۱۸۵ ج ۱) ظفیر۔
عنه عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم افضل الصدقة ان تشبع کبدا جائعا [illegible] الخ (مشکوٰۃ المصابیح باب فضل الصدقة ص ۱۶۹) ظفیر صدیقی

دختر کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے

سوال (۴۰۷) زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر سے کیا۔ بکر قرضدار ہے، اسی وجہ سے زوجہ کے نفقہ کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اگر زید اپنی لڑکی کو زکوٰۃ دے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: زکوٰۃ دینا اپنی دختر کو جائز نہیں ہے، درمختار میں ہے: ولا الی من بینهما ولاد (باب المصرف)[1]۔ فقط۔

قرابت داروں میں سے بے نمازی ہو اور غیر قرابت دار نمازی تو زکوٰۃ کسے دی جائے

سوال (۴۰۸) دو قرابت دار تنگ دست مسلمان مسکین عیال دار بے نمازی کو زکوٰۃ دینی جائز ہے یا نہیں اور اجنبی نمازی رشتہ دار بے نمازی سے افضل ہے یا نہیں۔

بدعتیوں کو زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں

سوال (۴۰۹) جو جاہل مسلمان ارکان اسلام سے واقف ہوں اور تعزیہ داری وغیرہ بدعات میں رہتے ہوں ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: (۱) اہل قرابت جو محتاج ہیں ان کو زکوٰۃ دینا زیادہ ثواب ہے اور نمازی ان کو نصیحت کرے، اور اگر وہ عمل نہ کرے ان پر گناہ ہے[2]۔

(۲) ان دونوں میں جو محتاج و فقیر ہیں ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے[3]۔ فقط۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۶۳ ج ۲ ظفیر۔

[2] والاولی من بینهما ولاد (درمختار) وقید بالولاد لجوازه لبقية الاقارب كالاخوة والاعمام والاخوال الفقراء بل هم اولی لانه صلة وصدقة وفی الظهیریة ویبدأ فی الصدقات بالاقارب ثم الموالی ثم الجیران الخ (رد المحتار باب المصرف ص ۸۶ ج ۲) ظفیر

[3] مصرف الزكوة هو فقیر وهو من له ادنی شیء ای دون نصاب الخ (الشامی ص ۸۰ ج ۲) ظفیر۔

موجودہ زمانہ میں سید کو زکوٰۃ دی جائے یا نہیں

سوال (۴۱۰) اس زمانہ میں جب کہ خمس کا نام بھی لوگ بھول گئے۔ غریب اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زکوٰۃ عند امام ابو حنیفہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: حنفیہ کا مذہب صحیح یہ ہے کہ اس زمانہ میں بھی جب کہ خمس الخمس بھی بنی ہاشم کو نہیں دیا جاتا، زکوٰۃ دینا ان کو یعنی سادات بنی ہاشم کو درست نہیں جیسا کہ درمختار میں ہے، ولا الی بنی هاشم الی ان قال ثم ظاهر المذهب اطلاق المنع (درمختار) یعنی سواء فی ذلک کل الازمان وسواء فی ذلک دفع بعضهم لبعض غيرهم لهم الخ ردالمحتار شامی جلد ۲ باب المصرف۔[۱] فقط۔

مسجد، مدرسہ اور داماد کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے

سوال (۴۱۱) مسجد اور مدرسہ کی تعمیر میں زکوٰۃ کو صرف کرنا کیسا ہے، داماد اگر غریب ہو اس کو دینا خواہ اس کی بیوی صاحب نصاب ہو یا کسی مستحق کو دی جائے۔ غرباء کو کھانا کھلایا جاوے۔

الجواب: مسجد اور مدرسہ کی تعمیر میں زکوٰۃ کو صرف کرنا درست نہیں ہے[۲] اور اولاد کو دینا بھی درست نہیں ہے[۳]۔ اور داماد اگر صاحب نصاب نہ ہو اس کو دینا درست ہے[۴] اور اگر دیگر مستحقین یعنی فقراء و مساکین و یتامیٰ کو دینا بھی درست اور اس روپے کا کھانا پکا کر تقسیم کر دینا بھی درست ہے مگر بٹھا کر نہ کھلاوے بلکہ ان کو تقسیم کر دے اور مالک بنا دیوے۔ پھر خواہ وہ وہاں اس کو کھالیں یا اپنے ساتھ لیجاویں[۵]۔ فقط۔

---

[۱] دیکھئے ردالمحتار باب المصرف ص ۹۰/۲ و ص ۹۱/۲ ۱۲ ظفیر۔ [۲] ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة ولا یصرف الی بناء نحو مسجد (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب المصرف ص ۸۵/۲) ظفیر۔ [۳] لا الی بینهما ولاد (درمختار) ای بینه وبین المدفوع الیه لان منافع الاملاک بینهم متصلة الخ ای اصله وان علا کابویه الخ وفرعه وان سفل الخ کاولاد الاولاد الخ ردالمحتار باب المصرف ص ۸۶/۲) ظفیر۔ [۴] قید بالولاد لجوازه لبقية الاقارب الخ (ردالمحتار باب المصرف ص ۸۶/۲) ظفیر۔ [۵] ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة (ایضا ص ۸۵/۲) ظفیر

بھانجہ کو زکوٰۃ دے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۴۱۲) ایک شخص کے پاس دو سو ڈھائی سو روپے نقد ہیں خرچ سے علیحدہ اور اسی قدر زیور ہے مگر استعمال میں نہیں آتا تو یہ شخص اپنے مال کی زکوٰۃ فیصدی اڑھائی روپے نکال کر اپنے بھانجہ کو دے سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: سب زیور اور نقد کی زکوٰۃ بحساب ڈھائی روپیہ سیکڑہ دینی چاہئے۔ بھانجہ نادار و مفلس کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔ ماموں اپنے مال کی زکوٰۃ اپنے بھانجہ کو دے سکتا ہے[1]۔ فقط۔

مسجد کے کنوئیں میں زکوٰۃ کا پیسہ لگانا کیسا ہے

سوال (۴۱۳) ایک کنواں نصف مسجد کے فرش میں ہے تو اس میں زکوٰۃ کا پیسہ لگانا جائز ہے یا نہیں۔

گاؤں کے کنوئیں میں زکوٰۃ کی رقم نہیں لگا سکتے

سوال (۴۱۴) گاؤں میں ایک کنواں بنانے کی ضرورت ہے تو اس میں زکوٰۃ کا پیسہ لگانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: (۱ و ۲) دونوں صورتوں میں کنوئیں کی تعمیر میں زکوٰۃ کا روپیہ پیسہ صرف کرنا درست نہیں ہے[2]۔ فقط۔

بیوہ کی تنخواہ زکوٰۃ سے دینی درست ہے یا نہیں

سوال (۴۱۵) کسی مسماۃ بیوہ کی تنخواہ ماہانہ مقرر کی جائے اور نیت یہ ہو کہ یہ تنخواہ زکوٰۃ میں سے دی جاوے گی جو آئندہ واجب الادا ہوگی۔ یہ کارروائی اس حیثیت سے ادائے زکوٰۃ کے واسطے کافی ہے یا کیا۔

---

[1] ولا الی من بینہما ولاد (درمختار) قید بالولاد لجوازہ لبقیۃ الاقارب کالاخوۃ والاعمام والاخوال الفقراء بل ہم اولی لانہ صلۃ وصدقۃ (رد المحتار باب المصرف ص ۸۲ ج ۲ ظفیر)

[2] ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحۃ ولا یصرف الی بناء نحو مسجد ولا الی کفن میت (درمختار) نحو مسجد کبناء القناطر والسقایات واصلاح الطرقات وکری الانہار والحج والجہاد وکل ما لا تملیک فیہ زیلعی (رد المحتار باب المصرف ص ۸۵ ج ۲ ظفیر)

الجواب: ادائے زکوٰۃ کے لئے یہ ضروری ہے کہ جس وقت اس بیوہ کو ماہوار کچھ دیا جاوے یا اس کے دینے کے لئے کچھ روپیہ مثلاً سال بھر یا چھ ماہ کا علیحدہ رکھ دیا جاوے اور بوقت علیحدہ کرنے کے نیت زکوٰۃ کی کی جاوے، پھر وقتاً فوقتاً اگر اس میں سے اس بیوہ کو کچھ دیا جاوے گا تو پھر نیت کرنے کی ضرورت نہیں ہے زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی[1]۔

زکوٰۃ سادات کے لئے کب درست ہے

سوال (۴۱۶) عام طور سے مشہور ہے کہ زکوٰۃ و صدقہ کا مال آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حرام ہے۔ حال میں ایک صاحب نے یہ فرمایا کہ ایسا مال آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بعض حالات میں مباح بھی ہے اور اندریں باب علماء نے فتویٰ دیدیا ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ کن حالات میں مال زکوٰۃ وصدقہ سادات بنی فاطمہ کے لئے حرام ہے اور اگر مباح ہے تو کن حالات میں۔

الجواب: مفتی بہ مذہب یہی ہے کہ سادات کو اس زمانہ میں بھی زکوٰۃ اور صدقات واجبہ مثل قیمت جرم قربانی وصدقۂ فطر وغیرہ دینا حرام ہے اور زکوٰۃ وغیرہ ادا نہ ہوگی۔ حدیث شریف میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان هذه الصدقات انما هی اوساخ الناس وانها لا تحل لمحمد ولا لآل محمد رواہ مسلم[2]۔ اور در مختار میں ہے ولا الی بنی هاشم الخ ثم ظاهر المذهب اطلاق المنع الخ[3]، وکذا فی الشامی۔ پس یہ قول صحیح نہیں ہے جو کہ کسی نے کہا کہ

---

[1] وشرط صحة ادائها نية مقارنة له ای للاداء الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۴ ج ۲) ظفیر۔

[2] مشکوٰۃ باب من لا تحل له الصدقة فصل اول ص ۱۶۱، ۱۲ ظفیر

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۹۰ ج ۲ و ص ۹۱ ج ۲، ۱۲ ظفیر

بعض حالات میں مباح ہے۔

زکوٰۃ کے ... روپے کا جمع کرنا اور اسے تجارت میں لگانا کیسا ہے

سوال (۱۴۱۷) اگر چند اشخاص دولت مند کئی ہزار روپے زکوٰۃ کا جمع کر کے چند فقیر لوگوں کے سپرد اس غرض سے کریں کہ وہ روپیہ حقداران زکوٰۃ کو حسب ضرورت دیتے رہیں، وہ لوگ جن کی سپردگی میں مال زکوٰۃ دیا گیا ہے وہ اس مال کو بڑھانے کی غرض سے تجارت میں لگا سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:۔ یہ جائز ہے کہ ایک شخص یا چند اشخاص اپنے مال کی زکوٰۃ کا روپیہ نیت زکوٰۃ سے علیحدہ کر کے رکھیں یا کسی کے سپرد کر دیں کہ وہ شخص حسب ضرورت اس رقم زکوٰۃ کو فقراء و مساکین پر صدقہ کرتا رہے[1] مگر اس شخص کو یہ درست نہیں ہے کہ اس مال زکوٰۃ کو تجارت میں لگا دے۔ فقط

سو روپے آمدنی ہو اور تین سو خرچ تو اسے زکوٰۃ دینا کیسا ہے

سوال (۱۴۱۸) ایک شخص کو سو روپے سالانہ کی آمدنی اپنے مکان سے ہے اور خرچ اس کا تین سو روپے سالانہ کا ہے اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ وہ شخص مصرف زکوٰۃ ہے، اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے[2]۔ کذا فی الشامی۔ کتاب الزکوٰۃ۔ فقط۔

---

[1] وشرط صحة ادائها نية مقارنة له اى للاداء الخ او مقارنة بعزل ما وجب كله او بعضه (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوٰة ص ۱۴/۲) ظفير۔

[2] ولا الى من يملك قدر نصاب فارغ عن حاجته الاصلية (در مختار) قال فى البدائع قدر الحاجة هو ما ذكره الكرخى فى مختصره فقال لا بأس ان يعطى من الزكوٰة من كان له مسكن وما يتأثث به فى منزله وخادم وفرس وسلاح وثياب البدن وكتب العلم ...... ان كان من اهله الخ وذكر فى الفتاوى فيمن له حوانيت ودور الغلة لكن غلتها لا تكفيه وعياله انه فقير ويحل له اخذ الصدقة عند محمد وعليه الفتوى (رد المحتار باب المصرف ص ۸۶/۲) ظفير

مستحق کو رقم نہ دی بلکہ اس کے گھر کی مرمت میں خرچ کر دیا تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں

سوال (۴۱۹) زید، زکوٰۃ کا روپیہ بکر کو دینا چاہتا ہے مگر بکر موجود نہیں، زید نے زکوٰۃ کا روپیہ بکر کے مکان کی مرمت وغیرہ میں لگا دیا اور بکر کو خط لکھدیا کہ ہم نے اس قدر روپیہ تمہارے کام میں صرف کر دیا ہے جس کے وصول کرنے کا تم سے کوئی دعویٰ نہیں۔ اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

اجازت لے کر اس کے کام میں صرف کرے تو کیا حکم ہے

سوال (۴۲۰) زید نے بکر کو خط لکھا کہ اس قدر روپیہ ہم تمہارے فلاں کام میں خرچ کرنا چاہتے ہیں اور تم سے کبھی وصول کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔ بکر نے لکھدیا کہ کر دو، تب زید نے زکوٰۃ کا روپیہ مکان وغیرہ کی مرمت میں لگا دیا، اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

الجواب: — (۱) اس صورت میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی بلکہ یہ ضروری ہے کہ بکر کو اول وہ روپیہ زکوٰۃ کا دیکر اس کو قطعی طور سے مالک بنا دیا جاوے، پھر وہ اپنی طرف سے مکان بناوے یا مرمت کرے[1]۔

(۲) اس صورت میں بھی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ الغرض جس کو زکوٰۃ دی جائے پہلے اس کو مالک بنا دیا جاوے بشرطیکہ وہ مالک نصاب نہ ہو[2]۔ فقط

قیمت چرم قربانی اور صدقہ جمع کرکے بتدریج سال بھر میں خرچ کرنا درست ہے یا نہیں

سوال (۴۲۱) قیمت چرم قربانی و صدقۂ فطر جمع کرکے سال بھر تک بتدریج خرچ کرنا یا صدقۂ فطر کی قیمت دوسری جگہ بھیجنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: — درست ہے[3]۔ فقط۔

---

[1] ولا یخرج عن العہدۃ بالعزل بل بالاداء للفقراء (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ

[2] ویشترط ان یکون الصرف تملیکاً لا اباحۃ (ایضاً باب المصرف ص ۸۵ ج ۲ ظفیر)

[3] وافتوا [illegible] مصرف [illegible] الفقراء [illegible] وغیرہ۔

سید کا قرضہ زکوٰۃ سے ادا ہو سکتا ہے یا نہیں

سوال (۴۲۲) ایک سید کے ذمہ ایک مسلمان کا قرضہ ہے، آیا وہ قرضہ مد زکوٰۃ سے ادا کر سکتا ہے۔

ہندو مفلس کا قرضہ زکوٰۃ سے ادا ہو سکتا ہے یا نہیں

سوال (۴۲۳) ایک ہندو مفلس کے ذمہ کسی غریب مسلمان کا قرضہ ہے، یہ قرضہ زکوٰۃ سے ادا ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: (۱ و ۲) ان دونوں صورتوں میں زکوٰۃ کے روپے سے قرضہ ادا نہیں کیا جا سکتا[1]۔ فقط۔

ممالک یورپ میں تبلیغ پر زکوٰۃ کا روپیہ صرف کرنا کیسا ہے

سوال (۴۲۴) ممالک یورپ میں اشاعت و تبلیغ اسلام کے کام میں زکوٰۃ کا روپیہ خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب: اس میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، زکوٰۃ کے بارے میں پوری احتیاط لازم ہے، زکوٰۃ میں مالک بنانا محتاج کو ضروری ہے[2]۔ فقط۔

حیلے کے ذریعہ اصول و فروع پر زکوٰۃ صرف کرنا کیسا ہے

سوال (۴۲۵) مزکی اپنے مال کی زکوٰۃ اپنے اصول و فروع کو جو مصرف زکوٰۃ نہیں ہیں، بحیلہ تملیک الغیر زکوٰۃ دے سکتا ہے یا نہیں، ایسا حیلہ کرنا جائز ہے یا نہیں اور زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی یا نہیں۔

---

[1] ولا الی بنی ہاشم الخ ثم ظاہر المذہب الطلاق المنع (درمختار) سواء فی ذالک کل الازمان وسواء فی ذالک دفع بعضہم لبعض ودفع غیرہم لہم (ردالمحتار باب المصرف ص ۹۰/۲ و ص ۹۱/۲) ولا تدفع الی ذمی لحدیث معاذ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب المصرف ص ۹۲/۲) ظفیر

[2] ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا یصرف الی بناء نحو مسجد الخ (ایضاً ص ۸۵/۲) ظفیر۔

الجواب: کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے جیسا کہ درمختار میں ہے: وقدمنا ان الحیلۃ ان یتصدق علی الفقیر ثم یامرہ بفعل ھذہ الاشیاء الخ[1] شامی میں ہے کہ اصول و فروع کو اس حیلہ سے زکوٰۃ دینا مکروہ تحریمی ہے فرع یکرہ ان یحتال فی صرف الزکوٰۃ الی والدیہ المعسرین بان تصدق بھا علی فقیر ثم صرفہا الفقیر الیھما کما فی القنیۃ قال فی شرح الوھبانیۃ وھی شھیرۃ من کون تصنف غالب الکتب[2] الخ ص ۶۳ شامی ج ۲۔ فقط۔

زکوٰۃ اسلامی عمارتوں پر لگ سکتی ہے یا نہیں

سوال (۴۲۶) زکوٰۃ کا روپیہ اسلامیہ اسکول دینی یا دنیوی، دینی مشترکہ اسلامی بورڈنگ ہاؤس یا سوائے مساجد کے دیگر اسلامی عمارتوں پر لگ سکتا ہے یا نہیں۔

تبلیغی جلسے پر زکوٰۃ صرف کرنا کیسا ہے

سوال (۴۲۷) تبلیغ اسلام کے لئے اگر جلسے یا مجالس قائم کی جائیں جن کی غرض محض پبلک کو دعوت الی الحق ہو ان کے اخراجات میں صرف ہو سکتا ہے یا نہیں۔

مبلغین کا تقرر زکوٰۃ کی رقم سے درست ہے یا نہیں

سوال (۴۲۸) فی زمانہ جب کہ جہالت کا زور ہے مبلغین کا تقرر زکوٰۃ کے روپے سے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: (۱) زکوٰۃ کا روپیہ ان تعمیرات میں نہیں لگ سکتا۔ زکوٰۃ میں یہ شرط ہے کہ کسی محتاج کو اس کا مالک بنایا جاوے خواہ وہ طالب علم مسکین ہو یا کوئی دوسرا محتاج ہو[3]۔

---

[1] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار، باب المصرف ص ۸۳ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] ردالمحتار باب المصرف تحت قولہ ولا الی من بینھما ولاد ص ۸۶ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔ [3] ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحۃ لا یصرف الی بناء نحو مسجد الخ (الدرالمختار) کبناء القناطر والسقایات واصلاح الطرقات وکری الانھار والحج والجہاد وکل مالا تملیک فیہ زیلعی (ردالمحتار باب المصرف ص ۸۵ ج ۲) ظفیر

(۲) ان کاموں میں بھی زکوٰۃ کا روپیہ نہیں لگ سکتا[1]

(۳) جائز نہیں ہے[2]۔ فقط۔

مدرس و طالب علم کو زکوٰۃ لینا کیسا ہے

سوال (۴۲۹) مدرس اور طالب علم کو زکوٰۃ لینا جائز ہے یا نہیں، اگرچہ وہ غنی ہو۔ قال فی الدر المختار ان طالب العلم یجوز له اخذ الزکوٰۃ ولو غنیا اذا فرغ نفسه لافادة العلم واستفادته لعجزه عن الکسب والحاجة داعیة الی ما لابد منه۔

الجواب:- اقول فلا رده فی رد المحتار بقوله وهذا الفرع مخالف لاطلاقهم الحرمة فی الغنی ولم یعتمده احد ط۔ قلت وهو کذلک والاوجه تقییده بالفقیر ویکون طلب العلم مرخصا لجواز سواله من الزکوٰۃ وغیرها وان کان قادرا علی الکسب[3] الخ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ طالب علم غنی کو زکوٰۃ دینا درست نہیں، طالب علم کی مشغولی کی وجہ سے صرف یہ رخصت ہے کہ کسب میں مشغول ہونا اس کو ضروری نہیں ہے، زکوٰۃ لے سکتا ہے، بوجہ فقر کے اور مدرس غنی کو عدم جواز کی ایک دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ تنخواہ میں زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے اور بوجہ غناء کے بھی درست نہیں۔ فقط۔

صاحب نصاب کو حج کے لئے زکوٰۃ دینا کیسا ہے

سوال (۴۳۰) ایک شخص صاحب نصاب ہے اس کو حج کے لئے زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس شخص کو جو کہ صاحب نصاب ہے زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے[4]۔

---

[1] و [2] ان دونوں کی دلیل بھی وہی ہے جو اوپر نقل کی گئی ۱۲ ظفیر [3] دیکھئے رد المحتار باب المصرف تحت قوله والحاجة داعیة ص ۶۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر [4] ولا الی غنی یملک قدر نصاب فارغ عن حاجته الاصلیة من ای مال کان (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ص ۶۵ ج ۲ ظفیر)

بہو پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کرکیسا ہے | **سوال (۴۳۱)** زید زکوٰۃ کا روپیہ یا اس سے کپڑا خرید کر اپنے بیٹے کی زوجہ کو دے سکتا ہے یا نہیں۔

(۲) زید نے پسر کی زوجہ کے لئے کپڑا بنایا، ابھی اس کو دیا نہیں تو اب بہ نیت زکوٰۃ اس کو وہ کپڑا دے سکتا ہے یا نہیں۔

زکوٰۃ دو سال میں ادا کرے تو کیا حکم ہے | **سوال (۴۳۲)** زید کو پندرہ روپے زکوٰۃ دینی ہوتی ہے اگر تیس روپے دیدیوے تو دو سال کی زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی یا نہیں۔

الجواب:- (۱) زید اپنے بیٹے کی زوجہ کو زکوٰۃ دے سکتا ہے جب کہ وہ مصرف زکوٰۃ ہو اور کپڑا وغیرہ بھی زکوٰۃ کے روپے سے بنا کر دے سکتا ہے[1]

(۲) وہ کپڑا بہ نیت زکوٰۃ اپنی بہو یعنی زوجہ پسر کو دے سکتا ہے۔

(۳) یہ درست ہے اس صورت میں دو سال کی زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی[2]۔ فقط

خادمہ کو محتاجی کی وجہ سے زکوٰۃ و فطرہ دینا کیسا ہے | **سوال (۴۳۳)** زکوٰۃ یا فطرہ کے دام اپنی خادمہ کھانا پکانے والی کو اگر غریب ہو دے سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:- اپنی خادمہ پکانے والی کو زکوٰۃ و فطرہ اس وجہ سے دینا کہ وہ محتاج و غریب ہے اور تنخواہ میں نہ دیا جاوے تو یہ درست ہے البتہ تنخواہ میں دینا جائز نہیں ہے[3]۔ فقط

---

[1] ولا الی من بینهما ولاد (درمختار) قید بالولاد لجوازه لبقیة الاقارب الخ (رد المحتار باب المصرف ص ۹۰ ج ۲) ظفیر۔

[2] ولو عجل ذو نصاب زکاته لسنین او لنصب صح لوجود السبب (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العشر ص ۳۶ ج ۲) ظفیر۔

[3] ولا الی مملوکه ای المزکی (درمختار) احترز به عن مملوك الفقير فيجوز دفعها اليه (رد المحتار باب المصرف ص ۹۳ ج ۲) یہاں گو مملوک سے غلام مراد ہے مگر حکم عام ہے مصرف الزکاة ای هو فقير وهو من له ادنی شئ ای دون نصاب (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ص ۷۹ ج ۲) ظفیر۔

(وکذا) اجزاء ما یدفعہ الی الخدم من الرجال والنساء فی الاعیاد وغیرھا بنیۃ الزکوٰۃ۔ عالمگیری باب المصارف ص ۱۹۰ ج ۱۔ ظفیر)

نابالغ کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے یا نہیں

سوال (۴۴۴) نابالغ کو زکوٰۃ دی جاتی ہے یا نہیں۔

الجواب: نابالغ محتاج کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے[1]۔ فقط۔ (اگر وہ قبضہ کرنے کو جانتا ہو کہ لے کر پھینک نہ دے، ورنہ اس کے ولی کے سپرد کرنی چاہیئے۔ ظفیر)

مستحق کو لڑکی کی شادی کے لئے زکوٰۃ کی رقم دینی درست ہے

سوال (۴۴۵) بندہ پر اس کے زیور کی زکوٰۃ دو سال کی واجب ہے جو قریب چالیس روپے کے ہوتی ہے اس کے پاس ایک لڑکی کئی سال سے رہتی ہے جس کو اس نے قرآن شریف پڑھایا ہے اور اس کے کھانے کے کپڑے وغیرہ صرفہ بھی برداشت کرتی ہے اور وہ لڑکی بندہ کا کام بھی کرتی ہے اس لڑکی کے والدین جو مستحق زکوٰۃ ہیں اور اس کی شادی کرنے والے ہیں۔ بندہ چاہتی ہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ اس لڑکی کی شادی میں اس کو زیور یا برتن یا کپڑے بنا دے تو اس کی زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

یہ کہنا کہ اس سے لڑکی کا زیور بنا دو

سوال (۴۴۶/۲) یا زکوٰۃ کا روپیہ لڑکی کے والدین کو دے کر کہہ دیا جاوے کہ اس لڑکی کی شادی میں زیور وغیرہ میں صرف کر دیں۔

بغیر ہدایت روپیہ دینا

سوال (۴۴۷/۳) اگر کچھ ہدایت نہ کی جاوے اور روپیہ زکوٰۃ کا دیا جاوے تو کیا حکم ہے۔

اگر کچھ دیا جائے

سوال (۴۴۸/۴) اگر کل رقم اس کے واسطے صرف نہ کی جاوے بلکہ

---

[1] دفع الزکوٰۃ الی صبیان اقاربہ برسم عید الا جاز (در مختار) قولہ الی صبیان اقاربہ ای العقلاء والا فلا یصح الا بالدفع الی ولی الصغیر (رد المحتار باب المصرف ص ۹۵ ج ۲) معلوم ہوا کہ نابالغ اس عمر میں ہو کہ وہ پیسے کو جانتا ہو، ضائع نہ کرے۔ ظفیر

بلکہ کوئی جزو صرف کیا جاوے تو کیا حکم ہے۔

لڑکی کو نقد دیا جاوے تو کیا حکم ہے

سوال (۴۳۹) اگر قبل یا بعد شادی کے اس لڑکی کو نقد دیا جائے تو کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ (۱ و ۲) اس لڑکی کے والدین کو زکوٰۃ کا روپیہ دیا جاوے کہ وہ اس لڑکی کے نکاح میں صرف کر دیں، یہ درست ہے اور خود اس لڑکی کو اگر برتن وغیرہ خرید کر دیئے جاویں تو یہ بھی درست ہے[1]۔

(۳) کچھ ہدایت کی جاوے یا نہ کی جاوے ہر طرح درست ہے۔

(۴) کل رقم بھی صرف کرنا اور دینا جائز ہے۔

(۵) یہ بھی جائز ہے۔ فقط

فدیہ روزۂ رمضان کا ایک فقیر کو دیا جائے یا دو کو

سوال (۴۴۰) ایک شخص کے پاس تخمیناً چار روپے نقد قیمت فدیہ روزہ رمضان شریف کی جمع ہے: وہ ایک ہی مسکین کو دی جائے یا دو کو بھی دے سکتے ہیں۔ دو مسکین کے دینے میں ادائیگی فدیہ میں تو کچھ نقصان نہیں آتا۔

الجواب:۔ ایک شخص کو دینا اس کا ضروری نہیں ہے کئی اشخاص مساکین کو بھی دینا درست ہے۔ فدیہ میں اس سے کچھ نقصان لازم نہ آوے گا[2]۔

عیسائی اور ہندو یا ان کے مدرسہ کو زکوٰۃ دینی درست نہیں

سوال (۴۴۱) کیا ہندو محتاج کو یا ہندو مدرسہ میں زکوٰۃ دینے سے ادا ہو جاتی ہے اور اسی طرح عیسائی شخص اور مدرسہ کے لئے کیا حکم ہے۔

---

[1] مصرف الزکوٰۃ الخ هو فقير وهو من له ادنى شئ اى دون نصاب او قدر نصاب غير نام مستغرق فى الحاجة ومسكين من لا شئ له الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ص ۴۹ ج ۲)

[2] ایضاً ص ۴۹ ج ۲ الخ فيه مصرف الزکوٰۃ (در مختار) وهو مصرف ايضاً (باقی حاشیہ ص ۲۴۸)

الجواب :- اس صورت میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، زکوٰۃ مسلمان محتاج کو دینی ضروری ہے[1]۔ فقط۔

فدیہ کی رقم مستحق اصول و فرع یا شوہر کو دینا کیسا ہے	**سوال** (۴۴۲) ہندہ فوت ہوئی اور

اس نے مثلاً سو روپے کے متعلق یہ وصیت کی کہ یہ رقم میری چار سو قضا نمازوں کے فدیہ میں دیدی جاوے تو وصی کو اس رقم کا حاجتمند اصول و فرع یا زوج ہندہ کو دے دینا جائز ہے یا نہیں۔

پوری رقم ایک شخص کو دینا جائز ہے یا نہیں	**سوال** (۴۴۳) اس رقم کا کسی ایک مستحق کو یکبارگی

دفعتاً دیدینا روا ہے یا نہیں۔

زکوٰۃ کا فدیہ وصی کے اصول و فرع کو دینا کیسا ہے	**سوال** (۴۴۴) زید نے وصیت کی کہ

میرے ذمہ زکوٰۃ باقی ہے، بعد میری وفات کے میرے ترکہ سے ادا کردینا تو وصی کو اس رقم زکوٰۃ کا زید کے حاجتمند اصول و فرع کو دیدینا جائز ہے یا نہیں۔ اور اسی طرح ذمی

(بقیہ حاشیہ از صفحہ ۲۴۷) لحصّۃ تذ الفطر والکفارۃ والمنذور (ردالمحتار باب المصرف ص ۹۴) یصرف المزکی الی کلھم او الی بعضھم ولو واحدا من ای صنف کان۔ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب المصرف ص ۹۴ ج ۲ ظفیر)

[1] ولا تدفع (ای الزکوٰۃ) الی ذمی لحدیث معاذ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب المصرف ص ۹۲ ج ۲) حدیث معاذ یہ ہے جو فتح القدیر سے شامی نے نقل کی ہے ولفظ الحدیث علی ما فی الفتح من روایۃ اصحاب الکتب الستۃ انک ستاتی قوما اھل کتاب فادعھم الی شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ فان ھم اطاعوک لذالک فاعلمھم ان اللہ افترض علیھم خمس صلوات فی کل یوم ولیلۃ فانھم اطاعوک لذالک فاعلمھم ان اللہ افترض علیھم صدقۃ توخذ من اغنیائھم فترد علی فقرائھم الخ والضمایر فقرائھم للمسلمین فلا تدفع الی من کان من المواقعۃ کانوا او غنیا ولا تدفع الی من کان منھم مسلما فقیرا بوصف الفقر (ردالمحتار باب المصرف ص ۹۳ ج ۲) ظفیر۔

اپنے حاجتمند اصول و فروع کو یہ رقم زکوٰۃ دے سکتا ہے یا نہیں۔

وکیل مؤکل کے اصول و فروع پر خیرات کرسکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۵۴۴) زید نے اپنی حیات میں کسی کو وکیل کیا کہ یہ رقم زکوٰۃ کی مستحقین پر تقسیم کردو تو وکیل اس کو زید کے اصول و فروع محتاجین پر تقسیم کرسکتا ہے یا نہیں۔ اور اسی طرح اپنے اصول و فروع پر بھی تقسیم کرسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب :- (۱) بندہ کے اصول و فروع و زوج کو دینا جائز نہ ہوگا۔[۱] کما فی الزکوٰۃ۔

(۲) اس میں وہی تفصیل ہے جو درمختار میں ہے وکرہ اعطاء فقیر نصابا او اکثر الا اذا کان المدفوع الیہ مدیونا او کان صاحب عیال بحیث لو فرقہ علیھم لا یخص کلا او لا یفضل بعد دینہ نصابا فلا یکرہ۔[۲] فقط

(۳) زید کے اصول و فروع کو دینا درست نہیں[۳] اور وصی اپنے اصول و فروع فقراء کو دے سکتا ہے وللوکیل ان یدفع لولدہ الفقیر و زوجتہ الخ درمختار[۴]۔

---

[۱] ولا یدفع المزکی زکوٰۃ مالہ الی ابیہ وجدہ وان علا ولا الی ولدہ وولد ولدہ وان سفل الخ ولا تدفع المرأۃ الی زوجھا (ہدایہ باب من یجوز دفع الصدقات ص۱۸۶ ج۱) ظفیر۔

[۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص۹۳ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

[۳] ولا الی من بینھما ولاد (الدر المختار) الی اصلہ وان علا کابویہ واجدادہ وجداتہ من قبلھما وفرعہ وان سفل الخ کاولاد الاولاد (رد المحتار باب المصرف ص۸۶ ج۲) ظفیر۔

[۴] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص۱۴ ج۲ و ص۱۵ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

(۴) زید کے اصول و فروع کو نہیں دے سکتا اور اپنے اصول و فروع فقراء کو دے سکتا ہے۔ کما مر۔ فقط۔

بذریعہ حیلہ تملیک مدرسہ کے ملازمین پر زکوٰۃ خرچ کرنا کیسا ہے

سوال (۴۴۶) ایک مدرسہ جس میں مستطیع اور غیر مستطیع طلبہ تعلیم پاتے ہیں، زکوٰۃ سے جو روپیہ حاصل ہو کسی نادار طالب علم کو دیدیا جاوے وہ اس روپے کو اپنی جانب سے مدرسہ میں دے سکتا ہے یا نہیں اور اس کا صرف کرنا مدرسین و ملازمین پر ہو سکتا ہے یا نہیں۔ علاوہ اس کے کوئی دوسری صورت جواز ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس حیلہ تملیک کے بعد یعنی کسی نادار طالب علم کی ملک کر دیا جاوے اور وہ اس کو داخل مدرسہ کر دیوے۔ ملازمین اور مدرسین کی تنخواہ میں صرف کرنا اس مال زکوٰۃ کا درست ہے[1]۔ فقط

غنی کے بالغ لڑکے کو قیمت چرم قربانی دینا درست نہیں

سوال (۴۴۷) زید غنی ہے اور قربانی کرتا ہے اس کے ایک لڑکا بالغ غریب ہے زید اپنے لڑکے مذکورہ کو قربانی کا چمڑا یا اس کی قیمت دے سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ چمڑے کا دیدینا جائز ہے اور قیمت چرم قربانی کا دینا درست نہیں مثل زکوٰۃ کے[2]۔ فقط۔

مدرسہ کے طلباء و عمارت وغیرہ پر زکوٰۃ خرچ ہو سکتی ہے یا نہیں

سوال (۴۴۸) ایسے مدارس میں جن میں حنفی اور دینی نیز انگریزی زبان بطور زبان ثانی حسب ضرورت پڑھائی جائے

---

[1] وحیلۃ الجواز ان یعطی مدیونہ الفقیر زکاتہ ثم یاخذھا عن دینہ وحیلۃ التکفین بہا التصدق علی فقیرثم ہو یکفن فیکون الثواب لہما وکذا فی تعمیر المسجد (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۲/۲۶ ظفیر)

[2] ولا الی من بینہما ولاد (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۲/۸۶ ظفیر)۔

زکوٰۃ کا روپیہ مثلاً خوراک طلباء و تنخواہ مدرسین و عمارت وغیرہ میں خرچ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر مہتمم کی ملک کر دیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے یا نہ۔

الجواب: زکوٰۃ کا روپیہ خوراک و پوشاک طلباء مساکین میں خرچ ہو سکتا ہے اگرچہ وہ صنعت و حرفت یا علم دین کے ساتھ انگریزی بھی بغرض زبان دانی سیکھتا ہو[1]۔ اور تنخواہ مدرسین و تعمیر مساجد و مدارس میں زکوٰۃ کا روپیہ صرف کرنا درست نہیں ہے اور اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ کیونکہ اصل یہ ہے کہ زکوٰۃ کی ادا کے لئے یہ شرط ہے کہ کسی محتاج کو بلا معاوضہ اس کا مالک بنا دیا جاوے[2]۔ فقط

بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۷۵۱) بعض لغایہ وغیرہ میں اس زمانہ میں بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز لکھا ہے، یہ قول آپ کے نزدیک کیسا ہے۔

الجواب: مختار فتویٰ منع پر ہی دیا ہے۔ اگر ضرورت ہو تو تملیک کر کے بنی ہاشم کو دیدی جاوے۔ کما قال صاحب الدر المختار ثم ظاهر المذهب اطلاق المنع[3] الخ فقط

جس مدرسہ میں تنخواہ کے علاوہ کوئی مد نہ ہو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

سوال (۱۰۵۲) زکوٰۃ ایسے مدارس اسلامیہ میں دینا جس میں علاوہ تنخواہ مدرسین صاحب نصاب کے دوسرا مد نہ ہو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: جائز نہیں ہے اور زکوٰۃ ادا نہ ہوگی[4] فقط۔

---

[1] مصرف الزكوٰة الخ هو فقير وهو من له ادنى شيء اى دون نصاب الخ الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ص ۵۹ ج ۲، ظفیر۔ [2] ويشترط ان يكون الصرف تمليكاً لا صرف الى تعمير بناء نحو مسجد الخ (ايضاً ص ۸۵ ج ۲) ظفیر۔ [3] الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ص ۹۰ ج ۲، ظفیر۔ [4] مصرف الزكوٰة الخ هو فقير الخ ومسكين الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ص ۷۹ ج ۲) ظفیر۔

کیا عالم غنی اور مالدار طلبہ کو زکوٰۃ دینا درست ہے

سوال (۴۵۱) در مختار میں ہے وبهذا التعليل يقوى ما نسب الى الواقعات من ان طالب العلم يجوز له اخذ الزكوٰة ولو غنيا اذا فرغ نفسه لافادة العلم الخ ۔ اور نواب صدیق حسن خان کتاب روضۃ الندیہ میں لکھتے ہیں ومن جملة سبيل الله الصرف فى العلماء الذين يقومون بمصالح المسلمين الدينية فان لهم فى مال الله نصيبا سواء كانوا اغنياء او فقراء الخ ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم غنی اور طلبا اغنیاء کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اور اس کی تائید ایک حدیث میں بھی ہے عن ابی سعید ان النبی صلی الله عليه وسلم قال تحل الصدقة للغنى اذا كان فى سبيل الله عزوجل اخرجه ابوداؤد الطيالسى ص۲۹۲ ۔

الجواب :۔ اقول وباللہ التوفیق ۔ عالم غنی مالک نصاب کو زکوٰۃ وصدقات واجبہ دینا اور اس کو لینا صحیح مذہب کے موافق جائز نہیں ہے اور فی سبیل اللہ میں اگرچہ طالب علم داخل ہوسکتے ہیں لیکن محتاج ہونا اس کا شرط ہے ۔ کما نقل الشامی عن البدائع اذا كان محتاجا[1] الخ وفيه ايضا قوله لا يملك نصابا قيد به لان الفقر شرط فى الاصناف كلها الا العامل وابن السبيل اذا كان له فى وطنه مال بمنزلة الفقير[2] الخ وفيه ايضا عن النهر على ان الاصناف كلهم سوى العامل يعطون بشرط الفقر[3] ص۸۶ جلد ثانی ، شامی ۔ پس باوجود ان تصریحات کے عالم

---

[1] وهذا الفرع مخالف لاطلاقهم الحرمة فى الغنى ولم يعتمده احد قلت وهو كذلك والاوجه تقييده بالفقير ويكون طلب العلم مرخصا لجواز سؤاله من الزكاة وغيرها وان كان قادرا على الكسب الخ (رد المحتار باب المصرف ص۹۲ ج۲) ظفیر۔ [2] رد المحتار باب المصرف ص۹۲ ج۲ ۱۲ ظفیر۔
[3] رد المحتار باب المصرف ص۹۳ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

غنی کو جائز نہیں کہ وہ زکوٰۃ اور صدقات واجبہ لیوے اور بصورت اختلاف روایات بھی ارجح نہ لینا ہوگا۔ کما ہو ظاہر۔ فقط

اہل سمرنا اور تھریس مصرف زکوٰۃ ہیں یا نہیں

سوال (۴۵۲) سمرنا اور تھریس کے لئے زکوٰۃ کو مصرف قرار دیا جا سکتا ہے یا نہیں۔

سمرنا و تھریس کے لئے کام کرنے والوں کی تنخواہ

سوال (۴۵۳) سمرنا اور تھریس کے جو چندے وصول کئے جاتے ہیں ان میں سے مقررین اور محصلین و واعظین کی تنخواہ اند محصول ڈاک دیا جاتا ہے تو شرعاً زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں۔ نیز چندہ میں زکوٰۃ و غیر زکوٰۃ کو مخلوط کر دیا جاتا ہے۔

الجواب:- (۱) سمرنا اور تھریس کے مظلومین و بیوگان و یتامیٰ جو کہ مفلس و محتاج غیر مالک نصاب ہیں وہ بالیقین مصرف زکوٰۃ و جمیع صدقات واجبہ ہیں بلکہ بہتر مصارف ہیں۔ اسی طرح تمام ترک جو محتاج و مظلوم ہیں وہ بھی عمدہ مصرف زکوٰۃ و صدقات واجبہ ہیں۔ اس میں کچھ جائے شک و تردد نہیں ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ انما الصدقات للفقراء والمساکین۔ الآیۃ۔ (پ ۱۰ع ۱۴)

(۲) ان چندوں میں جو زکوٰۃ دی جاتی ہے وہ اس وقت ادا ہوگی جس وقت مظلومین مساکین سمرنا وغیرہ کے پاس پہنچ جاوے گی اور خلط کرنا جو کہ باجازت چندہ دہندہ ہے لنفع حق اداء الزکوٰۃ نہیں ہے گویا وکلاء یعنی قابضین چندہ کو اجازت ہے کہ خلط کریں اور پھر زکوٰۃ کو علیحدہ کر کے صاحب نصاب کی طرف سے . . . . مساکین کو پہنچا دیں[1]۔ مگر

---

[1] ولو خلط زکوٰۃ موکلیہ ضمن وکان متبرعاً الا اذا وکلہ الفقراء (درمختار) قولہ ضمن وکان متبرعا لانہ ملکہ بالخلط وصار مودیا مال نفسہ قال فی التتارخانیۃ الا اذا وجد الاذن او اجاز المالکان اھ ای اجاز قبل الدفع الی الفقیر (ردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ ص ۲/۱۱) ظفیر۔

اس قسم کے شبہات وتردّدات کی وجہ سے بہتر ہے کہ یہاں حیلہ تملیک کر دیا جاوے تاکہ پھر کسی مد میں صرف کرنے میں کچھ حرج نہ رہے۔ فقط۔

سوال (۴۵۴) (حاجتمند و مستحق استاذ کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے) آجکل زکوٰۃ کا روپیہ عموماً مدارس اسلامیہ میں بھیجا جاتا ہے لیکن میرے استاد حاجتمند اور صاحب عیال و مقروض ہیں تو میرے لئے بہتر ہے یا نہیں کہ زکوٰۃ کا روپیہ ان کو دوں۔

الجواب: بے شک یہ بہتر اور موجب اجر و ثواب ہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ بقدر ضرورت اپنے استاد صاحب عیال کو دیا جاوے اور باقی دیگر غرباء و مساکین و طلبہ مساکین کو دیا جاوے[1]۔ مدارس اسلامیہ اس زمانہ میں اس وجہ سے زیادہ تر مستحق ایسی خدمات کے ہیں کہ طلبہ مساکین مہمانان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان کے بارہ میں فاستوصوا بھم خیراً[2] حدیث شریف میں وارد ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خدمت و مدارات کرنے کی وصیت فرمائی ہے اور ان کے ذریعہ سے اشاعت علم دین ہے جو صدقہ جاریہ ہے۔ الغرض سبھی کو حتی الوسع تھوڑا تھوڑا پہنچانا چاہئے۔

سوال (۴۵۵) (اپنے باندی غلام کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے) اپنے یہاں جو باندی غلام ہوں ان کو زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: اپنے باندی غلام کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے اور جو لوگ شرعی باندی غلام نہیں ہیں جیسا کہ ہندوستان کے اکثر خادم و خادمہ جو گھروں میں رہتے ہیں

---

[1] مصرف الزکوٰۃ ہو فقیر و ہو ... و مسکین الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ص $\frac{۷۹}{۲}$) لانه لو نقلها الی فقیر فی بلد آخر اورع واصلح كما فعل معاذ رضی اللہ عنہ لایکرہ ولهذا قيل التصدق على العالم الفقير افضل كما في المعراج (البحر الرائق باب المصرف ص $\frac{۲۵۰}{۲}$) ظفیر۔ [2] مشکوٰۃ باب العلم ص ۳۴ ۱۲ ظفیر

اندر وہ باندی غلام نہیں ہیں ان کو زکوٰۃ دینا جب کہ وہ محتاج ہوں درست ہے۔[1]

مدرسہ کا طالب علم | **سوال (۴۵۶)** کوئی طالب علم مدرسہ اسلامیہ میں داخل ہو کر نصاب نظامیہ درسی کو حاصل کرنا چاہتا ہے اور اسی شوق علم میں ترک وطن کر کے مسافر ہوا تو ایسے طالب علم کی جاگیر و تعلیم کی نسبت شرعاً کوئی قید ہے یا نہیں یا وہ مستحق جاگیر و تعلیم کا ہے۔

(۲) طالب علم مذکور کی حیثیت ذاتی کچھ نہیں ہے، ایسا طالب علم مستحق جاگیر و تعلیم کا ہے یا نہیں۔

(۳) طالب علم مذکور صرف عربی مذہبی تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے۔ مورث صرف بصورت تعلیم انگریزی امداد خرچ کرنے کو تیار ہے، ایسا طالب علم مجبوراً مستحق تعلیم و جاگیر کا ہے یا نہیں۔

(۴) طالب علم کی حیثیت ذاتی کی تحقیقات لازمی ہے یا محض طالب علم ہونے کی وجہ سے تعلیم و جاگیر کا مستحق ہے۔

(۵) مدرسہ اسلامیہ میں جاگیر خالی ہیں لیکن مستحق طالب علم کو محروم کیا اور غیر مستحق کو دیا، یہ جائز تھا یا نہیں۔

(۶) جو الجواب آمدنی جاگیر طلباء کے لئے ہیں۔ وہی تنخواہ مدرسین کے لئے بھی ہیں دونوں کے لئے حکم واحد ہے یا کیا۔

الجواب:- (۱) جب کہ اس کے پاس کچھ نہیں ہے اگرچہ اس کے گھر پر مال ہے

---

[1] ولا الی ذمی الخ وعبدہ ومکاتبہ ومدبرہ وام ولدہ ای لا یجوز الدفع الی ھؤلاء لعدم التملیک اصلاً فی غیر المکاتب ولعدم تمامہ فیہ (البحر الرائق باب المصرف ص ۲۴۴ ج ۲) ولکن الا جزاء ما یدفعہ الی الخدم من الرجال والنساء فی الاعیاد وغیرھا بنیۃ الزکوٰۃ (عالمگیری باب المصارف ص ۱۹۰ ج ۱) ظفیر۔

تو اس کو زکوٰۃ اور خیرات دینا درست ہے[1]۔

(۲) ایسا طالب علم مصرف زکوٰۃ و صدقات واجبہ ہے[2]۔

(۳) مستحق ہے[3]۔

(۴) محض طالب علم ہونے کی حیثیت سے بلا تحقیق مستحق وظیفہ و جاگیر کا ہو سکتا ہے[4]

(۵) باوجود گنجائش کے مستحق طالب علم کو محروم کرنا بلا وجہ برا ہے۔

(۶) طلبہ کے لئے زکوٰۃ و خیرات کی آمدنی صرف ہو سکتی ہے اور مدرسین کی تنخواہ میں زر زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے[5]۔ ان کی تنخواہ چندہ دوامی و یکمشت سے علاوہ زکوٰۃ کے دی جاتی ہے۔ فقط

جس کے پاس صرف ایک جانور ہو اسے زکوٰۃ لینا کیسا ہے

سوال (۲۵۷) ایک شخص کے پاس صرف ایک جانور چالیس یا پچاس روپے قیمت کا ہے اس کو زکوٰۃ و صدقہ وغیرہ لینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: - اس کو زکوٰۃ وغیرہ لینا جائز ہے[6]۔

---

[1] تا [3] والغنی لایمنع من تناولہا عند الحاجۃ کابن السبیل بحر عن البدائع ثم بہذا التعلیل یقوی ما نسب للواقعات من ان طالب العلم یجوز لہ اخذ الزکوٰۃ ولو غنیا اذا فرغ نفسہ لافادۃ العلم واستفادتہ لعجزہ عن الکسب والحاجۃ داعیۃ الی مالابد منہ (در مختار) وفی المبسوط لایجوز دفع الزکوٰۃ الی من یملک نصابا الا الی طالب العلم والغازی ومنقطع الحج لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یجوز دفع الزکوٰۃ لطالب العلم وان کان لہ نفقۃ اربعین سنۃ اھ (رد المحتار باب المصرف ص ۸۱ ج ۲) یوں عامل و مسافر کے سوا اور دیگروں کے لئے فقر کی شرط ضروری قرار دی گئی ہے وان الفقر شرط فی الاصناف کلہا الا العامل وابن السبیل اذا کان لہ فی وطنہ مال بمنزلۃ الفقیر (البحر الرائق باب المصرف ص ۲۴۳ ج ۲) ظفیر [5] مصرف الزکوٰۃ الخ ہو فقیر وہو من لہ ادنی شئ ای دون نصاب او قدر نصاب غیر نام مستغرق فی الحاجۃ (ایضا ص ۴۹ ج ۲ و ص ۵۴ ج ۲) ظفیر [6] وان کان عندہ طعام شہر وہو یساوی ما تئی درہم یجوز (باقی حاشیہ صفحہ ۲۴۹)

یتیم خانہ کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے

سوال (۴۵۸) یتیم خانہ میں زکوٰۃ کا روپیہ دینا جائز ہے یا نہیں کیونکہ نابالغ کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

الجواب:۔ نابالغوں کو زکوٰۃ دینا درست ہے، پس یتیم خانہ میں یتامیٰ کے خرچ کے لئے زکوٰۃ کا روپیہ دینا درست ہے[1]۔ فقط

مستحق زکوٰۃ مہتمم کو زکوٰۃ دی جائے اور وہ کتاب وغیرہ خرید کر دے تو کیا حکم ہے

سوال (۴۵۹) اگر کسی مدرسہ اسلامیہ کا مہتمم مالک نصاب نہ ہو اگر لوگ اس کو زکوٰۃ اور چرم قربانی دیں اور مہتمم اس پر خود قابض ہو کر اس روپے سے طلبہ کے لئے کتابیں خریدے اور ان کی خوراک و پوشاک میں صرف کرے اور مدرسین کو تنخواہ دے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس طرح حیلہ تملیک کر کے رقم زکوٰۃ و قیمت چرم قربانی مدرسین و ملازمین کو تنخواہ میں صرف کرنا اور کتابیں خرید کر مدرسہ میں وقف کرنا اور طلبہ کی خوراک و لباس میں صرف کرنا درست ہے۔ چنانچہ در مختار کتاب الزکوٰۃ میں یہ حیلہ ذکر کیا ہے۔ وحیلۃ التکفین بہا التصدق علی فقیر ثم ہو یکفن فیکون الثواب لہما وکذا فی تعمیر المسجد وتمامہ فی حیل الاشباہ الخ کتاب الزکوٰۃ در مختار[2]۔ فقط

مستحق بالغ لڑکے کو زکوٰۃ دی جائیگی خواہ اس کا باپ مستحق زکوٰۃ نہ ہو

سوال (۴۶۰) جو مصرف زکوٰۃ نہیں اس کا لڑکا بالغ جو اس کے ساتھ کھاتا ہے وہ مصرف زکوٰۃ

(باقی حاشیہ از صفحہ ۲۵۶) صرف الزکوٰۃ الیہ الخ (الفتاوی الہندیۃ علی ہامش الفتاوی الرضیۃ باب فیمن توضع فیہ الزکوٰۃ ص ۲۶۶ ج ۱) ظفیر۔

[1] مصرف الزکوٰۃ ہو فقیر الخ ومسکین الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۷۹ ج ۲) بلوغ کی قید نہیں ہے اس لئے نابالغ، بالغ دونوں کو دینا جائز ہے واللہ اعلم ۱۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ فقیر کا لڑکا جو کہ خود بھی مالک نصاب نہیں ہے مصرف زکوٰۃ وغیرہ ہے[1]۔ (جواب کے الفاظ میں مسامحت ہے، ماحصل یہ ہے جو شخص مستحق زکوٰۃ نہیں ہے اس کے ان بالغ لڑکے کو زکوٰۃ دینی درست ہے جو مالک نصاب نہیں۔ ظفیر)

مصارف فدیہ کی تفصیل — **سوال (۴۶۱)** مصارف فدیہ مفصل تحریر فرمائیے اور فدیہ کی رقم مندرجہ ذیل مصارف میں صرف کی جا سکتی ہے یا نہیں۔ غرباء ومساکین مکہ معظمہ ومنظومین سمرنا، خلافت کمیٹی، تعمیر چاہات مسافرخانہ ومساجد وغیرہ، خرید کتب احادیث برائے مدرسہ، فدیہ کی رقم میں سے کسی عالم یا مولوی مستحق زکوٰۃ کو ہزار پانسو روپے کی کتابیں خرید کر دینا جائز ہے یا اسے نقد روپیہ دیا جاوے کہ وہ خود کتابیں خرید کرلے۔

فدیہ یتیم خانے میں — **سوال (۴۶۲)** فدیہ کی رقم کسی یتیم خانہ کے مصارف میں دی جا سکتی ہے یا نہیں اور کسی یتیم نابالغ کے ولی کو اس نابالغ کے صرف کے لئے دے دینا جائز ہے یا نہیں۔

فدیہ مفلس قرضدار کو — **سوال (۴۶۳)** فدیہ کی رقم سے کسی مفلس قرضدار کا قرض جائز ادا کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ وہ قرض خود ادا کرنا دیا جاوے یا اس روپے سے دیکر ادا کردیا جاوے۔

فدیہ سے کتب کی خریداری برائے مدرسہ — **سوال (۴۶۴)** فدیہ کی رقم میں سے مدرسہ دینیات کی خرید کتب وغیرہ میں صرف کیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ (۱) فدیہ واجبہ کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے مصارف ہیں

---

[1] ولا یجوز الی صغیر والدہ غنی فان کان الابن کبیراً جاز (الفتاوی الخانیہ علی ہامش عالمگیری ص ۲۴۲ ج ۱ باب فیما توضع فیہ الزکوٰۃ) ظفیر

اس میں محتاج و مفلس کو مالک بنانا ضروری ہے خواہ وہ غرباء و مساکین ملکہ مقلبہ ہوں یا مظلومین سمرنا وغیرہ، ان کی ملک ہو جانا ضروری ہے۔ پس جن مصارف میں تملیک کسی کی نہیں ہوتی ان مصارف میں صرف کرنا اس رقم فطرہ کا درست نہیں ہے جیسے تعمیر مسجد و مدرسہ و چاہ، کتب احادیث و فقہ وغیرہ اس میں صرف کرنا بلا کسی کی تملیک کے جائز نہیں ہے اور یہی حکم انگورہ فنڈ و خلافت کمیٹی کا ہے کہ اس میں زکوٰۃ و فطرہ واجبہ صرف نہیں ہو سکتا۔ مگر اس حیلہ سے کہ کسی غیر مالک نصاب کی ملک کر کے اس کی طرف سے انگورہ فنڈ وغیرہ میں دیدیا جاوے[1]۔

(۲) یتیم نابالغ مفلس کے مصارف میں صرف کرنے کے لئے اس کے ولی کو دیدینا درست ہے۔

(۳) اس رقم سے خود قرض ادا کر دینا کسی مقروض مفلس کا درست نہیں ہے البتہ اس مقروض مفلس کو دیدینا درست ہے کہ وہ اپنا قرض ادا کر دیوے[2]۔

(۴) خرید کتب وغیرہ اس رقم سے درست نہیں[3]۔ البتہ کسی مدرسہ کے طلبہ مساکین کے مصارف میں صرف کرنا اس رقم کا درست ہے۔ فقط

سوال (۴۶۵) اگر کوئی صاحب زکوٰۃ علم دین کی ان ضروریات میں امداد کرنا چاہے جہاں زکوٰۃ کا	بذریعہ تملیک درسگاہ کی تعمیر میں زکوٰۃ صرف کرنے سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں

[1] مصرف الزکوٰۃ الخ وهو مصرف ایضاً لصدقة الفطر والکفارة والنذر وغیر ذالک من الصدقات الواجبة الخ وهو فقیر الخ ومسکین الخ ویشترط ان یکون الصرف تملیکاً لا اباحة لا یصرف الی بناء نحو مسجد ولا الی کفن میت الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص۹۶ ج۲ وص۸۵ ج۲) وحیلة التکفین بها التصدق علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما وکذا فی تعمیر المسجد الخ (ایضاً کتاب الزکوٰۃ ص۱۲ ج۲) ظفیر [2] دکله [3] ویشترط ان یکون الصرف تملیکاً (باب المصرف ص۸۵ ج۲) ظفیر

روپیہ صرف نہیں ہوسکتا، مثلاً تعمیر درسگاہ یا تعمیر دارالطلبہ وغیرہ، اور تملیک کراکر زکوٰۃ کا روپیہ صرف کردے تو اس کی زکوٰۃ اس صورت میں بلاشبہ ادا ہوجائے گی یا نہیں اور علمی امداد کی نیت سے ایسی صورت اختیار کرنے میں معطی کو علم دین کی امداد کا ثواب بھی ملے گا یا نہیں یا فقط ادائے زکوٰۃ ہی کا ثواب ملے گا۔ فقط۔

الجواب:- اس صورت میں زکوٰۃ بلاشبہ ادا ہوجائے گی، اور شامی میں منقول ہے کہ بطریق مذکور زکوٰۃ دینے میں معطی کو بھی ثواب علم دین کی امداد کا ملیگا یقال ان ثواب التکفین یثبت للمزکی ایضاً لان الدال علی الخیر کفاعله وان اختلف الثواب کماً وکیفاً قلت واخرج السیوطی فی الجامع الصغیر لو مرت الصدقة علی یدی مائة لکان لهم من الاجر مثل اجر المبتدی من غیر ان ینقص من اجره شیئ الخ[1] فقط

صدقہ فطر جس پر واجب ہے وہ مصرف زکوٰۃ ہے یا نہیں	**سوال (۴۶۶)** جس پر صدقہ فطر واجب ہے، وہ مصرف زکوٰۃ ہے یا نہیں۔
غریب جو مالدار کے ساتھ کھانا پکائے مصرف زکوٰۃ ہے	**سوال (۴۶۷)** مالدار اور غریب

ایک ساتھ کھانا پکاتے ہیں، غریب مصرف زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

الجواب:- (۱) نہیں[2]۔

(۲) وہ غریب مصرف زکوٰۃ ہے[3]۔ فقط۔

جس بیوہ کے پاس ۳۰ - ۴۰ بیگہ زمین ہو اسے زکوٰۃ دیجائے یا نہیں	**سوال (۴۶۸)** ایک بیوہ عورت کے پاس ۳۰ — ۴۰ بیگہ زمین ہے مگر گرانی وخشک سالی کی وجہ سے اسکے

---

[1] رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

[2] ولا الی غنی یملك قدر نصاب فارغ عن حاجته الاصلیة من ای مال کان (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۸۸ ج ۲) ظفیر۔

[3] مصرف الزکوٰۃ الخ ہو فقیر الخ ومسکین الخ (ایضاً ص ۷۹ ج ۲) ظفیر۔

پاس گزارہ کے موافق آمدنی نہیں، اگر کوئی رشتہ دار اس کو زکوٰۃ دیدے تو ادا ہوگی یا نہیں۔

کافی آمدنی والے مقروض کو زکوٰۃ دی جائے یا نہیں

سوال (۶۹) جس شخص کو آمدنی کافی ہو لیکن وہ مقروض ہو اور قرض ادا نہ کر سکے تو اس کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

الجواب: ۔ (۱) اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی[1]۔

(۲) اس صورت میں بھی زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی[2]۔ فقط

زکوٰۃ سے کتب خانہ کے لئے کتابیں خریدنا کیسا ہے

سوال (۷۰) مال زکوٰۃ سے اگر کوئی شخص کسی مدرسہ اسلامیہ کے کتب خانہ کے واسطے (جو محتاج طلبہ کے لئے قائم کیا جائے) کتابیں خریدے اس سے مدرسین اور دیگر اغنیاء استفادہ حاصل کر سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب: ۔ زکوٰۃ میں تملیک محتاج شرط ہے، بدون تملیک یعنی مالک بنانے کے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ پس اول تو رقم زکوٰۃ ویسے غرباء طلباء کو تقسیم کرے اور اگر کپڑے یا کتابیں اس سے بنادے یا خریدے تو وہ مملوک غرباء کی کردیوے

---

[1] ذکر فی الفتاوی فیمن لہ حوانیت ودور الغلۃ لکن غلتہا لا تکفیہ وعیالہ انہ فقیر ویحل لہ اخذ الصدقۃ عند محمد وفیہا سئل محمد عمن لہ ارض یزرعہا او حانوت یستغلہا او دار غلتہا ثلاثۃ الاف ولا تکفی لنفقتہ ونفقۃ عیالہ سنۃ یحل لہ اخذ الزکوۃ وان کانت قیمتہا تبلغ الوفا وعلیہ الفتوی (رد المحتار باب المصرف ص ۶۶ ج ۲) ظفیر

[2] ومنہا الغارم وھو من لزمہ دین ولا یملک نصابا فاضلا عن دینہ او کان لہ مال علی الناس لا یمکنہ اخذہ والدفع الی من علیہ الدین اولی من الدفع الی الفقیر (عالمگیری باب المصارف ص ۸۸ ج ۱) ظفیر

یعنی ان کو دیا جاوے اور تقسیم کر دیوے۔ کسی مدرسہ کے کتب خانہ میں وہ کتب رکھنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی[1]۔ فقط

زکوٰۃ کی رقم کیا ان مواقع میں دی جائے

سوال (۱۷۴) زکوٰۃ کی رقم کسی بیت المعذورین یا محتاجین میں معذوروں اور محتاجوں کی امداد کے لئے دی جا سکتی ہے یا نہیں۔

(۲) کیا کسی ایسے فنڈ میں رقم زکوٰۃ بھیجتے ہوئے یہ شرط لگانا ضروری ہے کہ یہ رقم مسلمانوں ہی پر صرف کی جائے کیونکہ اگر اس کا یقین نہ ہو تو غالب ظن تو یہی ہے کہ ایسے فنڈ سے بلا لحاظ مذہب فائدہ پہنچایا جاتا ہوگا۔

الجواب:۔ (۱ و ۲) زکوٰۃ میں مسلمان محتاج کو مالک بنانا رقم زکوٰۃ کا ضروری ہے۔ پس جس موقعہ میں یہ شبہ ہو کہ مسلمانوں کو پہنچے گی یا غیر اہل اسلام بھی اس میں شریک ہوں گے اور کسی کی ملک نہ کیا جاوے گا تو ایسے مواقع میں حیلہ تملیک یہاں کر لیا جاوے اور پھر وہاں روپیہ زکوٰۃ کا دیا جاوے[2]۔ فقط

غنی طالب علم مستحق زکوٰۃ نہیں

سوال (۴۷۲) طالب علم غنی غیر مسافر مستحق زکوٰۃ و فطرہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

---

[1] ویشترط ان یکون الصرف تملیک لا اباحۃ فلا یصرف الی بناء نحو مسجد (در مختار) کبناء القناطر والسقایات واصلاح الطرقات وکری الانہار والحج والجہاد وکل مالا تملیک فیہ زیلعی (رد المختار باب المصرف ص ۸۵ ج ۲) ہمارے اس زمانہ میں بعض دیندار تاجر کتب مدرسے کے مہتمموں سے اس طرح کہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں فی کتاب اتنی قیمت لوں گا اور اس کے ساتھ مال زکوٰۃ سے خریدی ہوئی کتاب اس تعداد میں مفت کتب خانہ کے لئے دوں گا، جو لوگ ایسا معاملہ کرتے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس سے ان کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی اور اس شرط فاسد کی وجہ سے وہ بیع بھی فاسد ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم ظفیر۔ [2] ولا تدفع الی ذمی لحدیث معاذ (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب المصرف ص ۹۲ ج ۲) ظفیر۔ وحیلۃ التکفین بہا التصدق علی فقیر ثم ہو یکفن فیکون الثواب لہما وکذا فی تعمیر المسجد الخ (ایضاً کتاب الزکوٰۃ ص ۱۲ ج ۲) ظفیر

الجواب :- طالب علم غنی کو زکوٰۃ دینا اور اس کو لینا جائز نہیں ہے بلکہ حرام ہے اور زکوٰۃ ادا نہ ہوگی چنانچہ علامہ شامی نے فرع جواز اخذ کی نقل کر کے لکھا ہے وھذا الفرع مخالف لاطلاقہم الحرمۃ فی الغنی ولم یعتمدہ احدط قلت وھو کذالک والاوجہ تقییدہ بالفقیر[1] الخ وقال بعدہ قولہ لایملک نصابا قید بہ لان الفقر شرط فی الاصناف کلھا الا العامل وابن السبیل اذا کان لہ مال فی وطنہ بمنزلۃ الفقیر[2] الخ ثم قال للاتفاق علی ان الاصناف کلھم سوی العامل یعطون بشرط الفقر[3] الخ شامی۔ پس معلوم ہوا کہ طالب علم غنی غیر مسافر کو زکوٰۃ اور صدقۂ فطر دینا جائز نہیں ہے اور ادا نہ ہوگا۔ فقط

قیمت چرم قربانی کیا فوراً فقیر کے حوالہ کرنا ضروری ہے

سوال (۷۴۲) قیمت چرم قربانی بمجرد وصول مستحقین کو دیدی جائے یا اندوختہ کر کے بتدریج اس سے مستحقین کا تکفل کیا جائے تو کچھ قباحت تو نہیں ہے۔ اگر اس اندوختہ سے کوئی تجارت کر کے اس کے منافع سے مستحقین کی کفالت کی جائے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ اگر چرم قربانی جمع کر کے کسی مہتمم مدرسہ کی ملک قرار دی جائے یا کسی کے اختیار میں دیدی جائے تو اس سے وہ مالک یا مختار مدرسین علوم دینیہ کی تنخواہ دے سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب :- بہتر ہے کہ بمجرد وصول مستحقین کو دیدی جاوے۔ طلبہ ہوں یا غیر طلبہ اور مدارس میں بجائے اگر طلبہ کے خرچ کے لئے رکھا جاوے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے اور اس اندوختہ سے تجارت کرنا اور اس کا نفع مستحقین کو پہنچانا درست نہیں ہے بلکہ اس قیمت چرم قربانی کو صدقہ کرنا فقراء پر واجب ہے اور مالک بنانا ان کو شرط ہے[4]، اور مہتمم مدرسہ کو

---

[1] رد المحتار باب المصرف ص ۸۱ ج ۲ ظفیر [2] ایضاً ص ۸۳ ج ۲ [3] ایضاً ص ۸۴ ج ۲ [4] مصرف الزکوٰۃ الخ وھو مصرف ایضاً لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر وغیر ذالک من الصدقات الواجبۃ الخ ھو فقیر وھو من لہ ادنی شئی ای دون نصاب الخ ویشترط ان یکون الصرف تملیکا الخ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۸۵ ج ۲ ظفیر۔

جو کہ مالک نصاب ہو دینا جائز نہیں ہے البتہ اگر مہتمم مدرسہ کو وکیل اس کا بنایا جاوے کہ وہ اس قیمت کو اپنے پاس رکھے اور اپنی تحویل میں لیوے اور وقتاً فوقتاً طلبہ کی ضروریات میں صرف کرے تو یہ جائز ہے اور ملازمین اور مدرسین کی تنخواہ دینا اس میں سے جائز نہیں البتہ بعد حیلۂ تملیک ایسا ہو سکتا ہے جیسا کہ زکوٰۃ کا حکم ہے۔ فقط۔

مستحق دوست کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے

سوال (۴۷۴) ایک شخص صاحب نصاب ہے اور وہ زکوٰۃ اپنے مال سے علیحدہ کر کے اپنے کسی رفیق کو دیتا ہے بلکہ اس رقم زکوٰۃ سے اس رفیق کے فائدہ کے لئے تجارت کرتا۔ آیا وہ زکوٰۃ تنہا ایک رفیق کو جو ایک قبیل دار ہے، درست ہے یا نہیں۔

الجواب :- یہ تو شرعاً درست ہے کہ کسی صاحب حاجت غیر مالک نصاب صاحب عیال کو زیادہ رقم زکوٰۃ کی دیدیوے لیکن یہ ضروری ہے کہ وہ رقم اس شخص کو دیدی جائے اور اس کو مالک کر دیا جائے۔ پھر چاہے وہ تجارت میں لگا دے یا خرچ کرے۔ پس یہ صورت جو سوال میں درج ہے کہ صاحب نصاب خود ہی اس رفیق کے لئے رقم زکوٰۃ کو تجارت میں لگا دیوے درست نہیں ہے اور اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی بلکہ صورت جواز یہ ہے کہ پہلے وہ رقم زکوٰۃ اس رفیق کو دیدی جاوے پھر چاہے وہ رفیق اپنی طرف سے تجارت میں لگانے کے لئے اس کو دیدیوے جس نے زکوٰۃ دی ہے[1]۔ فقط

---

[1] مصرف الزکوٰۃ الخ هو فقير هو من له ادنى شئ اى دون نصاب الخ ويشترط ان يصرف تمليكا الخ اعطاء فقير نصابا او اكثر الا اذا كان المدفوع اليه مديونا او كان صاحب عيال بحيث لو فرقه عليهم لا يخص كلا او لا يفضل بعد دينه نصاب فلا يكره فتح۔

(الدر المختار علی ہامش رد المختار باب المصرف ص ۹۶ / ج ۲ ظفیر)

جائیداد مانع اخذ زکوٰۃ نہیں اگر اس سے اخراجات پورے نہیں ہوتے

سوال (۱۵۷۵) ایک شخص کی جائیداد قربت کے اعتبار سے نصاب زکوٰۃ سے بہت زیادہ ہے مثلاً سو دو سو روپے منافع کی ہے لیکن سال بھر میں منافع خرچ ہو کر کچھ نہیں بچتا بلکہ حوائج ضروری بمشکل پورے ہوتے ہیں تو ایسے شخص کو زکوٰۃ لینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- شامی میں ہے سئل محمد رحمہ اللہ عمن لہ ارض یزرعہا او حانوت یستغلہا او دار غلتہا ثلثۃ آلاف ولا تکفی لنفقتہ و نفقۃ عیالہ سنۃ یحل لہ اخذ الزکوٰۃ[1] الخ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اس شخص کو زکوٰۃ لینا درست ہے۔

جس طالب علم کے پاس دو سو روپے ہوں امیر ہے یا نہیں اور وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۵۷۶) ایک طالب علم مسافر ہے جس کے پاس مبلغ دو سو روپے نقد اس کے مملوکہ اس کے گھر میں ہیں۔ مکان مسکونہ ذاتی نہیں، یعنی اپنی ملک نہیں۔ مبالغ مذکورہ پر قدرت نامہ ہے جس وقت اور جہاں چاہے منگا سکتا ہے ایسی حالت میں مبالغ مذکورہ پر زکوٰۃ ہے یا نہیں اور ایسے طالب علم کو زکوٰۃ لینا اور اپنے مصارف میں لانا جائز ہے یا نہیں۔ نیز مسجد میں جو کھانا آتا ہے وہ کھانا اور مسجد کے تیل سے مطالعہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- درمختار باب المصرف میں ہے وابن السبیل وھو کل من لہ مال لا معہ[2] الخ پس طالب علم مسافر مذکور کو اس روایت کے موافق زکوٰۃ لینا درست ہے مگر ایسے شخص کو زکوٰۃ لینا اور صدقہ کا کھانا اور تیل وغیرہ لینا اچھا نہیں بلکہ بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ ایسا شخص قرض لے کر اپنی کارروائی کرے اور اپنے روپے میں سے ادا کر دیوے

---

[1] ردالمحتار باب المصرف ص ۹۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر [2] الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب المصرف ص ۸۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

کما فی الشامی۔ یو دلی لہ ان یستقرض ان قدر ولا یلزمہ ذلک[1] الخ شامی۔ اور زکوٰۃ اس روپے کی اس کے ذمہ بعد ملنے روپے مذکورہ کے سنین ماضیہ کی بھی لازم ہوگی[2] فقط

غیر مسلم کے قبضہ سے مساجد کی واگذاری کے لئے زکوٰۃ کے روپے خرچ نہیں کر سکتے

سوال (۴۷۷) ہمارے شہر میں چند مساجد اور مقابر غیر مسلم کے قبضہ میں آگئے ہیں اور ان میں نہایت بے ادبی ہوتی ہے آیا ان کو چھوڑانے میں زکوٰۃ کا روپیہ کام آسکتا ہے یا نہ۔

الجواب:۔ زکوٰۃ کے روپے سے یہ کام نہیں ہوسکتا کیونکہ زکوٰۃ کے ادا ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ کسی محتاج یا چند محتاجوں اور مساکین کو بلا معاوضہ اس روپے کا مالک بنادیا جاوے[3]۔ فقط

محتاج اقرباء دوسری بستی میں ہوں تو کیا کرے

سوال (۴۷۸) زید کے اقرباء واحباب محتاج ہیں مگر دوسری بستی میں ہیں تو زید کو زکوٰۃ ان کو دینی چاہئے یا اپنی بستی کے محتاجوں کو یا مدارس اسلامیہ کے طلبہ کو دے۔ غرض کہ کس کو دینا زیادہ بہتر ہے۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے کہ دوسری بستی کی طرف زکوٰۃ کو منتقل کرنا مکروہ ہے، مگر جب کہ دوسری بستی میں اس کے اہل قرابت ہوں یا زیادہ محتاج ہوں الخ پس اہل قرابت کا خیال مقدم ہے اگرچہ وہ دوسری بستی میں ہوں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے، لا یقبل اللہ صدقۃ من رجل ولہ قرابۃ محتاجون الی صلتہ[4]۔ الحدیث الحاصل اپنے شہر کے محتاجوں کو بھی دیوے اور اپنے اہل قرابت کو دیوے، اگرچہ وہ دوسری بستی میں ہوں، اور مدارس کے طلبہ کو بھی دیوے اگرچہ وہ دوسری بستی میں ہوں۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۹۴ ج ۲ [2] ولو کان الدین علی مقر الخ فوصل الی ملکہ لزم زکوٰۃ ما مضی (ایضاً کتاب الزکوٰۃ ص ۱۲ ج ۲) ظفیر

[3] ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (ایضاً باب المصرف ص ۸۵ ج ۲) ظفیر۔

[4] رد المحتار باب المصرف ص ۹۳ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔

غرض یہ ہے کہ سب کا خیال رکھے اور اگر گنجائش زکوٰۃ کے روپے پیسے میں ہے تو حتی الوسع ہر ایک صاحب حاجت اور اہل قرابت کو دیوے اور اگر گنجائش کم ہے تو اہل قرابت کو مقدم کرے پھر دوسرے محتاجوں اور طلبہ کا خیال کرے[1]۔ فقط

علماء صاحب نصاب جو اپنا مال بیوی کی ملک کر دیں انھیں زکوٰۃ لینا درست ہے یا نہیں

سوال (۴۶۹) جو اہل تعلیم و تعلم میں مشاغل ہوں اور صاحب نصاب ہوں ان کو اخذ زکوٰۃ جائز ہے یا نہیں، اگر وہ اپنا مال زوجہ کی ملک کر دے تو اس حیلہ سے اخذ زکوٰۃ جائز ہے یا نہ۔

الجواب:- جو مولوی صاحب نصاب ہوں ان کو زکوٰۃ لینا منع ہے اور حیلہ مذکورہ کر کے ان کو زکوٰۃ لینا ظاہر فتویٰ کی رو سے جائز ہو جاوے گا[2]۔ فقط لیکن یہ فعل نہایت برا اور قابل مواخذہ ہے۔ (ظفیر)

فدیہ کی رقم نیک کام میں لگانا کیسا ہے

سوال (۴۷۰) متوفی کے ذمہ تیس سال کے روزے قضاء تھے، اس کے وارث فدیہ ادا کرنا چاہتے ہیں، فی روزہ مقدار غلہ کی کس قدر ہے کیا ایک وقت میں تمام غلہ یا اس کی قیمت ایک شخص کو دینا یا کسی نیک کام میں صرف کرنا مثل تیاری مسجد یا موسم سرما میں غرباء کو جاڑے اول بنا دینا جائز ہے یا نہ۔

الجواب:- ایک روزہ کا فدیہ انگریزی تول سے پونے دو سیر گندم

---

[1] وکرہ نقلها الا الی قرابته بل فی الظهیریة لا تقبل صدقة الرجل وقرابته محاویج حتی یبدأ بهم فیسد حاجتهم او الی احوج او اصلح او اورع او انفع للمسلمين (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ص ۹۳ ج ۲) ظفیر

[2] ولا الی غنی یملك قدر نصاب فارغ عن حاجته الاصلية من ای مال كان۔

(الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ص ۸۵ ج ۲) ظفیر

یا اس کی قیمت ہے[1]۔ مثلاً اگر نو سیر ایک روپے کے گندم فروخت ہوتے ہیں تو قریب ۲؍ کے ایک روزہ کا فدیہ ہوا۔ پس ایک سال کے تیس روزوں کا فدیہ صہ ہوئے اور چھ سال کے روزوں کا فدیہ ہیے ہوئے[2]۔ یہ رقم فقراء اور مساکین کو تقسیم کردی جاوے، ایک شخص کو دینا ضروری نہیں ہے اور ایک وقت میں بھی دینا ضروری نہیں ہے۔ اور تعمیر مسجد وغیرہ میں صرف کرنا درست نہیں ہے اور یہ جائز نہیں ہے کہ موسم سرما میں اس رقم سے لحاف بنا کر یا کمبل خرید کر فقراء کو تقسیم کردیئے جاویں۔ فقط۔

زکوٰۃ کی رقم جلسہ تبلیغ پر خرچ کرنا کیسا ہے

سوال (۴۸۱) اکبرآباد ضلع بجنور میں ۴۰-۵۰ کس خاکروب آباد ہیں اور ملحقات میں ہنود آباد ہیں۔ ہنود نے تقریباً پانچ ہزار چار جمع کرکے جلسہ کیا، ان لوگوں کو عام طور سے مسلمانوں سے علیٰحدگی کی تبلیغ دی کہ مسلمانوں سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہ رکھا جاوے۔ اس کے خلاف میرا ارادہ یہ ہے کہ اکبرآباد میں جلسہ کرکے چند مقرروں کو بلایا جاوے اور آگرہ وغیرہ میں چار مقرروں کو بلایا جاوے اور ہنود سے علیٰحدہ رہنے کی دعوت دی جاوے اور اکبرآباد کے خاکروبوں کو مسلمان ہونے کی دعوت دی جاوے لیکن اکبرآباد میں اس جلسہ کے اخراجات کے واسطے روپیہ نہیں ہے، اگر شرعاً اجازت ہو تو پیشگی زکوٰۃ کی مد سے روپیہ فراہم کرکے جلسہ میں خرچ کیا جاوے

---

[1] ولو ماتوا بعد زوال العذر وجبت الوصية الخ وفدى لزوماً عنه اى عن الميت وليه الذى يتصرف فى ماله كالفطرة قدراً بعد ايصائه من الثلث (درمختار) هى مثل الفطرة من حيث الجنس وجواز اداء القيمة (رد المحتار) فصل فى العوارض لعدم الصوم ص۱۶۱ و ص۱۶۲ ج۲) نصف صاع الخ من بر او دقيقه او سويقه او زبيب او صاع تمر او شعير الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الفطرة ص۱۰۳ ج۲)

[2] یہ حساب اور بھاؤ ۱۳۴۳ھ کا ہے، اب غلہ بہت گراں ہوچکا ہے اس لئے قیمت بہت بڑھ جائے گی۔ کسی واقف سے حساب کرالیا جائے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

الجواب: - زکوٰۃ میں یہ شرط ہے کہ تملیک فقراء ہو یعنی محتاجوں کو اس کا مالک بنا دیا جاوے اور اگر تملیک فقراء نہ ہوگی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی[1] پس اگر سوائے زکوٰۃ کے اور کوئی صورت چندہ کی نہیں ہے تو زکوٰۃ کے روپے کو اس کام میں خرچ کرنے کی جواز کی یہ صورت ہے کہ رقم زکوٰۃ کا مالک اول کسی ایسے شخص کو بنا دیا جاوے کہ وہ مالک نصاب نہ ہو، پھر وہ اپنی طرف سے جلسہ مذکورہ کے مصارف میں صرف کر دے تو اس صورت میں زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ بھی ادا ہو جاوے گی اور جلسہ کے مصارف کا بھی انتظام ہو جائے گا اور اس کی تشریح زبانی کسی واقف سے کر لیں وہ اس صورت تملیک کو پوری طرح سمجھا دیں گے[2] فقط

فدیہ کا تعمیر مسجد میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں

سوال (۴۸۲) ایک شخص بہت مالدار مرا اس کے ذمہ بہت سی نمازیں اور روزے تھے اور مرتے وقت وصیت وغیرہ کچھ نہیں کی اب اس کے ورثاء بالغین خاص اپنے ذاتی مال میں سے اس کے روزہ نماز کا حساب لگا کر پورا فدیہ ادا کرتے ہیں تو کیا اس صدقہ کی رقم کا تعمیر مساجد میں لگا دینا جائز ہوگا یا نہیں۔

الجواب: - یہ تو ظاہر ہے اور مسلم ہے کہ فدیہ صیام وصلوٰت بصورت ترک مال و وصیت ادا کرنا ورثہ پر لازم اور واجب ہے اور اس حالت میں یہ صدقات واجبہ میں سے ہے کہ مصرف اس کا وہی ہے جو کہ مصرف زکوٰۃ ہے اور تملیک فقراء وغیرہم اس میں مثل زکوٰۃ کے شرط ہے۔ کما فی الشامی فی باب مصرف الزکوٰۃ وھو مصرف

---

[1] ویشترط ان یکون الصرف تملیکا الخ ولا یصرف فی بناء نحو مسجد الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص۸۵ ج۲) ظفیر۔

[2] وحیلۃ التکفین ان یتصدق بہا علی فقیر ثم ہو یکفن فیکون الثواب لہما وکذا فی تعمیر المسجد (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص۱۱ ج۲) ظفیر

ایضًا الصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبۃ کما فی القہستانی۔[1] اور جس صورت میں کہ میت نے مال نہ چھوڑا ہو، یا مال چھوڑا ہو مگر وصیت نہ کی ہو تو اس کی نسبت فقہاء یہ لکھتے ہیں کہ ورثہ اگر تبرعاً فدیہ اس کی نمازوں اور روزوں کا ادا کریں تو اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہے تو وہ بھی میت کی نمازوں اور روزوں کا فدیہ ہو جاوے گا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ کافی ہو جاوے گا۔ تو فقہاء رحمہم اللہ نے تبرعاً فدیہ ادا کرنے کے بارے میں یجزیہ انشاء اللہ تعالیٰ فرمایا ہے۔[2] اس لئے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شرائط فدیہ واجب کی ہیں وہی اس میں ملحوظ رکھنی چاہیے مثلاً مقدار فدیہ کی وہی ہوگی جو کہ بصورت وصیت ہوگی۔ اسی طرح اس کا مصرف وہی ہونا چاہئے جس طرح فدیہ واجبہ کا ہے اور تملیک یا اباحت بھی اسی طرح ہونی چاہئے جس طرح فدیہ واجبہ میں ہے جیسا کہ شامی جلد اول باب قضاء الفوائت فدیہ کے بیان میں ہے ثم اعلم انہ اذا اوصی لفدیۃ الصوم یحکم بالجواز قطعًا لانہ منصوص علیہ واما اذا لم یوص فتطوع بہا الوارث فقد قال محمدؒ فی الزیادات انہ یجزیہ انشاء اللہ تعالیٰ فعلق الاجزاء بالمشیۃ لعدم النص الخ[3] اس سے معلوم ہوا کہ فدیہ کی حیثیات کا اس تبرع میں لحاظ کرنا چاہئے۔ البتہ اگر فدیہ صیام و صلوات کا ادا کرنا ورثہ کو مقصود نہیں ہے صرف ثواب خیرات پہنچانا ہے تو اس صورت میں مسجد وغیرہ کے مصارف خیر کی تعمیر وغیرہ میں جو کچھ صرف کریگا اور اس عمل خیر اور صدقہ کا میت کو پہنچا دے گا، وہ ثواب میت کو پہنچے گا، مگر فدیہ صیام و صلوات کے ادا ہو جانے اور میت کے سبکدوش ہو جانے کی ان فرائض سے امید نہ رکھنی چاہئے۔ فقط۔

---

[1] رد المحتار باب المصرف ص ۷۹ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب قضاء الفوائت ص ۶۹۶ ج ۱۔ ظفیر۔ [3] ایضاً ص ۶۹۲ ج ۱۔ ظفیر۔

خیرات فدیہ میں محسوب ہوگا یا نہیں

سوال (۴۸۳) ایک عورت نے بیماری کی حالت میں اپنے شوہر کو وصیت کی کہ میری نماز اور روزہ قضا شدہ کا فدیہ میرے مرنے کے بعد ادا کرنا، اس وصیت کے بعد وہ فوت ہوگئی۔ اس کے خاوند نے دفن کرنے سے پہلے کچھ نقدہ اور کپڑا وغیرہ خیرات کیا مگر بوجہ لاعلمی کے اس نے فدیہ کی نیت نہیں کی، علاوہ اس کے آٹھ سات یوم تک اپنی حیثیت کے موافق صدقہ خیرات کرتا رہا۔ یہ صدقہ اور خیرات فدیہ میں محسوب ہوگا یا نہ۔

الجواب:۔ وصیت کرنے کی صورت میں اور مال متروکہ چھوڑنے کی صورت میں ادائے فدیہ نماز و روزہ بذمہ ورثہ واجب ہوجاتا ہے اور فدیہ واجبہ کا حکم مثل زکوٰۃ کے ہے کہ نیت اور تملیک فقراء وغیرہ احکام زکوٰۃ اس پر مترتب ہوتے ہیں۔ پس جبکہ شوہر نے اس خیرات اور صدقہ میں جو اس نے یوم وفات میں یا اس کے بعد کیا، نیت ادائے فدیہ کی نہیں کی لہذا ادائے فدیہ اس کے ذمہ واجب رہا۔ جس قدر مقدار فدیہ معلوم ہوئی ہے اس کو بہ نیت فدیہ فقراء کو تقسیم کرے، اور جو کچھ بلا نیت فدیہ خیرات کر چکا وہ اس میں محسوب نہ ہوگا۔ ھکذا فی الدر المختار والشامی وغیرھما[1]۔

سرکاری شفاخانہ میں زکوٰۃ کا روپیہ بذریعہ حیلہ دینا درست ہے یا نہیں

سوال (۴۸۴) اگر گورنمنٹ کی امداد سے کوئی شفاخانہ کھولا جاوے، اس میں زکوٰۃ کا روپیہ حیلہ کرکے دینا جائز ہے یا نہیں۔

مسلم شفاخانہ میں زکوٰۃ کا روپیہ لگانا کیسا ہے

سوال (۴۸۵) اور اگر کوئی شفاخانہ خاص

---

[1] مصرف الزکوٰۃ الخ وھو مصرف ایضا لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر وغیر ذالک من الصدقات الواجبات الخ ویشترط ان یکون الصرف تملیکا الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص۷۹ ج۲۔ ظفیر

مسلمان مساکین کے لئے کھولا جاوے تو ایسے شفاخانہ میں زکوٰۃ کا روپیہ حیلہ کر کے دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اصل یہ ہے کہ زکوٰۃ کے ادا ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ جس شخص غریب کی ملک کی جاوے وہ سید نہ ہو، درمختار میں ہے تملیك جزء مال عینه الشارع من مسلم فقیر غیر ہاشمی ولا مولاہ انتہی[1] ملخصا۔ اور چونکہ زکوٰۃ میں تملیک فقیر مسلم شرط ہے اس لئے تجہیز و تکفین میت یا تعمیر مسجد و مدرسہ وغیرہ میں اس کا صرف کرنا درست نہیں ہے اور اس کے جواز کا حیلہ فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ اول زر زکوٰۃ کسی فقیر کی ملک کر دی جائے پھر اس سے کہا جاوے کہ وہ اپنی طرف سے مواقع مذکورہ میں و امثالہا میں صرف کر دے۔ درمختار کتاب الزکوٰۃ میں ہے وحیلة التکفین بها التصدق علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما وکذا فی تعمیر المسجد وتمامه فی حیل الاشباه الخ[2] پس اس حیلہ مذکورہ سے ہر دو صورت مسئولہ فی السوال میں زکوٰۃ کا روپیہ خرچ ہو سکتا ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی صورت اس کی یہ ہے کہ اول وہ رقم زکوٰۃ کسی ایسے محتاج مسلمان کی ملک کر دیجائے جو کہ مصرف زکوٰۃ ہو۔ پھر اس سے کہا جاوے کہ وہ اپنی طرف سے شفاخانہ مذکورہ میں دیدیوے کیونکہ اب وہ زکوٰۃ کا روپیہ نہیں رہا بلکہ زکوٰۃ مالک کی اس محتاج شخص کو دینے سے ادا ہوگئی اور وہ مالک اس کا ہوگیا۔ اب اس کو اختیار ہے کہ وہ جس موقعہ پر چاہے اس کو صرف کرے۔ فقط۔

| زکوٰۃ کے روپے سے حج کرانا کیسا ہے | **سوال (۲۸۶۲)** زکوٰۃ کے روپے سے لوگوں کو حج کرانا کیسا ہے۔

---

[1] یشترط ان یکون الصرف تملیکا (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب المصرف ص ۸۵ ج ۲) ۱۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المختار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶ ج ۲ ۔ ۱۲ ظفیر۔

زکوٰۃ کے روپے سے قرآن خرید کر امیر و غریب میں تقسیم کرنا

سوال (۱۰۳[illegible]/۲) زکوٰۃ کے روپے سے قرآن خرید کر امیروں اور غریبوں اور لڑکوں کو تقسیم کرنا کیسا ہے۔

زکوٰۃ کے روپے سے باؤلی بنانا درست ہے یا نہیں

سوال (۱۰۳[illegible]/۲) زکوٰۃ کے روپے سے باؤلی بنانا درست ہے یا نہیں۔

ایک آدمی کو کتنی زکوٰۃ دی جائے

سوال (۱۰۳[illegible]/۴) ایک آدمی کو کتنی زکوٰۃ دینی چاہئے

الجواب:۔ (۱) اگر حج کرنے والے کو وہ روپیہ ملک کر دیا جائے کہ وہ اپنا حج کرے یا جس خرچ میں چاہے لا دے تو یہ درست ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے[1]۔

(۲) قرآن شریف زکوٰۃ کے روپے سے خرید کر اگر غریب لڑکوں یا بڑوں کو تقسیم کر دیئے جاویں تو یہ جائز ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔ اور جو قرآن شریف امیروں کو دیا اس کی قیمت کے موافق زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، وہ پھر دینی ہوگی[2]۔

(۳) زکوٰۃ کے روپے سے ایسا کام کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ وہ زکوٰۃ کے ادا ہونے کی یہ شرط ہے کہ غرباء کو اس کا مالک بنا دیا جاوے، مسجد یا مدرسہ اس سے بنانا یا چاہ و باؤلی وغیرہ میں صرف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی اس کو پھر زکوٰۃ دینی لازم ہے[3]۔

---

[1] وکرہ اعطاء فقیر نصابا او اکثر الا اذا کان المدفوع الیہ مدیونا او کان صاحب عیال بحیث لو فرقہ علیہم لا یخص کلا او لا یفضل بعد دینہ نصاب فلا یکرہ فتح (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۹۳ ج ۲) اس سے معلوم ہوا کہ ایک شخص کو اتنی رقم زکوٰۃ سے حج کے لئے دینا مکروہ ہے، گو وہ فقیر مالک ہونے کے بعد اس سے حج کرے تو جائز ہوگا مگر زکوٰۃ کے روپے سے حج کرنا کرانا مصارف زکوٰۃ کے منشاء کے سراسر خلاف ہے جس سے اجتناب ضروری ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

[2] مصرف الزکوٰۃ ... ہو فقیر ... و مسکین ... ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (ایضاً ص ۸۴ ج ۲) ظفیر۔

[3] ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحۃ کما مر لا یصرف الی بناء نحو مسجد و لا الی کفن میت وقضاء دینہ (در مختار) نحو مسجد کبناء القناطر والسقایات واصلاح الطرقات وکری الانہار والحج والجہاد وکل ما لا تملیک فیہ زیلعی (رد المحتار باب المصرف ص ۸۵ ج ۲) ظفیر

(۴) ایک آدمی محتاج کو نصاب سے کم زکوٰۃ دینی چاہئے، نصاب کی قدر دینا مکروہ ہے، لیکن اگر وہ مقروض ہو تو نصاب یا نصاب سے زیادہ دینا بھی درست ہے۔ فقط۔

زکوٰۃ سے مدرس، مؤذن وغیرہ کو مشاہرہ دینا درست ہے یا نہیں

سوال (۴۹۰) مال زکوٰۃ سے مدرسین مدرسہ یا مؤذن و امام کو مشاہرہ دینا درست ہے یا نہیں۔ چونکہ یہ لوگ دین کی خدمت انجام دیتے ہیں ان کی امداد زکوٰۃ سے ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اور امام صاحب نے تملیک کی شرط کیوں لگائی ہے۔ انما الصدقات للفقراء الخ میں لام منفعت کے لئے بھی ہو سکتا ہے، اس کو تملیک پر محمول کرنے کا کیا منشار ہے، اس بارہ میں کوئی صریح حدیث ہے یا نہ۔

الجواب: زکوٰۃ میں تملیک فقراء وغیرہم شرط ہے جیسا کہ آیت انما الصدقات للفقراء الآیۃ سے مستفاد ہے کیونکہ اول تو صدقہ کا لفظ ہی تملیک فقیر کو چاہتا ہے اور پھر لام تملیک اس کی صریح دلیل ہے، اور نفع کے لئے کہنا بھی اس کے منافی نہیں ہے کیونکہ نفع تام بن تملیک کے مملک لہ کو ہو سکتا ہے اور حدیث تؤخذ من اغنیائھم وترد الی فقرائھم[۲] بھی اس کی دلیل ہے، کیونکہ "تؤخذ" سے خروج عن ملک الاغنیاء ثابت ہے اور ترد الی فقرائھم ملک فقراء کو مقتضی ہے۔ بہر حال جب کہ زکوٰۃ میں تملیک فقراء ضروری ہوئی اور صدقہ کا لفظ اس کو چاہتا ہے کہ بلا کسی معاوضہ کے ہو، ورنہ صدقہ نہ رہے گا تو ملازمین و مدرسین کی تنخواہ میں دینا زکوٰۃ کا جائز نہ ہوا اور ایسے مصارف میں صرف کرنے کے لئے حیلہ تملیک ضروری ہے ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ چنانچہ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں ولا یبنی بھا مسجد ولا یکفن بھا

---

[۱] وکرہ اعطاء فقیر نصابا او اکثر الا اذا کان المدفوع الیہ مدیونا او کان صاحب عیال الخ لا یکرہ (ایضاً ص ۹۳ ج ۲) ظفیر۔

[۲] رد المحتار باب المصرف ص ۹۳ ج ۲۔ ظفیر

میت لانعدام التملیک وھو الرکن[1]۔ فتح القدیر میں ہے قولہ لانعدام التملیک وھو الرکن، فان اللہ تعالیٰ سماھا صدقۃ وحقیقۃ الصدقۃ تملیک المال من الفقیر الخ فتح۔ ولا یبنی نحو المساجد ومکانہ الخ لفقدان التملیک الخ[2] دیکھئے صاحب ہدایہ جگہ جگہ عدم تملیک کو علت عدم جواز قرار دیتے ہیں۔ فقط۔

زکوٰۃ سے مبلغین کو وظائف دینا کیسا ہے

سوال (۴۹۱) زکوٰۃ سے مبلغین انجمن تبلیغ و طلباء کو وظائف دینا جائز ہے یا نہ۔

الجواب:۔ طلباء و مساکین کو وظیفہ دینا زکوٰۃ سے جائز ہے[3] اور مبلغین کی تنخواہ دینے میں حیلہ تملیک ضروری ہے (بغیر حیلہ دینا درست نہیں ہے، کیونکہ زکوٰۃ کے لئے تملیک شرط ہے۔ ظفیر)

امام کو اجرت میں عشر دینا درست نہیں

سوال (۴۹۲) امام کو اجرت میں عشر کا دینا جائز ہے یا نہیں اور ناجائز کہنے والے کو جو شخص معتزلہ کہے اس کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ مصرف عشر کا وہی ہے جو مصرف زکوٰۃ کا ہے جیسا کہ شامی باب مصرف زکوٰۃ میں لکھا ہے وھو مصرف ایضاً لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر وغیر ذالک من الصدقات الواجبۃ[4] الخ پس جیسا کہ زکوٰۃ کو اجرت امامت میں دینا ناجائز ہے، اسی طرح عشر و صدقہ فطر بھی اجرت امامت میں دینا ناجائز ہے اور اس صورت میں عشر و صدقہ فطر وغیرہ صدقات واجبہ ادا نہ ہوں گے اور عدم جواز کے

[1] ہدایہ باب من یجوز دفع الصدقات الیہ ص ۲۰۶ ج ۱ ظفیر [2] فتح القدیر باب من یجوز دفع الصدقات الیہ ص ۲۰۳ ج ۲ ظفیر [3] مصرف الزکوٰۃ الخ ھو فقیر الخ ومسکین الخ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب المصرف ص ۵۹ ج ۲ ظفیر) [4] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب المصرف ص ۵۹ ج ۲ ظفیر۔

قائلین تمام فقہاء عظام ہیں، پس کافر و معتزلہ کہنے والا قائلین عدم جواز کا سخت خاطی اور فاسق وظالم ہے اور قول اس کا غلط اور باطل ہے۔ فقط۔

جائداد کے باوجود گذارہ نہ ہوتو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے یا نہیں

سوال (۴۹۳) نابالغان کے پاس کافی جائداد ہے، لیکن نابالغ ہونے کی وجہ سے گذارہ نہیں چلتا ان کو زکوٰۃ دینا یا انکا قرضہ ادا کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- ان نابالغوں کا گذارہ جب کہ ان کی جائداد کی آمدنی سے نہیں ہوتا تو ان کو زکوٰۃ کا روپیہ دینا درست ہے، کما نقل عن محمدؒ، کذا فی الشامی[1]، اور ان کا قرض اس طرح ادا کرنا جائز ہے کہ اول زکوٰۃ کا روپیہ ان یتیموں کی ملک کر دیا جاوے، پھر وہ اپنے قرض میں دیدیں یا ان سے کہہ کر خود ان سے وہ روپیہ لے کر ان کا قرض ادا کر دیا جاوے۔ فقط۔

کافروں کو زکوٰۃ دینا درست نہیں-

سوال (۴۹۴) زکوٰۃ کا دینا کافروں کو درست ہے یا نہیں اور آیۂ کریمہ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ الآیۃ سے کیا مراد ہے۔

الجواب:- زکوٰۃ کی تعریف درمختار وغیرہ میں یہ کی ہے تملیک جزء مال عینہ الشارع من مسلم فقیر[2] الخ اس کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ شریعت میں اس کو کہتے ہیں کہ اپنے مال کا ایک حصہ معینہ جو کہ شارع علیہ السلام نے معین فرمایا ہے مثلاً چالیسواں حصہ مسلمان محتاج کو دیا جاوے اور اس کو مالک بنا دیا جاوے، پس معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کے ادا کے لئے یہ شرط لازمی ہے کہ مسلمانوں کو دی جاوے جو کہ مصرف زکوٰۃ

---

[1] سئل محمد عمن له أرض يزرعها أو حانوت يستغلها أو دار غلتها ثلاثة آلاف ولا تكفي لنفقته ونفقة عياله سنة يحل له أخذ الزكوٰة وإن كانت قيمتها تبلغ ألوفاً وعليه الفتوى (رد المحتار باب المصرف ج۲ ص۶۳ ظفیر) [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص۳ ج۲ و ص۴ ج۲ ۱۲ ظفیر

ہوں، اور آیۂ کریمہ انما الصدقٰت للفقراء والمساکین[1] الآیۃ میں فقراء و مساکین سے مراد مسلمان فقراء و مساکین ہیں، باجماع امت۔ البتہ نفلی صدقہ ذمیوں یعنی کافروں کو دیا جاسکتا ہے، ایسا ہی لکھا ہے درمختار میں[2] وجاز دفع غیرها وغیر العشر والخراج الیه ای الذمی، یعنی زکوٰۃ وعشر وخراج سوائے دوسرے صدقات ذمی (کافر) کو دینا درست ہے۔ فقط۔

زکوٰۃ غیر ممالک میں بھیجنا کیسا ہے

سوال (۴۹۵) کیا زکوٰۃ کا روپیہ غیر ممالک اسلامی میں بھی بھیجا جاسکتا ہے اور غیر ممالک کے مسلمانوں کی امداد میں صرف ہوسکتا ہے۔

زکوٰۃ سے اپنی طرف سے حج کرانا کیسا ہے

سوال (۴۹۶) کیا زکوٰۃ کے روپے سے حج کرایا جاسکتا ہے، اگر کرایا جاسکتا ہے تو کیا اپنے عزیز و اقارب کو بھی کرا سکتے ہیں۔

الجواب:- (۱) زکوٰۃ کا روپیہ غیر ممالک اسلامیہ کے مسلمانوں محتاجوں کو دینا بھی درست ہے لیکن شرط یہ ہے جن کو دیا جاوے وہ مالک نصاب نہ ہوں اور ان کو مالک بنا دیا جاوے اور اولیٰ یہ ہے کہ اپنے ملک بلکہ اپنے شہر کے غرباء فقراء کو تقسیم کیا جاوے[3]۔

(۲) زکوٰۃ کے روپے سے اپنا حج کرانا درست نہیں ہے۔ البتہ یہ جائز ہے کہ

---

[1] سورہ توبہ رکوع ۸

[2] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب المصرف ص ۹۳ ج ۲۔ اس سے پہلے یہ عبارت ہے: ولا تدفع الی ذمی لحدیث معاذ ایضاً۔ ظفیر۔

[3] وکرہ نقلها الا الی قرابته او الی احوج او اصلح او اورع او انفع للمسلمین (درمختار) قوله کره نقلها ای من بلد الی بلد آخر لان فیه رعایة حق الجوار فکان اولی زیلعی والمتبادر منه ان الکراهة تنزیهیة تامل فلو نقلها جاز لان المصرف مطلق الفقراء (ردالمحتار باب المصرف ص ۹۳ ج ۲) ظفیر۔

کسی فقیر کو زکوٰۃ کے روپے کا مالک بنا یا جاوے..... پھر خواہ وہ اپنا خرچ کرے یا دیگر مصارف میں صرف کرے اس کو اختیار ہے. غرض یہ ہے کہ زکوٰۃ کے روپے میں مالک بنا دینا محتاج کو شرط ہے بدون اس کے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی[1] (اگر اسی کے ساتھ یہ بھی معلوم رہے کہ ایک شخص کو اتنی رقم دینا کراہت سے خالی نہیں۔ ظفیر)

قیمت چرم قربانی میں تملیک

سوال (۴۹۷) مدرسہ کے مہتمم چرم قربانی اپنی جانب سے فروخت کر کے داخل تحویل مدرسہ کر دیتا ہے کیا اس میں تملیک شرط ہے اور بلا تملیک مثل دیگر مدات کے وہ صرف کر سکتا ہے یا نہ۔

بلا تملیک خرچ کر دے تو کیا حکم ہے

سوال (۴۹۸) اگر مہتمم مدرسہ نے بلا تملیک اس قیمت چرم کو صرف کر دیا تو قربانی کنندہ کو دوبارہ چرم قربانی کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہوگا۔

الجواب:- (۱) و (۲) مہتمم مدرسہ کو چاہئے کہ چرم قربانی کے فروخت کرنے کے بعد ان کی قیمت کی تملیک مثل زکوٰۃ کے کر کے مدرسہ کے جس مصرف میں چاہے صرف کرے اگر مہتمم مدرسہ نے اس قیمت کو بلا حیلہ تملیک ایسے مصرف میں صرف کیا جو مصرف قیمت چرم قربانی و زکوٰۃ نہیں ہے، مثلاً ملازمین و مدرسین کی تنخواہ میں دیدیا تو قربانی کنندہ کو اس قیمت کی قدر صدقہ کرنا واجب ہوگا۔ اور اگر طلبہ کے مصرف میں صرف کیا تو قربانی ادا ہوگئی دوبارہ اس قیمت کا صدقہ کرنا مالک پر واجب نہ ہوگا[2]۔ فقط

زکوٰۃ کے روپے سے مدرسہ کے لئے مکان خریدنا جائز نہیں...

سوال (۴۹۹) زید و عمرو وغیرہ کی طرف سے ایک مدرسہ اسلامیہ جاری ہے، اب ان کی حالت

---

[1] ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة لا یجوز الی بناء نحو مسجد (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۸۵ ج ۲) ظفیر

[2] دیکھئے رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶ ج ۲ ظفیر ۱۲

ایسی ہوگئی ہے کہ وہ مدرسہ کا خرچ نہیں اٹھاسکتے اور زکوٰۃ کے روپے سے مکان خرید کر اسکی آمدنی سے تنخواہ مدرسین وغیرہم کی دینا چاہتے ہیں، یہ صورت جائز ہے یا نہ۔

الجواب: - زکوٰۃ کے روپے سے مکان خریدنا بغرض مذکور شرعاً جائز نہیں ہے، اس میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی لیکن فقہاء نے اس قسم کے امور کے جواز کی یہ صورت لکھی ہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ اول کسی ایسے شخص کی ملک کر دیا جاوے جو کہ مصرف زکوٰۃ ہو یعنی وہ شخص مالک نصاب نہ ہو، پھر وہ شخص اس روپے کو اپنی ملک اور قبضہ میں لے کر غرض مذکورہ میں صرف کرے[1]۔ فقط۔

شوہر کی اولاد کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں

سوال (۵۰۰) ہندہ اپنے شوہر کی اولاد کو جو اسکی پہلی بیوی سے ہے، زکوٰۃ دے سکتی ہے یا نہیں۔

جس کے پاس زیادہ مکان ہو وہ مصرف زکوٰۃ ہے

سوال (۵۰۱) کسی کے پاس علاوہ رہنے کے دوسرا مکان ہے جس کی قیمت نصاب سے زیادہ ہے تو وہ مصرف زکوٰۃ ہے یا نہیں اور اس پر قربانی واجب ہے یا نہیں۔

الجواب: - (۱) دے سکتی ہے[2]۔

(۲) اگر اس کے پاس علاوہ مکان کے اور مال بقدر نصاب نہیں ہے اور کرایہ کی آمدنی اس کے پاس بقدر نصاب جمع نہیں ہے اور وہ حاجتمند ہے اور وہ دوسرا مکان تجارت کے لئے نہیں ہے تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اور اس پر قربانی واجب نہیں ہے[3]۔ فقط۔

---

[1] وحیلۃ التکفین التصدق بہا علی فقیر ثم ہو یکفن فیکون الثواب لہما وکذا فی تعمیر المسجد (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۶۳ ج ۲) ظفیر۔

[2] ولا الی من بینہما ولاد (در مختار) قید بالولاد لجوازہ لبقیۃ الاقارب (رد المحتار باب المصرف ص ۸۶ ج ۲) ظفیر۔

[3] وفیہا سئل محمد عمن لہ ارض یزرعہا او حانوت یستغلہا او دار غلتہا ثلاثۃ آلاف ولا تکفی لنفقتہ ونفقۃ عیالہ سنۃ یحل لہ اخذ الزکوٰۃ وان کانت قیمتہا تبلغ الوفا وعلیہ الفتوی (رد المحتار باب المصرف ص ۸۸ ج ۲) ظفیر۔

ملک نصاب مطلقاً مانع اخذ زکوٰۃ ہے یا نہیں | سوال (۱۰۲۱ ۵) ملک نصاب مطلقاً مانع اخذ زکوٰۃ مفروضہ ہے یا نہیں اور جو شخص عالم غنی کے لئے زکوٰۃ لینا جائز کہتا ہے یعنی نصاب کو مطلقاً مانع نہیں کہتا اس کا قول صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:- مطلق ملک نصاب مانع اخذ زکوٰۃ مفروضہ نہیں۔ عامل ساعی اور عاشر کے لئے اخذ زکوٰۃ کو جائز رکھا گیا ہے اگرچہ وہ غنی بھی ہوں۔ اسی طرح طالب علم کے لئے فقہاء کی عبارت میں اخذ زکوٰۃ کا جواز پایا جاتا ہے، کما فی الدر المختار وبهذا التعليل يقوى ما نسب للواقعات من ان طالب العلم يجوز له اخذ الزكوٰة ولو غنياً اذا فرغ نفسه لافادة العلم واستفادته لعجزه عن الكسب والحاجة داعية الى ما لابد منه كذا ذكره المصنف الخ درمختار باب المصرف۔[1] یعنی جو شخص علم شرعی کے پڑھنے میں اپنے آپ کو کسب و پیشہ سے فارغ رکھ کر علوم شرعیہ کے حاصل کرنے میں یا دوسروں کو اس سے مستفید کرنے میں مشغول ہے، اس شخص کو اخذ زکوٰۃ جائز ہے اگرچہ وہ صاحب نصاب بھی کیوں نہ ہو، رہا یہ کہ عالم غنی جس کے کمانے کے ذرائع موجود ہوں اس کے لئے زکوٰۃ کے اخذ کا جواز عبارات فقہاء سے نہیں نکلتا بلکہ طالب علم کے حق میں بشرائط مذکورہ بالا اجازت دیدی گئی ہے، اور علامہ شامی نے طالب علم غنی صاحب نصاب کے لئے بھی اخذ زکوٰۃ کی حرمت کو راجح فرمایا ہے اور اس جزئیہ واقعات کو ضعیف اور غیر معتمد قرار دیا ہے حيث قال وهذا الفرع مخالف لاطلاقهم الحرمة في الغني ولم يعتمده احد[2] قلت وهو كذلك والاوجه تقييده بالفقير ويكون طلب العلم مرخصا لجواز سواله من الزكوٰة وغيرها وان كان قادراً على الكسب اذ بدونه لا يحل له السوال الخ۔ فقط

---

[1] الدر المختار على هامش رد المحتار باب المصرف ص۸۴ ج۲ ۱۲ ظفیر [2] رد المحتار باب المصرف ص۸۴ ج۲ ۱۲ ظفیر

بیوی اور خاوند کو زکوٰۃ دی جائے یا نہیں | **سوال** (۳۰۵) خاوند بیوی کو یا بیوی خاوند کو زکوٰۃ دے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: جائز نہیں ہے[1]۔ فقط

مسافر کا قرض زکوٰۃ سے ادا کیا جائے یا نہیں | **سوال** (۳۰۶) میں اہل نصاب مالدار ہوں میرے مال کی زکوٰۃ کا روپیہ میرے وطن میں موجود ہے۔ کیا اس روپے سے کسی ایسے شخص کا قرض ادا ہو سکتا ہے جو عالم ہو، شریف ہو، مسافر ہو، بال بچہ دار ہو مقروض ہو۔

الجواب: اگر وہ عالم مسافر مالک نصاب نہیں ہے بلکہ مقروض ہے اور سید نہیں ہے تو اس کو زکوٰۃ دینا اور اسقدر روپیہ زکوٰۃ کا دینا جس سے اس کا قرض ادا ہو جاوے درست ہے کما قال اللہ تعالیٰ انما الصدقٰت للفقراء والمساکین۔ الآیۃ[2]۔ فقط

زکوٰۃ حیلہ کے ذریعہ مدرسہ خرچ کرنا کیسا ہے | **سوال** (۳۰۷) زید نے اس نیت سے زکوٰۃ و صدقات کا روپیہ جمع کیا کہ حیلہ تملیک کر کے یتیموں پر اور مدرسہ اسلامیہ کے معلموں کی تنخواہ میں صرف کریں گے، یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: حیلہ تملیک کے بعد زکوٰۃ و صدقات واجبہ کا مدرسہ کے ملازمین

---

[1] ولا الی من بینهما ولاد ولا الی زوجته ولو مبانة وقالا هی تدفع لزوجها۔ (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب المصرف ص ۶۳ ج ۲) ولا یدفع المزکی زکوٰة ماله الی ابیه الخ ولا الی امرأته للاشتراک فی المنافع عادة ولا تدفع المرأة الی زوجها عند ابی حنیفة لما ذکرنا وقالا تدفع الیه لقوله علیه السلام لک اجران اجر الصدقة واجر الصلة قاله لامرأة ابن مسعود وقد سألته عن التصدق علیه قلنا هو محمول علی النافلة (هدایه باب من یجوز دفع الصدقات الیه ص ۱۸۹ ج ۱) ظفیر۔

[2] سورۂ توبہ رکوع ۸۔

و معلمین کی تنخواہ میں صرف کرنا درست ہے[1]۔ فقط۔

فی سبیل اللہ میں کون لوگ داخل ہیں | **سوال (۵۰۶)** آیۂ کریمہ انما الصدقٰت للفقراء الآیۃ میں فی سبیل اللہ میں کون کون سے مصارف داخل ہیں، عملہ و دفتر انجمن ہائے تبلیغ و حفاظت اسلام کی تنخواہ اور صرف تحریک و سفر وغیرہ اس میں داخل ہیں یا نہیں۔

الجواب: در مختار میں ہے: وفی سبیل اللہ وھو منقطع الغزاۃ وقیل الحاج وقیل طلبۃ العلم وفسرہ فی البدائع بجمیع القرب[2] الخ حاصل یہ ہے کہ فی سبیل اللہ میں بیشک باتفاق تفسیر صاحب البدائع کے یہ مصارف خیر داخل ہیں لیکن جو شرط ادائے زکوٰۃ کی ہے وہ سب جگہ ملحوظ رکھنا ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ بلا معاوضہ تملیک محتاج کی ہونی ضروری ہے اس لئے حیلہ تملیک اول کر لینا چاہئے تاکہ تملیک کے بعد تبلیغ وغیرہ کے ملازمین کی تنخواہ وغیرہ میں صرف کرنا اس کا درست ہو جاوے۔ فقط

مالک نصاب بیوہ عورت کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں | **سوال (۵۰۷)** ایک عورت بیوہ کے پاس مال زکوٰۃ دینے کے لائق ہے، اس کے کئی چھوٹے بچے ہیں۔ ان کو زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: جو عورت مالک نصاب ہے اس کو اور اس کے نابالغ بچوں کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے، اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے انما الصدقٰت للفقراء والمساکین[3] الآیۃ۔ فقط۔

---

[1] وحیلۃ التکفین بھا التصدق علی فقیر ثم ھو یکفن فیکون الثواب لھما وکذا فی تعمیر المساجد الخ (الدر المختار علی ہامش رد المختار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۶ ج ۲) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب المصرف ص ۸۳ ج ۲ ظفیر۔ [3] سورۂ توبہ رکوع ۸۔

ولا الی غنی یملک قدر نصاب فارغ عن حاجتہ الاصلیۃ من ای مال کان (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب المصرف ص ۸۹ ج ۲) ظفیر

مصرف اراضی ہو وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۵۰۸/۱) جس کے پاس اراضی ہو اور نقد روپیہ نہ ہو اس کو زکوٰۃ لینا جائز ہے یا نہیں۔

مسافر زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۵۰۹/۲) اگر مسافر اپنے وطن سے روپیہ منگا سکے تب بھی زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- (۱) اگر گذر کے موافق جائیداد و زمین نہ ہو تو اس کو زکوٰۃ و صدقہ لینا درست ہے[1]۔

(۲) مسافر کو زکوٰۃ لینا درست ہے جب کہ اس کے پاس مال بقدر نصاب نہ ہو اگرچہ اس کے مکان پر ہو[2]۔ فقط۔

کسی مدرسہ کے نام سے زکوٰۃ وصول کرلایا وہ مدرسہ قائم نہ ہوا تو کیا کرے

سوال (۵۱۰) کسی نے زکوٰۃ، فطرہ، قربانی کا روپیہ وصول کیا تھا کہ فلاں جگہ مدرسہ قائم کروں گا، وہ مدرسہ کسی سبب سے قائم نہیں ہوا تو دوسرے مدرسہ میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہ، اگر بالکل خرچ نہ کرے تو عند اللہ ماخوذ ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- زکوٰۃ کو اس کے مصرف میں صرف کردینا چاہئے، اگر ایک مصرف میں کسی وجہ سے صرف نہیں ہوسکا تو دوسرے میں صرف کردے جس کا بہترین مصرف طلبۂ علم دین ہیں، اگر یہ شخص اس کو اس کے مصرف میں صرف نہیں کرے گا تو عند اللہ ماخوذ ہوگا، اس کو اس کے خرچ کرنے کا کوئی حق نہیں[3]۔ فقط۔

---

[1] سئل محمد عمن له أرض يزرعها أو حانوت يستغلها أو دار غلتها ثلاث آلاف ولا تكفي لنفقته ونفقة عياله سنة يحل له أخذ الزكاة وإن كانت قيمتها تبلغ ألوفا (رد المحتار باب المصرف ص ۸۳ ج ۲) ظفیر۔

[2] ابن السبيل وهو كل من له مال لا معه الخ يصرف المزكي إلى كلهم أو إلى بعضهم (در مختار) قوله ابن السبيل هو المسافر سمي به للزومه الطريق (رد المحتار باب المصرف ص ۸۴ ج ۲) ظفیر۔

[3] ولا يجوز دفع الزكاة إلى من يملك نصابا من أي مال كان (عالمگیری ص ۱۸۹ ج ۱) وهو كل من يدفع [illegible] لفقير وزوجته والنفس [illegible] (الدر المختار على هامش رد المحتار [illegible] ج ۲ ص ۲۲) ظفیر۔

بے نمازی کی زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۵۱۱) بے نمازیوں کو مال زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں انجمن نعمانیہ ہند لاہور کے ماہواری رسالہ میں لکھا ہے کہ بے نمازی خواہ کتنا ہی مسکین ہو اس کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی، دوبارہ ادا کرنی واجب ہوگی۔

الجواب:- بے نمازی محتاج کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے کیونکہ عند الحنفیہ ترک نماز سے مسلمان کافر نہیں ہوتا، البتہ ترک نماز فسق اور گناہ کبیرہ ہے، مگر کفر نہیں ہے، لہٰذا تارک نماز کو جب کہ وہ محتاج ہو زکوٰۃ دینا درست ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے اور اکثر ائمہ کا یہی مذہب ہے کہ تارک نماز کافر نہیں ہے[1]۔

غیر مقلدوں کا عقیدہ ہے کہ تارک نماز کافر ہو جاتا ہے اور جمہور اہل سنت کے نزدیک وہ حدیث ماوّل ہے جس میں ترک نماز پر کفر کا اطلاق آیا ہے۔ فقط

زکوٰۃ کا استعمال افطار صوم میں درست ہے یا نہیں

سوال (۵۱۲) استعمال زکوٰۃ برائے افطار صوم جائز است یا نہ۔

الجواب:- اگر بطور اباحت باشد چنانچہ دستور عام ہمان است جائز نیست کذا فی الدر المختار تحت قولہ تملیک خرج الاباحۃ فلو اطعم یتیماً ناویاً الزکوٰۃ لا تجزیہ الا اذا دفع الیہ المطعوم کما لو کساہ بشرط ان یعقل القبض[2]۔ واگر مقدار واجب را از جنس مطعوم و مشروب بایں طور ادا کند کہ فقراء و مساکین را بوقت افطار بطور تملیک میدہد آنہا تعقل قبض ہم داشتہ باشند اندریں صورت زکوٰۃ ادا تواند شد و مراد از تعقل قبض آنکہ آں چناں طفل خرد سال نہ باشد کہ تعقل قبض ندارد۔ کما مر من الدر المختار فقط

---

[1] فتارك الصلوٰۃ عمداً كسلاً يضرب ضرباً شديداً حتى يسيل منه الدم ولا يقتل بمجرد ترك الصلوٰۃ والصوم مع الاقرار بفرضيتها الا اذا جحد افتراض الصلوٰۃ او الصوم لانكاره ما كان معلوماً من الدين بالضرورة (مراقی الفلاح على هامش الطحطاوی قبيل باب الوتر ص ۲۴۴) ظفير

[2] الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوٰۃ ص ۳ ج ۲۔ ۱۲ ظفير

زیورات کی زکوٰۃ عورتیں کہاں سے نکالیں

سوال (۵۱۳) زیورات چونکہ عورتوں کی ذاتی ملکیت ہوتے ہیں، اس کی زکوٰۃ کا باران کے مردوں پر کیوں ڈالا جاتا ہے، اور اگر عورت خود ادا کرے تو کیسے، کیونکہ اس کے پاس سوائے زیورات کے اور کچھ نہیں ہے۔

الجواب: - جو زیور زوجہ کا مملوکہ و مقبوضہ ہے اور بقدر نصاب ہے اس کی زکوٰۃ اس عورت کے ذمہ ہی واجب ہے اگر اس کا شوہر تبرعاً اس کی طرف سے دیدے یا عورت اس سے لے کر دیدے یا جو خرچ اس کا شوہر اس کو دیتا ہے اس میں سے ادا کر دے تو یہ جائز ہے اور اگر کچھ بھی نہ ہو سکے تو پھر اس عورت کو اسی زیور میں سے زکوٰۃ دینی پڑے گی[1]۔ فقط۔

اسلامیہ اسکول میں زکوٰۃ دینی جائز ہے یا نہیں

سوال (۵۱۴) انجمن امدادی اسلامیہ اسکول کالکا نے ایک زنانہ مدرسہ واسطے تعلیم نسواں تیار کیا ہے جس کی وجہ سے انجمن ہٰذا مبلغ آٹھ سو روپے کی قرضدار ہے، ظاہراً ادائیگی کی کوئی صورت نہیں، زکوٰۃ و صدقۂ فطر اس قرضہ کی ادائیگی میں صرف ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: - رقم زکوٰۃ و صدقۂ فطر بعد حیلہ تملیک کے اس قرضہ کی ادائیگی میں صرف ہو سکتی ہے اور حیلہ تملیک درمختار میں یہ لکھا ہے کہ اول وہ رقم زکوٰۃ وغیرہ ایسے شخص کی ملک کر دی جائے جو مالک نصاب نہ ہو پھر وہ شخص اپنی طرف سے مدرسہ مذکورہ میں دیدے کہ اس رقم سے قرض ادا کیا جائے اور دیگر ضروریات مدرسہ میں صرف کی جاوے[2]۔ فقط

---

[1] نصاب الذهب عشرون مثقالاً والفضة مائتا درهم الخ والمعتبر وزنهما اداءً ووجوباً لا قيمتهما واللازم في مضروب كل منهما ومعموله ولو تبراً او حلياً مطلقاً الخ عشر ربع (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوٰة ص ۳۴ و ص ۴۲ ج ۲) ظفير۔ [2] وحيلة التكفين التصدق على فقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما وكذا في تعمير المسجد الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الزكوٰة ص ۱۶ ج ۲) ظفير

زکوٰۃ غیر مستحق کو دینا درست نہیں

سوال (۵۱۵) زکوٰۃ اور چرم قربانی و صدقۂ فطر کا روپیہ برادری کے چودھری اگر جبراً وصول کر کے غیر مستحقین کو دیدیں تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جائز نہیں[1]۔ فقط

مالدار پیشہ ور فقراء کو زکوٰۃ کی رقم دینا درست نہیں ہے

سوال (۵۱۶) ہمارے یہاں مساکین فقراء ایسے نہیں جو صدقہ فطر لینے کے قابل ہوں، چونکہ آجکل فقراء مالداروں سے بدرجہا بہتر ہیں اور خاص کر قصبہ ہذا کے فقیر صاحب نصاب ہیں؛ وان پر زکوٰۃ فرض ہے، اگر شرعاً یہی حکم ہو کہ ایسے فقراء کو زکوٰۃ وغیرہ دی جائے تو ہم کو کوئی عذر نہیں ہے، اور اگر ایسے فقراء کو دینا جائز نہیں تو مدرسہ اسلامیہ میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ایسے نام کے فقراء کو جو مالدار صاحب نصاب ہیں صدقۃ الفطر و زکوٰۃ و دیگر صدقات واجبہ نہ دینا چاہئے[1] بلکہ مدرسہ میں لے کر طلباء مساکین وغرباء پر صرف کرنا چاہئے اور اگر تملیک فقیر کے بعد مدرس کی تنخواہ میں دیا جاوے تو درست ہے، اور تملیک فقیر کی یہ صورت ہے کہ صدقۃ الفطر یا زکوٰۃ پہلے ایسے شخص کی ملک کر دی جائے جو کہ واقعی فقیر ہو اور مالک نصاب نہ ہو، پھر وہ اپنی طرف سے اس کو داخل مدرسہ کر دے۔ فقط۔

وکیل خود زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۵۱۷) زید نے عمرو کو وکیل بنایا کہ مبلغ دس روپے مستحقین زکوٰۃ کو میری طرف سے دیدو۔ اتفاقاً عمرو خود ہی فقیر ہو گیا، اور وکیل بنانے کے وقت وہ غنی تھا تو کیا عمرو اس حالت فقر میں وہ زکوٰۃ جو مؤکل نے مستحقین کے لئے دی تھی خود اپنے صرف میں لا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ وکیل کو مؤکل کی زکوٰۃ اپنے صرف میں لانا اور خود رکھ لینا جائز نہیں ہے مگر جب کہ اس نے یہ کہدیا ہو کہ جہاں چاہے صرف کر۔ کما فی الدر المختار وللوکیل ان یدفع

---

[1] قال اللہ تعالیٰ انما الصدقٰت للفقراء والمساکین الآیۃ مصرف الزکوٰۃ الخ ہو فقیر وہو من لہ ادنیٰ شئ ای دون نصاب الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۹۱ ج ۲) ظفیر۔

وقولہ الفقیر ونحوہ حقہ لانہ الاذاقال ربما تعطی حیث شئت [1] الخ پس اگر یہی وکیل فقیر ہوگیا اور موکل نے یہ کہا تھا کہ جس جگہ چاہے صرف کرلو تو وہ خود رکھ سکتا ہے۔ فقط۔

بذریعہ حیلہ زکوٰۃ کے روپے سے قبرستان کے لئے زمین خریدنا کیسا ہے

سوال (۱۰۱۸) ایک شخص زکوٰۃ کے روپے سے قبرستان کے لئے زمین خرید کر وقف کرنا چاہتا ہے اس طور پر کہ زکوٰۃ کا مال کسی محتاج کو دیا جائے اور وہ زمین خرید کر قبرستان کے لئے وقف کردے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں، اگر ادا ہوگی تو ثواب صرف محتاج کو ہوگا یا زکوٰۃ دہندہ کو بھی

الجواب: اس طریق سے زکوٰۃ ادا ہوجاوے گی۔ اول کسی محتاج کو وہ روپیہ زکوٰۃ کا دیدیا جاوے اور اس کو مالک بنادیا جاوے، پھر اس کو یہ مشورہ دیا جاوے کہ وہ اس روپے سے زمین خرید کر برائے قبرستان وقف کردے تو یہ صورت جائز ہے لیکن بعد مالک ہونے کے اس کو اختیار ہے کہ وہ ایسا کرے یا نہ کرے۔ اور اگر وہ ایسا کرے تو ثواب دونوں کو ہوگا [2]۔ فقط

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ ص ۱۴/۲ و ص ۱۵/۲ ۱۲ ظفیر۔

[2] وحیلة التکفین بها التصدق علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما وکذا فی تعمیر المسجد وتمامه فی حیل الاشباه (در مختار) قوله ثم هو یکفن ای الفقیر یکفن وظاهره انه لا یخالف امره لانه مقتضی صحة التملیک. قوله فیکون الثواب لهما ای ثواب الزکوٰۃ للمزکی وثواب التکفین للفقیر وقد یقال ان ثواب التکفین یثبت للمزکی ایضا لان الدال علی الخیر کفاعله واختلف الثواب کما وکیفا لا تلف واخرج السیوطی فی الجامع الصغیر لو مرت الصدقة علی یدی مائة لکان لهم من الاجر مثل اجر المبتدی من غیر ان ینقص من اجره شئ (رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۲/۲) ظفیر۔

عقیقہ کے چرم کی قیمت اپنے مصرف میں لاسکتا ہے یا نہیں

سوال (۵۱۹) پوست عقیقہ فروخت کرکے قیمت اپنے مصرف میں لاسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- نہیں لاسکتے[1]۔ فقط۔

جو اپنے مفلس قرابت دار کو زکوٰۃ نہ دے

سوال (۵۲۰) جو لوگ خویش مفلس کو چھوڑکر دوسروں کو زکوٰۃ دیتے ہیں ان کا یہ عمل کیسا ہے۔

الجواب:- مقدم وہ لوگ ہیں جو خویش و اقارب غریب مفلس ہیں ان کے بعد دوسرے شہر کے غرباء و فقراء ہیں۔ تھوڑا تھوڑا جس جس کو ہوسکے دیدے، کچھ اقرباء محتاجوں کو دے اور کچھ دوسرے غرباء کو دے، الحاصل زکوٰۃ ہر ایک غریب مفلس کو دینے سے ادا ہو جاتی ہے۔ لیکن اقارب غرباء کو دینے میں ثواب زیادہ ہے[2]۔ فقط۔

---

[1] اس لئے کہ بیچنے کے بعد اس کی قیمت واجب التصدق ہوتی ہے جس طرح قربانی کے جانور کی کھال کی قیمت واجب التصدق ہے۔ ویتصدق بجلدها او یعمل منه نحو غربال وجراب الخ اویبدله بما ینتفع به باقیاً کما مرلا بمستهلك كخل ولحم ونحوه كدراهم فان بیع اللحم او الجلد به ای بمستهلك او بدراهم تصدق بثمنه (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الاضحیة ص۲۸۷ ج۵) ظفیر۔

[2] وکذا النقلها الی قرابته بل فی الظهیریة لا تقبل صدقة الرجل وقرابته محاویج حتی یبدأ بهم فیسد حاجتهم (در مختار) عن ابی هریرة مرفوعا الی النبی صلی الله علیه وسلم انه قال یا امة محمد والذی بعثنی بالحق لا یقبل صدقة من رجل وله قرابة محتاجون الی صلته ویصرفها الی غیرهم والذی نفسی بیده لا ینظر الله الیه یوم القیامة والمراد بعدم القبول عدم الاثابة علیها وان سقط بها الفرض لان المقصود منها سد خلة المحتاج وفی القریب جمع بین الصلة والصدقة۔

ردالمحتار باب المصرف ص۹۳ ج۲ و ص۹۴ ج۲ ظفیر

اہل نصاب کے بچوں کو زکوٰۃ سے وظیفہ دینا جائز ہے یا نہیں

سوال (۵۲۱) اہل نصاب کے بچوں کو زکوٰۃ کی مد سے وظیفہ دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: غنی صاحب نصاب کے بچوں کو زکوٰۃ کی رقم سے وظیفہ دینا جائز نہیں ہے[1]۔ فقط۔

بھائی کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں

سوال (۵۲۲) اپنے چھوٹے بھائی کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں اور بعد بلوغ بھی نادار ہے، وہ خود کمانے کے لائق نہ ہو زکوٰۃ کی رقم بدستور اس پر صرف کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: بھائی نادار کو جو کہ مالک نصاب نہ ہو زکوٰۃ دینا جائز ہے مگر زکوٰۃ میں مالک بنانا ضروری ہے۔ لہٰذا جو کچھ بمد زکوٰۃ اپنے بھائی کے کام میں لگایا جائے اس کا اس کو مالک کر دیا جائے، مثلاً کبھی کچھ نقد روپیہ بہ نیت زکوٰۃ اس کو دیدیا جائے اور کبھی کپڑا خرید کر اس کو دیدیا، اسی طرح دوسری اشیاء خوردنی وغیرہ میں کیا جاوے اور بالغ ہونے کے بعد بھی جب تک وہ نادار ہے رقم زکوٰۃ اس کو دینا درست ہے[2]۔ فقط

محتاج بالغ شاگرد کو زکوٰۃ دیکر تنخواہ میں سے لینا کیسا ہے

سوال (۵۲۳) ایک مالدار نے اپنے لڑکے کی تنخواہ معلم کو دی اور کچھ باقی ہے وہ معلم کو نہیں دیتا ہے اور دیتا ہے تو بہت تاخیر کر کے، اس حالت میں معلم لڑکے مذکور بالغ محتاج کو زکوٰۃ کا روپیہ دیکر اپنی تنخواہ میں لے سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: اگر وہ لڑکا شاگرد بالغ و محتاج ہے تو معلم اس کو زکوٰۃ دے سکتا ہے، پھر وہ لڑکا اگر چاہے معلم کو اس کی تنخواہ میں دیدیوے مگر معلم جبر نہیں کر سکتا ہے

---

[1] ولا یجوز دفعها الی ولد الغنی الصغیر کذا فی التبیین (عالمگیری مصری باب المصارف ص ۱۷۲ ج ۱ ظفیر)

[2] ولا الی من بینهما ولاد (درمختار) قید بالولاد لجوازه لبقیة الاقارب کالاخوة والاعمام والاخوال الفقراء بل هم اولی لانه صلة وصدقة (ردالمحتار باب المصرف ص ۸۹ ج ۲) ظفیر

وہ لڑکا دیوے یا نہ دیوے، اگر نہ دیوے تو معلم کو لینا درست ہے[1]۔ فقط

حیلے کے ذریعہ مدرسہ کو زکوٰۃ کے روپے دینا سوال (۵۲۴) ایک مدرسہ اسلامیہ قصبہ ہٰذا میں کھولا گیا ہے، تنخواہ معلمین کی چندہ سے دی جاتی ہے، قصبہ بہت چھوٹا ہے۔ یہاں کے مسلمان متمول نہیں ہیں، مدرسہ کا قیام مشکل ہے، ایسے مدرسہ میں واسطے دینے تنخواہ معلمین کے زکوٰۃ سے اگر مالدار لوگ اگر کچھ رقم دیدیں تو جائز ہے یا نہیں۔ اگر کسی ایک شخص کو اس کام کے واسطے مقرر کیا جاوے جو مال زکوٰۃ کا لے کر مدرسہ میں دیوے، اول تو وہ مال شرعًا اس کا ہو جاوے گا پھر وہ مدرسہ میں دیوے یا نہیں، اور چند آدمی اگر ایک شخص کو مال زکوٰۃ دیدیں تو وہ صاحب نصاب ہو جاوے گا۔ غرض یہ ہے کہ زکوٰۃ میں جو تملیک شرط ہے وہ زکوٰۃ مدرسہ میں دینے کی وجہ سے اٹھ سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب :۔ زکوٰۃ میں جو تملیک فقراء وغیرہم ضروری ہے یہ شرط کسی وقت اور کسی طرح ساقط نہیں ہو سکتی[2]، مدارس کے طلباء غرباء کو البتہ زکوٰۃ دینا درست ہے اور معلمین و ملازمین مدرسہ کی تنخواہ میں دینا درست نہیں ہے لیکن ایسے مواقع کے لئے یہ حیلہ جواز کا ہے کہ مال زکوٰۃ اول کسی ایسے شخص کی ملک کر دیا جاوے جو مالک نصاب نہ ہو، پھر وہ اپنی طرف سے مدرسین و ملازمین کی تنخواہ میں دیدے یا مہتمم مدرسہ کو اس غرض کے لئے دیدیوے[3]، اور ایک شخص کو اگر اتنا مال زکوٰۃ کا دیا گیا کہ وہ صاحب نصاب ہو گیا تو پھر اس کو زکوٰۃ لینا درست نہیں ہے

---

[1] وحیلة التکفین ان یتصدق بها علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما وکذا فی تعمیر المسجد (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۴ ج ۲) ظفیر

[2] ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة ولا یصرف الی بناء نحو مسجد والی کفن میت (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۸۵ ج ۲) ظفیر۔

[3] وحیلة التکفین ان یتصدق بها علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب لهما وکذا فی تعمیر المسجد (ایضاً کتاب الزکوٰۃ ص ۱۴ ج ۲) ظفیر۔

لیکن جب وہ اس کو خرچ کر دے اور صاحب نصاب نہ رہے تو پھر اس کو زکوٰۃ دینا اور اس کو زکوٰۃ لینا درست ہے۔ فقط

قربانی کی کھال سے دیگ وغیرہ خریدنا جائز نہیں | سوال (۵۲۵) ایک محلہ کے آدمیوں کا چرم قربانی باتفاق فروخت کر کے کوئی شئے خرید کرنا جس سے محلہ والوں کو نفع رہے، مثل دیگ یا فرش کے بنانا جائز ہے یا نہیں۔

مسجد کے لئے سائبان بنانا کیسا ہے | سوال (۵۲۶) جامع مسجد کے لئے سائبان جمعہ کے لئے بنانا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی چرم قربانی کے روپے سے۔

غسلخانہ میں لگانا کیسا ہے | سوال (۵۲۷) غسلخانہ یا سقاوہ میں چرم قربانی کا روپیہ لگانا جائز ہے یا نہیں؟۔

چرم قربانی اپنے استعمال میں | سوال (۵۲۸) قربانی کرنے والا چرم قربانی کو اگر اپنے خرچ میں لگا دے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- (۱) جائز نہیں ہے بلکہ بعد فروخت کرنے کے فقراء پر صدقہ کرے، قیمت چرم قربانی کا تصدق ضروری ہے۔

(۲) یہ بھی جائز نہیں ہے۔

(۳) یہ بھی درست نہیں ہے۔

(۴) چرم قربانی کو قبل از فروخت اپنے استعمال میں لا سکتا ہے اور استعمالی چیزیں بنا سکتا ہے مگر بعد فروخت کرنے کے قیمت اپنے صرف میں نہیں لا سکتا۔ فقط

قال فی الدر المختار فان بیع اللحم او الجلد به ای بمستهلك او بدراهم تصدق بثمنه (ص ۲۰۶ ج ۵ علی ہامش رد المحتار کتاب الاضحیۃ)

تنخواہ میں دینا | سوال (۵۲۹) مہتمم کو ملازمین کی تنخواہ میں دینا کیسا ہے۔

مدرسین کو لینا درست نہیں | سوال (۵۳۰) مدرسین کو باوجود علم اس امر کے کہ تنخواہ چرم قربانی سے

مہتمم دیتے ہیں تنخواہ لینی جائز ہے یا نہیں۔
شرائط مندرجہ بالا اور یہ سب امور درست ہیں یا نہیں؟ اور قربانی جائز ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب[1]:۔ مہتمم مدرسہ کو ملازمین کی تنخواہ قیمت چرم قربانی سے دینا بلا حیلہ تملیک ناجائز ہے۔

(۲) مدرسین کو باوجود علم کے لینا اس کا تنخواہ میں ناجائز ہے۔

ان رشتہ داروں میں کون مصرف زکوٰۃ ہیں | **سوال** (۵۳۱) حقیقی بہن، بھائی، چچا، بھتیجہ، نانا، نانی، خالہ و ماموں۔ ان میں کون مصرف زکوٰۃ ہے اور کون نہیں۔؟

مدیون کو معاف کر دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی | **سوال** (۵۳۲) کسی شخص کو بہ نیت اس کے قرض دیا گیا کہ اگر یہ دیدے گا تو لے لیا جاوے گا، ورنہ نہیں۔ تو ایسا شخص مقروض ہے یا نہیں۔ اور دہندہ اگر اس روپے کو بہ نیت زکوٰۃ معاف کر دے تو زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی یا نہیں؟

شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی | **سوال** (۵۳۳) مرد اپنی عورت کو یا عورت اپنے خاوند کو زکوٰۃ دے سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ (۱) نانی نانا نہیں، باقی سب مصرف ہیں۔

(۲) وہ شخص مقروض ضرور ہے اور زکوٰۃ اس طرح ادا نہ ہوگی ولو وهب دينه من فقير و نوى من زكوة دين اخر له على رجل اخر او نوى من زكوة عين له لم يجز كذا في الكافي عالمگیری ص ۱۶۹ ج ۱۔

(۳) نہیں۔ ولا الی من بینهما ولاد ولو مملوكا لفقير او بينهما زوجية درمختار علی هامش الشامی ص ۹۶ ج ۲۔

چرم عقیقہ کی قیمت سید کو دینا کیسا ہے | **سوال** ( ) چرم عقیقہ کو فروخت کر کے اس کی قیمت سید کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: چرم عقیقہ فروخت کرکے اس کی قیمت مسجد میں دینا جائز نہیں ہے۔[1] فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اطلاع ضروری نہیں

سوال (۵۳۴) شرکاء منجملہ نے گائے ذبح کرکے اپنا حصہ لے لیا اور چرم کو ایک شخص کے پاس چھوڑ دیا اور کچھ نہ کہا۔ اس نے اس چرم کو ایک طالب علم کو دیدیا اب ایک شریک نے یہ کہلا بھیجا کہ وہ چرم کسی کو دیدو۔ اب اس کا اس شریک کو یہ اطلاع دینا کہ وہ ایک طالب علم کو دیدیا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب: اس اطلاع کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ مقصد اس کا بہر حال پورا ہوگیا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

فطرہ کن لوگوں کا حق ہے

سوال (۵۳۵) صدقۂ فطر کن لوگوں کا حق ہے؟ بنی ہاشم کو بھی دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ بنی ہاشم، بنی ہاشم سے لے سکتے ہیں یا نہیں؟ دیگر مذاہب کے سائل کو دینے کا کیا حکم ہے؟

الجواب: صدقہ فطر محتاجوں کو دینا چاہئے، مسلمان ہو یا کافر ذمی مثلاً ہندو۔ بنی ہاشم کو صدقہ فطر دینا جائز نہیں ہے، نہ بنی ہاشم بنی ہاشم سے لے سکتا ہے۔ دیگر مذاہب کے سائل غیر حربی کو اس کا دینا درست وجائز ہے۔ فقط

فی الدر المختار وجاز دفع غیرها (زکوٰۃ) وغیر العشر والخراج الیہ ای الذمی ولو واجباً کنذر وفطرۃ خلافاً للثانی الخ وفی الشامی قولہ للثانی حیث قال

---

[1] فی الشامی ص ۲۲۶ واراد بعضهم (ای بعض شرکاء الاضحیۃ) العقیقۃ عن ولد ولد الی ان قال، فاذا قصد بها (ای العقیقۃ) الشکر واقامۃ السنۃ فقد اراد القربۃ الخ وفی جامع الرموز ص ۳۳۳ ولا بیع الجلد (ای جلد الاضحیۃ) الی قولہ یتصدق بثمنہ لان القربۃ انتقلت الیہ۔ چونکہ عقیقہ بھی قربت میں قربانی کے مثل ہے، اس لئے بعلت قربت قربانی کی کھال کی قیمت واجب التصدق ہے اس لئے علت کی بنا پر قیمت چرم عقیقہ بھی واجب التصدق ہے۔

إن دفع سائر الصدقات الواجبة اليه لا يجوز اعتبارا بالزكوٰة وصرح في الهداية وغيرها بان هذا رواية عن الثاني وظاهره ان قوله المشهور كقولهما. وايضاً في الشامي تحت قوله وبه يفتى قلت لكن كلام الهداية وغيرها يفيد ترجيح قولهما وعليه المتون (ردالمحتار ص ۹۰ ج ۲) ظفیر

قیمت چرم مسجد میں لگانا درست نہیں　سوال (۵۳۶) زید کہتا ہے کہ چرم قربانی مسجد میں لگانا چاہئے اور عمر کہتا ہے کہ چرم قربانی مؤذن کو یا کسی یتیم کو دینا چاہئے، یہاں پر ہمیشہ قربانی کا چمڑہ مؤذن کو دیا جاتا تھا، امسال بعض لوگوں نے اس کو فروخت کیا اور مسجد بنانے میں صرف کرنے کا خیال ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ وہ کس کا حق ہے؟

الجواب: - چرم قربانی مؤذن کو اس کی اجرت اذان وخدمت مسجد کے عوض میں دینا اور مسجد کی تعمیر وضروریات میں لگانا درست نہیں ہے بلکہ جب کھال کو فروخت کیا گیا تو اس کی قیمت کو صدقہ کرنا واجب ہوگیا اور اس کو انہی مصارف میں صرف کرنا ضروری ہوگیا جو صدقات واجبہ کے مصارف ہیں اور تملیک متحقق ہوجائے۔ پس مؤذن کو حق خدمت مسجد یا اجرت اذان کے طور پر دینا درست نہیں ہے۔ اگر وہ غریب آدمی ہو اور مالک نصاب نہ ہو تو اس کو بطور صدقہ دینا جائز ہے بشرطیکہ وہ سید نہ ہو۔

قال في الدر المختار لا يصرف الى بناء نحو المسجد الخ قال في الشامي قوله نحو مسجد كبناء القناطر والسقايات واصلاح الطرقات وكري الانهار. الى ان قال وكل مالا تمليك فيه (ص ۸۵ ج ۲ شامی باب مصرف)

پس صورت مسئولہ میں نہ قول زید کا درست ہے نہ عمر کا، البتہ اگر مسجد میں ضرورت ہے تو اس قیمت چرم قربانی کو کسی غریب کو جو سید نہ ہو دے کر اور مالک بنا کر پھر ضروریات مسجد میں صرف کر سکتے ہیں، بغیر اس طریق کے درست نہیں۔ کتبہ رشید احمد عفی عنہ، الجواب صحیح بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ (مساجد کی مرمت وتعمیر میں صرف کرنا ہو تو حیلہ تملیک کے بغیر صرف کرنا درست

نہیں ہے) ان الحیلۃ ان یتصدق علی الفقیر ثم یأمرہ بفعل ھذہ الاشیاء شامی ص۸۶ ج۲، وفی الدر المختار مصرف الزکوٰۃ والعشر قال الشامی ھو مصرف ایضاً لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبۃ شامی ص۹۰ ج۲، وفی الدر المختار فی باب الاضحیۃ فان بیع اللحم والجلد به ای بمستھلك او بدراھم تصدق بثمنه الخ۔ (جمیل الرحمن)

قربانی کی کھال بیچ کر مسکینوں کو کھانا دینا کیسا ہے

سوال (۵۲۷) قربانی کا چمڑہ اہل قربانی فروخت کر کے کھانا مسکینوں کو کھلا سکتا ہے یا کپڑا بنا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: کپڑا خرید کر مساکین کو دینا درست ہے اور کھانا کھلانا بھی درست ہے بشرطیکہ ان کو مالک اس کھانے کا کر دیا جاوے (ودلیله ما قال فی الدر المختار فان بیع اللحم او الجلد به ای بمستھلك او بدراھم تصدق بثمنه درمختار ص۲۸۷ ج۵ وایضاً قال فی الجلد الثانی اذا دفع الیه المطعوم کما لو کساہ بشرط ان یعقل القبض قال فی رد المحتار تحت قوله بشرط ان یعقل القبض لان التملیك فی التبرعات لا یحصل الا به فھو جزء من مفھومه)

طرابلس کے مصیبت زدوں کو چرم قربانی کی رقم بھیجنا کیسا ہے

سوال (۵۲۸) ملک طرابلس الغرب کے پس ماندگان و مصیبت زدگان یتیم وبیوہ عورتوں کو بطور امداد قیمت چرم قربانی وغیرہ بھیجنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: چونکہ قیمت چرم قربانی کی تملیک فقراء کو واجب ہے اس لئے بغیر حیلۂ شرعی اسکے ذمے سے بری نہیں ہو سکتا، یہاں کسی کو مالک کر دینا چاہئے وہ اپنی طرف سے وہاں بھیج دے گا تو بلا تردد درست ہو جائے گا، البتہ اگر وہ لوگ جن کے پاس روپیہ بھیجا جاتا ہے اس کو علیحدہ رکھ کر مصرف زکوٰۃ میں صرف کریں تو پھر یہاں سے کسی قسم کی تدبیر کی ضرورت نہیں ہے۔

چرم قربانی کی قیمت سے مسجد وعیدگاہ وغیرہ کی تعمیر درست نہیں

سوال (۳۹ھ) کیا فرماتے ہیں علماء کبار و فضلاء نامدار اس بارہ میں کہ قربانی کے جانوروں کی کھال کو بیچکر اسکے روپیے پیسے کو مسجد وعیدگاہ یا مدرسہ و اسکول وغیرہ امور خیر میں صرف کرنا اور اس سے مدرسوں اور ماسٹروں کو تنخواہ دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ برتقدیر عدم جواز حرام ہے یا مکروہ تحریمی یا تنزیہی؟ اور اس کا حکم مثل صدقات واجبہ کے ہے یا نہیں؟ اور جو شخص ایسا کام کرتا اور لوگوں کو اس کے لئے ترغیب دیتا ہے اس پر شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب :- قیمت چرم قربانی کو مدرسہ، اسکول وعیدگاہ و مسجد کی تعمیر وغیرہ میں صرف کرنا درست نہیں ہے اور مدرسین اور ماسٹروں کو اس سے تنخواہ دینا بھی جائز نہیں ہے، بلکہ حرام ہے، کیونکہ قیمت چرم قربانی واجب التصدق ہے اور تملیک فقیر اس میں بھی زکوٰۃ کی طرح ضروری ہے اور واجب کا ترک حرام ہوتا ہے۔ درمختار میں ہے فان بیع اللحم والجلد به ای بمستهلك او بدراہم تصدق بثمنه الخ درمختار کتاب الاضحیۃ[1] وفی باب المصرف منه ومن الشامی باب المصرف ای مصرف الزکوٰۃ والعشر الی قوله هو فقیر الخ قال الشامی قوله ای مصرف الزکوٰۃ والعشر الخ وهو مصرف ایضاً لصدقة الفطر والکفارۃ والنذر وغیر ذلك من الصدقات الواجبة کما فی القهستانی[2] پس معلوم ہوا کہ قیمت چرم قربانی و صدقہ فطر وغیرہ صدقات واجبہ کا حکم مثل زکوٰۃ کے ہے کہ تملیک فقیر اس میں ضروری ہے، جو شخص جائز کہتا ہے اور لوگوں کو اس کی ترغیب دیتا ہے وہ جاہل اور ناواقف ہے۔ فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن مفتی مدرسہ دارالعلوم دیوبند۔ ۱۸ / ذیقعدہ ۳۰ھ۔

ہلال احمر کو چندہ دینا کیسا ہے

سوال (۴۰ھ) حامداً و مصلیاً، سلطنت عثمانیہ دنیا میں مسلمانوں کی بڑی سلطنت ہے جو محافظ حرمین شریفین ہونے کی وجہ سے مسلمانانِ عالم کی

[1] ص ۲۸۷ ج ۵ طفیر [2] ص ۹۰ ج ۲ ظفیر

ہمدردی کی مستحق ہے۔ اس وقت اس سلطنت کو ایک سخت خونریز جنگ سے سابقہ پڑا ہوا ہے جس میں مجروحین اور شہیدوں کی مقدار زیادہ ہوگئی ہے۔ تمام مہذب سلطنتیں مجروحین کی مرہم پٹی اور شہیدوں کے پسماندہ یتیموں اور بیوگان کی امداد کے لئے خیراتی چندہ دینا انسانی فرض خیال کرتی ہیں۔ مسلمانوں میں قسطنطنیہ سے لیکر ہندوستان کے چھوٹے بڑے شہروں تک میں جس جگہ بھی اس مقصد کے لئے جس قدر انجمنیں روپیہ جمع کررہی ہیں سب ہلال احمر کہلاتی ہیں۔ ہلال احمر قسطنطنیہ کے صدر حسین حلمی پاشا ہند کے تمام مسلمانوں سے ہلال احمر کے لئے چندہ مانگ رہے ہیں، ۲۸ اکتوبر کا تار جو انہوں نے کلکتہ دیا ہے اسکے بعض الفاظ یہ ہیں "ہم مسلمانان ہند کی گرم جوشانہ ہمدردی اور خیرخواہی کے مستحق ہیں اور اس طرح ہم کو اپنے کثیر التعداد زخمیوں کی راحت کے لئے مالی امداد کا کچھ کم یقین نہیں ہے۔ نمبان سلطنت عثمانیہ اور مسلمانان انگلستان　　ہم کو چار شفاخانوں کا ضروری سامان بھیج رہے ہیں۔ انجمن ہلال احمر کو امید ہے کہ ہندوستان کے مسلمان بھائی بھی ہسپتالوں کے اخراجات پورے کرنے میں شرکت کریں گے"۔

جنگ طرابلس کے شروع میں ہزایکسلنسی وائسرائے اس قسم کے چندوں کے لئے اپنی رضامندی ظاہر کرچکے ہیں اور بمبئی کے ۲۹ اکتوبر کے جلسہ میں پولیس کمشنر بمبئی جیسا ذمہ دار شخص اظہار ہمدردی کے لئے شریک ہوا اور تیس روپے چندہ دیا۔ ایسے حالات دیکھ کر مسلمانوں کو شرعی حکم سے مطلع کرنا ضروری سمجھتا ہوں، اس لئے تمام علماء سے عموماً اور علماء دیوبند سے خصوصاً امید ہے کہ مفصلہ ذیل سوالوں کا جواب مشرح اور صاف لکھدیں تاکہ تمام مسلمانوں کو اپنے فرض کے ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی جائے۔

(الف) ہلال احمر میں چندہ دینا ہر ایک مسلمان کے ذمہ کس درجہ ضروری ہے؟

(ب) زکوٰۃ و صدقات واجبہ اور چرم قربانی یا اس کی قیمت ہلال احمر کے لئے کس طرح دے سکتے ہیں۔؟

(ج) تمام مساکین یا محتاجوں یا علمی تحریکوں (قومی مدارس ہوں یا مذہبی) میں جہاں ابتک صدقات وغیرہ مختلف قسم کے چندے صرف کئے جاتے ہیں ہلال احمر کے مقابلہ میں زیادہ مستحق سمجھے جائیں گے یا نہیں ؟ -

الجواب:- (الف) ہلال احمر یعنی مجروحین اہل اسلام اور ان کی بیوگان اور یتیم بچوں کے لئے مسلمانوں کو چندہ دینا اور اپنا مال بھیجکر ان کی امداد کرنا فرض ہے' انکی امداد خواہ مال سے ہو یا زخمیوں کی مرہم پٹی اور ان کی کھانے پینے کی خبر گیری سے ہو' ضروری ہے۔ احادیث کثیرہ معتبرہ صریحہ اس کی بابت موجود ہیں۔ مشکوٰۃ شریف کتاب الجہاد میں ہے عن خریم بن فاتك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من انفق فى سبيل الله كتب له سبع مائة ضعف رواه الترمذى والنسائى وعن ابى امامة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الصدقات ظل فسطاط فى سبيل الله ومنحة خادم فى سبيل الله اوطروقة فحل فى سبيل الله. رواه الترمذى (وبالاختصار فى السند والمتن) من ارسل نفقة فى سبيل الله واقام فى بيته فله بكل درهم سبعمائة درهم الحديث. رواه ابن ماجة. مشکوٰۃ شریف کتاب الجہاد ص ۳۳۵ - خلاصہ روایات مذکورہ کا یہی ہے کہ جب دشمن مسلمانوں سے لڑنے کو مستعد ہوں' اور ان پر ظلم کرنا چاہیں تو سب صدقات میں افضل صدقہ یہ ہے کہ ان مسلمانوں کی مدد جس طرح ہو سکے فرض ہے' خواہ ان کو سایہ

عہ وتمامه عن على وابى الدرداء وابى هريرة وابى امامة وعبد الله بن عمرو وجابر بن عبد الله وعمران بن حصين رضى الله عنهم اجمعين كلهم يحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال من ارسل نفقة فى سبيل الله واقام فى بيته فله بكل درهم سبعمائة درهم ومن غزا فى سبيل الله وانفق فى وجهه ذالك فله بكل درهم سبعمائة الف درهم ثم تلاهذه الآية والله يضاعف لمن يشاء - رواه ابن ماجة

کے لئے خیمہ دیدے یا خدمت کرنے کو کوئی خادم بھیجدے، یا سواری کو اونٹنی دیدے۔ ایک درہم سے ان کی مدد اور ہمدردی کرے گا تو سات سو درہم کا ثواب ملیگا۔ فرض ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب تک ترکوں کے پاس ہلال احمر کے واسطے روپیہ کافی نہ ہوجائیگا اس وقت تک یہ فرضیت باقی رہے گی اور چلتی رہے گی، مثلاً مسلمانانِ ہند اگر روپیہ کافی جمع کردیں تو یہ فرضیت آگے کو نہ چلے گی، ورنہ اسی طرح شرقاً وغرباً یہ فرضیت تمام دنیا کے مسلمانوں پر عام ہوگی۔ اب ہندوستان کے مسلمان ..... یہ دیکھیں کہ ہلال احمر کو مالی امداد کی حاجت ہے یا نہیں؟ اگر حاجت نہیں ہے تو بھیجنا ہلال احمر کی مالی امداد فرض عین نہ ہوگی۔ اگر مالی امداد کریں گے تو حسب روایات سابقہ ثواب عظیم ہوگا اور نہ کرینگے تو گنہگار نہ ہوں گے اور اگر ہلال احمر کو مالی امداد کی حاجت ہے تو جس مسلمان کو یہ خبر پہنچے گی اس پر فرض عین ہوگا کہ ان کی اعانت مالی کرے اور سب مسلمانوں پر فرض ہوگا کہ حسب روایات سابقہ مال سے یا دعا سے جس طرح ممکن ہو ان کی اعانت کریں اور جو مسئلہ سے واقف ہیں وہ ناواقفوں کو اس حکم فرض عین سے مطلع کریں ورنہ گنہگار ہوں گے۔

(ب) زکوٰۃ اور صدقات واجبہ مثل صدقۂ فطر اور چرم قربانی وغیرہ ان سب کے لئے یہ ضروری ہے کہ کسی کو مالک بنا دیا جائے، اگر کسی ایسے صرف خیر میں صرف کئے جائیں گے جس میں تملیک نہ ہوئی ہو تو ادا نہ ہوں گے۔ مثلاً تعمیر مسجد یا خرید کتب فقہیہ برائے استعمال طلبہ۔ اس لئے اس کی سہل صورت یہ ہے کہ زکوٰۃ وصدقات مذکورہ کسی ایسے حاجتمند کو بطریق تملیک دیدیئے جائیں کہ وہ اپنی خوشی سے ان کو ہلال احمر کے چندے میں دیدے۔ - - - - - - - - - -

..... چنانچہ جملہ مدارس اسلامیہ میں ان صدقات وزکوٰۃ کو اسی صورت سے صرف کرتے ہیں اور اس ضرورت شدیدہ کی حالت میں یہی افضل ہے کہ زکوٰۃ وصدقات کو اس طریقہ سے

ہلال احمر کے چندہ میں دیا جائے ؛ یصرف الی کلھم او بعضھم تملیکا لا الی بناء مسجد وکفن میت وقضاء دینہ ، تنویر مع الدر عن الشامی ص۸۵ج۲۔

(ج) عام مساکین اور علمی سلسلے خواہ قومی ہوں یا مذہبی ان سب کے مقابلہ میں اور اس ضرورت شدیدہ کی حالت میں ہلال احمر بے شک زیادہ مستحق ہے جیسا کہ روایات حدیث وفقہ سے ظاہر ہوتا ہے، اس لئے مسلمانان ہند کو ضروری ہے کہ جب تک ضرورت موجودہ باقی رہے اس وقت تک صدقات مذکورہ میں ہلال احمر کو اور سب موقعوں سے مقدم سمجھیں۔ ہاں کوئی موقعہ اگر فوری ضرورت شدیدہ کا درپیش ہو مثلاً کوئی شخص آنکھوں کے سامنے بھوکا مرتا ہے تو اس کا استثناء ظاہر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (کتبہ عزیز الرحمٰن مفتی دارالعلوم دیوبند)

جواب عین ثواب ہے اور (ب) میں جو تملیک کی شرط ہے وہ بہت زیادہ اہتمام کے قابل ہے، اور احقر کا معمول تملیک میں ایک خاص طریق ہے جس کو میں راجح سمجھتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اول کوئی مسکین کسی سے قرض لے کر چندہ میں دیدے پھر صدقہ دینے والا اپنی رقم اس کو بہ تملیک حقیقی دیدے، پھر وہ مسکین اس رقم سے اپنا قرض ادا کردے تو اس طریق سے حیلہ کا بھی ارتکاب کرنا نہیں پڑتا۔ کتبہ..... اشرف علی (التھانویؒ)

قربانی ترک کر کے، قربانی کی رقم بلقانی مسلمانوں کو دینا درست نہیں

سوال (۵۴۱) امسال قربانی کا تمام وکمال روپیہ اپنے بلقانی بے بس بھائیوں کی مرہم پٹی اور ان کی بیوگان دیتامیٰ کی امداد کے لئے ترکی بھیجدیا جائے اور ایسی حالت میں جب کہ اسلام کے دروازہ پر قیامت بپا ہے قربانی نہ کی جائے، شرعاً اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب: قربانی کرنا ضروری ہے، وہ صورت مذکورہ سوال سے ادا نہ ہوگی البتہ یہ درست ہے کہ قربانی کی جائے اور قیمت چرم قربانی کو وہاں بھیجدیا جائے اور اس کا اہتمام کیا جائے۔ اور کیا اچھا ہو کہ جن لوگوں پر قربانی واجب ہے وہ اپنا تمام وکمال

نصاب وہاں بھیج دیں کہ قربانی ہی ذمہ پر نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ ... مسلمانوں کو اگر ایسی توفیق دے تو اس سے بہت کیا ہے۔ الحاصل یہ درست نہیں کہ صاحب نصاب مالک رہیں اور قربانی نہ کریں۔ فقط واللہ اعلم۔ (ولو تصدق بها حية في ايام النحر لا يجزئه لان الاضحية الاراقة (الجوهرة النيرة كتاب الاضحية ص ۲۵۲ ج ۲)۔ عالمگیری میں ہے ومنها انه لا يقوم غيرها مقامها في الوقت حتى لو تصدق بعين الشاة او قيمتها في الوقت لا يجزئه عن الاضحية ص ۲۹۳ ج ۵)۔ اس سے ایک واجب کو ترک کر کے اس کی قیمت چندہ میں دینا کسی طرح درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ ظفیر)

مدیون پر عشر ہے یا نہیں

سوال (۵۴۲) مدیون پر عشر واجب ہے یا نہیں؟ اگر دوسرا اس کو دیدے تو وہ لینے کا مستحق ہے یا نہیں؟ اور مسجد میں عشر کا مال لگانا درست ہے یا نہیں؟ اور مدارس اسلامیہ میں دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: مدیون پر عشر واجب ہے، کما فی الدرالمختار ویجب مع الدین الخ اور دوسرا شخص اگر اس کو دے گا تو دیکھا جائے گا کہ بعد ادائے دین وہ مالک نصاب رہتا ہے یا نہیں، اگر بقدر نصاب اس کے پاس بعد ادائے دین باقی نہ رہے تو لینا درست ہے۔ مسجد کی تعمیر و مرمت میں عشر کا مال لگانا درست نہیں ہے مگر بعد حیلہ تملیک کے جائز ہے۔ اسی طرح مدرسہ کی تعمیر وغیرہ میں لگانا جائز نہیں ہے، لیکن طلبہ کے لئے دینا جائز ہے کیونکہ اسمیں تملیک شرط ہے جیسا کہ زکوٰۃ میں۔ فقط۔

(قال في العالمگيرية جلد ۱ و شرط ادائها ما مر في الزكاة) (وفي الجوهرة النيرة في بيان مصارف الزكاة لا تدفع الى غني ولا يدفع الى بني هاشم ولا يدفع المزكي زكوته الى ابيه وجده وان علا ولا الى ولده وان سفل وفيها ولا يبنى بها مسجد ولا يكفن بها ميت الخ ولا يبنى بها السقايات ولا يحفر بها الآبار ولا يجوز لان لا يقضيها (تقرير) لانها تمليك ولا يقضي فيها من القبض (الجوهرة النيرة ص ۱۳۱ ج ۱ وص ۱۳۲ ج ۱) ظفیر۔

آٹھواں باب

صدقۂ فطر

صدقۂ فطر کی مقدار میدہ، اور چاول سے کتنی ہے

سوال (۵۴۳) صدقۂ فطر میدۂ گندم سے کس قدر دیا جاوے اور چاول سے کس قدر۔

الجواب: ۔ صدقۂ فطر اگر گندم کے میدے سے دیا جائے تو نصف صاع دینا چاہئے کما فی الدر المختار نصف صاع من بر او دقیقه[1] الخ والتفصیل فی الشامی۔ اور اگر چاول دئیے جاویں تو اس قدر دینا چاہئے کہ نصف صاع گندم کی قیمت کے مساوی ہو وما لم ینص علیہ کذرۃ وخبز یعتبر فیہ القیمۃ الخ[2] در مختار۔ فقط۔

عہد نبوی میں فطرہ کب نکالا جاتا تھا

سوال (۵۴۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صدقۂ فطر پیشتر نماز سے نکالا جاتا تھا یا نہیں یا کچھ دنوں تک جمع رہتا تھا اس کے بعد محتاجوں کو تقسیم کیا جاتا تھا۔ اگر تقسیم کرنے میں تاخیر نہ فرماتے تھے تو فی زمانہ ایک جگہ کے سردار کے پاس صدقۂ فطر جمع ہونا ضروری ہے اور سردار یا نائب سردار حسب مرضی ہو تقسیم کرتے ہیں، یہ عمل کیسا ہے۔

الجواب: ۔ در مختار میں لکھا ہے ویستحب اخراجہا قبل الخروج الی المصلی بعد طلوع فجر الفطر عملاً بامرہ وفعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام[3] اھ ۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ صدقۂ فطر نماز سے پہلا ادا کرنا مستحب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور فعل کے موافق۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے قال

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صدقۃ الفطر ص ۱۰۳ ج ۲ ۔ ۱۲ ظفیر

[2] ایضاً ص ۱۰۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر [3] ایضاً ص ۱۰۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ الفطر صاعاً من تمر او صاعاً من شعیر علی العبد والحر والذکر والانثی والصغیر والکبیر من المسلمین وامر بہا ان تودی قبل خروج الناس الی الصلوٰۃ ۔ الحدیث ۔ رواہ البخاری ومسلم[1]۔ اس حدیث متفق علیہ سے صراحۃً ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید کیلئے جانے سے پہلے صدقۂ فطر کے نکالنے کا حکم فرمایا ہے[2]۔ پس ثابت ہوا کہ جو کچھ عمل ان سرداروں کا ہے خلاف سنت ہے اور بے اصل ہے ۔ فقط

کسی غریب کے ذمہ اگر کچھ بقایا ہو تو کیا اسے فطرہ میں محسوب کر سکتے ہیں

سوال (۵۴۵) ایک شخص کا قرض کسی کے ذمہ ہے اور مدیون مفلس نادار ہے، اگر دائن صدقۂ فطر میں اس قرض کو مجرا کر لیوے تو کیا صدقۂ فطر ادا ہوگا یا نہیں ۔

الجواب :۔ اس طرح صدقۂ فطر ادا نہ ہوگا ۔ بلا وصول کے دین میں مجرا کر لینے سے زکوٰۃ وفطرہ ادا نہیں ہوتا ۔ ایسی صورت میں فقہاء یہ لکھتے ہیں کہ اس کو دیکر پھر اپنے دین میں وصول کر سکتے ہیں مگر دینا ضرور چاہئے[3]۔ فقط ۔

---

[1] مشکوٰۃ باب صدقۃ الفطر فصل اول ص۱۶۰ ۱۲ ظفیر۔ [2] اور صحابہ کرام کا اسی پر عمل تھا والاولی الاستدلال بحدیث البخاری وکانوا یعطون قبل الفطر بیوم او یومین، قال فی الفتح وھذا مما لایخفی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، بل لابد من کونہ باذن سابق فان الاسقاط قبل الوجوب مما لا یعقل فلم یکونوا یقدمون علیہ الا بسمع اھ (ردالمحتار باب صدقۃ الفطر ص۱۰۶ ج۲) [3] ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب المصرف ص۸۵ ج۲) وحیلۃ الجواز ان یعطی مدیونہ الفقیر زکاتہ ثم یاخذ عن دینہ ولو امتنع المدیون مد یدہ واخذھا لکونہ ظفر بجنس حقہ (در مختار) قولہ حیلۃ الجواز ای فیما اذا کان لہ دین علی معسر واراد ان یجعلہ زکوٰۃ الخ (ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ ص۱۶ ج۲) ظفیر۔

نصف صاع کی مقدار کیا ہے اسی تولہ کے سیر سے

سوال (۵۴۶) نصف صاع کا وزن ۸۰ تولہ کے سیر کے حساب سے ایک سیر ۱۱ چھٹانک ہوتا ہے یا کم و بیش۔

الجواب:- صدقۂ فطر اگر گندم سے دیا جائے تو نصف صاع واجب ہے[1] اور نصف صاع بوزن انگریزی کی ایک سیر ۸۰ تولہ کا ہو۔ پونے دو سیر ہے۔ فقط

کیا صدقۂ فطر کی مقدار سوا سیر گندم ہے

سوال (۵۴۷) صدقۂ فطر کی مقدار سوا سیر نمبری سے کم ہوتی ہے۔ کذا فی عمدۃ الرعایہ۔ پھر بعض لوگوں کا پونے دو سیر کہنا کس کتاب سے ثابت ہے۔

الجواب:- صدقۂ فطر موافق وزن سبعہ کے مثقال کہ ۴ ½ ماشہ کا قرار دیکر جیسا کہ معروف ہے، انگریزی وزن سے تقریباً پونے دو سیر گندم ہوتا ہے اور حساب اس کا کرلیا گیا ہے، یہی احتیاط بھی ہے[2]۔ فقط۔

مولانا عبدالحی اور وزن صاع

سوال (۵۴۸) مولوی عبدالحی صاحب محشی شرح وقایہ نے زکوٰۃ کے باب میں لکھا ہے کہ مثقال ۳ ماشہ ایک رتی کا ہوتا ہے، اس حساب سے صاع کا وزن دو سیر گیارہ تولہ چھ ماشہ کا ہوتا ہے۔ اور نصف صاع کا ایک سیر پانچ تولہ نو ماشہ کا ہوا، یہ غلط ہے یا صحیح۔

الجواب:- یہ وزن جو مولانا عبدالحی صاحب مرحوم نے مثقال کا لکھا ہے، یہ درہم کا وزن ہے اور اس میں کسر رتی کی چھوڑ دی گئی۔ اور وزن مثقال کا ۴ ½ ماشہ کا ہوتا ہے جیسا کہ عموماً مشہور ہے اور علماء دہلی نے یہی وزن شمار کیا ہے۔ غیاث اللغات

---

[1] نصف صاع فاعل یجب من بر او دقیقه او سویقه الخ (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب صدقۃ الفطر ص ۱۰۳ ج ۲) ظفیر

[2] هو ای الصاع المعتبر ما یسع الفا واربعین درهما من ماش وعدس انما قدر بهما لتساویهما کیلا ووزنا والتفصیل فی الشامی (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب صدقۃ الفطر ص ۱۰۴ ج ۲) ظفیر

میں نے بھی اسی کو صحیح کہا ہے مثقال بالکسر نام ایک وزن کا کہ ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے الخ ترجمہ غیاث ۔ پس بناءً علیہ ۷۲۰ مثقال کو جو کہ وزن صاع کا ہے ساڑھے چار ماشہ میں ضرب دینے سے تین ہزار دوسو چالیس ماشہ ہوئے۔ ان کے تولہ بنائے ۲۷۰ تولہ ہوئے۔ ۸۰ پر اس کو تقسیم کرو تو تین سیر ڈیڑھ پاؤ بوزن اسی صاع کا وزن ہوا یہی یہاں معمول بہ ہے اور یہی صحیح ہے۔ وزن سبعہ سے بھی حساب کیا گیا، ایسا ہی نکلتا ہے اور صدقۃ الفطر میں احتیاط بھی اسی میں ہے۔ فقط۔

صدقۂ فطر رمضان میں دینا درست ہے یا نہیں

سوال (۱۹۴۵) صدقۂ فطر رمضان المبارک کے عشرۂ اولیٰ اور وسط یا اخیر میں بھی دینا درست ہے یا نہ۔ اور ایسے ہی مال کی زکوٰۃ شروع اور درمیان سال کے بھی، اور جس شخص کے پاس قرض سے زیادہ یا کم زیور یا نقد بمقدار نصاب ہے ایسے شخص پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ صدقۂ فطر رمضان شریف میں دینا درست ہے خواہ کسی عشرہ میں دیوے[1]۔ اور ایسے ہی زکوٰۃ بھی سال سے پہلے دینا جائز ہے[2]۔ اور جس کے پاس قرض سے زائد زیور و نقد وغیرہ بقدر نصاب موجود ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہے الخ۔ اگر قرض کے ادا کرنے کے بعد بقدر نصاب باقی نہ رہے یعنی قرض سے زائد بقدر نصاب موجود نہ ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے[3]۔ فقط۔

---

[1] والمستحب ان یخرج الفطرۃ یوم الفطر قبل الخروج الی المصلی الخ فان قدموہا علیٰ یوم الفطر جاز لانہ ادی بعد تقرر السبب فاشبہ التعجیل فی الزکوٰۃ ولا تفصیل بین مدۃ و مدۃ ہو الصحیح (ہدایہ باب صدقۃ الفطرۃ ص۱۹۳ ج۱ ظفیر)

[2] وان قدم الزکوٰۃ علی الحول وہو مالک للنصاب جاز لانہ ادی بعد سبب الوجوب فیجوز (ہدایہ کتاب الزکوٰۃ فصل فی الخیل ص۱۷۶ ج۱ ظفیر)

[3] ومن کان علیہ دین محیط بمالہ فلا زکوٰۃ علیہ الخ وان کان مالہ اکثر من دینہ زکی الفاضل اذا بلغ نصابا (ہدایہ کتاب الزکوٰۃ ص۱۶۸ ج۱ ظفیر)

صدقۂ فطر میں قیمت دینا درست ہے یا نہیں۔

سوال (۵۵۰) صدقۂ فطر میں بجائے اناج کے قیمت اور پیسہ دینا جائز ہے یا نہیں۔ بعض مولوی کہتے ہیں کہ بجائے اناج کے قیمت دینا ایسا ہی ہے جیسے قربانی کے بدلہ روپیہ دیدے۔

الجواب: صدقہ عید الفطر میں بجائے غلہ کے قیمت اس کی دینا بلا کراہت درست ہے[1] اس کا حکم قربانی جیسا نہیں ہے۔ قربانی کی جگہ ایام اضحیہ میں قیمت دینا جائز نہیں ہے[2]۔ فقط

فطرہ میں کہاں کی قیمت کا اعتبار ہوگا

سوال (۵۵۱) اما بعد، فان المصر بعید من مکاننا واقع فی مسافۃ اربعۃ عشر میلاً وفی قریتنا سوق کبیر یوجد فیہ الاشیاء الضروریۃ المحتاجۃ الیہا کثیرا بل بعض الاشیاء النادرۃ الغیر الضروریۃ ایضًا بقیمۃ فاحشۃ بالنسبۃ الی المصر ونحن نبیع ونشتری فیہ دائمًا الا احیانًا نبتاع ونشتری من المصر ایضًا علی سبیل الندرۃ والبر غیر موجود فی ذلک السوق موجود فی المصر والدقیق موجود فیہما لکن فی السوق یباع بغبن وفی المصر برخص فہل یجوز لنا ان نخرج صدقۃ الفطر بقیمۃ المصر او نخرج قیمۃ البر الموجود فی المصر ام لا۔

الجواب: یعتبر قیمۃ البر فی صدقۃ الفطر بقدر ما یکون

---

[1] ودفع القیمۃ ای الدراہم افضل من دفع العین علی المذہب المفتی بہ جوہرۃ وبحر عن الظہیریۃ وہذا فی السعۃ اما فی الشدۃ فدفع العین افضل کما لا یخفی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صدقۃ الفطرۃ ص۱۰۶ ج۲) ظفیر

[2] ومنہا انہ لا یقوم غیرہا مقامہا فی الوقت حتی لو تصدق بعین الشاۃ او قیمتہا فی الوقت لا یجزئہ عن الاضحیۃ (عالمگیری کتاب الاضحیۃ ص۲۹۳ ج۵) ظفیر

فی بلد المعطی لاما یکون فی المصر البعید[1]۔ فقط

مالک زمین پر صدقۂ فطر واجب ہے یا نہیں

سوال (۷۵۲) ایک شخص زمیندار جس کے پاس اس قدر زمین ہے کہ وہ اس میں سے کچھ بیچ کر اپنا قرضہ ادا کر سکتا ہے اور پھر بھی کسی قدر زمین جس سے بمشکل گذارہ ہو سکے بچ سکتی ہے، آدمی عیالدار ہے، کیا اس پر فطرہ واجب ہے یا نہیں؟۔

الجواب:۔ اس پر وجوب فطرہ وضحیہ میں اختلاف ہے، احتیاط یہی ہے کہ فطرہ ادا کرے اور قربانی کرے اور اگر نہ کرے تو گنہگار نہ ہوگا، کیونکہ مفتی بہ قول کے موافق اس پر فطرہ وقربانی واجب نہیں ہے[2]۔ فقط۔

جس کے پاس دو سو درہم کی زمین ہو اس پر فطرہ واجب ہے یا نہیں

سوال (۷۵۵) ایک شخص کے پاس زمین خراجی جس کو وہ خود کاشت کرتا ہے، قیمت اس کی دو سو درہم سے زاید ہے مگر اس کی پیداوار ایک ماہ کی خوراک سے زائد نہیں، اس پر صدقۂ فطر اور قربانی واجب ہے یا نہیں، یہ زمین حاجت اصلیہ کے اندر داخل ہے یا نہیں۔

---

[1] وجاز دفع القیمة فی زکاة وعشر وخراج وفطرة الخ وتعتبر القیمة یوم الوجوب الخ ویقوم فی البلد الذی المال فیه الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب زکوٰة الغنم ص ۲۹ ج ۲) ظفیر

[2] سئل محمد عمن له ارض یزرعها او حانوت یستغلها او دار غلتها ثلاثة آلاف لا تکفی لنفقته ونفقة عیاله سنة یحل له اخذ الزکوٰة وان کانت قیمتها تبلغ الوفا وعلیه الفتویٰ وعندهما لا یحل اه (رد المحتار باب المصرف ص ۸۳ ج ۲) علی کل حر مسلم الخ ذی نصاب فاضل عن حاجته الاصلیة کدینه وحوائج عیاله وان لم ینم وبه ای بهذا النصاب تحرم الصدقة وتجب الاضحیة۔

(الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صدقة الفطر ص ۹۹ ج ۲) ظفیر

الجواب :- اس پر صدقۂ فطر و قربانی واجب نہیں ہے۔ امام محمدؒ کے قول کے موافق۔ اور شامی نے کہا کہ فتویٰ اسی پر ہے: اور ایسی زمین جس میں زراعت کرتا ہے اور اس کی آمدنی اس کو اور اس کے عیال کو کافی نہیں ہے، حاجت اصلیہ میں داخل ہے: فیھا سئل محمد رحمۃ اللہ علیہ عمن له ارض یزرعھا او حانوت یستغلھا او دار غلتھا ثلثة آلاف ولا تکفی لنفقته و نفقة عیاله سنة یحل له اخذ الزکوٰۃ وان کانت قیمتھا تبلغ الوفا وعلیه الفتوی وعندھما لا یحل۔ شامی۔[1]

تقسیم کے بعد اگر صاحب نصاب نہ ہو تو اس پر فطرہ واجب نہیں ہے

سوال (۵۵۴) چار بھائیوں کا مال مشترک ہے اگر تقسیم کیا جائے تو کسی کا حصہ بقدر نصاب نہیں ہے قربانی واجب ہوگی یا نہیں۔

الجواب :- اس صورت میں کہ کسی ایک بھائی کا حصہ قدر نصاب کو نہیں پہنچتا کسی پر فطرہ اور قربانی واجب نہ ہوگی۔[2] فقط۔

دوسرے شہر کے نرخ کا فطرہ میں اعتبار نہیں

سوال (۵۵۵) اپنے شہر کا نرخ گندم وغیرہ چھوڑ کر دوسرے شہر کی قیمت سے صدقۂ فطر ادا کرنا معتبر ہے یا نہیں۔

گیہوں اور اس کے ستو اور آٹے میں کچھ فرق ہے یا نہیں

سوال (۵۵۶) گیہوں اور آٹا و ستو میں صدقۂ فطر کے بارہ میں کچھ فرق ہے یا نہیں۔

مثقال، دینار اور درہم کا وزن کیا ہے

سوال (۵۵۷) مثقال و دینار اور درہم کا وزن کیا ہے۔

الجواب :- (۱) اپنے شہر کی قیمت کا اعتبار ہے، دوسرے شہر کی قیمت کا

---

[1] ردالمحتار، باب المصرف ص۸۶ ج۲ ظفیر۔ [2] تجب الخ علی کل حر مسلم الخ ذی نصاب فاضل عن حاجته الاصلیة الخ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار، باب صدقۃ الفطر ص۹۹ ج۲) ظفیر۔

اعتبار نہیں ہے[1]۔

(۲) گیہوں تو گیہوں کا آٹا و ستو بھی نصف صاع ہونا چاہئے یا اس کی قیمت دیوے[2]۔

(۳) مثقال و دینار ساڑھے چار ماشے، درہم تین ماشہ ۱ ۱/۵ رتی ایک ماشہ ۸ رتی سرخ کا ہوتا ہے[3]۔ فقط

اگر کسی کے ذمہ روپے باقی ہیں اور فطرے میں اس کو چھوڑ دے تو فطرہ ادا ہوگا یا نہیں

سوال (۷۵۵) زید کے پاس میرا روپیہ ہے اور وہ دے نہیں سکتا، اس کو یہ کہہ دیا کہ تمہارے پاس جو روپیہ ہے وہ تم کو صدقۂ فطر میں دیتا ہوں۔ اس سے صدقۂ فطر ادا ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ اس طرح صدقۂ فطر ادا نہ ہوگا جیسا کہ زکوٰۃ بھی اس طرح ادا نہیں ہوتی۔ اس کا طریق فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ اس کو صدقۂ فطر یا زکوٰۃ دے کر پھر اس سے اپنا قرض وصول کرلیا جاوے[4]۔ فقط۔

---

[1] ویعتبر الفی الحد الذی الماز فیه وبدی مغانۃ ففی اقرب الامصار الیه (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب زکوٰۃ الغنم ص ۱/۲۲) ظفیر۔ [2] نصف صاع من بر او دقیقه او سویقه او زبیب الخ او صاع تمر او شعیر ولو ردیئا وما لم ینص علیه کذرۃ وخبز یعتبر فیه القیمة (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صدقۃ الفطر ص ۱۰۳/۲ و ص ۱۰۴/۲) ظفیر۔ [3] والدینار عشرون قیراطا الخ والمثقال مائۃ شعیرۃ فهو درهم وثلاث اسباع درهم (ایضاً باب زکوٰۃ المال ص ۳۹/۲) ظفیر۔ [4] واداء الدین عن الدین والعین عن دین سیقبض لا یجوز وحیلة الجواز ان یعطی مدیونه الفقیر زکوٰته ثم یاخذها عن دینه ولو امتنع المدیون مدیده واخذها لکونه ظفر بجنس حقه (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۳/۲) ظفیر۔

مندرجہ مسائل درست ہیں یا نہیں

سوال (۵۵۹) ایک مولوی صاحب نے کتاب تالیف کی ہے اور مؤلف کتاب موصوف پکے حنفی دیوبندی ہیں، اس کتاب میں صدقۂ فطر کے بیان میں لکھا ہے کہ صدقۂ فطر اپنی طرف سے ادا کرے اور غلام باندی کی طرف سے بھی ادا کرے اور اپنے چھوٹے بچہ کی طرف سے بھی ادا کرے اگر چہ غنی نہ ہو اور اپنی بیوی اور لڑکے لڑکی کی طرف سے صدقۂ فطر کا دینا جائز نہیں اگر وہ صاحب نصاب ہیں تو خود دیویں، یہ مسئلہ صحیح اور عبارت درست ہے یا نہیں۔

الجواب: مسئلہ یہ ہے کہ بیوی کی طرف سے اور ولد کبیر کی طرف سے اس کے ذمہ صدقۂ فطر دینا واجب نہیں ہے، لیکن اگر ادا کر دیوے تو درست ہے جب کہ وہ اس کے عیال میں ہوں، یعنی صدقۂ فطر ادا ہو جاوے گا۔ پس کتاب مذکور میں بجائے "جائز نہیں" کے یہ لکھنا چاہئے تھا کہ واجب نہیں ہے جیسا کہ درمختار و شامی میں ہے لا عن زوجته وولده الکبیر العاقل ولو ادی عنهما بلا اذن اجزأ استحسانا للاذن عادة ای لو فی عیاله[۱] الخ۔ درمختار اور شامی نے تصریح کی ہے لا یجب علیه[۲] الخ وفیه ایضاً قال فی البحر وظاهر الظهیریة انه لو ادی عمن فی عیاله بغیر امره جاز مطلقاً[۳] بغیر تقیید بالزوجة والولد[۳] الخ۔ ص ۷۵ ج ۲ شامی۔ فقط۔

جوجوان لڑکے اپنی کمائی باپ کو دیتے ہیں، ان پر فطرہ واجب ہے یا نہیں

سوال (۵۶۰) ایک شخص کے دو لڑکے ہیں اور وہ دونوں سال بھر میں دو تین سو روپے کماتے ہیں اور اپنے والد کو دیدیتے ہیں، گھر کا مالک ان کا باپ ہے، ان کے پاس باپ سے علیحدہ ایک حبہ نہیں، اور ان دونوں کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، تو ایسی حالت میں ان دونوں بھائیوں پر زکوٰۃ یا صدقۂ فطر یا قربانی واجب ہے یا نہیں یا ان کے باپ پر ان کی طرف سے بھی واجب ہے۔

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار، باب صدقۃ الفطر ص ۱۰۳ ج ۲ و ص ۱۰۳ ج ۲ ظفیر [۲] رد المحتار باب صدقۃ الفطر تحت قوله لا عن زوجته ص ۱۰۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر [۳] ایضاً ص ۱۰۳ ظفیر

الجواب:۔ ان پر زکوٰۃ اور صدقۂ فطر اور قربانی واجب ہے[1]۔ فقط۔

صدقۂ فطر کا وزن بحساب انگریزی سیر ہے

سوال (۵۶۱) صدقۂ فطر کا وزن بحساب انگریزی سیر کے کتنا ہوتا ہے۔ حاشیہ شرح وقایہ میں دوسو باون تولہ کا صاع لکھا ہے، یہ صحیح ہے یا نہیں۔

چالیس روپے کے سیر سے سوا تین سیر گندم دیا تو فطرہ ادا ہوا یا نہیں

سوال (۵۶۲) ہمارے یہاں چالیس روپے کے وزن کا سیر ہوتا ہے۔ اگر صدقۂ فطر میں سوا تین سیر گندم ادا کیا گیا تو ادا ہوا یا نہیں، اگر ادا نہیں ہوا تو جس قدر کمی رہی اسی کو پورا کیا جاوے یا دوبارہ ادا کیجیے۔

چاول وغیرہ فطرہ میں کتنا دے

سوال (۵۶۳) چاول، جوار، باجرا۔ صدقہ میں نصف صاع دے یا پورا صاع۔

الجواب:۔ (۱ و ۲) ہم نے جو مثاقیل سے حساب صاع کیا ہے تو دوسو ستر تولہ کا ایک صاع ہوتا ہے، بلکہ دراہم کے حساب سے ۳ تولہ اور زیادہ ہوتا ہے یعنی دوسو تہتر[۲۷۳] تولہ کا ایک صاع ہے۔ پس بوزن انگریزی ایک صاع برابر تین سیر اور ڈیڑھ پاؤ اور آدھی چھٹانک کے ہے ..... پس احتیاطاً جو اور خرما سے ساڑھے تین سیر بوزن انگریزی صدقۂ فطر دینا چاہئے اور گندم سے پونے دو سیر بوزن انگریزی صدقۂ فطر ادا کرنا چاہئے اور اگر سیر چالیس روپے بھر کا ہے تو ساڑھے تین سیر گندم صدقۂ فطر میں دینا چاہئے اور ۲ تولہ کے قریب، اس سے کم ہو تو وہ بھی درست ہے، اور کم دینے کی صورت میں جو کچھ کمی رہے اسی کو پورا کر دینا کافی ہے۔

(۳) چاول یا جوار باجرا اگر صدقہ فطر میں دیا جاوے تو اتنا دینا چاہئے کہ اس کی

---

[1] تجب (أی) علی کل مسلم (و) ذی نصاب فاضل عن حاجته الاصلیة لأنه به تحرم الصدقة ... وتجب ... نفقة المحارم (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صدقة الفطر ج ۲ ص ۹۹) ظفیر۔

قیمت پونے دو سیر گندم کی قیمت کے برابر ہوجاوے کیونکہ غیر منصوص میں منصوص کی قیمت کا پورا ہونا ضروری ہے۔ کذا فی الدر المختار[1]۔ فقط

پورٹ بلیر جہاں قیدیوں کی آبادی ہے اور قانوناً اعانت منع ہے تو کیا ان کو صدقۂ فطر دے سکتے ہیں

سوال (۵۶۴) میں پورٹ بلیر میں ہوں جہاں ہندوستان سے ملزمان حبس بعبور دریائے شور بھیجے جاتے ہیں، قانوناً ان قیدیوں کو کسی طرح اعانت کرنا منع ہے، ان کو صدقۂ فطر دے سکتے ہیں۔

جہاں قیدیوں کے سوا کوئی نہیں وہاں صدقۂ فطر کیسے ادا ہوگا

سوال (۵۶۵) یہاں قیدیوں کے سوائے اور کوئی مسکین نہیں تو کس طرح صدقۂ فطر ادا کیا جائے۔

الجواب (۱ و ۲) ان کو صدقۃ الفطر دینا جائز ہے[2]۔ فقط

کیا قیدیوں کا مساکین میں شمار ہے

سوال (۵۶۶) کیا قیدیوں کا مساکین میں شمار ہے۔

الجواب:- جب کہ ان کے پاس بقدر نصاب مال نہ ہوں تو وہ مساکین ہیں اور ان کو صدقۂ فطر دینا درست ہے[3]۔ فقط۔

صدقۂ فطر کن لوگوں پر واجب ہے

سوال (۵۶۷) زید کہتا ہے صدقۂ فطر ہر مسلمان عاقل بالغ اور اس کی اولاد صغار پر اس کے ذمہ واجب ہے، عمر کہتا ہے کہ صدقۂ فطر ان لوگوں کے

---

[1] : ما لم ینص فیہ کذرۃ و خبز یعتبر فیہ القیمۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب صدقۃ الفطر ص ۱۰۳ ج ۲) ظفیر۔

[2] قولہ مصرف الزکاۃ الخ وھو مصرف ایضاً لصدقۃ الفطر الخ عُو فقیر و ھو من لہ ادنیٰ شئ ای دون نصاب الخ و مسکین من لا شئ لہ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۹۰ ج ۲ و ص ۸۰ ج ۲) ظفیر۔

[3] فقیر و ھو من لہ ادنیٰ شئ دون نصاب او قدر نصاب غیر نام مستغرق فی الحاجۃ (ایضاً) ظفیر۔

ذمہ ہے جو روزہ رکھتے ہیں اور عاقل بالغ ہیں۔

الجواب:- زید کا قول صحیح ہے اور عمر غلط کہتا ہے۔ مسئلہ وہی ہے جو کہ زید کہتا ہے۔ صدقۂ فطر ہر ایک مسلمان عاقل بالغ پر اپنی طرف سے اور اولاد صغار کی طرف سے واجب ہے[1]۔ فقط۔

کیا گیہوں کی جگہ بنگال میں چاول وغیرہ فطرہ میں دیا جا سکتا ہے

سوال (۵۶۶) بنگال کے بعض مولویوں نے فتویٰ دیا ہے کہ عرب میں گندم، جو، انگور، خرما ہوتا تھا اس واسطے فطرہ میں اس کا حکم دیا گیا۔ ہم لوگوں کے یہاں دھان، چاول قائم مقام گندم، جو، انگور، خرما کے ہے۔ لہٰذا ایک صاع دھان آدھا صاع چاول دینے سے یا اسکی قیمت دینے سے صدقۂ فطر ادا ہوگا، یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- فقہاء حنفیہ نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ سوائے منصوص کے اگر دوسری اجناس سے صدقۂ فطر ادا کرے تو قیمت منصوص کی برابر ہونا ضروری ہے مثلاً دھان یا چاول اگر دیوے تو اس قدر دیوے کہ اس کی قیمت نصف صاع گندم یا ایک صاع جو کی قیمت کی برابر ہو جاوے۔ فہو الاحوط۔ کذا فی الدر المختار[2]۔ فقط۔

فطرہ اہل نصاب پر واجب ہے

سوال (۵۶۷) صدقۂ فطر ہر روزہ دار کو دینا واجب ہے یا صرف اہل زکوٰۃ کو۔

---

[1] یخرج ذالک عن نفسه لحدیث ابن عمر قال فرض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم زکوٰۃ الفطر علی الذکر والانثی الحدیث ویخرج عن اولادہ الصغار الخ وممالیکه (ہدایہ باب صدقۃ الفطر ص $\frac{190}{1}$) ظفیر۔

[2] نصف صاع فاعل یجب من بر او دقیقه او سویقه او زبیب الخ او صاع تمر او شعیر ولو ردیا وما لم ینص علیه کذرۃ وخبز یعتبر فیه القیمة (الدر المختار علی ہامش رد المختار، باب صدقۃ الفطر ص $\frac{103}{2}$) ظفیر۔

الجواب :- صرف اہل نصاب کو صدقہ فطر دینا واجب ہے، مگر زکوٰۃ کے نصاب میں اور صدقۂ فطر کے نصاب میں فرق ہے یعنی صدقۂ فطر میں مال نامی ہونا شرط نہیں ہے[1]۔ فقط۔

سال بھر کی خوراک یا دو بیگہ زمین ہو تو فطرہ واجب ہے یا نہیں

سوال (۵۶۹/۱) عید الفطر کے دن ہمارے پاس سال بھر کی خوراک جس کی قیمت سو روپے ہے، موجود ہے یا دو بیگہ زمین ہمارے پاس ہے جس کی قیمت سو روپے ہے تو اس صورت میں صدقۂ فطر واجب ہے یا نہیں۔

دودھ کے لئے جو گائے ہے وہ حوائج اصلیہ میں داخل ہے یا نہیں

سوال (۵۶۹/۲) دودھ پینے کے لئے جو گائے رکھی جاتی ہے وہ حوائج اصلیہ سے زائد ہے یا نہیں۔

صدقۂ فطر میں حوائج اصلیہ کی مراد کیا ہے

سوال (۵۶۹/۳) صدقۂ فطر میں جو فاضلاً عن حوائج الاصلیہ کی قید ہے اس سے وہی حوائج اصلیہ مراد ہیں جو وجوب زکوٰۃ میں ہیں یا اور کچھ۔

بالغ لڑکے کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب نہیں

سوال (۵۶۹/۴) بالغ لڑکا جو ساتھ کھاتا ہے اس کی جانب سے صدقۂ فطر دینا واجب ہے یا نہیں۔

الجواب :- (۱) یہ غلہ حوائج اصلیہ میں سے ہے اس کی وجہ سے صدقۂ فطر واجب نہ ہوگا۔ اور دو بیگہ زمین جس کی قیمت سو روپے ہے اس کی وجہ سے صدقۂ فطر واجب ہے[2]۔

---

[1] تجب موسعاً فی العمر عند اصحابنا وهو الصحيح الخ وقيل مضيقاً فى يوم الفطر عيناً فبعده يكون قضاءً على كل مسلم الخ ذى نصاب فاضل عن حاجته الاصلية الخ وان لم ينم (ايضاً باب صدقة الفطر ص ۹۹ ج ۲) ظفير۔

[2] تجب (صدقة الفطر) على كل حر مسلم الخ ذى نصاب فاضل عن حاجته الاصلية كدينه وحوائج عياله وان لم ينم الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صدقة الفطر ص ۹۹ ج ۲) ظفير۔

(۲) وہ حوائج اصلیہ میں سے ہے

(۳) وہی حوائج اصلیہ مراد ہیں۔

(۴) بالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب نہیں ہے[1]۔

صاع سے بغدادی مراد ہے یا مدنی

سوال (۵۴۲/۱) :- مذہب حنفی صدقۂ فطر صاع بغدادی کے حساب سے دیا جاتا ہے یا صاع مدنی کے حساب سے، اور دونوں صاع کا کیا وزن ہے

فطرہ میں گیہوں کتنی مقدار میں دیا جائے

سوال (۵۴۳/۲) :- بر قول مفتی بہ کس قدر گیہوں صدقۂ فطر میں دینا چاہئے۔ ایک مولوی صاحب ایک سو پینتالیس تولہ بتلاتے ہیں اور ایک مولوی ساڑھے پانوے تولہ بتلاتے ہیں، اس میں کونسا قول معتبر و مفتی بہ ہے۔

الجواب:- (۱ و ۲) شامی میں لکھا ہے کہ اختلاف طرفین کا اور امام ابویوسفؒ کا لفظی ہے، انجام دونوں کا ایک ہے، اور بندہ نے جو حساب صاع اور نصف صاع کا کیا ہے، تو نصف صاع بوزن انگریزی کہ سیر اسّی تولہ کا لیا جاوے ۱۳۵ تولہ کا ہوتا ہے جو کہ قریب پونے دو سیر کے بوزن انگریزی ہوتا ہے، پس صدقۂ فطر میں پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت احتیاطاً دینا چاہئے۔ قیل لاخلاف لان الثانی قدرہ برطل المدینة لانه ثلثون استارا والعراقی عشرون واذا قابلت ثمانیة بالعراقی بخمسة وثلث بالمدنی وجدتهما سواء وهذا هو الاشبه لان محمدا لم یذکر خلاف ابی یوسف ولو کان لذکرہ لانه اعرف بمذهبه الخ وفی الشامی ایضاً اعلم ان الصاع اربعة امداد والمد رطلان والرطل نصف من والمن بالدراهم مائتان وستون درهما وبالاستار اربعون والاستار بالدراهم

[1] لا عن زوجته وولده الکبیر العاقل ولو ادی عنهما بلا اذن اجزأ استحساناً (ایضاً ص ۱۰۲/۲) ظفیر۔

[2] رد المحتار باب صدقة الفطر ص ۱۰۴/۲ ۱۲ ظفیر۔

ستۃ ونصف[1]۔ الخ ایک استار ۴ ½ مثقال اور مثقال ۴ ½ تولہ کا، پس چالیس استار مساوی ۷۰ ½ تولہ کے ہوئے یہ ایک من یا ایک مد ہے۔ اور من اور مد برابر ہیں۔ پس دو مد یعنی نصف صاع مساوی ۱۳۵ تولہ کے ہوئے۔ فقط۔

نصف صاع کی مقدار ۸۲ تولہ کے سیر سے کیا ہوتی ہے

سوال (۵۰۴) نصف صاع کی مقدار ۸۲ تولہ کے سیر سے کتنی اور اسی تولہ کے سیر سے کتنی ہوتی ہے۔ اگر نرخ کے بھاؤ سے نصف صاع کی قیمت نکالی جائے تو مثلاً نصف صاع کی قیمت ۶/ ہوتی ہے، اور اگر نصف صاع بازار سے خریدا جائے تو ہرگز چھ آنہ کو نہ ملے گا بلکہ سات آنہ یا ساڑھے چھ آنہ کو ملے گا تو کس حساب سے قیمت دی جائے۔

الجواب:۔ انگریزی سیر یعنی اسی تولہ کے وزن سے ایک صاع سوا تین سیر اور آدھ پاؤ اور نصف چھٹانک ہوتا ہے اور نصف صاع پونے دو سیر کے قریب ہوتا ہے، بیاسی تولہ کے سیر سے اس کا حساب کر لیا جائے، قریب ایک چھٹانک کے کم ہوگا۔ لیکن احتیاط یہ ہے کہ پونے دو سیر کی قیمت نکالی جائے، کیونکہ کچھ زیادہ ہو جائے تو اچھا ہے۔ پس جو قیمت پونے دو سیر گندم کی اس وقت بازار میں ہو، وہ دی جاوے اور فقیر کے نفع کا خیال رکھا جائے۔ فقط۔

جہاں گیہوں پیدا نہیں ہوتا، وہاں کہاں کی قیمت کا اعتبار ہوگا

سوال (۵۰۵) جس جگہ گیہوں پیدا نہیں ہوتا کیا وہاں صدقۂ فطر گیہوں کے حساب سے دینا ہوگا اور گیہوں کی قیمت کس ملک کی معتبر ہوگی۔

الجواب:۔ جہاں گیہوں پیدا نہیں ہوتا مثلاً چاول پیدا ہوتا ہے تو وہاں اس قدر چاول صدقۂ فطر میں دیوے کہ اس کی قیمت نصف صاع گندم کے برابر ہو جاوے، اور قیمت اسی ملک اور شہر کی معتبر ہے جس جگہ صدقۂ فطر

---

[1] رد المحتار باب صدقۃ الفطر مطلب فی تحریر الصاع والمد والمن والرطل ص ۱۰۴/۲ ۱۲ ظفیر۔

دیا جاوے[1]۔ فقط۔

جہاں فقراء نہ ہوں، وہاں فطرہ کس وقت نکالا جائے

سوال (۵۷۶) جس ملک میں شرعی فقراء نہ ہوں، وہاں کے لوگ صدقۃ الفطر عید کے روز نماز سے پہلے نکال کر علیحدہ رکھ لیں یا کسی شخص معتبر کو دیدیں، بعد ازاں دوسرے فقراء ملک کو روانہ کئے جائیں تو مستحب ادا ہوگا یا نہ۔

الجواب: صدقۂ فطر قبل خروج الی الصلوٰۃ فقراء کو دینا مستحب ہے[2] پس اس صورت میں کہ صدقۂ فطر علیحدہ کر کے رکھا یا جاوے اور فقراء کو نہ دیا جاوے مستحب ادا نہ ہوگا، اور یہ عادۃً متحقق نہیں ہو سکتا کہ کسی ملک میں فقراء نہ ہوں، اگر فی الواقع ایسا ہو تو پھر دوسری جگہ کے فقراء کو بھیجنا چاہئے، اور بوجہ عذر کے وہ شخص تارک مستحب نہ کہلائے گا[3]۔

جو اتنا کھیت رکھتا ہو کہ سال بھر کھا بھی نہیں سکتا اس پر فطرہ ہے یا نہیں

سوال (۵۷۷) شخصی مالک نصاب ذہب و فضہ نیست ولیکن نزد او یک گنڈ یا دو گنڈ ازمین است کہ قیمتش پنجاہ دو روپیہ میشود و آنچہ ازاں از قسم غلہ وغیرہ می آید خوراکی نیم سال واکثر سال میشود آیا بر آں کس صدقۂ فطر دادن واجب باشد و خوردن آں حرام۔

الجواب: موافق روایت صحیحہ مفتی بہا صدقۃ الفطر بر آں کس واجب نیست واو خود محل و مصرف زکوٰۃ و صدقات است کذا فی الشامی وفیہا سئل محمد رحمۃ اللہ عمن لہ ارض یزرعہا او حانوت یستغلہا او دار غلتہا ثلاثۃ آلاف

---

[1] وما سواہ من الحبوب لا یجوز الا بالقیمۃ (عالمگیری مصری کتاب الزکوٰۃ باب ثامن ص ۱۲۹/۱) [illegible]

ویقوم فی البلد الذی المال فیہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب زکوٰۃ الغنم ص ۳۱/۲) [2]

[2] والمستحب للناس ان یخرجوا الفطرۃ بعد طلوع الفجر یوم الفطر قبل الخروج الی المصلی (عالمگیری مصری کتاب الزکوٰۃ۔ باب ثامن صدقۂ فطر ص ۱۸۰/۱) ظفیر۔

ولا تکفی لنفقتہ و نفقۃ عیالہ سنۃ یحل لہ اخذ الزکوٰۃ الخ[1] ص ۱۵ جلد ۲ شامی۔ فقط

مندرجہ ذیل صورت کی تحقیق

سوال (۵۷۸) شامی جلد ثانی ص[2] تحت قول در مختار (فارغ عن حاجتہ) وفیہا سئل محمد عمن لہ ارض یزرعھا او حانوت یستغلھا او دار غلتھا ثلاثۃ الاف ولا تکفی لنفقتہ و نفقۃ عیالہ سنۃ یحل لہ اخذ الزکوٰۃ وان کانت قیمتھا تبلغ الوفا علیہ الفتویٰ وعندھما لا یحل[3]۔ اگر علیہ الفتویٰ صحیح ہے تو آپ نے پہلے لکھا تھا کہ جس کی دو بیگہ زمین ہے جس کی قیمت سو روپیہ ہے، اس پر صدقۃ الفطر واجب ہے، اس کا کیا جواب ہے۔

الجواب: شیخین کے مذہب کے موافق صدقۂ فطر کا وجوب احتیاطاً پہلے لکھا گیا تھا وہ بھی صحیح ہے، اور اگر امام محمدؒ کے قول مفتی بہ کو لیا جاوے تو یہ بھی درست ہے۔ فقط۔

ایک اشکال کا جواب

سوال (۵۷۹) بعد سلام سنت الاسلام عرض پرداز ہے کہ اجوبۂ مسئلہ ہائے مسئولہ بروقت رسید و ازیں سرفرازی و امتنان بخشید مگر دربارۂ زکوٰۃ فضہ ہنوز خدشہ باقیست وجہش اینست کہ حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم، در عمدۃ الرعایہ نوشتہ اند "مقدار ان (یعنی مأتا درہم) سی و شش تولہ و پنج و نیم ماشہ است و بحساب مبایع روپیہ ہائے چہرہ دار سکہ انگریزی تخمیناً و احتیاطاً سی و نہ روپیہ" ۱۲ از یں عبارت دو خدشہ پیدا شدہ است، یکے اینکہ جناب ایشاں ۵۲ ½ تولہ می فرمایند و مولانا مرحوم سی و شش تولہ و پنج و نیم ماشہ فرمودہ اند دفع معارضہ آں ازیں حقیر متصور نیست۔ دیگر ایں کہ مولانا مرحوم فرمودہ اند سی و شش تولہ ۵ ½ ماشہ نمی دانم۔ از اں قدر چہ فضہ چہ گونہ سی و نہ روپیہ می شود حالانکہ ہر روپیہ انگریزی وزن یک تولہ دارد۔

---

[1] رد المحتار باب المصرف ص ۲/۲ ظفیر [2] ظفیر [3] ایضاً۔ ۱۲ ظفیر

در ذہن فی گذرد کہ شاید شئی مخشوش را از سکہ انگریزی وضع کردہ اند۔ واللہ اعلم بالصواب۔

دہم در حاشیہ الدر المختار مطبوعہ نولکشوری محشی چنیں نوشتہ اند فیکون الدرہم سبعۃ عشر طولجۃ ونصف طولجۃ ای رتی لانہا اربع شعیرۃ وثمان رتی ماشہ فیکون الدرہم ماشتین وواحد ونصف رتی فیکون من الذی ہو ما بہادر ہمرا بعمائۃ وسبعۃ وثلاثین ماشۃ ونصف ماشہ ولاثنی عشرۃ ماشہ تولہ فیکون النصاب منہا بحساب التلمسۃ وثلثین تولہ وخمسۃ ماشہ بحساب الروبیۃ الساہنہ التی ہی احدی عشرۃ ماشہ تسعۃ وثلثین روپیہ وثمان ماشہ فیحکم تسہیلا علی اربعین روپیہ[عہ] الخ دیدم در حاشیہ راہ نجات نیز دیدہ ام کہ ۵ ۱/۲ تولہ بحساب فی الزمان ست یعنی بہ تولہ بنارسی۔ ایں شک را حل فرمایند۔

الجواب:۔ وجہ فرق در تحریر مولانا عبدالحی صاحب وتحقیق صاحب راہ نجات وغیرہ این است کہ مولوی عبدالحی صاحب مثقال را چہار ونصف ماشہ غالباً تسلیم نکردہ اند وہرگاہ مثقال چہار ونصف ماشہ تسلیم کردہ نشود۔ کما ہو معروف و مذکور فی اکثر الکتب۔ پس حسب اوزان سبعہ کہ شرعاً معتبر است وزن درہم سہ ماشہ و ۱/۵ رتی می شود ووزن دو صد درہم مساوی ۵۲ ۱/۲ تولہ میشود۔ روپیہ مروجہ از یک تولہ سہ رتی کم می باشد فقط رشید احمد بلند شہر۔ الجواب صحیح بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

نصاب زکوٰۃ و مثقال کا وزن

سوال (۸۰۵) غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار میں لکھا ہے مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے اور نصاب زکوٰۃ ساڑھے باون تولہ لکھی ہے۔ عوام الناس

عہ حاشیہ در مختار نولکشوری میں علی اربعین روپیہ کے بعد یہ عبارت اور ہے ویکون المثقال ثلث ماشہ وواحد رتی فیکون النصاب من الذہب الذی ہو عشرون مثقالا ثلث وستاین ماشہ ونصف ماشہ ومن التولہ خمس تولہ وماشتین ونصف ماشہ فیحکم علی خمسہ وربع تولہ واللہ اعلم درمختار نولکشوری صفحہ باب زکوٰۃ المال

حاشیہ وقایہ میں مثقال کو تین ماشہ ایک رتی کا لکھا ہے اور نصاب زکوٰۃ ۳۶ تولہ ۵ ماشہ یہاں پر [illegible] فی اس انگریزی وزن سے دیتے تھے اب ایک مولوی صاحب فی کس آ سیر زیادہ کہتے ہیں۔

الجواب:۔ مثقال کا وزن ساڑھے چار ماشہ کا ہونا ہی صحیح ہے۔ ترجمہ غیاث اللغات میں ہے: مثقال بفتح اسم ایک وزن کا کہ ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے۔ اور اگرچہ اس میں بہت اختلاف ہے مگر قوی یہی ہے۔ انتہیٰ۔ پس عمدۃ الرعایہ میں جو مثقال کو تین ماشہ ایک رتی کا لکھا ہے، یہ وزن درہم کا ہے کیونکہ شرع میں درہم کا وزن وہ معتبر ہے جو وزن سبع کے نام سے مشہور ہے، یعنی سات مثقال برابر دس درہم کے ہو جاویں پس سات مثقال کا وزن بحساب فی مثقال ۴ ½ ماشہ ساڑھے اکتیس ماشہ ہوا، اس کو دس پر تقسیم کیا تو فی درہم تین ماشہ اور ۱ ⅕ رتی ہوا۔ اسی وجہ سے غیاث میں درہم کو ساڑھے تین ماشہ کا لکھا ہے۔ تقریباً ایسا لکھا ہے۔ الغرض حساب صحیح اور احوط یہی ہے جو غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار میں لکھا ہے اور نصاب زکوٰۃ ساڑھے باون تولہ چاندی اور ساڑھے سات تولہ سونا ہے۔ شامی کی تحقیق سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، اور حساب مذکور سے نصف صاع تقریباً پونے دو سیر بوزن انگریزی ہوتا ہے۔ پس فطرہ ایک شخص کا گیہوں سے پونے دو سیر ہوتا ہے، دو سیر دیا جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے، زیادہ ثواب ہے مگر پونے دو سیر سے کم کرنا نہ چاہئے۔

شامی جلد ثانی باب صدقۃ الفطر میں ہے قوله وهو اى الصاع الخ اعلم ان الصاع اربعة امداد والمد رطلان والرطل نصف من والمن بالدراهم مائتان وستون درهما وبالاستار اربعون والاستار بكسر الهمزة بالدراهم ستة ونصف وبالمثاقيل اربعة ونصف كذا في شرح درر البحار فالمد والمن سواء[1] الخ۔ اس تحقیق کا حاصل یہی ہے جو بندہ نے لکھا ہے۔ ایک من یعنی ایک مد کا وزن چالیس استار

---

[1] رد المحتار باب صدقۃ الفطر ص ۱۰۴ ج ۲۔

اور ایک استار ۴ ½ مثقال، پس کل ایک سو اسی مثقال ہوئے، اس کے ماشہ ۸۱۰ ہوئے اور وہ ۶۷ ½ تولہ کے ہے، یہ ایک رطل کا وزن ہے پس دو مد یعنی نصف صاع ۱۳۵ تولہ کے برابر ہوئے اور یہ بوزن انگریزی ۱۰۸ تولہ شمار ہوتا ہے یعنی چھٹانک کم پونے دو سیر۔ اور ایک دوسرے حساب سے جو شامی کی عبارت میں من کا وزن دراہم سے لکھا ہے یعنی ایک من ۲۶۰ درہم کا اس حساب سے نصف ۲ تولہ زیادہ ہوتا ہے۔ اسی بنا پر پونے دو سیر کا حکم کر دیا جاتا ہے۔ فقط۔

اسی تولہ کے وزن سے نصف صاع کے وزن میں اختلاف کا حل

سوال (۵۸۱) اسی کے سیر سے صاع اور نصف صاع کا کیا وزن ہے۔ مفتاح الجنۃ میں نصف صاع ایک سیر بارہ چھٹانک کا لکھا ہے۔ اور لغات کشوری میں ایک سیر ساڑھے نو چھٹانک کا لکھا ہے اب کس قول پر عمل کرنا چاہئے۔

الجواب:۔ اسی تولہ کے سیر سے حساب صاع اور نصف صاع کا کتابوں کے موافق ہم نے کیا ہے، اس کے موافق صاع قریب ساڑھے تین سیر کے اور نصف قریب پونے دو سیر کے ہوتا ہے۔ شامی اور درمختار وغیرہ میں ایسا ہی ہے۔ اس میں احتیاط ہے[1]۔ فقط

بستی میں گندم نہ ملے تو شہر کے نرخ سے فطرہ ادا کرنا کیسا ہے

سوال (۵۸۲) اگر کسی شخص کی بستی میں گندم نہ ملتا ہو اور آٹا زیادہ قیمت کو ملتا ہو اور شہر میں گندم کا نرخ ارزاں ہو تو شہر کی قیمت سے صدقۂ فطر ادا کرنا چاہئے یا کیا۔

الجواب:۔ اپنی بستی کی قیمت کے حساب سے صدقۂ فطر ادا کرنا چاہئے۔ اگر وہاں

---

[1] وهو الصاع المعتبر ما يسع الفا واربعين درهما من ماش او عدس انما قدر بهما لتساويهما كيلا ووزنا (درمختار) اعلم ان الصاع اربعة امداد والمد رطلان والرطل نصف من والمن بالدراهم مائتان وستون درهما (رد المحتار باب صدقة الفطر ص ۱۰۲ ج ۲ ظفير)

گندم نہ لیں تو آٹے کی قیمت کا حساب کرنا چاہئے یا جو اور چھوہارے کے صاع کی قیمت کا حساب کرنا چاہئے۔ غرض جو جنس منصوص وہاں ملتی ہو اس کی قیمت کا حساب کیا جاوے[1]۔

فطرے میں گیہوں کے بدلے نصف صاع چاول دینا کیسا ہے

سوال (۵۸۳) فطرہ میں اگر بجائے گندم کے نصف صاع چاول دیا جائے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب - جائز ہے، اگر قیمت نصف صاع چاول کی نصف صاع گندم کے برابر ہو، یا زیادہ ہو[2]۔ فقط۔

ایک شخص کا فطرہ کئی شخصوں کو دینا کیسا ہے

سوال (۵۸۴) فطرہ یک شخص بچند کس و بالعکس دادن جائز ست یا نہ۔

الجواب :- قال فی الدرالمختار وجاز دفع کل شخص فطرته الی مسکین او مساکین علی ما علیه الاکثر وبه جزم فی الولوالجیة والخانیة والبدائع والمحیط وتبعهم الزیلعی فی الظهار من غیر ذکر خلاف وصححه فی البرهان فکان هو المذهب الخ کما جاز دفع صدقة جماعة الی مسکین واحد بلا خلاف یعتد به[3] الخ پس معلوم شد کہ فطرہ یک کس بچند کس و بالعکس دادن جائز است۔

زمیندار پر فطرہ واجب ہے یا نہیں

سوال (۵۸۵) ہر قسم کے زمیندار خواہ اس کے پاس ملک کی زمین تھوڑی ہو یا زیادہ صدقۃ الفطر واجب ہے یا نہیں۔

الجواب :- یہ نہیں کہ زمین تھوڑی ہو یا زیادہ اس پر صدقۃ الفطر واجب ہو جاوے بلکہ یہ ضرور ہے کہ حاجات اصلیہ سے زیادہ ہو، اس قدر زمین ہو کہ قیمت اس کی دو سو درہم

---

[1] نصف صاع من بر او دقیقه او سویقه او زبیب الخ او صاع تمر او شعیر الخ وما لم ینص علیه کذرة وخبز یعتبر فیه القیمة (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب صدقة الفطر ص ۱۰۳ ج ۲) ظفیر۔

[2] وما لم ینص علیه کذرة وخبز یعتبر فیه القیمة (الدرالمختار باب صدقة الفطر ص ۱۲۵ ج ۲) ظفیر۔

[3] الدرالمختار مجتبائی باب صدقة الفطر ص ۱۲۵ ج ۱، ۱۲ ظفیر۔

یعنی ۵۲ ½ تولہ جو قریب للعہ ۵۴ روپے کے ہوتے ہیں۔ درمختار در نصاب فاضل من حاجتہ الاصلیۃ الخ (اب ۵۲ ½ تولے چاندی کی قیمت چار روپے کے حساب سے ۲۱۰ ہوگی ظفیر)

فطرہ میں گیہوں کی قیمت کے برابر چاول یا چنا دینا درست ہے

سوال (۵۸۶) صدقۂ فطر میں گیہوں کی جو قیمت ہوتی ہے اس کے چاول یا چنا دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- جائز ہے۔

جہاں جو غلہ رائج ہو اس کا نصف صاع فطرہ میں کافی ہے یا نہیں

سوال (۵۸۷) صدقۂ فطر کا نصاب گیہوں کا نصف صاع اور جو کا ایک صاع مقرر ہے، بعض علماء بنگالہ کہتے ہیں گیہوں پر منحصر نہیں، جو غلہ جہاں زیادہ تر رائج ہو اس میں سے نصف صاع ہی کافی ہے۔ چنانچہ بنگال میں چاول زیادہ رائج ہیں لہٰذا چاول کا نصف صاع کافی ہے۔

الجواب:- یہ کلیہ ان صاحبوں کا غلط ہے۔ گندم منصوص فی الحدیث ہے اور اگر چاول منصوص نہیں، پس اتنی قیمت کا چاول ادا کرنا ہوگا جو نصف صاع گندم کی قیمت کے برابر ہو جاوے اور معین چاول دینا جائز نہیں۔

جواب مفتی صاحب

جواب صحیح ہے، غیر منصوص میں قیمت کا لحاظ ضروری ہے، مثلاً اگر چاول دیوے تو اس قدر دیوے کہ اس کی قیمت نصف صاع گندم کی قیمت کے برابر ہو اور یہ جو جواب میں لکھا ہے کہ معین چاول دینا جائز نہیں، اس کا یہ مطلب ہوگا کہ چاول بلا اعتبار قیمت گندم دینا جائز نہیں۔ لعدم ورود النص بہ فکان کالذرۃ الخ اس سے واضح ہے کہ غیر منصوص کا دینا باعتبار قیمت منصوص کے درست ہے

غریبوں پر فطرہ واجب نہیں

سوال (۵۸۸) گاؤں کے غریب لوگوں پر عید کا فطرہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:- غریب لوگوں پر جو مالک نصاب نہیں ہیں، صدقۂ فطر واجب

نہیں ہے، البتہ جن لڑکیوں کے پاس بقدر پچاس باون روپے کی قیمت کی زمین یا مکان رہنے کے مکان سے جدا ہو یا زیور وغیرہ اس قدر ہے، ان کے ذمہ صدقۂ فطر واجب ہے۔ فقط

(قال فی الدر المختار فی باب صدقة الفطر علی کل حر مسلم ذی نصاب فاضل عن حاجته الاصلية كدينه وحوائج عياله وان لم ينم ص۹۸ ج۲ علی ہامش رد المحتار)

عورت کا فطرہ کس پر واجب ہے

سوال (۵۸۹) عورت کا فطرہ کس پر واجب ہے مرد پر یا باپ پر؟ یا شوہر پر مہر میں سے دیوے؟ عورت کے پاس مال ہو یا نہ ہو۔

الجواب:- عورت جب صاحب نصاب ہو تو فطرہ اسی پر واجب ہے، اگر شوہر ادا کر دے گا تو ادا ہو جاوے گا، باپ پر واجب نہیں۔

(ولا يودی عن زوجته ولا عن اولاده الكبار وان كانوا فی عياله ولو ادی عنهم او عن زوجته اجزاهم استحسانا كذا فی الهداية عالمگيريه ص۱۹۱ ج۱)

صاع کا وزن

سوال (۵۹۰) نصف صاع کا وزن اصلی کیا ہے اس کی پوری تحقیق کیا ہے۔ اپنے حضرات کا کیا عمل ہے؟

الجواب: صاع کی تحقیق شامی نے اس طرح کی ہے اعلم ان الصاع اربعة امداد والمد رطلان والرطل نصف من والمن بالدراهم مائتان وستون درهما وبالاستار اربعون والاستار بكسر الهمزة بالدراهم ستة ونصف وبالمثاقيل اربعة ونصف كذا فی شرح درر البحار فالمد والمن سواء الخ[1] اس تحقیق سے ظاہر ہے، ایک استار ساڑھے چار مثقال کا ہے اور مثقال کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہے تو چالیس استار جو ایک من کا وزن ہے ۸۱۰ ماشہ ہوا، اس طرح ۴۰ + $4\frac{1}{2}$ = ۱۸۰ مثقال + ۴ $\frac{1}{2}$ = ۸۱۰ ماشہ ÷ ۱۲ = ۶۷ $\frac{1}{2}$ تولہ پس جب کہ ۶۷ $\frac{1}{2}$ تولہ ایک من کا وزن ہوا تو صاع چار من کا ہوتا ہے۔ صاع کا وزن ۲۷۰ تولہ ہوا، جو بوزن اسی تین سیر ساڑھے ڈیڑھ پاؤ ... ہوا، پس نصف صاع ایک چھٹانک کم

[1] رد المحتار باب صدقة الفطر ص۱۰۴ ج۲ ۱۲ ظفیر

پونے دو سیر ہوتا ہے، اسی بناء پر پونے دو سیر گندم بوزن اسی صدقۂ فطر دینے کا حکم کیا جاتا ہے، مولوی عاشق الٰہی صاحب سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک چھٹانک کی کمی کر دی ہے جیسا کہ پونے دو سیر کا حکم کرنے والوں نے ایک چھٹانک زیادہ کر دیا ہے، اور ظاہر ہے کہ زیادہ کرنا اچھا ہے کم کرنا درست نہیں اور جس نے وزن نصف صاع ایک سیر تین چھٹانک کہا ہے، وہ تحقیق شامی کے موافق صحیح نہیں ہے۔ فقط۔

فطرہ کسی ایک شخص کو دینا افضل ہے یا کئی کو

سوال (۵۹۱) فطرہ گیہوں کا ایک شخص کو دینا افضل ہے یا کئی کو؟

الجواب:۔ کئی شخصوں کو دینا بھی درست ہے مگر افضل یہ ہے کہ ایک کا صدقہ ایک مسکین کو دیا جاوے (وجاز دفع کل شخص فطرتہ الی مسکین او مساکین الی قولہ کتفریق الزکوٰۃ والامر فی حدیث اغنوھم للندب فیفید الاولویۃ الخ)

منصوص اشیاء کے علاوہ دوسری چیزیں فطرہ میں

سوال (۵۹۲) چہ می فرمایند علماء دین اندریں کہ درصدقۂ فطر بجائے حنطہ و شعیر دانہ ارزدادن جائیکہ طعام شاں چاول ست جائز ست یا نہ؟ شخصے میگوید کہ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ بر جواز فتویٰ دادہ دعویٰش صحیح یا باطل، تحقیق و تفتیش فرمایند۔

الجواب:۔ کتب فقہ میں یہ منصوص ہے کہ سوائے حنطہ و شعیر وغیرہ منصوص کے جو اشیاء غیر منصوص ہیں جیسے چاول نخود باجرا جوار وغیرہ اس میں قیمت کا لحاظ ہے یعنی چاول نخود وغیرہ مثلاً اس قدر دیوے کہ قیمت اس کی نصف صاع گندم یا ایک صاع شعیر وغیرہ کو پہونچ جاوے۔ وما لم ینص علیہ کذرۃ وخبز یعتبر فیہ القیمۃ الخ (درمختار علی ہامش ردالمحتار ص ۱۰۴/۲ وغیرہ) پس جس جگہ چاول کھائے جاتے ہیں ان کو چاہئے کہ اس قدر چاول فطرہ میں دیوے کہ قیمت ان کی نصف صاع گندم یا ایک صاع شعیر کو مثلاً پہونچ جاوے حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کی بندہ کو کچھ تحقیق نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ل الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب صدقۃ الفطر ص ۱۰۴/۲ ۱۲ ظفیر

وجوب فطرہ اور قربانی

سوال (۵۹۳) صدقۂ فطر اور قربانی کن لوگوں پر واجب ہے اور صدقۂ فطر کے مستحق کون لوگ ہیں؟ روزہ دار یا عوام الناس؟ اور جو شخص مقروض ہو اس پر صدقۂ فطر واجب ہے یا نہیں؟ -

الجواب:- صدقۂ عید الفطر ادا کرنا اس شخص کے ذمہ واجب ہے جو صاحب نصاب غنی ہو یعنی مالک پچاس ساٹھ[1] کی زمین یا نقد وغیرہ کا ہو، اور جو شخص ایسا نہیں اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں۔ اور صدقۂ فطر محتاج شخص کو دیا جاوے بہتر ہے کہ نیک لوگوں کو جو نمازی روزہ دار ہوں ان کو دیدے، لیکن اگر غیر روزہ داروں کو جو محتاج ہیں دیا جائے تب بھی صدقۂ فطر ادا ہو جاتا ہے اور قربانی بھی انہی لوگوں پر واجب ہے جو غنی مالک نصاب ہیں، اور جن پر قرض زیادہ ہے کہ قرض اگر ادا کردیں تو بقدر نصاب ان کے پاس نہ بچے گا تو ان پر صدقۂ فطر اور قربانی واجب نہیں ہے۔ فقط۔

صاع کی تحقیق

سوال (۵۹۴) فطرۂ عید کا وزن کیا ہے؟ اور قاضی ثناء اللہ صاحب نے آٹھ رطل کا ایک صاع مقرر کیا ہے اور ایک مولوی صاحب نے دو سیر چھ چھٹانک وزن صاع کا بیان فرمایا ہے۔ صحیح کیا ہے؟

الجواب:- وزن صاع وہی صحیح ہے جو قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے، اسی پر فتویٰ اور عمل درآمد ہے[2] وزن انگریزی سے وزن صاع کا قریب آدھا پاؤ

---

[1] تجب (ای صدقۃ الفطر الی قولہ) علی کل حر مسلم ولو صغیرا مجنونا حتی لو لم یخرجہا ولیہما وجب الاداء بعد البلوغ ذی نصاب فاضل عن حاجتہ الاصلیۃ کدینہ وحوائج عیالہ ان لم ینم کما مر وبہ ای بہذا النصاب تحرم الصدقۃ کما مر وتجب الاضحیۃ ونفقۃ المحارم علی الراجح (درمختار علی ہامش رد المحتار ص ۹۹ ج ۲) ظفیر

[2] اعلم ان الصاع اربعۃ امداد والمد رطلان والرطل نصف من والمن بالدراہم مائتان وستون درہما وبالاستار اربعون والاستار بکسر الہمزۃ بالدراہم ستۃ ونصف الخ (رد المحتار ص ۱۰۴ ج ۲) ظفیر

سے نصاب ۵۲ ½ تولہ چاندی یا اس کی قیمت ہے۔ اب اس زمانہ میں ۵۲ ½ تولے چاندی کی قیمت دو سو دس

اور ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے اور نصف صاع پونے دو سیر ایک چھٹانک ہوتا ہے اس کے موافق یہاں صدقۂ فطر ادا کیا جاتا ہے اور اسی میں احتیاط ہے۔ ان مولوی صاحب نے جو دو سیر چھ چھٹانک وزن صاع کا بیان کیا ہے صحیح نہیں ہے، جن لوگوں نے اس کے موافق صدقۂ فطر ادا کیا ان کو چاہئے کہ جو کچھ باقی رہا اس کو بھی ادا کریں۔ فقط۔

نصف صاع کا وزن | سوال (۵۹۵) نصف صاع کا وزن اصلی کیا ہے اور اس کی پوری تحقیق کیا ہے؟ اپنے حضرات کا اس پر عمل نہیں دیکھا۔

الجواب:- صاع کی تحقیق شامی میں اس طرح کی ہے اعلم ان الصاع اربعة امداد والمد رطلان والرطل نصف من والمن بالدراهم مأتان وستون درهماً وبالاستار اربعون والاستار بکسر الهمزة بالدراهم ستة ونصف بالمثاقيل اربعة ونصف کذا فی شرح درر البحار فالمد والمن سواء[۱] الخ۔ اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ ایک استار ساڑھے چار مثقال کا ہے اور مثقال کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہے تو چالیس استار جو ایک مد کا وزن ہے ۸۱۰ ماشہ ہوا۔ اس طرح ۴۰ + $4\frac{1}{2}$ = ۱۸۰ مثقال + $4\frac{1}{2}$ = ۸۱۰ ماشہ ÷ ۱۲ = $67\frac{1}{2}$ تولہ۔ پس جب کہ ساڑھے سڑسٹھ تولہ ایک مد کا وزن ہوا تو صاع چار مد کا ہوتا ہے صاع کا وزن ۲۷۰ تولہ ہوا جو بوزن اسّی تین سیر ڈیڑھ پاؤ ہوا۔ پس نصف صاع ایک چھٹانک کم پونے دو سیر ہوتا ہے۔ اسی بنا پر پونے دو سیر گندم بوزن اسّی صدقۂ فطر دینے کا حکم کیا جاتا ہے۔ مولوی عاشق الٰہی صاحب سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک چھٹانک کی کمی کر دی ہے۔ جیسا کہ پونے دو سیر کا حکم کرنے والوں نے ایک چھٹانک زیادہ کر دیا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ زیادہ کرنا اچھا ہے کم کرنا درست نہیں اور جس نے وزن نصف صاع ایک سیر تین چھٹانک لکھا ہے وہ تحقیق شامی کے موافق صحیح نہیں ہے۔ فقط

---

[۱] رد المحتار ص ۱۰۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

مصارف صدقۂ فطر

سوال (۵۹۶) مصرف زکوٰۃ وصدقۂ فطر اور چرم قربانی ایک ہیں یا کچھ فرق ہے؟ اگر سادات کو اور ماں باپ کو زکوٰۃ یا صدقۂ فطر یا قیمت چرم قربانی دیدے تو ادا ہو جاوے گی یا نہ؟

الجواب:- مصرف زکوٰۃ وصدقۃ الفطر اور قیمت چرم قربانی ایک ہے یعنی جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے ان کو صدقۂ فطر اور قیمت چرم قربانی دینا بھی درست نہیں [1]۔ سادات کو زکوٰۃ دینے کے بارہ میں صحیح فتویٰ یہ ہے کہ ناجائز ہے [2] اصول وفروع کو اگر عمداً یعنی باوجود ان کو پہچاننے کے صدقۂ فطر یا قیمت چرم قربانی دیدی گئی تو وہ صدقۂ فطر وغیرہ ادا نہیں ہوا [3] دوبارہ دیدے، یہی حکم زکوٰۃ کا ہے، لیکن اگر اندھیرے میں یہ سمجھ کر یہ کوئی محتاج ہے، زکوٰۃ وصدقۂ فطر وغیرہ دیدیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ جس کو دیا ہے وہ غنی ہے یا باپ ہے یا دادا ہے یا بیٹا پوتا ہے تو زکوٰۃ وفطرہ وغیرہ ادا ہو گیا، دوبارہ دینے کی ضرورت نہیں ہے [4] لیکن مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے باپ وغیرہ کو دینے سے زکوٰۃ وغیرہ ادا نہ ہوگی، دوبارہ دینا چاہئے۔ فقط۔

امام مسجد کو صدقۂ فطر دینا جائز نہیں

سوال (۵۹۷) امام کو صدقۂ فطر دینا جائز ہے یا نہیں؟۔

الجواب:- امامت کی وجہ سے اس کو فطرہ دینا جائز نہیں [5]۔ فقط۔

[1] وصدقۃ الفطر کالزکوٰۃ فی المصارف فی کل حال (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۱۰۰ ج ۲)

[2] ولا تدفع الی بنی ھاشم الخ (ہدایہ ص ۱۸۶ ج ۱) ظفیر [3] ولا یدفع المزکی زکوٰۃ مالہ الی ابیہ وجدہ وان علا (ہدایہ ص ۱۸۵ ج ۱) ظفیر [4] قال ابو حنیفۃ ومحمد اذا دفع الزکوٰۃ الی رجل یظنہ فقیراً ثم بان انہ غنی او ھاشمی او کافر او دفع فی ظلمۃ فبان انہ ابوہ او ابنہ فلا اعادۃ علیہ (ہدایہ ص ۱۸۹ ج ۱) ظفیر [5] وصدقۃ الفطر کالزکوٰۃ فی المصارف کل حال (الدر المختار علی ہامش رد المحتار) ظفیر۔

نواں باب

متفرق مسائل زکوٰۃ

کسی کو سو روپے قرض دیا ۵، ۴ سال بعد وصول ہوا تو زکوٰۃ کس طرح ادا کرے

سوال (۵۹۸) ایک شخص نے دوسرے کو سو روپے قرض دیا، مدیون نے بعد ۴ سال کے روپیہ ادا کیا تو اب زکوٰۃ کس قدر دینی چاہئے۔

الجواب: مسئلہ یہ ہے کہ قرض کی زکوٰۃ بعد وصولیابی کے پچھلے سالوں کی دینی لازمی ہے، سو روپے کے عہ ۸ ہیں۔ پھر ہر سال کم ہوتی جاوے گی، یہاں تک کہ جب نصاب پورا نہ رہے گا زکوٰۃ ساقط ہے[1]۔ فقط۔

جس کی ادائیگی کا ظن غالب نہ ہو کیا کرے

سوال (۵۹۹) صاحب زکوٰۃ کے ذمہ مبلغ عہ۲۰ روپے واجب الادا تھے، اس نے مبلغ عہ۱۵ تو یقیناً ادا کر دیئے اور مبلغ پانچ میں شک ہے کہ ادا کئے یا نہیں، تو پانچ روپے اس کے ذمہ ادا کرنے ضروری ہیں یا نہ۔

الجواب: جب کہ غلبۂ ظن ادا کرنے کا نہیں ہے اور غلبۂ ظن کا ہی اعتبار ہے تو اس کو وہ پانچ روپے باقیماندہ ادا کرنا چاہئے۔ فقط

ایک شخص زکوٰۃ ادا کئے بغیر مر گیا تو اس کی زکوٰۃ کا کیا حکم ہے

سوال (۶۰۰) عمر صاحب نصاب تھا اس کے ذمہ مال کی زکوٰۃ واجب الادا تھی، مگر وہ زکوٰۃ ادا کئے بغیر ایک نابالغ لڑکا چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ کیا اب عمر کی عورت اس مال میں سے سابقہ باقیماندہ اور حال کی زکوٰۃ ادا کر سکتے ہیں یا نہ۔

---

[1] ولو کان الدین الخ فوصل الی ملکہ لزم زکوٰۃ ما مضی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۲ ج ۲) ظفیر

الجواب: - بدون وصیت متوفی کے مال متروکہ مشترکہ سے زکوٰۃ ادا نہیں کر سکتے کیونکہ وارث نابالغ لڑکا بھی ہے، اس کے حصہ میں بلا وصیت کے یہ تصرف نہیں ہو سکتا[1] فی الدر المختار و اما دین اللہ تعالیٰ فان اوصی بہ وجب تنفیذہ شامی میں کہا ہے وذلک کالزکوٰۃ والکفارات الخ - جلد ۵ ص ۶۷۱ - فقط -

گوٹے اور جڑاؤ زیور میں زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۹۰۱) گوٹے اور جڑاؤ زیور میں زکوٰۃ ہے یا نہیں -

الجواب: - گوٹہ جب کہ بقدر نصاب ہو جاوے تو اس میں زکوٰۃ واجب ہے۔ یا اگر نصاب چاندی وغیرہ کا موجود ہو تب بھی گوٹے کا اندازہ کر کے اسمیں شامل کر کے زکوٰۃ دینی چاہیئے اور جڑاؤ زیور میں بھی زکوٰۃ واجب ہے[2] - فقط -

نوٹوں پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۹۰۲) گورنمنٹی نوٹ سند مال ہے عین مال نہیں تو اگر کسی شخص کاروباری کے مثلاً ہزار روپے کے نوٹ ہوں اور اس پر سال بھی گذر جائے اور اس کی حاجات ضروریہ سے زائد رکھے ہیں تو آیا روپیوں کی زکوٰۃ کے ساتھ جو مقدار نصاب ہوں ان نوٹوں کی بھی زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں، اگر ہوگی تو نوٹ کی زکوٰۃ میں نوٹ دینا چاہیئے کیونکہ نقد کرانے میں بہت بٹہ دینا پڑتا ہے، مثلاً فی ہزار پندرہ روپے بٹہ دینا ہوتا ہے اور نوٹ دینے میں احتمال ہے کہ شاید زکوٰۃ

---

[1] ولو مات فادا. ھا وارثہ جاز (درمختار) فی الجوھرۃ اذا مات من علیہ زکاۃ او فطرۃ او کفارۃ او نذر لم تؤخذ من ترکتہ عندنا الخ وان اوصی تنفذ من الثلث (رد المحتار باب صدقۃ الفطر ص ۹۸ ج ۲) ۱۲ ھ

[2] واللازم فی مضروب کل منھما ومعمولہ ولو تبرا او حلیا مطلقا مباح الاستعمال اولا ولو للتجمل والنفقۃ لانھما خلقا اثمانا فیزکیھما کیف کانا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب زکاۃ المال ص ۴۱ ج ۲) ظفیر

ہی ادا نہ ہو جیسا کہ مولانا اشرف علی صاحب نے الامداد ماہ صفر میں تحریر فرمایا ہے۔

الجواب:- ان نوٹوں پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر زکوٰۃ میں نوٹ دیا تو اس سے زکوٰۃ ادا ہونے کی وہی صورت ہے جو الامداد صفر میں ہے کہ جن کو وہ نوٹ زکوٰۃ میں دیا جس وقت وہ اس کا روپیہ وغیرہ لے کر قبضہ کرے گا زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی اور کتابوں میں نوٹ کا ذکر نہیں ہے تاکہ عبارت کسی کتاب کی لکھی جاوے۔ فقط

پراویڈنٹ فنڈ کی زکوٰۃ	**سوال** (۶۰۳) پراویڈنٹ فنڈ کا روپیہ جو بعد اختتام ملازمت

ملتا ہے اگر اس پر زکوٰۃ کا حکم ہے تو جس سے فی الحال ممکن نہ ہو وہ کیا کرے۔

الجواب:- ملازمان کی تنخواہ میں سے جو کچھ روپیہ وضع ہوتا ہے اور پھر اس میں کچھ رقم ملا کر بوقت ختم ملازمت ملازموں کو ملتا ہے وہ ایک انعام سرکاری سمجھا جاتا ہے اس کی زکوٰۃ گذشتہ برسوں کی واجب نہیں ہوتی۔ آئندہ کو بعد وصول کے جب سال بھر نصاب پر گذر جاوے گا، اس وقت زکوٰۃ دینا لازم ہوگا[1]۔ فقط

پراویڈنٹ فنڈ کے سود کا حکم	**سوال** (۶۰۴) گورنمنٹ کی طرف سے ایک قاعدہ

پراویڈنٹ فنڈ کا ہے جس میں ملازمین کی تنخواہ میں سے کچھ حصہ اس کی تنخواہ کا جس قدر ملازم جمع کرنا پسند کرے وضع کر کے فنڈ میں جمع کیا جاتا ہے اور اس رقم جمع شدہ پر سرکار بخوشی سود دیتی ہے اس کا لینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- سود لینا تو کسی سے جائز نہیں ہے، البتہ سرکار جو بطور انعام وضع شدہ رقم تنخواہ کے ساتھ اسی قدر یا جس قدر ہو ملا کر دیتی ہے اس کا لینا جائز ہے اور نیز یہی حکم کیا جاتا ہے کہ جن لوگوں کا روپیہ بنک وغیرہ میں جمع ہے وہ اس کے

---

[1] وعند قبض مائتین مع حولان الحول بعدہ ای بعد القبض من دین ضعیف وھو بدل غیر مال کمہر ودیۃ وبدل کتابۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب زکوٰۃ المال ص ۲۹/۲) ظفیر۔

سود کو وہاں نہ چھوڑیں اور کفار کی امداد نہ کریں بلکہ وہاں سے لے کر غرباء و فقراء و مساکین کو دیدیں۔ فقط۔

پراویڈنٹ فنڈ اور بنک کی رقموں پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۱۰۵) (فتویٰ نمبر ۲۵۲/۲۵۳ ھ) آیا پراویڈنٹ فنڈ بنک یا ڈاکخانہ کی رقموں پر زکوٰۃ دینا واجب ہے یا نہیں۔ بنک و ڈاکخانہ کی رقمیں تو جمع کرنے والے کے قبضہ و اختیار میں رہتی ہیں یعنی جب وہ چاہے روپیہ نکال سکتا ہے مگر پراویڈنٹ فنڈ کی رقم ایسی ہے کہ جو ملازمت ترک کرنے یا وفات کے بعد مل سکتی ہے، پس اس رقم پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔ دیگر یہ کہ جناب نے سود کو ناجائز لکھا ہے کہ سود لینا تو کسی سے جائز نہیں ہے، اور پھر فرماتے ہیں کہ بنک وغیرہ سے سود لے کر غرباء کو دیدینا چاہئے جب کہ سود ناجائز ہے تو ایسی ناجائز قسم غرباء کو دینا کہاں تک جائز ہو سکتا ہے

الجواب:۔ اس رقم پر زکوٰۃ بعد وصول ہونے کے اور وصول کے بعد سال بھر گذر جانے پر واجب ہوتی ہے[1]، اور باوجود عدم جواز سود کے جو یہ فتویٰ دیا جاتا ہے کہ بنک وغیرہ میں سود کی رقم نہ چھوڑے بلکہ وہاں سے لیکر غرباء و فقراء و مساکین کو دیدی جاوے، اس کی وجہ ایک خاص ہے، وہ یہ کہ اگر وہ رقم وہاں چھوڑی جاتی ہے تو معلوم ہوا کہ وہ رقم پادریوں کو دی جاتی ہے جس سے وہ اپنے مذہب کی اشاعت کرتے ہیں اور مسلمانوں کو مرتد بنانے میں وہ روپیہ خرچ کرتے ہیں اور حکم شریعت کا یہ ہے من ابتلی ببلیتین فلیختر اھونہما یعنی جو شخص دو مصیبتوں میں مبتلا ہو وہ اہون اور کمتر کو اختیار کرے۔ پس سود کا لینا بھی اگرچہ گناہ ہے مگر وہ ایسا نہیں جیسا کہ مسلمانوں کے مرتد بنانے اور بے دین کرنے میں امداد دینا اس لئے اس میں اس اہون طریق کو اختیار کیا گیا۔ فقط۔

---

[1] وعند قبض مائتین مع حولان الحول بعدہ ای بعد القبض من دین ضعیف وھو بدل غیر مال کمہر ودیۃ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب زکوٰۃ المال ص ۳۹/۲) ظفیر

تنخواہ کا جو حصہ فنڈ کے نام پر کٹ جاتا ہے اس کی زکوٰۃ

سوال (۶۰۶) زید ملازم ریلوے ہے اس کی تنخواہ کا $\frac{1}{12}$ حصہ ہر ماہ میں کٹ کر فنڈ میں جمع ہوتا ہے اور ریلوے اس فنڈ کے روپے سے قرض دے کر سود لیتی ہے، اس فنڈ کے کل روپے پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں۔

الجواب: اس روپے کی زکوٰۃ بعد وصول کے آئندہ لازم ہوگی[1]۔

زکوٰۃ ادا کی مگر شرعاً ادا نہ ہوئی تو کچھ ثواب ملے گا یا نہیں

سوال (۶۰۷) اگر زکوٰۃ ادا کی جاوے اور کسی شرعی وجہ سے وہ ادا نہ ہو تو کچھ ثواب ملے گا یا نہیں۔

الجواب: ثواب ملے گا فقط[2]

اجارہ کی زمین پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال (۶۰۸) جو زمین منافع پر لی جاوے اور روپیہ چند سال کا پیشگی ادا کر دے اس پر زکوٰۃ دینی پڑے گی یا نہیں۔

الجواب: جو زمین ٹھیکہ پر یعنی اجارہ پر لی جاوے اور ہر سال کی اجرت معین کر کے چند سال کی اجرت پیشگی دیدی جائے تو یہ درست ہے اور اس روپے کی زکوٰۃ لازم نہیں ہے فقط

---

[1] ولا فی زکوٰۃ علی مکاتب الخ ولا فی مال مفقود الخ وما اخذ مصادرۃ ثم وصل الیہ بعد سنین لعدم النمو (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص $\frac{11}{2}$) واعلم ان الدیون عند الامام ثلاثۃ قوی ومتوسط وضعیف فتجب زکاتہا اذا تم نصابا وحال الحول لکن لا فوراً بل عند قبض اربعین درہما من الدین القوی کقرض وبدل مال تجارۃ فکلما قبض اربعین درہما یلزمہ درہم الخ وعند قبض مائتین مع حولان الحول بعدہ ای بعد القبض من دین ضعیف وہو بدل غیر مال کمہر ودیۃ الخ (ایضاً باب زکوٰۃ المال ص $\frac{42}{2}$) ظفیر۔

[2] ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین (القرآن)

زکوٰۃ کی نیت سے جو مختلف رقمیں خرچ کی جاتی ہیں ان سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں

سوال (۶۰۹) میں نے زکوٰۃ کا ایک کھاتہ علیحدہ رکھ لیا۔ اب جو کچھ محتاجوں پر خرچ کرتا ہوں اس پر لکھ لیتا ہوں۔ مثلاً ایک لاوارث کے کفن میں پانچ روپے صرف کیا اس کو لکھ لیا اور جس قدر راہ خدا میں مسکینوں غریبوں کی خبر گیری کی وہ سب لکھتا رہا اور وقت دینے کے دل میں نیت زکوٰۃ کی بھی کر لی۔ اس صورت میں زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ مسکینوں اور غریبوں کو متفرق طور سے جو کچھ بہ نیت زکوٰۃ دیا جاوے جیسا کہ آپ کرتے ہیں جائز ہے اور زکوٰۃ اس میں ادا ہو جاتی ہے، لیکن لاوارث میت کے کفن میں جو کچھ صرف کیا گیا وہ زکوٰۃ میں محسوب نہ ہوگا وہ صدقہ نفلی رہے گا زکوٰۃ میں زندہ فقیر کو مالک بنانا شرط ہے۔ فقط

جواہرات وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں ہے

سوال (۶۱۰) جواہرات مثلاً ہیرا، زمرد، لعل، یاقوت وغیرہ پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے کہ جواہرات میں زکوٰۃ نہیں ہے مگر جب کہ وہ تجارت کے لئے ہوں لا زکوٰۃ فی اللآلی والجواھر الخ الا ان تکون للتجارۃ الخ درمختار[1]۔ فقط۔

زکوٰۃ کی رقم بذریعہ ڈاک بھیجنے میں فیس کہاں سے دی جائے

سوال (۶۱۱) زکوٰۃ کا روپیہ اگر بذریعہ منی آرڈر روانہ کیا جاوے تو فیس منی آرڈر اس میں سے دینا جائز ہے یا نہیں۔

---

[1] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ ص ۱۵ ج ۲ ۔ ۱۲ ظفیر۔

الجواب: بذریعہ منی آرڈر بھیجنا زکوٰۃ کے روپے کا درست ہے مگر فیس منی آرڈر علیحدہ اپنے پاس سے دینی چاہئے۔[1]

مہر کے مقروض پر زکوٰۃ واجب ہے

سوال (۶۱۲) مہر کے مقروض پر زکوٰۃ آوے گی یا نہیں؟۔

الجواب: شامی میں ہے والصحیح انہ غیر مانع[2] یعنی صحیح یہ ہے کہ دین مہر مؤجل وجوب زکوٰۃ سے مانع نہیں ہے یعنی زکوٰۃ اس پر مال موجودہ بقدر نصاب کے واجب ہوگی۔

زکوٰۃ غریب کو دیکر اپنے قرض میں لے لے تو کیا حکم ہے

سوال (۶۱۳) زید کا ایک شخص پر روپیہ قرض ہے اور وہ شخص مفلس ہے۔ زید یہ حیلہ کرتا ہے کہ اپنے روپیوں کی زکوٰۃ نکال کر اس مقروض کو دیتا ہے اور پھر اس سے قرض وصول کر لیتا ہے یہ زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہ۔

الجواب: ادا ہو جاوے گی[3] فقط۔

بلا نیت جو رقم فقیروں کو دی گئی اس سے زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں

سوال (۶۱۴) ایک شخص صاحب زکوٰۃ نے کبھی وقت بر نیت ادا دائے زکوٰۃ کوئی تعین رقم کا بلحاظ مالیت نہیں کیا اور اللہ پاک کے نام خیرات کافی مقدار سے دیتا رہا لیکن کبھی نیتاً یا خیالاً زکوٰۃ کے نام سے نہیں دیا۔ اگر پچھلے سالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی تو کیا یکمشت ادا کرنا لازم ہے اور جب کہ گذشتہ سالوں کی مالیت بھی کم و بیش ہوتی رہی تو اب کس معیار پر

---

[1] ولا یخرج (المزکی) عن العہدۃ بالعزل بل بالاداء للفقراء (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ) اور یہ مسلّم ہے کہ فیس منی آرڈر فقراء کو نہیں ملتی اسلئے وہ زکوٰۃ میں نہیں شمار ہوگی۔ والشامی ۱۲ ظفیر۔

[2] رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص۲ ۱۲ ظفیر۔

[3] واداء الدین عن العین وعن دین سیقبض لا یجوز وحیلۃ الجواز ان یعطی مدیونہ الفقیر زکوٰتہ ثم یاخذہا عن دینہ ولو امتنع المدیون مد یدہ واخذہا لکونہ ظفر بجنس حقہ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص۲) ظفیر۔

گذشتہ سالوں کی مقدار بہیئت مجموعی مقرر کی جائے۔

الجواب:- جو رقم بلا نیت زکوٰۃ خیرات کی گئی، وہ زکوٰۃ میں محسوب نہیں ہوئی، اور زکوٰۃ .... ادا نہیں ہوئی[1]۔ گذشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے اور اندازہ ہر سال کا تقریبی جو کچھ غالب گمان میں ہو وہ قائم کر لینا چاہئے اور بتدریج ادا کرنا بھی اس زکوٰۃ کا درست ہے، یکمشت دینا لازم نہیں۔ فقط۔

گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ جو شرعاً ادا نہیں ہوئی اس کے لئے کیا صورت اختیار کی جائے

سوال (۶۱۵) میں نے جو عرصہ بیس پچیس سال سے زکوٰۃ دی ہے تو ایسے شخصوں کو دی ہے جو میرے ذمہ سے ادا نہیں ہوئی یعنی اپنے پوتوں اور ہمشیرہ اور لڑکی وغیرہ غریب کو۔ مگر اب میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی بات ایسی مجھ کو بتا دی جائے کہ جو سال گذر چکے ہیں ان کی زکوٰۃ میرے ذمہ سے ادا ہو جاوے مگر مجھ کو یہ یاد نہیں کہ جو سال گذر چکے ہیں فلاں سال میں اس قدر روپیہ میرے پاس تھا اور فلاں سال میں اس قدر روپیہ تھا بلکہ یہ مجھکو خوب معلوم ہے کہ اس روپے میں سے خرچ ہوتے ہوتے بہت تھوڑا سا باقی رہا ہے۔ اور نہ میں نے اس روپے سے کسی قسم کی تجارت وغیرہ کی ہے بلکہ اس میں سے خرچ ہی کرتا رہا ہوں اس صورت میں کیا کیا جاوے جو گذشتہ زکوٰۃ میرے ذمہ سے ادا ہو جاوے۔

الجواب:- گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ جو ادا نہیں ہوئی اس کی ادائیگی کی اب اس کے سوائے اور کچھ صورت نہیں ہو سکتی کہ اپنے خیال میں ان برسوں کا اندازہ لیا جاوے کہ ہر سال میں کتنا کتنا روپیہ تخمیناً موجود تھا۔ اور نیز واضح ہو کہ بہن اور بہن کی اولاد جو غریب ہوں ان کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔ البتہ بیٹوں پوتوں اور پوتیوں اور نواسیوں اور نواسوں کو زکوٰۃ دینا درست نہیں

---

[1] وشرط صحۃ ادائھا نیۃ مقارنۃ لہ ای للاداء ولو کانت المقارنۃ حکما الخ ولا یخرج عن العہدۃ بالعزل بل بالاداء للفقراء۔ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۴ ج ۲) ظفیر

ہے۔ پس یہ بھی اندازہ کیا جاوے کہ کس قدر پوتوں اور لڑکیوں کو دی گئی ہے اور کس قدر بہن کو۔ کیونکہ جو بہن کو دی گئی وہ ادا ہوگئی اور جو اولاد یا اولاد کی اولاد کو دی گئی وہ ادا نہیں ہوئی۔ الغرض اس اندازہ سے جس قدر روپیہ ہر سال میں موجود ہونا خیال میں آوے اسکی زکوٰۃ کا حساب کر کے اس کو ادا کر دیا جاوے اور حتی الوسع تخمینہ ایسا کیا جاوے کہ اپنے خیال کے موافق اس میں کمی نہ رہے، کچھ زیادہ ہی ہو جاوے کہ احتیاط اسی میں ہے۔ فقط

جو قرضہ حکومت کو دیا گیا ہے اس کی زکوٰۃ کب واجب ہوگی۔

سوال (۶۱۶) زید نے سرکار کو سو روپے بطور قرضہ کے دیئے تھے، ابھی وصول نہیں ہوئے۔ ایک سال کے بعد امید وصول کی ہے تو اس کی زکوٰۃ زید کے ذمہ بعد وصول کے واجب الادا ہوگی یا قبل وصول کے ہر سال زکوٰۃ دینا چاہئے۔

الجواب:۔ ایسے قرض کی زکوٰۃ بعد وصول کے واجب الادا ہوتی ہے، وصول سے پہلے زکوٰۃ دینا واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر زکوٰۃ اس کی قبل وصول یابی کے دیدیوے تو ادا ہو جاوے گی۔ بعد وصول کے پھر دینی نہ آوے گی۔ کذا فی کتب الفقہ[۲]۔ فقط۔

کسی مسکین کے لئے زکوٰۃ سے ماہوار مقرر کرنا کیسا ہے

سوال (۶۱۷) کسی شخص مسکین کا زکوٰۃ سے مثلاً ایک روپیہ ماہوار مقرر کر دیا تو زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے[۳]۔ فقط۔

---

[۱] ولا الی من بینہما ولاد (درمختار) وقید بالولاد لجوازہ لبقیۃ الاقارب کالاخوۃ والاعمام والاخوال الفقراء بل ہم اولی لانہ صلۃ وصدقۃ (ردالمحتار باب المصرف ص ۸۶ ج ۲) ظفیر۔

[۲] ولو کان الدین علی مقر ملئ ... فوصل الی ملکہ لزم زکوٰۃ ما مضی (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۲ ج ۲) ظفیر۔ [۳] ومقارنۃ بعزل ما وجب کلہ او بعضہ ولا یخرج عن العہدۃ بالعزل بل بالاداء للفقراء (ایضاً)

کیا غلہ کی قیمت کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیا جائیگا

سوال (۶۱۸) غلہ کی قیمت کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا بعد فروخت کرنے غلہ کے ہے یا حکم ہے۔

الجواب:- اس صورت میں غلہ کی قیمت کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا بعد حولان حول لازم ہے[۱]۔ فقط

جبراً عشر و چندہ مدرسہ میں لینا کیسا ہے

سوال (۶۱۹) جبراً عشر و چندہ وصول کرکے مدرسہ و مکتب میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- جبر کرنا صدقہ نفلی میں درست نہیں ہے۔

زکوٰۃ کا روپیہ کسی نے خرچ کر دیا اس کا حکم ہے

سوال (۶۲۰) ایک شخص کے پاس مہتمم مدرسہ نے کچھ روپیہ زکوٰۃ کا طلبہ کے واسطے رکھدیا تھا، اس کو کچھ ضرورت پڑی اس نے دو روپے بلا اجازت مہتمم مدرسہ اپنے خرچ میں صرف کرلیا اور پھر ادا کر دیا، اس کے واسطے کیا حکم ہے۔

الجواب:- اس کو صرف کرنا جائز نہ تھا، لیکن ادا کرنے کے بعد وہ بری ہوگیا۔

مدفون روپے کی زکوٰۃ

سوال (۶۲۱) جو روپیہ زمین میں مدفون ہے اور اس سے کسی قسم کا نفع نہیں تو اس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

الجواب:- اس روپے کی زکوٰۃ ہر سال دینی چاہیئے[۲]۔

انجمن زکوٰۃ

سوال (۶۲۲) ایسی انجمن قائم کرنا جس میں مال زکوٰۃ مساکین پر صرف ہوتا ہو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:- درست ہے۔

---

[۱] تجب فی کل مائتی درهم خمسة دراهم الخ (عالمگیری کتاب الزکاۃ باب ثالث ص ۱۶۷ ج ۱) ظفیر

[۲] ولا فی مال مفقود (الی قوله) ومدفون ببریة نسی مکانه ثم تذکره.... بخلاف المدفون فی حرز (الدر المختار علی هامش رد المحتار ص ۱۲ ج ۲) ظفیر صدیقی

قرض روپے کی زکوٰۃ

سوال (۹۲۳) قرض میں جو روپیہ پڑا ہوا ہے اور وہ بقدر نصاب ہے اور سال بھر گذر گیا ہے تو اس کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔

الجواب: قرض میں جو روپیہ پڑا ہوا ہے اور بقدر نصاب ہے اور سال بھر گذر گیا ہے تو اس کی زکوٰۃ بعد وصول کے ادا کرنا واجب ہوتی ہے، جس قدر وصول ہوتا جاوے اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی، جو روپیہ مارا جاوے گا اس کی زکوٰۃ بھی ساقط ہو جاوے گی[1]۔

قرضہ کی زکوٰۃ بعد وصول

سوال (۹۲۴) قرضہ جو قابل وصول ہے اس پر زکوٰۃ دی جاوے یا قرضہ کے وصول پر؟ اور جو قرضہ فی الحال قابل وصول ہے لیکن شاید کچھ عرصہ کے بعد غیر قابل وصول ہو جاوے، یا بعض قرضہ اقساط کے ساتھ وصول ہو اس کے واسطے کیا ارشاد ہے۔

الجواب: بعد وصول قرضہ کے زکوٰۃ دینا واجب ہوتا ہے لیکن اگر قبل از وصول دیدی جاوے تو یہ بھی جائز ہے۔ جو قرضہ اب قابل وصول ہے اور بعد میں شاید قابل وصول نہ رہے اس میں بھی یہی حکم ہے جو گذرا۔

قرض روپے کی زکوٰۃ کب ادا کی جائے

سوال (۹۲۵) خالد نے عابد کو روزگار کے واسطے قرض روپیہ دیا، عابد نے روزگار میں نقصان پایا، روپیہ خالد کا صرف ہو گیا اپنا مکان خالد کو رہن لکھدیا۔ اب خالد اس روپے کی زکوٰۃ کیونکر ادا کرے۔

الجواب: قرض میں جو روپیہ ہے اس کی زکوٰۃ بعد وصول کے ادا کرنا واجب ہوتی ہے، پس جو روپیہ وصول نہ ہوا اس کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم نہ ہوئی۔

صدقہ کا ثواب مالک خانہ کو ملے گا یا سب گھر والوں کو

سوال (۹۲۶) اگر کسی گھر میں نو دس آدمی ہیں اور ایک شخص کا اختیار تمام چیز پر ہے اور مختار سب کی خوشی سے

---

[1] ولو كان الدين على معسر ... الى قوله ... فوصل الى ملكه لزم زكاة ما مضى (الدر المختار على هامش رد المحتار ص ۱۳ ج ۲) ظفير

بنا گیا ہے، اگر وہ صدقہ دے گا تو اس کو ہی ثواب ملے گا یا تمام گھر والوں کو۔

الجواب:۔ جب کہ صدقہ خیرات سب کے مال مشترک سے ان کی اجازت سے ہے تو سب کو ثواب ملے گا۔

پراویڈنٹ فنڈ کی زکوٰۃ اور اصل کے سود کا حکم

سوال (۶۲۷) میں گورنمنٹ انگریزی میں دس روپے ماہوار کا ملازم ہوں دس آنے میری تنخواہ اور پانچ آنے عطیہ گورنمنٹ جملہ پندرہ آنے ماہوار میرے نام سے سونگ بنک میں جمع ہوتے ہیں، کچھ سود بھی ماہوار اس مجموعہ پر لگتا ہے، میں جمع کرنا اور سود لینا نہیں چاہتا، مگر بہ قاعدہ مقررہ قبول نہیں کیا جاتا، حسب قاعدہ معینہ وہ مجموعہ بحالت ملازمت مل بھی نہیں سکتا۔ عدم ملازمت کی صورت میں وہ کل مجموعہ مع سود یکجا وصول ہوگا۔ اصل و سود کی کچھ تشریح نہ ہوگی۔ اس صورت میں مجموعہ موجودہ بنک کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے یا نہیں۔ اب شرع شریف کا اس بارہ میں میرے واسطے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ جو کچھ وصول ہو اس میں سے بقدر سود صدقہ کر دیا جاوے کیونکہ روپیہ (بعینہ تمیز) متعذر ہے اور زکوٰۃ بعد وصول کے لازم ہوگی۔ اس وقت سے زکوٰۃ کا حساب کیا جاوے گا جس وقت اس وضع کردہ رقم کی مقدار نصاب کو پہنچ جاوے۔ فقط واللہ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند۔

(نوٹ) عہ رجسٹر میں اس جگہ عبارت اس طرح درج ہے "کیونکہ وہ ممتز ۔ ہے" اس عبارت کا کچھ مطلب سمجھ میں نہیں آیا، اس لئے بعد استصواب بین القوسین الفاظ زیادہ کر دیئے گئے ہیں۔

پراویڈنٹ فنڈ کی زکوٰۃ اور اس کی حقیقت

سوال (۱۲۸۱) بعض ملازمت ہائے گورنمنٹ انگلیشیہ میں ایک طرز پراویڈنٹ
فنڈ کا جاری ہے۔ پراویڈنٹ فنڈ یہ ہے کہ تنخواہ ملازمین میں سے ایک مقدار ہر ماہ کٹتی رہتی ہے
وہ روپیہ رقم جمع ہوکر بوقت علیحدگی خود ملازم یا درصورت فوت اس کے ورثہ کو ملتا ہے
اس سوال میں خاص بریلی کالج کی بحث ہے جس کے قواعد میں ابتداءً یہ تھا کہ اگر ملازم چاہے
تو پانچ فی صدی اپنی تنخواہ میں سے پراویڈنٹ فنڈ میں جمع کرتا رہے، لیکن جب کہ بعض ملازمین
نے اس قاعدے پر اعتراض کرکے پوری تنخواہ لینی چاہی تو کمیٹی منتظمہ کالج نے قاعدہ مذکورہ
کے بجائے اجبار کردیا جس سے ہر ملازم کی تنخواہ میں سے ماہانہ رقم وضع ہونے لگی اور اختیار
نہیں رہا کہ کبھی وہ حالت ملازمت میں بجز صورت علیحدگی یا فوت ہونے کے رقم مجرا کردہ
لے سکے۔ یہ رقم مجرا شدہ وقتاً فوقتاً الہ آباد بینک میں ہر ملازم کے نام کے آگے تعداد رقم
مجرا شدہ ششماہی (دو بار سالانہ لکھی) جانے لگی اور اس میں منافع دوسری خانہ میں لکھا جانے لگا۔
تیسرے خانہ میں رقم مجرا شدہ کے برابر رقم اور لکھی جانے لگی۔ کمیٹی منتظمہ کالج گورنمنٹ کا
عطیہ خاص اپنی طرف سے۔ یہ رقم ملازم کالج کے لئے مخفی اور ہے۔ یعنی وقت علیحدگی ملازم کے
مجموعہ تینوں رقم کے ملنے کا قاعدہ ہوا۔ لیکن رقم مجرا شدہ از تنخواہ کے ملنے کا وقت علیحدگی
ہر حال میں وعدہ تھا اور ہے۔ پر اپنی رقم عطیہ کے ملنے کو کمیٹی نے اس بات کے ساتھ
مشروط کیا کہ وقت علیحدگی ملازم کے اول کمیٹی کی طرف سے رزلیوشن تجویز ہوگی۔ آیا اس ملازم
کی رقم عطیہ ملے یا نہیں۔ حکم ہونے پر رقم مذکورہ عطیہ ملازم کو دی جاوے گی ورنہ نہیں۔ یہ طریقہ
پنشن کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے جو بوقت پیری یا علیحدگی ملازم کو امداد دے سکے اور ساتھ
میں ایک نوع دباؤ یا لالچ دلانے کی صورت بھی ہے۔ اور ترغیب پروفیسران اور معلمان کالج
کے لئے وفاداری گورنمنٹ کی کہ ان کا روپیہ جزو تنخواہ جو جمع ہوکر زائد رقوم ہوکر ہزاروں تک
ہوکر کمیٹی کے اختیار و قبضہ میں رہتا ہے، اگر وہ وفادار نہیں تو ان رقوم سے ہاتھ اٹھادیں
یا بلدہ دوم اگست ۱۹۱۵ء کو ایک پروفیسر کو رقم مبلغ ایک ہزار سات سو چون روپے چودہ آنے

ایک پائی۔ مجموعہ ہرسہ مدات مذکورہ یعنی رقم مجرا شدہ از تنخواہ مبلغ چھ سو نوے روپے با منافع مذکورہ تعدادی دو سو اٹھائیس روپے دس آنے آٹھ پائی رقم عطیہ از جانب کمیٹی مساوی رقم اول تعدادی چھ سو نوے روپے بحمدہ تعالیٰ عطا ہوا، اور روپیہ پروفیسر کے ہاتھ میں آگیا۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا رقم پر بعد حولان حول زکوٰۃ اسکے ذمہ لازم و واجب ہوگی یا سردست زکوٰۃ سنین ماضیہ کی واجب ہے؟۔

الجواب:۔ ہرسہ رقم کے وصول ہونے کے بعد حولان حول ہونے پر زکوٰۃ دینا واجب ہوگا، سنین ماضیہ کی زکوٰۃ کسی رقم کی بھی لازم نہ ہوگی۔ رقم منافع و رقم عطیہ پر تو عدم وجوب زکوٰۃ ظاہر ہے کہ ابھی ملک مزکی بیں نہیں آئی اور رقم مجرا شدہ کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ شان مصادرہ موجود ہے اور اجبار اس کی دلیل ہے اور معرض سقوط میں ہونا اس کا مستبعد نہیں۔ والاصل فیہ حدیث علیؓ لا زکوٰۃ فی مال الضمار۔ درمختار۔ قولہ حدیث علیؓ کذا عزاہ فی الہدایۃ الی علیؓ ولیس بمعروف وانما ذکرہ سبط ابن الجوزی فی آثار الانصاف عن عثمان وابن عمر کذا فی شرح النقایۃ لملا علی قاری۔ شامی۔[1] فقط

ایصال ثواب کے لئے صدقہ جاریہ کی بہتر صورت کیا ہے

سوال (۶۲۹) ایک شخص دو صد روپیہ اپنے والدین مرحوم کے مکافات گناہ کے لئے دوامی سلسلہ کی صورت میں قائم کرکے اللہ کی راہ میں دینا چاہتا ہے، احسن صورت صرف کی کونسی ہے۔

الجواب:۔ ایصال ثواب کے لئے صدقہ جاریہ کی صورت بہتر ہے تاکہ ہمیشہ ہمیشہ میت کو ثواب پہنچتا رہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ روپیہ مذکورہ کتب دینیہ حدیث و فقہ و تفسیر کی خرید کرکے مدرسہ دینیہ میں داخل کر دی جاویں کہ اس کا نفع عظیم ہے

---

[1] رد المحتار کتاب الزکوٰۃ ص ۱۲/۲۷ ۱۲ ظفیر

یا روپیہ مذکورہ سے کوئی جائداد خرید کر اس کو وقف کر دیا جائے اور آمدنی اس کی کسی مدرسہ دینیہ کے طلبہ مساکین اور یتامیٰ اور اقربار غربار پر تقسیم کر دی جائے کہ اس قدر فلاں کو اور اس قدر فلاں کو دی جاوے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اذا مات الانسان انقطع عنہ عملہ الا من ثلثۃ الا من صدقۃ جاریۃ او علم ینتفع بہ او ولد صالح یدعولہ رواہ مسلم[1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان کی اعانت میں جو کچھ صرف کیا جاوے گا وہ بھی صدقہ جاریہ ہے اور ثواب اس کا ہمیشہ متوفی کو پہنچتا رہے گا۔ فقط۔

---
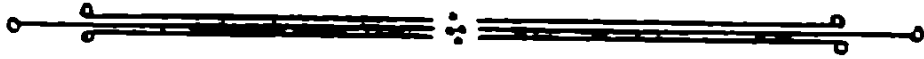
[1] مشکوٰۃ کتاب العلم فصل اول ص ۳۲ ۱۲ ظفیر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتابُ الصّوم

پہلا باب

روزہ کی نیت، روزہ کی قسمیں اور اسکی حیثیت

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصْطَفٰی

روزہ کی نیت | سوال (۱) زید صبح کو سو گیا۔ قریب ۱۱۔۱۲ بجے کے آنکھ کھلی تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: رمضان شریف کے روزہ کی نیت یا نفل روزہ کی نیت دن میں نصف نہار شرعی سے پہلے پہلے صحیح ہے یعنی ۱۱ بجے تک تقریباً صحیح ہے[1]۔ فقط۔

رمضان میں بلا عذر شرعی کھانے والے کی مثال | سوال (۲) مولوی صاحب نے ایک شخص کو رمضان میں بلا عذر شرعی کھاتے پیتے دیکھ کر کہا کہ خنزیر بر خور ہے اور رمضان میں کھانا حرام ہے اور جس کو کھاتے دیکھتے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ سور کھا رہا ہے۔ یہ کہاں تک

---

[1] فیصح اداء صوم رمضان الخ من اللیل الیٰ الضحوۃ الکبریٰ لا بعدھا (درمختار) قولہ الی الضحوۃ الکبریٰ المراد بھا نصف النھار الشرعی وھو من استطارۃ الضوء فی افق المشرق الی غروب الشمس والغایۃ غیر داخلۃ فی المغیا (ردالمحتار کتاب الصوم ص۱۱۶ ج۲) نیت سے مراد دل کا ارادہ ہے۔ زبان سے ادائیگی ضروری نہیں ہے۔ اس لئے اگر ارادہ رات میں کر کے سویا تھا، تو پھر کوئی مزید ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

درست ہے۔ رمضان میں بلا عذر شرعی کھانا حرام ہے یا گناہ کبیرہ۔

الجواب: بلا عذر رمضان شریف میں دن کو کھانا پینا بے شک قطعاً حرام ہے[1] اور کھانے والا مرتکب حرام فعل کا ہے اور گناہ کبیرہ کا ہے اور تشبیہاً اس کو خنزیر خور کہنا صحیح ہوسکتا ہے یعنی جیسا کہ خنزیر خور حرام خور اور مرتکب حرام فعل اور گناہ کبیرہ کا ہے، اسی طرح رمضان شریف میں بلا عذر کھانے والا حرام خور اور مرتکب فعل حرام اور گناہ کبیرہ کا ہے اور مثل خنزیر خور کے ہے[2]۔ فقط۔

مسافر یا مریض رمضان میں نفل کی نیت سے روزہ رکھے تو فرض ہوگا یا نفل

سوال (۳) مسافر یا مریض اگر رمضان میں بہ نیت نفل روزہ رکھے تو نفل ہوگا یا فرض۔

الجواب: شامی میں ہے وحاصله ان المريض والمسافر لو نويا واجباً آخر وقع عنه ولو نويا نفلاً او اطلقا فعن رمضان الخ[3]۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مریض اور مسافر اگر نفل کی نیت کریں تو رمضان کا روزہ ہوگا اور اگر واجب آخر کی نیت کریں تو واجب آخر ہوگا و فیہ تفصیل واختلاف[4]۔ فقط۔

اوقات سحری کے بعد کھانا جائز نہیں

سوال (۴) زید کہتا ہے کہ ناواقف لوگ جو اوقات سحری سے خبر نہیں رکھتے۔ جب تک اذان نہیں کھا پی سکتے ہیں۔ اگر مؤذن نے اذان میں دیر کی تو مؤذن کا قصور ہے۔

صبح صادق کے بعد کھانے کی اجازت نہیں

سوال (۵) زید کہتا ہے کہ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص کے ہاتھ میں کچھ کھانے پینے کو موجود ہے، صبح صادق ہوگئی، وہ اس ہاتھ کی خوراک کھا پی سکتا ہے، اس کا کیا مطلب ہے۔

---

[1] اعلم ان صوم رمضان فریضة لقوله تعالیٰ كتب عليكم الصيام وعلیٰ فرضيته انعقد الاجماع ولهذا يكفر جاحده (ہدایہ کتاب الصوم ص ۱۹۳ ج ۱) ظفیر۔ [2] رد المحتار للشامی کتاب الصوم ص ۱۱۱ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔ [3] دیکھئے رد المحتار ایضاً ص ۱۱۱ ج ۲، ۱۲ ظفیر

الجواب :- (۱) صبح صادق کے بعد کھانا پینا درست نہیں ہے، خواہ اذان ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، اس بارہ میں بہت احتیاط کرنی چاہیئے[1]۔

(۲) اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ صبح صادق کا ہونا یقینی نہ ہو[2]۔ فقط

عرفہ کے دن روزہ رکھنا کیسا ہے

سوال (۶) بتاریخ ۹ ذی الحجہ بروز عرفہ روزہ رکھنا کیسا ہے۔

الجواب :- مستحب ہے اور اس میں بہت ثواب ہے[3]۔ فقط۔

نفل و نذر معین کی نیت کب سے کرے

سوال:- نفلی روزہ میں یا نذر میں نیت کب سے کرے۔

الجواب :- نفلی روزہ میں اور نذر معین اور رمضان شریف کے روزے کی رات سے نیت کرے، یا صبح کو، نصف النہار شرعی تک کرے، درست ہے اور باقی روزوں میں رات سے نیت کرنا ضروری ہے[4]۔ فقط۔

---

[1] وشرعاً امساك عن المفطرات الآتية حقيقة او حكماً الخ في وقت مخصوص وهو اليوم (درمختار) اى اليوم الشرعى من طلوع الفجر الى الغروب (رد المحتار كتاب الصوم ص ۱۱۱ ج ۲) ظفير

[2] او تسحر او افطر يظن اليوم الخ ليلاً والحال ان الفجر طالع والشمس لم تغرب الخ قضى فى الصور كلها فقط (الدر المختار على هامش باب ما يفسد الصوم ص ۱۴۳ ج ۲) ظفير

[3] صيام يوم عرفة احتسب على الله ان يكفر السنة التى قبله والسنة التى بعده رواه مسلم (مشكوٰة باب صيام التطوع ص ۱۷۹) والمندوب كايام البيض من كل شهر الخ وعرفة ولو لحاج لم يضعفه (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الصوم ص ۱۱۴ ج ۲)

ظفير [4] فيصح اداء صوم رمضان والنذر المعين والنفل بنية من الليل الخ الى الضحوة الكبرى لا بعدها الخ والشرط للباقى من الصيام قران النية للفجر ولو حكما وهو تبييت النية للضرورة وتعيينها لعدم تعيين الوقت (الدر المختار على هامش رد المحتار ص ۱۱۶ ج ۲) ظفير

نذر کے روزہ میں قضا کی نیت کرے تو کیا حکم ہے

سوال (۸) ایک شخص کے ذمہ کچھ روزے قضاء کے تھے اور کچھ نذر کے۔ پہلے قضاء کے رکھنے شروع کئے۔ جب وہ ختم ہوگئے تو نذر کے رکھے، مگر رات کو نذر کی نیت یاد نہ رہی۔ قضاء کی نیت کرلی۔ دن کو یاد آیا تو نذر کا روزہ ادا ہوگا یا نہیں۔

الجواب: نذر معین میں دن کو دوپہر تک نیت ہو سکتی ہے[1] اور نذر مطلق میں یعنی جس میں کوئی دن اور تاریخ مقرر نہ کی جائے، رات سے نیت اس روزہ کی ضروری ہے[2] پس صورت مسئولہ میں اگر نذر مطلق کا روزہ ہے تو وہ بہ نیت قضاء ادا نہ ہوگا۔ نذر کا روزہ پھر رکھنا ہوگا۔ فقط

جمعہ کا اکیلا روزہ رکھنا کیسا ہے

سوال (۹) جمعہ کا اکیلا روزہ رکھنا درست ہے یا نہیں خاص کر جو عرفہ ذی الحجہ جمعہ کو ہو تو روزہ رکھے یا نہیں، ایک واعظ نے جمعہ کا روزہ رکھنا حرام فرمایا ہے۔ واعظ درست کہتا ہے یا غیر درست؟۔

الجواب: واعظ کا کہنا درست نہیں ہے۔ جمعہ کا روزہ مستحب ہے۔ بعض فقہاء نے اس خیال سے کہ روزہ کے ضعف کے باعث فرض نماز میں کچھ خلل واقع نہ ہوجائے، منع فرمایا ہے، ورنہ ویسے اس کے استحباب میں کوئی شک نہیں۔ اور فقہاء احتیاطاً فرماتے ہیں کہ ایک روزہ اس سے اول یا اس کے بعد رکھ لے، اگر تنہا رکھے تو کچھ حرج نہیں۔ قال الشامی فی کتاب الصوم فکان الاحتیاط ان یضم الیہ یوما آخر (الی ان قال)

---

[1] فیصح اداء صوم رمضان والنذر المعین والنفل بنیۃ من اللیل فلا تصح قبل الغروب ولا عندہ الی الضحوۃ الکبری لا بعدہا الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۱۶ / ج ۲) ظفیر

[2] والشرط للباقی من الصیام ای من انواعہ الخ وہو قضاء رمضان والنذر المطلق الخ قران النیۃ للفجر ولو حکما وہو تبییت النیۃ الخ (ایضاً) ظفیر۔

لان فیہ وظائف فلعلہ اذا صام ضعف عن فعلہا[1]۔ فقط

سوال (۱۰۱) عرفہ کا روزہ حاجی لوگ کیوں نہیں رکھتے

ماہ ذی الحجہ میں عرفہ کے دن یعنی نویں تاریخ کو جو روزہ رکھنے کا بہت ثواب ہے تو اس روز حاجی لوگ خاص عرفات میں روزہ کیوں نہیں رکھتے، اس کی وجہ کیا ہے۔

الجواب:- سفر کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ روزہ رکھنے کے سبب سے کہیں افعال حج کے ادا کرنے میں ضعف کے باعث خلل واقع نہ ہونے لگے[2]۔ واللہ اعلم

(یوں اگر حاجی کو عرفات کے فرائض کی ادائگی میں خلل نہ ہو اور وہ کمزوری محسوس نہ کرے تو وہ بھی عرفہ کا روزہ رکھ سکتا ہے۔ جیسا کہ حاشیہ کی عبارت سے ظاہر ہے۔ ظفیر)

---

[1] ردالمحتار للشامی کتاب الصوم ص ۱۱۴/۲۔ پوری عبارت یہ ہے والمندوب کایام البیض من کل شہر ویوم الجمعۃ ولو منفردا وعرفۃ ولو لحاج لم یضعفہ (درمختار) قولہ یوم الجمعۃ ولو منفردا۔ صرح بہ فی الخ[illegible] ان صومہ بانفرادہ مستحب عند العامۃ کالاثنین والخمیس الخ ولا باس بصوم یوم الجمعۃ عند ابی حنیفۃ ومحمد لما روی عن ابن عباس انہ کان یصومہ ولا یفطر الخ (ردالمحتار ایضا) ظفیر

[2] والمندوب کایام البیض الخ وعرفۃ ولو لحاج لم یضعفہ (درمختار) صفۃ لحاج ای ان کان لا یضعفہ عن الوقوف بعرفات لا یخل بالدعوات محیط فلو اضعفہ کرہ (ردالمحتار کتاب ص ۱۱۴/۲) ظفیر۔

٭ ٭ ٭

دوسرا باب

رویت ہلال، اختلاف مطالع اور قول منجمین وغیرہ

رمضان کے چاند کی شہادت ایک مرد اور تین عورتیں دیں تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۱) ماہ رمضان ۲۹ کو شہر خیر پور میں گرد وغبار کے باعث عوام نے چاند نہ دیکھا۔ بعد نماز مغرب کے حافظ اللہ بخش اور تین عورتیں شہادت دیتی ہیں کہ ہم نے یقیناً چاند دیکھا ہے۔ اللہ بخش کہتا ہے کہ میں اور دوں کو پکارتا رہا مگر کوئی نہیں پہنچا، حتیٰ کہ چاند بادل میں آگیا۔ ان کا حال محلہ والوں سے دریافت کیا گیا۔ سب نے یہ کہا، ہم کو ان کی کوئی شکایت نہیں۔ دریں صورت اس شہادت کو معتبر سمجھ کر افطار کا حکم دینا جائز ہے یا نہیں۔

عدالت کی تعریف موجودہ دور میں

سوال (۱۱۲) عدالت کی تفسیر جو فی زمانا معتبر و معمول بہ ہو تحریر فرمائیے۔

عدالت کی تعریف فقہ میں

سوال (۱۱۳) کتب فقہ میں عدالت کی تفسیر یہ لکھی ہے:

ملکۃ تحمل علی ملازمۃ التقویٰ والمروۃ والشرط ادناھا ترک الکبائر[1] الخ لیکن اس زمانہ میں اگر ایسا کوئی نہ ملے تو جن معاملات میں یہ شرط کی گئی ہے اس کا فیصلہ کیونکر کیا جائے۔

اختلاف زمانہ میں سے عدالت کی تفسیر میں فرق آئے گا یا نہیں

سوال (۱۱۴) اختلاف عصر سے عدالت کی تفسیر میں فرق آسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- (۱) اگر وہ دو شخص چاند دیکھنے والے نمازی پرہیزگار ہیں، فسق و فجور ان کا ظاہر نہیں ہے تو ان کی گواہی بر افطار درست ہے۔

---

[1] ردالمحتار کتاب الصوم ص ۱۲۳ ج ۲ ۔ ۱۲ ظفیر ۔ [2] وشرط للفطر مع العلۃ (بقیہ حاشیہ ص ۳۵۰)

(۲ و ۳ و ۴) عادل کی وہی تفسیر اب بھی ہے جو فقہاء نے لکھی ہے وہی معتبر ہے اختلاف عصر سے عدالت کی تعریف میں کوئی فرق نہیں پڑے گا، جس جگہ عدالت فقہاء نے شرط کی ہے، وہاں ایسی ہی عدالت کی ضرورت ہے، اور جہاں مستور کی گواہی بھی کافی ہے، جیسے روزہ رکھنے میں اور اثبات رمضانیت میں وہاں ثبوت عدالت کی ضرورت نہیں، مگر فسق بھی ظاہر نہ ہو۔ کما فی الشامی۔

لان المراد بالعدل من ثبتت عدالته ولا ثبوت فی المستور اما معتبین الفسق فلا قائل به عندنا[1] الخ فقط

سوال (۱۵) تار کی خبر ہلال عید و رمضان کے بارے میں معتبر ہے یا نہیں، یا آدمی معتبر کہیں گے اگر کہیں کہ فلاں شہر میں چاند ۲۹ کو دیکھا گیا، ہم نے وہاں کے باشندوں سے سنا ہے، اور اگر دو آدمی جو پابند صوم و صلوٰۃ نہیں ہیں، چاند کی گواہی دیں تو معتبر ہوتی ہے یا نہیں۔

چار یا دو آدمی آکر کہیں کہ ہم نے فلاں شہر میں سنا کہ چاند ہو گیا ہے تو کیا حکم ہے

الجواب:۔ تار کی خبر شرعاً قابل اعتبار کے نہیں ہے، اس پر روزہ رکھنا اور عید کرنا درست نہیں ہے، اور دو آدمیوں کا یہ کہنا کہ فلاں شہر میں چاند ہوا ہے۔ لیکن دیکھنے والے سے انھوں نے نہیں سنا یہ بھی معتبر نہیں ہے[2]۔ اور بے نمازی کی شہادت

(بقیہ حاشیہ از صفحہ ۳۴۹) والعدل الا نصاب لشھادۃ ولفظ اشھد وعدم الحد فی قذف الخ ولو کانوا ببلدۃ لا حاکم فیھا صاموا بقول ثقۃ وافطروا باخبار عدل مع العلۃ للضرورۃ (درمختار) قولہ نصاب الشھادۃ ای علی الاموال وھو رجلان او رجل وامرأتان (رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۲۴ ج ۲) ظفیر۔

[1] رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۲۳ ج ۲ ظفیر

[2] ولزم اھل المشرق برؤیۃ اھل المغرب اذا ثبت بطریق موجب کما مر (درمختار) قولہ بطریق موجب کان یتحمل اثنان الشھادۃ او یشھدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر بخلاف اذا اخبرا ان اھل بلدۃ کذا راوہ لانہ حکایۃ (رد المحتار کتاب الصوم قبیل باب ما یفسد الصوم ص ۱۳۲ ج ۲) ظفیر

رمضان وعید کے بارہ میں معتبر نہیں ہے[1]۔ فقط

چاند دیکھنے والے پر جرح کرنا کیسا ہے

سوال (۱۶) چاند دیکھنے والے کی خبر، نیز اس کی شہادت دینے والوں کی شہادت کے لئے مخبر اور شاہدین کی صرف عقیدی اور عملی حالت کی جانچ لینا کہ وہ غیر مسلم اور فاسق نہ ہوں، کافی رہا کہ ان کو ایسی باتیں کہنی جیسے ان کو ذلت اور شکستگی دل حاصل ہو۔ مثلاً یہ کہنا، کیا تمہاری بینائی بڑی تیز تھی، کیا تمہاری چار آنکھیں تھیں، اور کیفیت رویت دریافت کرنی کہ چاند موٹا تھا یا باریک اور اونچا تھا یا نیچا، اور دونوں گوشے برابر تھے یا ایک کھڑا اور ایک پڑا۔ اور کونسا گوشہ کھڑا تھا۔ یہ ضروری ہے یا نہ۔ یہ کہنا جائز ہے یا نہ؟۔

الجواب: ۔ چاند دیکھنے والے کی خبر اور شہادت معتبر ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ عادل وثقہ ہو یا فاسق بین الفسق نہ ہو، باقی امور کی تحقیق کی ضرورت نہیں ہے[2] اور مسلمان کو ذلیل و دل شکستہ کرنا، ایسی باتیں کہہ کر درست نہیں ہے۔

فساق و فجار کی شہادت قبول کرنا کیسا ہے

سوال (۱۷) ۲۹ر رمضان المبارک کا چاند یہاں نہیں دیکھا گیا، صرف دو چار آدمیوں فساق و فجار کہ جو نہ نماز پڑھتے ہیں اور نہ روزہ رکھتے ہیں، انھوں نے شہادت دی کہ ہم نے چاند دیکھا ہے، چونکہ وہ از روئے شرع شریف قابل شہادت دینے کے نہ تھے، اس لئے ان کی شہادت مقبول نہ ہوئی۔ لہٰذا روزہ تاریخ ۳۰ر کا بھی رکھنا پڑا۔ بعد میں خبر مل گئی کہ چاند ۲۹ر کا ہوا تھا۔ اب وہ لوگ اور بعض لکھے پڑھے بھی یہ کہتے ہیں کہ عید کے روز شیطان روزہ رکھتا ہے۔ لہٰذا جس نے روزہ رکھا وہ بھی شیطان ہوگئے اور گنہ گار ہوئے۔ اب دریافت طلب یہ امور ہیں کہ آیا ایسے شخصوں کی

---

[1] لا فاسق اتفاقا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۲۴/۲) ظفیر۔ [2] خبر عدل او مستور لا فاسق اتفاقا (در مختار) لان المراد بالعدل من ثبتت عدالته ولا ثبوت فی المستور اما من تبین الفسق فلا قائل به عندنا (رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۲۴/۲) ظفیر۔

شہادت معتبر ہے۔ اور جنھوں نے روزہ نہیں رکھا ان کو کیا ثواب ملا، اور کیا جنھوں نے روزہ رکھا وہ واقعی شیطان کے گروہ میں ہیں۔

الجواب:- بوجہ غیر معتبر ہونے شہادت کے جن لوگوں نے تیس رمضان کا روزہ رکھا، انھوں نے حق کیا اور سنت کی پیروی کی۔ معترض جہال ضلال ہیں جب تک حجت شرعیہ پوری نہ ہوجائے قابل اعتبار نہیں اور ایسے کھلے فساق و فجار کی شہادت کسی طرح قابل اعتبار نہیں، اور ایسے کھلے فجار و فساق کی کبھی نہ سننی چاہئے۔ روزہ رکھنے والے متبعین سنت ہیں، اور بلا حجت معتبرہ جنھوں نے روزہ نہ رکھا وہ عاصی ہوئے، اگرچہ بعد میں بوجہ ثابت ہوجانے رویت ۲۹ر کے ان پر قضا و کفارہ نہ آویگا[1]۔ فقط

لاعبرۃ لاختلاف المطالع کا مطلب	سوال: لاعبرۃ لاختلاف المطالع کا کیا مطلب ہے۔

الجواب:- یہ مطلب ہے کہ جب طریق موجب یعنی شہادت معتبرہ سے دوسرے شہر کی رویت ثابت ہوجائے تو وہاں والوں پر بھی حکم اس کا ہوجائے گا۔

رویت ہلال کے سلسلہ میں صرف خط کافی ہے یا نہیں	سوال (۱۹) نقل خط حضرت مولانا

عبدالرحیم صاحب رائے پوری۔

المخدوم المکرم جناب حضرت مولانا مولوی عزیزالرحمن صاحب مدفیوضہم۔

ازاحقر عبدالرحیم — السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اس وقت باعث تصدیق یہ امر ہے کہ یہاں پر اب تک کوئی خبر رویت ہلال ماہ مبارک بجز حکیم جمیل الدین صاحب کے خط کے اور کوئی نہیں، اس وجہ سے تشویش ہے کہ کیا کیا جاوے۔ حکیم صاحب کے خط کا مضمون یہ ہے کہ یہاں ایک مسلمان پابند صوم و صلوٰۃ مستور الحال نے میرے سامنے اس مضمون کی شہادت دی کہ شنبہ ۲۹ر شعبان کو

---

[1] ولا یصام یوم الشک ہو یوم الثلاثین من شعبان الخ والا بان ظہرت (رمضانیتہ) فعنہ ای عن رمضان (ردالمحتار کتاب الصوم ص ۱۱۹ ج ۲ و ص ۱۲۰ ج ۲) ظفیر۔

میں نے خود رمضان کا چاند دیکھا ہے اور میرے یہاں ایک عورت نے بھی۔

مولانا عبدالغفار صاحب کا خط جو شاگرد حضرت مولانا گنگوہی ہیں، اور عالم باعمل ہیں گورکھپور سے آیا اور یقین ہے کہ وہ ان ہی کا خط تھا، اس میں چاند کے متعلق یہ مضمون تھا ..... گورکھپور میں ایک مسلمان نمازی نے شنبہ کو رویت ہلال کی شہادت دی بقاعدہ شرع شہادت تسلیم ہوکر اعلان ہوا۔ اکثر لوگوں نے یکشنبہ سے روزہ شروع کر دیا میرے نزدیک دونوں شہادتیں معتبر ہیں۔ یہ حکیم صاحب کا مضمون ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی خبر نہیں۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ جواب جلد مرحمت ہو۔

الجواب:۔ از بندہ احقر عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

بعالی خدمت، فیض درجت، مخدوم محترم عالم حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب، فیضہ، بعد ہدیہ سلام مسنون عرض ہے والا نامہ کل بروز شنبہ ۲ رمضان المبارک کو وصول ہوکر باعث عزت ہوا۔ رویت ہلال ماہ مبارک کے متعلق جو خبر جناب مولوی حکیم جمیل الدین صاحب کے ذریعہ معلوم ہوئی ہے، وہ جناب کے لئے موجب عجب نہیں ہے۔ یہ تو ہمارے فقہائے کرام کو مسلم ہے کہ اہل مشرق کی رویت اہل مغرب کیلئے لازم و ثابت ہو جاتی ہے لیکن بشرطیکہ اہل مشرق کی رویت اہل مغرب کو کسی طریق ملزم و موجب سے پہنچ جاوے۔ اور علامہ شامی نے اس طریق موجب عمل کو تین طرق کے ساتھ مفسر و مشرح فرمایا ہے، ان ہر سہ طرق میں سے صورت موجودہ میں کوئی طریق محقق نہیں ہے۔

عبارت در المختار ورد المحتار یہ ہے۔

فیلزم اھل المشرق برؤیۃ اھل المغرب اذا ثبت عندھم رؤیۃ اولئک بطریق موجب در مختار، قولہ بطریق موجب کان یتحمل اثنان الشھادۃ او یشھد علی حکم القاضی او یستفیض الخبر بخلاف ما اذا اخبر ان اھل بلدۃ کذا رأوہ لانہ حکایۃ[1] الخ رد المحتار۔

---

[1] رد المحتار کتاب الصوم مطلب فی اختلاف المطالع ص ۱۳۲ ج ۲، ظفیر۔

اول اور ثانی کی نفی اس صورت میں ظاہر ہے اور اسی طرح طریق ثالث کا منفی ہونا بھی اظہر ہے۔ کیونکہ بطریق استفاضہ وتواتر جناب تک اور ہم تک وہ خبر رویت نہیں پہنچی بس اب صرف اخبار اس امر کا ہے کہ فلاں شہر میں رویت کے گواہی گذری جس کو علامہ موصوف نے موجب عمل نہیں قرار دیا۔ اور جب کہ طریق موجب ثبوت رویت کا نہیں پایا گیا تو اس پر عجب کرنا درست نہیں ہے۔ الحاصل اب تک یہاں بھی کوئی خبر ایسی نہیں پہنچی جو شرعاً مفید حکم صوم ہمارے لئے ہو جائے۔ یہ خبر جو حکیم صاحب کی ہے اس سے بہتر یا اس کے مساوی بھی کوئی خبر نہیں ہے۔ آئندہ جو حکم حضرت کے نزدیک راجح قرار پاوے اس سے مطلع فرما دیں۔ جناب حکیم صاحب[1]۔ برادرم مولوی حبیب[2] الرحمن صاحب کی رائے بھی یہی ہے۔ مورخہ ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۳۴ھ۔ راقم احقر عزیز الرحمن عفی عنہ۔

سوال (۲۰) نقل خط ثانی مولانا عبدالرحیم صاحب رائے پوری۔ | خط کی اطلاع پر رویت ہلال مانا جائے یا نہیں

المخدوم المکرم جناب حضرت مولانا مولوی عزیز الرحمن صاحب مدفیوضہم۔

از احقر عبدالرحیم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

ایک عریضہ ملفوف اس سے قبل اس مضمون کے متعلق جناب کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔ غالباً پہنچا ہوگا، مگر اس میں فقط مولوی جمیل الدین صاحب کے خط کا مضمون تھا، آج یہ دوسرا عریضہ مع خط حکیم جمیل الدین صاحب ووالا نامہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب ارسال خدمت ہیں۔ جناب ان دونوں کو ملاحظہ فرما کر بواپسی ڈاک جواب سے مطلع فرما دیں اور ان دونوں خطوں کو واپس کر دیں۔ مقصود ان کے ارسال سے یہ ہے کہ یہ دونوں شہادتیں جناب کو تسلیم ہیں یا نہ۔ بنا بر تسلیم اگر ۳۰ رمضان کو رویت ہلال نہ ہو تو اس کے حساب سے

---

[1] اس کی مراد غالباً مولانا حکیم محمد حسن صاحب برادر حضرت شیخ الہندؒ ہیں [2] مفتی علام رحمۃ اللہ کے بھائی مولانا حبیب الرحمن صاحب عثمانی سابق نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند۔

عید کرلیوے یا نہیں۔ رمضان کا ہونا تو اس سے مسلّم ہے، اس میں تو کسی کو کلام نہیں، باقی کلام عید میں ہے کہ کیا کرنا چاہئے۔ لہٰذا جناب اس عریضہ کو ملاحظہ فرماتے ہی جو رائے ہو اس سے فوراً مطلع فرمادیں، سخت انتظار ہے۔ جمعرات سے قبل یا جمعرات تک اس کا جواب یہاں پہنچ جاوے تاکہ جو رائے قرار پاوے اس سے جمعہ کے روز عوام لوگوں کو مطلع کردیا جاوے۔

الجواب:۔ بحضرت مخدوم العالم مکرم و محترم حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب دام فیوضہم۔

بعد ہدیہ سلام مسنون عرض ہے پہلے والا نامہ کا جواب ارسال خدمت بابرکت ہوچکا ہے۔ کل دوسرا والا نامہ مع خط حکیم جمیل الدین صاحب سلمہٗ، و والا نامہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب سلمہٗ پہنچا؛ بندہ نے اور دیگر حضرات موجودین نے بغور دیکھا۔ رائے وہی قرار پائی جو پہلے ظاہر کی گئی ہے۔ ہمارے لئے یہ خطوط حجت ملزم نہیں ہیں، اور وجوہ اس کی مخفی نہیں ہیں۔ شہادت غازی پور و حکم گورکھپور باقاعدہ نہیں ہوئی، پھر اس کو سبب ثبوت رمضانیت ہمارے حق میں کیسے تسلیم کیا جاوے اور پھر عید کا حکم اس پر مرتب کرنا اور بھی محل بحث ہے۔ بہر حال اگر صدق قرائن وغیرہ کا خیال کیا جاوے تو غایۃ اس کی "جواز عمل" نکلتا ہے، نہ وجوب و لزوم۔ پھر ایسی حالت میں اعلان عید اس حساب پر کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ البتہ روزہ کے قضا کرنے میں احتیاط ہے، اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ خدا تعالیٰ کرے کہ اختلاف مرتفع رہے اور ہلال فطر پر اتفاق ہوجاوے۔ آئندہ جو ارشاد عالی اور رائے مبارک ہو مطلع فرماویں۔ والسلام۔ راقم عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

سوال (۲۱) رویت ہلال کے بارے میں تار برقی کی خبر معتبر ہے یا نہیں: تار برقی کے ذریعہ رویت ہلال کی خبر معتبر ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ تار برقی کی خبر رویت ہلال کے بارے میں شرعاً معتبر نہیں ہے

ایسی خبروں میں روزہ افطار کرنا درست نہیں[1]۔

۲۹ کو ابر کی وجہ سے جب چاند نظر نہ آئے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۲) اگر ابر کی وجہ سے ۲۹ شعبان کو چاند نہ دیکھا جائے تو روزہ رکھنا درست ہے یا نہیں۔

(۲) اگر بحالت شک کے قصداً روزہ رکھا جاوے تو عذاب ہے یا ثواب۔

الجواب:- (۱) درست نہیں کما فی الدر المختار ولا یصام یوم الشک الخ قال علیہ السلام من صام یوم الشک فقد عصا ابا القاسم صلی اللہ علیہ وسلم[2]۔

(۲) گناہ ہے۔

ہندو کے پانی سے روزہ کھولنا درست ہے یا نہیں

سوال (۲۳) ایک شخص روزہ دار نے ایک ہندو سے پانی لے کر روزہ افطار کیا، ایک شخص کہتا ہے کہ روزہ جاتا رہا۔ وہ پانی حرام ہے، ہندو لوگ کافر ہیں۔

الجواب:- اس روزہ دار کا ہندو مذکور سے پانی لے کر وقت پر روزہ افطار کرنا جائز و حلال ہے۔ جھگڑا کرنے والے کا جھگڑا غلط ہے، اس کو جھگڑا کرنا نہ چاہئے یہ اس کی ناواقفیت ہے اور بے علمی کی بات ہے۔

دو شخص عادل کی شہادت سے روزہ رکھا گیا تو تیس پورا کر کے افطار کرے یا نہیں

سوال (۲۴) دو شخص عادل کی شہادت پر روزہ ماہ رمضان کا رکھا گیا، بعد تیس روزے کے افطار واجب ہے یا کہ جائز اور یہ عبارت درمختار بعد صوم ثلاثین بقول عدلین حل الفطر حل الفطر کا مفاد وجوب ہے یا کہ جواز۔

---

[1] فیلزم اهل المشرق برؤية اهل المغرب اذا ثبت عندهم رؤية اولئك بطريق موجب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصوم مطلب فی اختلاف المطالع ص ۱۳۲/۲) ظفیر۔ [2] الدر المختار کتاب الصوم بحث فی صوم یوم الشک ص ۱۱۹/۲ ۱۲ ظفیر۔

الجواب :- جب کہ رمضان شریف کا روزہ عادلین کی شہادت پر رکھا گیا اور تیس تاریخ کو ابر وغبار ہے تو افطار بعد تیس دن کے واجب ہے۔ اور مفاد محل الفظ کا اس صورت میں وجوب ہے قال فی الشامی والحاصل انہ اذا غم شوال افطروا[1] اتفاقا اذا ثبت رمضان بشہادۃ عدلین فی الغیم او الصحو[2] الخ اور درمختار کی اس عبارت سے کچھ پہلے سے جاز لھذا القاضی ان یحکم بشہادتہما[3] واقع ہے، اس پر رد المحتار نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ جواز وجوب کے منافی نہیں ہے کما قولہ جاز۔ الظاہر ان المراد بالجواز الصحۃ فلا ینافی الوجوب تامل[4]۔

سوال (۲۵۱)	ثقہ لوگوں نے چاند دیکھا اور کچھ لوگوں نے روزہ رکھا اور دیکھنے نہیں تو کیا حکم ہے

سوال (۲۵۱) فرقہ قلیلہ یکن ثقہ روز پنجشنبہ ہلال دیدہ، روزہ نخستین داشت پس بعد تمام سی روزہ یکشنبہ عید نمود، فرقہ ثانیہ به شنبہ روزہ اول داشت و روز دوشنبہ عید کردہ تخطیہ فرقہ اولیٰ کہ ہر دو وقت بر رویت ہلال کار در زیدہ است میکند کہ روزہ و عید شما ہر دو بر خطا است۔ پس دریں صورت صواب چیست؟ و بر خطا کیست؟ و حکم روزہ یکشنبہ پسیں چیست؟ و بر مفطران جمعہ اول قضا را است یا نہ؟

الجواب :- ہرگاہ رویت ہلال رمضان بروز پنجشنبہ برویت ثقات ثابت شد روزہ سی روز تمام کردہ بروز یکشنبہ عید کردہ شد تخطیہ فرقہ اولیٰ روا نیست و روزہ یکشنبہ پسین کسانے را کہ رویت پنجشنبہ نزد اوشان ثابت شدہ روا نیست و اتباع اولیٰ بحق اوشان جائز نیست و قضاء آں روزہ لازم است و لیکن واضح باد کہ رویت نہار را اعتبار نیست مثلاً اگر بروز جمعہ ہلال دیدہ شد آن ہلال شب آئندہ است

---

[1] رد المحتار کتاب الصیم ص ۱۲۹ ج ۲ ۱۲ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصیم ص ۱۲۶ ج ۲

[3] رد المحتار کتاب الصیم ص ۱۲۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

نہ شب گذشتہ[1]۔ دریں صورت روزہ جمعہ اولیٰ درست نیست بلکہ بروز شنبہ یکم رمضان خواہد شد، و ہمچنیں حساب معروفہ کہ چہارم رجب یکم رمضان است مثلاً ایں حساب ہم قابل عمل و قابل اعتبار نیست۔ چوں معلوم شدہ بود کہ در بعض بلاد کشمیر ایں امر ہم محل نزاع شدہ است۔ ازیں وجہ چند کلمہ متعلق آں تحریر کردہ شد۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

شہادت پر افطار کا حکم

سوال (۲۶) ایک مولوی صاحب کے روبرو چار شہادتوں سے ثابت ہوا کہ پنجشنبہ کو تیسویں رمضان ہے، بناءً علیہ مولوی صاحب موصوف نے حکم دیا کہ روز جمعہ عید فطر کریں اور جن لوگوں نے پنجشنبہ سے ابتداء صوم کی ہے ایک روزہ قضاء رکھیں، زید نے اس حکم کی مخالفت کی۔ اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب:- ولو کانوا ببلدۃ لا حاکم فیہا صاموا بقول ثقۃ وافطروا باخبار عدلین مع العلۃ للضرورۃ الی ان قال وقبل بلا علۃ جمع عظیم یقع العلم الشرعی وھو غلبۃ الظن بخبرھم وھو مفوض الی رأی الامام من غیر تقدیر بعدد علی المذھب وعن الامام انہ یکتفی بشاھدین واختارہ فی البحر وصحح فی الاقضیۃ الاکتفاء بواحد ان جاء من خارج البلد اوکان علی مکان مرتفع واختارہ، ظہیر الدین[2] الخ قال فی الشامی واعتمدہ فی الفتاوی الصغری ایضا وھو قول الطحاوی[3] الخ الغرض شامی نے اس قول کو ترجیح دی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر قرائن سے صدق خبر متظنن ہو تو اس پر بھی عمل کر سکتے ہیں: غلبۃ الظن حجۃ موجبۃ للعمل کما صرحوا بہ[4] شامی وقال قبلہ والظاہر انہ یلزم اھل القری الصوم بسماع المدافع او رؤیۃ القنادیل من المصر لانہ علامۃ ظاہرۃ تفید غلبۃ الظن[5] الخ فقط۔

---

[1] رؤیتہ بالنہار للیلۃ الآتیۃ مطلقا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصوم مطلب فی رؤیۃ الہلال نہارا ص $\frac{۱۳۰}{۲}$ ظفیر [2] ایضا، کتاب الصوم ص $\frac{۱۲۵}{۲}$ [3] رد المحتار ایضا ص ۱۲۶، ۱۲ ظفیر [4] رد المحتار کتاب الصوم تحت قولہ ولو کانوا ببلدۃ لا حاکم ص $\frac{۱۲۵}{۲}$ ۱۲ ظفیر [5] ایضا ۱۲ ظفیر۔

رویت ہلال

سوال (۲۷) رویت ہلال رمضان ۱۳۳۲ھ در ہندوستان وکشمیر بروز جمعہ شب شنبہ واقع است مفتیان شرع براں فتویٰ دادہ است الا فرقہ ایست کوہستانی کہ رویت ہلال مذکور بروز پنجشنبہ شب جمعہ ثابت میکنند۔ باخبار غیر ثقہ بنابر میگویند کہ قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ چناں است کہ جمعہ فرض است بر مسائل فقہ عمل نہ کنند چوں بفتویٰ صدر ۲۹ صیام مطلع صاف بود اکثر مردمان رویت ہلال نکردہ اند، البتہ ۳۰ صیام روز یکشنبہ چونکہ مطلع صاف بود دعویٰ رویت کردہ دوشنبہ عید نمودہ اند، ان فرقہ کہ جمعہ قرار دادہ اند بلحاظ آں بلا رویت ہلال عام مسلمان بروز یکشنبہ از جماعتی یکے مفتی شدہ فتویٰ افطار دادہ عید نمودہ اند چنانچہ یک کس ملفوف ہذا ارسال است کہ می گویند قبل اززوال رویت ہلال بروز یکشنبہ کردہ ہماں وقت عید نمودیم دریں باب انہارا قضاء روز یکشنبہ است یا کفارہ مع القضاء؟ فتویٰ ہمچو ایں مفتی دریں باب نافذ است یا نہ؟ فقط اس شخص کا بیان یہ ہے، ہم نے بروز یکشنبہ قبل اززوال بوقت چاشت چاند دیکھا، اسی پر عید کیا اور ہم چاند دیکھنے والے تقریباً بیس آدمی تھے۔

الجواب:۔ باخبار غیر معتبرہ یا رویت ہلال در نہار رویت ہلال شب گذشتہ ثابت نمی شود پس اعتماد کردن بریں دلائل ضعیفہ و عید کردن بروز یکشنبہ بلا رویت ہلال در شب آں حرام و معصیت است و بر مفطراں قضاء آں روزہ لازم است۔ واما الکفارۃ فلا لاختلاف الامام ابی یوسف رحمہ اللہ فیما قبل الزوال: لیکن اگر بعد ازاں رویت ہلال شود بروز شنبہ بعد الغروب یعنی در شب یکشنبہ از جائے ثابت شود پس بسبب آنکہ اختلاف مطالع معتبر نیست قضاء روزہ یکشنبہ ساقط شود چنانچہ دریں جا ہمیں قصہ پیش آمدہ است کہ موافق رویت ایں بلاد بروز دوشنبہ عید کردہ شد یعنی بعد صیام سی ۳۰ روز بعد ازاں محقق شد کہ در بعض بلاد رویت ہلال شوال بروز شنبہ شدہ است و بروز یکشنبہ عید کردہ شد، و بینندگان ہلال ثقہ و معتبر اند از بارہ نیز ملاقی شدہ اند بیان کردہ اند و در چند جا

ہمیں قصہ پیش آمد، لہٰذا عید یکشنبہ ثابت شد و آنانکہ بلا حجت شرعیہ بروز یکشنبہ افطار صیام کردہ عید کردہ بودند قضاء صوم از ایشاں ساقط شد وحساب تقویم و یا حساب "ابجد بود" دیا اول رمضان الماضی خامس رمضان الآتی دیا رابع رجب غرۂ رمضان ونحو آں ہیچک قابل اعتبار نیست و بار ہا ایں حساب را در عمر خود غلط یافتیم وعلی ہٰذا ہر کسے کہ بروز یکشنبہ بریں بنا عید کردہ سعید نمودہ الا آنکہ حسب اتفاق در بعض بلاد ہند حسب رویت عید بروز یکشنبہ ثابت شدہ فطر برایں از شخص مذکور قضا ساقط است نہ بوجہ صحیح بودن خیال آنکس بلکہ حسب اتفاق ہمیں عام : ورؤیتہ بالنہار للیلۃ الآتیۃ مطلقاً علی المذہب[1] درمختار قولہ ورؤیتہ بالنہار الخ ای سواء رؤی قبل الزوال او بعدہ وقولہ علی المذہب ای الذی ہو قول ابی حنیفۃ ومحمد رحمہما اللّٰہ تعالیٰ (الیٰ ان قال) والمختار قولہما شامی[2]. پس بوقت چاشت چاند دیکھنے سے اس روز عید کرنا جائز نہیں

رویت ہلال میں کن لوگوں کا اعتبار ہے | سوال (۲۸) ۲۹ شعبان کو ہلال رمضان دس مسلمانوں اور گیارہ ہنودوں نے دیکھا منجملہ مسلمانوں کے ایک شخص متشرع پابند صوم وصلوٰۃ تھا اور باقی فاسق مقطوع اللحیہ تھے بوجہ ڈاڑھی نہ ہونے کے زید نے شہادت قبول نہیں کی، ایسے شخصوں کی شہادت مفید ثبوت ہلال رمضان ہے یا نہیں؟ اور روزہ توڑنے والوں اور روزہ نہ رکھنے والوں پر کفارہ آوے گا یا قضاء ؟ .

الجواب :- اگر ۲۹ر شعبان کو ابر تھا تو ایک عادل یا مستور الحال کی شہادت سے بھی ہلال رمضان ثابت ہو جاتا ہے[3]. پس اگر ایک شخص بھی ان دیکھنے والوں میں متشرع پابند صوم صلوٰۃ مجتنب عن المنہیات تھا تو اس کے بیان پر حکم کرنا لازم تھا. اگر ایک شخص بھی

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المختار ص ۱۳۲ ج ۲ مطلب فی رؤیۃ الہلال نہاراً ۱۲ [2] رد المحتار ایضاً ۱۲ ظفیر [3] للصوم مع علۃ کغیم وغبار خبر عدل او مستور علی ما صححہ البزازی الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۱۳۳ ج ۲ کتاب الصوم ۱۲ ظفیر .

ایسا نہ تھا تو پھر زید نے جو اس کے قول کو قبول نہ کیا تو ٹھیک کیا۔ روزہ توڑنے والوں اور نہ رکھنے والوں پر کفارہ نہیں ہے، اب صرف قضا اس روزہ کی لازم ہے جب کہ متحقق ہو گیا ہے کہ ۲۹ر شعبان کو چاند ہوا ہے۔ فقط۔

فاسق کی شہادت پر روزے کا حکم | سوال (۲۹) دو شخص فاسق دقبلہا الامام وامر الناس بالصوم فافطر ہو او واحد من اہل بلدہ قال عامۃ المشائخ تلزمہ الکفارۃ کذا فی الخلاصۃ[عہ]۔ اس عبارت میں وجوب کفارہ امام پر کس وجہ سے ہے اور اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟۔

الجواب:۔ اس عبارت عالمگیری کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہلال رمضان کی گواہی ایک فاسق نے دی اور امام نے اس کو قبول کر کے لوگوں کو حکم روزہ کا کر دیا تو اس کے بعد اگر وہ خود افطار کرے یا اور کوئی شخص اہل شہر میں سے روزہ توڑ دے تو کفارہ لازم ہوگا۔ وجہ اس کفارہ لازم ہونے کی یہ ہے کہ جب کہ فاسق کی گواہی کو امام نے قبول کر لیا اور روزہ کا حکم کر دیا تو رمضان ثابت ہو گیا۔ کیونکہ فاسق کی گواہی کو اگر امام دربارہ رمضان شریف قبول کرے تو معتبر ہے اور رمضان ثابت ہو جاتا ہے، اس کے بعد اگر کوئی شخص روزہ توڑے گا تو کفارہ لازم ہوگا تو وجہ کفارہ افطار روزہ رمضان ہے۔ فقط۔

دن میں چاند کا حکم | سوال (۳۰) اگر در نہار رویت شود روزہ افطار باید کرد یا نہ، وبر مفطران قضا لازم آید یا کفارہ؟

الجواب:۔ رویت ہلال در نہار معتبر نیست۔ آں ہلال شب آئندہ است نہ شب گذشتہ، پس افطار بر آں جائز نیست قضا بر مفطر آں لازم است وکفارہ لازم نیست بسبب شبہۃ الاختلاف[1]۔ فقط۔

---

[1] ورویتہ بالنہار للیلۃ الآتیۃ مطلقاً علی المذہب (درمختار) قولہ ورویتہ بالنہار الخ ای سواء رئی قبل الزوال او بعدہ الخ (ردالمحتار ص ۱۳۰ ج ۲ مطلب فی رویۃ الہلال نہاراً) ظفیر۔

عہ عالمگیری مصری باب ثانی رویت ہلال ص ۱۹۵ ج ۱ ۱۲ ظفیر

تیس کے حساب سے روزہ شروع ہونے کے بعد بذریعہ خط شہادت آئی کہ ۲۹ کو چاند دیکھا گیا، اب کیا حکم ہے

سوال (۳۱) ایک شہر اور نیز اس کے قرب و جوار میں ۲۹ شعبان یوم شنبہ کو نہایت غلیظ ابر تھا، اس روز اس شہر میں نیز اس کے قرب و جوار میں چاند نہیں دیکھا گیا اور نہ کہیں سے خبر آئی۔ مجبوراً شعبان کے ۳۰ یوم پورے کر کے اگلے روز یعنی دوشنبہ کو روزہ رکھا گیا۔ رمضان کے ختم سے دو تین یوم قبل ایک شہر سے جو کہ ایک مہینہ کے راستہ سے زیادہ دور تھا۔ یہ خبر بذریعہ خط آئی کہ یہاں ۲۹ شعبان کو ابر تھا، مگر دو شخصوں کی شہادت پر رمضان کی پہلی یکشنبہ کو قرار دی گئی، جس کے پاس خط آیا وہ بھی عالم تھے۔ چنانچہ مکتوب الیہ اس خط کو لے کر قاضی شہر کے پاس جو کہ عالم و دیندار ہیں، آئے اور کہا کہ میں اس شخص کو خوب جانتا اور پہچانتا ہوں کہ یہ خط اسی شخص کا ہے، علاوہ بریں ایک اور جگہ سے آدمی آیا، اس نے کہا کہ وہاں کے مفتی صاحب نے اپنی جگہ منگل کی عید کا اعلان کر دیا ہے، لہٰذا ہمارے نزدیک یکشنبہ کو پہلی رمضان قرار دینے میں کوئی شک نہیں ہے اس حساب سے آج یوم دوشنبہ کو ۳۰ رمضان ہے۔ لہٰذا آج یہ اعلان کر دینا چاہئے کہ آج چاند ہو یا نہ ہو کل عید کا دن ہے اور روزہ حرام ہے۔

قاضی صاحب نے قبل اس کے کہ اپنی رائے کا اظہار کریں شہر کے ایک بڑے مشہور عالم سے جو وہاں کے مفتی بھی ہیں اور شہر کے لوگ اور ان کو اپنا پیشوا جانتے ہیں مشورہ لیا انھوں نے فرمایا میرے نزدیک یہ خبر قابل اعتبار نہیں ہے۔ قاضی صاحب نے بناءً علیہ کہ اول تو علمائے حنفیہ کا اس میں بڑا اختلاف ہے چنانچہ بعض کے نزدیک اختلاف مطالع غیر معتبر ہے قطعاً اور بعض کے نزدیک معتبر ہے اور بعض کے نزدیک یہ ہے کہ جن دو مقاموں میں ایک مہینہ کی مسافت ہو ایسے مقاموں میں ایک جگہ کی رویت دوسری جگہ کے لئے ملزم نہ ہوگی، اور اس سے کم میں حکم ایک مقام کا دوسرے مقام کے لئے لازم ہوگا۔ چنانچہ فتاوی تاتارخانیہ میں ہے اھل بلدة اذا رأوا الهلال هل يلزم فى حق كل بلدة اختلفوا فيه

بعضھم قالوا لا یلزم فانما المعتبر فی حق اھل بلدۃ رویتھم وفی الخانیۃ لا عبرۃ باختلاف المطالع قال الفقیہ ابو جعفر ان کان بین البلدتین تفاوت لا یختلف به المطالع یلزم وذکر الحلوانی انه صحیح من مذھب اصحابنا انتھی — انتھی۔ جامع الرموز میں ہے اقل ما یختلف به المطالع شھر، اور طحطاوی شرح مراقی الفلاح میں ہے قوله کما ذھب الیه صاحب التجرید وھو الاشبه لان انفصال الھلال من شعاع الشمس یختلف باختلاف المطالع کما فی دخول الوقت وخروجه وھذا مثبت فی علم الافلاک والھیئۃ واقل ما تختلف فیه المطالع مسیرۃ شھر کما فی الجواھر انتھی[عه] اور صاحب ہدایہ مختار النوازل میں لکھتے ہیں اھل بلدۃ صاموا لتسعۃ وعشرین یوما بالرویۃ واھل بلدۃ اخری صاموا ثلثین بالرویۃ فعلی الاول قضاء یوم اذا لم یختلف المطالع بینھما اما اذا اختلف لا یجب القضاء اور جن علماء نے مطلقاً اختلاف مطالع کو معتبر سمجھا ہے انھوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے روی کریب ان ام الفضل بعثه الی معاویۃ رضی اللہ عنہ بالشام قال فقدمت الشام وقضیت حاجتھا واستھل علی رمضان وانا بالشام فرأیت الھلال لیلۃ الجمعۃ ثم قدمت المدینۃ فی اخر الشھر فسألنی عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ متی رأیتم الھلال فقلت رأیناہ لیلۃ الجمعۃ فقال انت رأیته فقلت نعم وراہ الناس وصاموا وصام معاویۃ فقال لکنا رأیناہ لیلۃ السبت فلا نزال نصوم حتی نکمل ثلثین او نراہ فقلت اولا نکتفی برویۃ معاویۃ وصیامه فقال لا ھکذا امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ الجماعۃ الا البخاری وابن ماجه (منتقی) اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی مصفیٰ شرح موطا مطبوعہ فاروقی کے ص۲۲۰ پر تحریر فرماتے ہیں (مسئلہ) اگر ہلال دریک شہر دیدہ شد ودر دیگر شہر تفحص کردند ونہ دیدند، اگر آں شہر قریب است

[عه] الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصوم ص۳۵۹ ۱۲ ظفیر

لازم است حکم رویۃ ایشان واگر بعید است لازم نیست بحسب حدیث ابن عباس وبقیاس بر مسئلہ نظر و حج کہ در حدیث منصوص شدہ وظاہر آن است کہ بعد مسافت قصر است وا یراد نہ کردہ شود کہ مسافت قصر را بامر ہلال ہیچ تعلق نیست زیراکہ مشروعیۃ اکتفاء ہر ناحیہ برویۃ خود از جہۃ حرج است در تکلیف بابلاغ اخبار نہ از جہت اختلاف مطالع وعادۃ قاضیہ است بلوغ اخبار در مواضع قریبہ۔ پس اگر از آخر شہر یکہ در ان رویت متحقق شد بدو مرحلہ باشد حکم آں لازم است۔ پس ان عبارات سے بخوبی واضح ہو گیا کہ اول بہت سے علماء اختلاف مطالع کو معتبر سمجھتے ہیں۔ اور جو علماء اس کے قائل بھی ہیں کہ اہل مشرق کی رویت سے اہل مغرب کے لئے رویت ثابت ہو جاتی ہے، وہ بھی خط اور تار کا اعتبار نہیں کرتے کیونکہ الخط یشبہ الخط۔

مفتی صاحب نے ان تمام علماء کے اقوال کو پیش نظر رکھ کر نہایت غور وخوض کے بعد یہ رائے دی کہ یہ چیزیں طریق موجب میں داخل نہیں ہیں۔ چنانچہ قاضی صاحب نے اعلان عید سے انکار کر دیا جس پر قاضی کی مخالفت کی گئی اور بعض لوگوں نے ان کو اعلان عید کے لئے مجبور کرنا چاہا، لیکن قاضی صاحب اعلان سے متفق نہ ہوئے۔ شرعاً ان لوگوں کا قاضی صاحب کے خلاف یہ رویہ کیسا ہے۔

(۲) کیا رمضان وعید میں خط کا بالکل اعتبار نہیں ہے اور اگر ہے تو وہ کونسی صورتیں اور طریقے ہیں کہ جن سے خط کا اعتبار کیا جا سکتا ہے۔

الجواب: اقول وباللہ التوفیق۔ یہ امر ظاہر ہے اور کتب حنفیہ سے ثابت ہے کہ حالت ابر وغبار میں ایک شخص عادل یا مستور کی گواہی سے بھی رمضانیت ثابت ہو جاتی ہے، پس دو عادل یا مستور کی گواہی سے بدرجہ اولیٰ ثابت ہو گی، اور یہ بھی مسلم ہے کہ صحیح ومختار مذہب کے موافق اختلاف مطالع ہلال صوم وفطر میں معتبر نہیں۔ اہل مغرب کی رویت سے اہل مشرق پر حکم ثابت ہو جاتا ہے اور جب کہ معتبر وراجح وظاہر الروایۃ ومفتی بہ عدم اعتبار

مطلع ہے تو پھر اس میں بحث کرنا ہم مقلدوں کو بے موقع ہے، کیونکہ فقہائے محققین کی ترجیح ہمارے لئے کافی حجت ہے۔ درمختار میں ہے: واختلاف المطالع غیر معتبر علی ظاھر المذھب وعلیہ اکثر المشائخ وعلیہ الفتویٰ بحر عن الخلاصۃ وفی ردالمحتار للشامی وظاھر الروایۃ الثانی وھو المعتمد عندنا وعند المالکیۃ وعند الحنابلۃ لتعلق الخطاب عاماً بمطلق الرؤیۃ فی حدیث صوموا لرؤیتہ بخلاف اوقات الصلوٰۃ (شامی ص ۱۳۲، ۱۳۳ ج ۲ کتاب الصوم) البتہ اہل مغرب کی رویت متحقق ہوجائے اور طریق موجب کی تشریح ردالمحتار میں اس طرح کی گئی ہے کہ دو شاہد یہاں آکر دوسرے شہر کی رویت بیان کریں یا وہاں کے عالم وقاضی کے حکم کو دو شاہد بیان کریں یا خبر اس شہر کی رویۃ کی عام ومستفیض ہوجاوے۔ بظاہر صورت مسئولہ میں ان ہر سہ امور میں سے کوئی امر نہیں پایا گیا اس لئے قاضی صاحب کا اس پر حکم رمضانیت نہ کرنا موافق شریعت کے ہے، اعتراض ان پر بے محل ہے اور مجبور کرنا غیر مناسب ہے باقی جن حضرات نے اس خط کو معتبر مان کر اس پر حکم کیا وہ بھی صحیح ہے کیونکہ جن مواقع میں تزویر کا گمان نہ ہو وہاں فقہاء نے خط کو معتبر مانا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ باہمی خط وکتابت میں احتمال تزویر بہت بعید وضعیف ہے شامی جلد رابع کتاب القاضی الی القاضی میں ص ۴۴۹ ج ۴ میں اس کی تصریح ہے قال فی الفتح من الشہادات ان خط السمسار والصراف حجۃ للعرف الجاری بہ قال البیری ھذا للذی فی غالب الکتب حتی المجتبی نقال فی الاقرار واما خط البیاع والصراف والسمسار فھو حجۃ وان لم یکن مصدراً معنوناً یعرف ظاھرا بین الناس وکذا ما یکتب الناس فیما بینھم یجب ان یکون حجۃ للعرف اھ اور اس سے پہلے شامی میں یہ بھی ہے کہ خط کا غیر معمول بہ یا غیر معتمد ہونا قضاء کے اعتبار سے ہے یعنی قاضی اس پر حکم نہ کرے گا بوقت منازعت، لیکن یہ نہیں کہ مطلقاً خط غیر معتبر ہے: فی الاشباہ لا یعمل بالخط (درمختار) قال الشامی عبارۃ الاشباہ لا یعتمد علی الخط ولا یعمل

بمکتوب الوقف الذی علیہ خطوط القضاۃ الماضین الخ قال البیری المراد من قولہ لا یعمل ای لا یقضی القاضی بذالک عند المنازعۃ لان الخط مما یزور ویفتعل الخ وذکر العلامۃ البعلی فی شرحہ علی الاشباہ ان للشارح العلامۃ الشیخ علاؤ الدین رسالۃ حاصلھا بعد نقلہ ما فی الاشباہ وان ابن شحنۃ وابن وھبان جزما بالعمل بدفتر الصراف ونحوہ لعلۃ امن التزویر کما جزم بہ البزازی والسرخسی وقاضی خان (شامی) تحت قول الماتن ویلحق بہ البراأت باب کتاب القاضی الی القاضی[1]) الحاصل جس جگہ تزویر سے امن ہو، وہاں فقہاء نے خط پر عمل کرنے کو لکھا ہے۔ پس جس کے نزدیک خط معروف ہوا اور تزویر سے مامون ہو وہ اس پر عمل کر سکتا ہے، لہٰذا ان لوگوں پر بھی اعتراض نہیں ہے جنھوں نے بوقت مذکور خط پر عمل کیا۔

(۲) جب کہ یہ امر محقق ہوا کہ بصورت امن عن التزویر خط کا اعتبار ہے وہ معمول بہ ہے تو اگر کوئی عالم یا قاضی یہ لکھ کر بھیجے کہ میرے سامنے شہادت معتبرہ رویتہ ہلال کے متعلق گزری اور میں نے اس کو قبول کر لیا اور اس پر حکم کر دیا، تو جو لوگ اس کو پہچانتے ہیں یا قرائن سے معلوم ہو کہ اس کا خط ہے کوئی وجہ تزویر کی اور دھوکہ دہی کی نہیں ہے تو ان لوگوں کو اس پر عمل کرنا جائز ہے، گویا اس عالم نے ان کے سامنے یہ بیان کر دیا کہ میں نے ایسا حکم کر دیا۔

عید کے چاند کے لئے کتنے آدمیوں کی گواہی ضروری ہے

سوال (۳۲) عید کے چاند کے ثبوت کے لئے کتنے آدمیوں کی شہادت ضروری ہے؟

الجواب:۔ مطلع اگر صاف ہو تو نظر میں جمع کثیر کی شہادت کی ضرورت ہے اور گرد، غبار و ابر ہو تو دو مرد ثقہ یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت کی ضرورت ہے (ان کان بالسماء علۃ ای فی الفطر) لا تقبل الا شہادۃ رجلین او رجل وامرأتین

[1] رد المحتار، کتاب القضاء، مطلب فی العمل بالخط ج ۴ ظفیر صدیقی

ويشترط فيه الحرية ولفظ الشهادة الخ وان كانت مصحية لا يقبل الا قول الجماعة كما في هلال رمضان۔ جمیل الرحمٰن)

حساب ہیئت کی بنیاد پر دوروزہ شروع کر دینا کیسا ہے

سوال (۳۳) قصبہ نگرام میں ہفتہ کو ۲۹ رجب تھی جس کے حساب سے ہفتہ ہی کو یکم رمضان شریف ہوتی ہے۔ نیز قواعد ہیئت سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے۔ ایک فریق نے بغیر چاند دیکھے روزہ رکھا اور دوسرے فریق نے یوم شک میں ۱۱ بجے تک انتظار چاند کی خبر کا کر کے روزہ افطار کر دیا کانپور وغیرہ سے خبر رویت باقاعدہ نہیں آئی تھی۔ فریقین میں سے کون حق پر ہے۔؟ دوسرے فریق نے مولوی صاحب کے حکم سے افطار کیا ہے۔

الجواب:۔ اس صورت میں روزہ افطار کرنے والا فریق حق پر ہے قاعدہ شرعیہ کے مطابق وہی ہے جو ان عالم صاحب نے کیا کہ تیس شعبان جو یوم الشک ہے اس میں انتظار کر کے روزہ افطار کیا اور کرایا۔ فریق اول جنھوں نے مجرد قواعد علم ہیئت و تجربہ پر روزہ رکھا غلطی پر ہے۔ درمختار میں ہے ولا عبرة بقول المؤقتين ولو عدولا على المذهب فقط (ووجهه ما قلناه ان الشارع لم يعتمد الحساب، بل الغاه بالكلية بقوله نحن امة امية لا نكتب ولا نحسب الشهر هكذا وهكذا الخ (شامی ص ۱۳۶ ج ۲ و ص ۱۳۵ ج ۲ ظفیر مدنی)

ہلال فطر میں نصاب شہادت اور شہادت میں عدل کی شرط

سوال (۳۴) ہلال فطر کے ثبوت میں نصاب شہادت بحالت غیم وغیرہ کافی ہے یا نہیں۔ عدل شہادت میں شرط ہے یا کیا۔ بعض کتب میں جو عدل کی تفسیر ترک الکبائر الخ سے منقول ہے فی زماننا وہ معتبر ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس مسئلہ میں یہ تفصیل ہے کہ ہلال فطر کے ثبوت کے لئے بحالت ابر و غبار نصاب شہادت و عدالت ضروری ہے۔ کما فی الدر المختار وشرط للفطر

مع العدالة والعدد الخ نصاب الشہادة[1] الخ اور شامی میں قبول شہادت مستور در بارہ صوم کی تشریح میں ہے اما مع تبین الفسق فلا قائل به عندنا[2] الخ وفیه من کتاب القضاء وما فی القنیة والمجتبی من قبول ذی المروءة الصادق فقول الثانی وضعفه الکمال بانه تعلیل فی مقابلة النص فلا یقبل واقره المصنف اه قلت قدمنا انفا عن البحر ان ظاهر النص انه لایجب قبول شہادة الفاسق قبل تعرف حاله فاذا ظهر للقاضی من حاله الصدق وقبله یکون موافقا للنص[3] الخ وقال قبیله وقولهم بوجوب السوال عن الشاهد سرا وعلانیة طعن الخصم اولا فی سائر الحقوق علی قولهما المفتی به یقتضی الاثم بترکه[4] الخ۔

اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو فاسق ذی جاہ و مروت کو مستثنیٰ فرمایا ہے باوجود اس کی تضعیف کے وہ بھی مقید ہے، اس حالت کے ساتھ کہ ظن غالب قاضی کو اس کے صدق کا ہو۔ قال[5] فان لم یغلب علی ظن القاضی صدقه بان غلب کذبه عنده او تساویا فلا یقبلها ای لایصح قبولها اصلاً[6] شامی وفی الدر المختار واستثنی الثانی الفاسق ذا الجاه والمروءة فانه یجب قبول شہادته بزازیه الی ان قال قلت سیجیئ تضعیفه فراجعه الخ قوله واستثنی الثانی) ای ابو یوسف من الفاسق الذی یاثم القاضی بقبول شہادته والظاهر ان هذا مما یغلب علی ظن القاضی صدقه الخ شامی ص۳ کتاب القضاء۔ پس باوجود ان تصریحات کے عدالت شہود منصوصہ کو

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المختار کتاب الصوم ص۲/۱۲۴ ۱۲ ظفیر غفرلہ از دیوبند۔

[2] رد المختار کتاب الصوم ص۲/۱۲۴ ۱۲ ظفیر [3] رد المختار کتاب القضاء قبیل مطلب فی تقلید العدد وعلی عدد ص۴/۴۱۶ ۱۲ ظفیر [4] ایضاً ۱۲ ظفیر۔

[5] رد المختار کتاب القضاء قبیل مطلب فی قضاء العدد وعلی عدد ص۴/۴۱۶ ۱۲ ظفیر۔

[6] ایضاً ۱۲ ظفیر۔

ساقط الاعتبار کرنا اور فساق کی شہادت کو کافی سمجھنا خلاف نص و مخالف روایات فقہیہ معتبرہ کے ہے۔ فقط

رمضان یا عید کے چاند کی خبر بذریعہ تار معتبر ہے یا نہیں

سوال (۳۵) رمضان یا عید کے چاند کی خبر بذریعہ تار معتبر ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ تار کی خبر شرعاً معتبر نہیں ہے۔ فقط

جنتری یا تار پر اعتراض درست ہے یا نہیں

سوال (۳۶) ۲۹ر شعبان کو ابر کے باعث کسی نے چاند نہیں دیکھا اور جنتری وغیرہ میں ۲۹ر کا چاند لکھا ہے اور سب لوگوں کا یہی خیال ہے کہ چاند ۲۹ر کا ہوگا۔ اس صورت میں جنتری اور تار پر اعتبار کرکے پہلی رمضان مان لینا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ اس صورت میں تیس دن شعبان کے پورے کرکے اسکے بعد پہلی رمضان کو قائم کرنا چاہیے۔ کما ورد فی الحدیث۔ اور جنتری اور تار پر اعتبار نہ کرنا چاہیے[۲] قال علیہ الصلوٰۃ والسلام صوموا لرویتہ وافطروا لرویتہ۔ الحدیث[۳]۔ فقط۔

---

[۱] فیلزم اھل المشرق برؤیۃ اھل المغرب اذا ثبت عندھم رویۃ اولئک بطریق موجب (درمختار) کان یتحمل اثنان الشھادۃ او یشھدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر بخلاف ما اذا اخبروا ان اھل بلدۃ کذا راوہ لانہ حکایۃ (رد المحتار قبیل باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ ص ۱۳۲ ج ۲) ظفیر [۲] ولا عبرۃ بقول الموقتین ولو عدولا علی المذھب (درمختار) ای فی وجوب الصوم علی الناس بل فی المعراج لا یعتبر قولھم بالاجماع ولا یجوز للمنجم ان یعمل علی حساب نفسہ (رد المحتار کتاب الصوم مطلب لا عبرۃ بقول الموقتین ص ۱۲۵ ج ۲) ظفیر۔ [۳] مشکوٰۃ باب رؤیۃ الہلال فصل اول عن ابی ھریرۃ ص ۱۷۴ ۱ اس کے بعد یہ بھی جملے آئے فان غم علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلثین متفق علیہ (ایضاً) ظفیر۔

باعتبار ہیئت چاند کا اعتبار درست ہے یا نہیں

سوال (۳۷) ایک مضمون مولوی نظام الدین حسن صاحب کا اخبار ہمام میں چھپا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمان اگر علم ہیئت سیکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ الشمس والقمر بحسبان کی کس قدر تصدیق ہوتی ہے۔ پنجشنبہ ۵ جولائی ۱۹۱۷ء کو ۸ - ۹ دقیقہ تین گھنٹہ پہ قبل ظہر خسوف یعنی چاند گرہن ہوا۔ اس وقت عمر قمر کی چودہ روز سے زائد تھی اور اس روز ۱۵ رمضان ۱۳۳۵ھ میں کچھ شبہ نہیں ہو سکتا۔ غرہ رمضان المبارک میں بوجہ عدم رویت کے فرضیت صوم نہیں ہو سکتی تھی لیکن ہلال اندیا کے مشاہدہ سے کوئی شبہ نہیں رہتا ہے کہ جمعہ ۲۰ جولائی کو ۳۰ رمضان المبارک ہے اور اس روز اگر مطلع صاف نہ ہو تو رویت کی حاجت نہیں ہے۔ بلحاظ علم ہیئت اور مشاہدہ شنبہ ۲۱ جولائی ۱۹۱۷ء کو غرہ شوال ۱۳۳۵ھ ہونا لازم ہے اور اس روز صوم شنبہ حرام ہے

الجواب: - قال فی الدر المختار ولا عبرۃ بقول الموقتین ولو عدولا علی المذہب قال فی الوہبانیۃ وقیل اولی والتوقیت لیس بموجب وقیل نعم الخ وفی الشامی عن المعراج لا یعتبر قولہم بالاجماع ولا یجوز للمنجم ان یعمل بحساب نفسہ وفی النہر فلا یلزم بقول الموقتین انہ ای الہلال یکون فی السماء لیلۃ کذا الخ[1] ص ۹۲ ج ۲ شامی۔

پس معلوم ہوا کہ عند الحنفیہ تحریر مذکور فی السوال صحیح نہیں ہے اور بدون رویت وشہادت معتبرہ کے جمعہ کو جو کہ ۲۹ رمضان ہے چاند تسلیم نہ ہو گا اور شنبہ کو عید نہ ہو گی البتہ اگر جمعہ کو حسب قاعدہ گواہی رویت کی گذر گئی تو شنبہ کو عید ہو گی ورنہ نہیں[2]۔ غرض یہ ہے کہ جمعہ کو

---

[1] ردالمحتار کتاب الصوم مطلب لا عبرۃ بقول المؤقتین ص ۱۲۵ ج ۲ وص ۱۲۶ ج ۲۔ ظفیر عفی عنہ

[2] وشرط للفطر مع العلۃ والعدالۃ نصاب الشہادۃ الخ (درمختار) ای علی الاموال وہو رجلان او رجل وامرأتان (ردالمحتار) وقبل بلا علۃ جمع عظیم یقع العلم الشرعی الخ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار کتاب الصوم ص ۱۳۴ ج ۲ وص ۱۳۰ ج ۲) ظفیر

۲۹ر رمضان شریف ہے، جو قاعدہ ۲۹ر تاریخ کا ہے وہی یہاں بھی جاری ہوگا۔ فقط

بذریعہ تحریر رویت ہلال کی خبر آئے تو کیا حکم ہے

سوال (۳۸) ایک تحریر قصبہ سکندر آباد سے جس میں رویت ہلال عید کی شہادت معتبرہ تھی بدست ایک شخص معتبر کے قصبہ ہمارے میں پہنچی اور شخص مذکور قصبہ ہذا کا رہنے والا ہے اور تاریخ ۲۸ر و ۲۹ر رمضان کو سکندر آباد میں موجود تھا اور تمام واقعات سماعت رویت کے اس نے اپنے کان سے سنے اور وہی شخص تحریر مذکور لے کر آیا، اپنے علم کو ظاہر کیا اور تحریر ہذا پیش کی اس صورت میں عید بروز شنبہ کی گئی اور روزے افطار کئے گئے اور قصبہ والوں نے شخص مذکور کو ونیز تحریر ہذا کو معتبر سمجھ کر یقین کیا، اس صورت میں قصبہ والوں نے فعل جائز کیا یا کیا۔ منجملہ مردمان قصبہ کے دو تین شخصوں نے یقین نہیں کیا۔ باوجودیکہ شنبہ کی شام تک متواتر خبریں رویت کی دہلی وغیرہ سے پہنچی۔ اس کا جواب مرحمت فرمائیے۔

الجواب:۔ اس صورت میں روزہ افطار کرنا اور عید کرنا صحیح و معتبر ہوا، اور تحریر مذکور معتبر ہے اس کے موافق عمل کرنا چاہیے۔ جن لوگوں نے روزہ افطار نہ کیا اور عید نہ کی وہ غلطی پر ہیں، ان کا روزہ بھی نہیں ہوا، کیونکہ وہ دن عید کا تھا، آئندہ ایسا نہ کریں۔ فقط

ہلال عید میں مستور الحال کی شہادت معتبر ہے یا نہیں

سوال (۳۹) آج یوم شنبہ برویت ہلال یہاں عید ہوئی۔ رویت ہلال رمضان اور عید میں مستور الحال کی شہادت معتبر ہے یا نہیں۔ مثلاً بے نمازی ہو، روزہ قصداً نہ رکھتا ہو، سود خوار ہو۔ جھوٹی شہادت عدالت میں دینے والا ہو۔ اگر مستور الحال ہو تو کیا اس کے احوال کی تفتیش کی جاوے۔

الجواب:۔ رویت ہلال رمضان وعید میں مستور الحال کی گواہی معتبر ہے۔ لیکن

لہ واختلاف المطالع الخ غیر معتبر الخ فیلزم اھل المشرق برؤیۃ اھل المغرب اذا ثبت عندھم رؤیۃ اولئک بطریق موجب (درمختار) کان یتحمل اثنان الشہادۃ او یشھدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر (ردالمحتار قبیل باب ما یفسد الصوم ص۲۲۲ و ص۲۲۳ ج۲) ظفیر

اس کا مطلب یہ ہے کہ فسق گواہ کا ظاہر نہ ہو۔ یعنی بے نمازی نہ ہو، خلاف شرع امور کا مرتکب نہ ہو، پس جب کہ ظاہر حال گواہ کا یہ ہو کہ اس میں کوئی امر خلاف شرع نہیں ہے تو گواہی اسکی بلا تحقیق حال قبول کر لینا درست ہے[1]۔ فقط۔

تار کی خبر پر جن لوگوں نے روزہ توڑ دیا، اس کا کیا حکم ہے

سوال (۴۰) تار کی خبر پر بعض لوگوں نے روزہ توڑ دیا یہ فعل ان کا کیسا ہے۔

الجواب: بلا تحقیق و بدون شہادت شرعیہ کے محض تار کی خبر پر روزہ توڑنا اور عید کرنا جائز نہ تھا[2]۔ لیکن چونکہ جمعہ کی رویت اور شنبہ کی عید محقق ہو گئی ہے اور بہت جگہ سے رویت کی خبریں آئیں۔ دیوبند میں بھی رویت ہوئی، اس لئے اب ان لوگوں پر جنہوں نے شنبہ کو روزہ نہ رکھا اور عید کی کچھ مواخذہ نہیں ہے۔ تار کی خبر تنہا معتبر نہیں ہے۔ لیکن اگر قرائن سے صدق اس کا محقق ہو تو عمل کرنا اس پر درست ہے۔ ایک جگہ کی رویت سب جگہ معتبر ہے اگر ثابت ہو جاوے جیسا کہ کتب فقہ میں تصریح ہے کہ اہل مشرق کی رویت اہل مغرب کے لئے لازم ہو جاتی ہے، اگر ان کو ثبوت اس کا پہنچ جائے[3]۔ فقط

---

[1] للصوم مع علة کغیم وغبار خبر عدل او مستور علی ما صححه البزازی علی خلاف ظاهر الرواية لا فاسق اتفاقا (در مختار) لان قوله فی الدیانات غیر مقبول الخ وقول الطحاوی او غیر عدل محمول علی المستور کما هو رواية الحسن لان المراد بالعدل من ثبتت عدالته ولا ثبوت فی المستور اما مع تبین الفسق فلا قائل به عندنا (رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۲۳ ج ۲ و ص ۱۲۴ ج ۲) ظفیر۔

[2] وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة (در مختار) ای علی الاموال وهو رجلان او رجل وامرأتان (رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۲۴ ج ۲)

[3] فیلزم اهل المشرق برؤیة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رؤیة اولئک بطریق موجب (الدر المختار علی هامش رد المحتار۔ قبیل باب ما یفسد الصوم ص ۱۲۵ ج ۲) ظفیر۔

کیا جماعت کے لئے رویت ہلال میں عدالت شرط ہے

سوال (۴۱) فقہاء نے تحریر فرمایا ہے کہ واسطے ثبوت ہلال عید فطر و عید اضحیٰ کے بحالت تکدر مطلع نصاب شہادت کے ساتھ عدالت شرط ہے۔ اگر نصاب پر دو یا تین مرد زائد ہو جاویں تو شرط عدالت ساقط ہو جاوے گی یا نہیں۔

الجواب:- جماعت کے لئے عدالت اس وقت شرط نہیں ہے کہ جماعت عظیمہ ہو کہ جن کی خبر پر بوجہ تواتر غلبہ ظن حاصل ہو جاوے[1] قال فی رد المحتار، الجمع العظیم جمع یقع العلم بخبرهم و یحکم العقل بعدم تواطئهم علی الکذب[2]۔ فقط۔

شہادت بسلسلۂ چاند اور فیصلہ

سوال (۴۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں صورت کہ ایک شہر میں ہلال عید الفطر کے متعلق مختلف شہادتیں اہل اسلام کی قاضی شہر کے پاس گذریں، لیکن قاضی صاحب نے ان سے ایک ایک کو علیحدہ بلا کر کہ دوسرا گواہ نہ سنے، دقیق جرح کی کہ چاند تم نے کس جگہ دیکھا، اس کے دونوں کنارے کس جانب تھے، اس کے پاس کوئی تارہ تھا یا نہیں، اوپر نیچے بادل تھا یا نہیں اور تھا تو کتنے فصل پر تھا اور کس رنگ کا تھا وغیرہ وغیرہ۔ ان سوالات میں جہاں بھی دو شاہدوں کے درمیان ذرا اختلاف ہوا ان کی شہادت رد کر دی۔ آخر کچھ دکا دُکا چند شہادتیں ہر طرح سالم اور جرح میں بے عیب مضبوط قائم رہیں اور صبح ۷ بجے قاضی صاحب نے ان شہادتوں کو معتبر قرار دے کر افطار صیام کا فتویٰ دیا اور ساتھ ہی اس کے یہ فرمایا کہ چونکہ دیہات میں عام اطلاع کا ہونا اس وقت مشکل ہے

---

[1] وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة الخ وبلا علة جمع عظيم (درمختار) ای ان شرط القبول عند عدم علة فی السماء لهلال الصوم او الفطر او غيرهما الخ اخبار جمع عظيم الخ قال ح ولا يشترط فيهم الاسلام والعدالة الخ وعدم اشتراط الاسلام له لابد له من نقل صريح (رد المحتار كتاب الصوم ص ۱۲۹ ج ۲) ظفیر۔
[2] رد المحتار كتاب الصوم ص ۱۲۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

لہٰذا دوگانہ عید الفطر کل کو ادا کیا جائے گا۔ ہرچند کہ بعض اہل اسلام و اہل علم نے کہا بھی کہ تاخیر بلا عذر صحیح نہیں ہے اس لئے آج دوگانہ ضرور ادا ہونا چاہئے مگر قاضی صاحب نے اس کو تسلیم نہیں کیا اور فرمایا کہ یہ تاخیر بلا عذر نہیں ہے بلکہ اطلاع عام کے عذر سے ہے لہٰذا کل کو دوگانہ عید بلا کراہت صحیح ہے۔ چنانچہ عام مسلمانان شہر اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو گئے، مگر بعض لوگوں نے تاخیر کو جائز سمجھ کر عیدگاہ میں دوگانہ ادا کیا اور سوسوا سو مسلمان اس میں شریک بھی ہوئے۔ عام اہل اسلام نے یوم آئندہ حسب اعلان قاضی صاحب کی اقتدا میں دوگانہ ادا کیا۔ دریافت طلب یہ امور ہیں۔

قاضی کو جرح کا حق ہے یا نہیں

سوال (۴۳/۱) قاضی صاحب کو گواہان رویت ہلال سے اس قسم کی باریک جرح کرنے کا شرعاً کہاں تک حق حاصل ہے۔

تاخیر درست ہے یا نہیں

سوال (۴۴/۲) صورت مذکورہ میں جو تاخیر ہوئی وہ شرعاً بعذر ہوئی یا بلا عذر خصوصاً جب کہ دو گھنٹہ کا وقت ملا اور شہر و متعلقات شہر کی اطلاع کے لئے وہی ہدایت جو افطار صوم کے لئے عمل میں آئی، اطلاع دوگانہ عید کے لئے بھی کافی تھی یا کم از کم بذریعہ منادی دو گھنٹہ میں پورا اعلان کیا جا سکتا تھا۔

اہل قریہ کی رعایت میں نماز عید مؤخر کرنا کیسا ہے

سوال (۴۵/۳) اہل دیہات کو اطلاع دینا یا ان کی رعایت میں صلوٰۃ عید کو یوم الغد پر مؤخر کرنا کہاں تک صحیح ہے۔

قاضی کی مخالفت میں جو دوگانہ ادا کی گئی اس کا حکم

سوال (۴۶/۴) اس تاخیر کی صورت میں جن مسلمانوں نے قاضی صاحب کے خلاف اپنا دوگانہ اسی دن عیدگاہ میں ادا کیا وہ برسر حق ہوئے یا برسر باطل اور ان کو ایسا کرنا ضروری یا جائز تھا یا اتباع کرنا قاضی صاحب کے حکم کا لازم تھا۔

یوم الغد کی نماز کا کیا حکم ہے

سوال (۴۷/۵) یوم الغد میں قاضی صاحب نے اور مسلمانان نے جو نماز پڑھی، وہ صحیح ہوئی یا باطل اور ادا ہوئی یا قضا، اور مکروہ ہوئی یا بے عیب۔ امید کہ

بدلائل فقہیہ شرعیہ مفصل بیان فرماکر ماجور عند الناس ہوں ۔

الجواب: ۔ اس قسم کی تحقیق و تا قیین شہود سے صحیح نہیں ہے ۔ قال فی الشامی ولا یکلف الشاھد الی بیان لون الدابۃ لان سئل عما لا یکلف الی بیانہ[1] پس جب کہ حقوق عباد میں ایسی تا قیین صحیح نہیں ہے تو حقوق اللہ میں بدرجۂ اولیٰ درست نہیں ہے ۔ الا بوجہ وجیہ ۔

(۲ و ۳) یہ تاخیر بلا عذر ہوئی جو صحیح نہیں ہے ، کیونکہ اہل شہر کی اطلاع کے لئے وقت کافی تھا[2] اور اہل دیہات جن پر نماز عید واجب نہیں ہے ، ان کو اطلاع نہ ہونا عذر تاخیر کا نہیں ہو سکتا کہ ان کی شرکت ضروری نہیں ہے[3] ۔

(۴) انھوں نے حق کیا اور ان کو ایسا ہی کرنا چاہئے تھا ، کیونکہ بلا عذر تاخیر میں عید الفطر کی نماز نہیں ہوتی ۔ کما فی الدر المختار فالعذر ھھنا ای فی الاضحیٰ لنفی الکراھۃ وفی الفطر للصحۃ الخ[4]

(۵) وہ نماز جو اگلے دن بلا عذر مؤخر کی گئی صحیح نہیں ہوئی ، اگر بعذر ہوتی تو صحیح ہوتی لیکن وہ بھی قضاء ہوتی نہ ادا ۔ کما فی الدر المختار ، وتکون قضاءً لا اداءً[5] ۔ فقط ۔

---

[2] ہ وتؤخر بعذر کمطر الی الزوال من الغد فقط (درمختار) قولہ بعذر کمطر الخ دخل فیہ ما اذا لم یخرج الامام واما اذا اغم الہلال فشھدوا بہ بعد الزوال او قبلہ بحیث لایمکن جمع الناس ، قولہ فقط راجع الی قولہ بعذر فلا تؤخر من غیر عذر (ردالمحتار باب العیدین ص۲۸۳ ج۱)

[3] ہ تجب صلاتھما فی الاصح علی من تجب علیہ الجمعۃ بشرائطھا المتقدمۃ (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب العیدین ص۲۷۷ ج۱) ظفیر [4] ہ الدر المختار علی ہامش ردالمحتار باب العیدین ص۲۸۴ ج۱ ۱۲ ظفیر [5] ہ ایضاً ص۲۸۳ ج۱ ۱۲ ظفیر ۔

خط اور تار کی خبر پر روزہ رکھا جائے یا نہیں — سوال (۴۸) ۲۹ / اگر رمضان یا شوال کا چاند نظر نہ آوے اور دو معتبر شہادتیں بھی حسب تصریح فقہاء نہ مل سکیں تو کیا تار اور خط کی خبر پر اعتماد کر کے روزہ رکھ سکتے ہیں، یا نماز عید پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:۔ محض خبر تار یا خط پر اعتماد کر کے روزہ رکھنے یا افطار کرنے کا شرعاً حکم نہیں ہے۔ البتہ اگر وہ خبر تار یا خط مصدق ہو جاوے یا مؤید ہو جاوے، دوسرے قرائن صدق کے ساتھ تو اس پر عمل کرنا درست ہے[1]۔ فقط۔

تیس رمضان کی چاند نظر نہ آئے تو کیا کرے — سوال (۴۹) فیمن تم ثلثین یوماً من رمضان ولم یر هلال شوال نصام بعده یوماً حتی رای الهلال فی الصبح قبل الزوال وایضاً اتی التلغراف من بمبئی فی یوم الجمعة وقت غروب الشمس فافطر بعضهم۔

الجواب:۔ قال فی الدر المختار وبعد صوم ثلثین بقول عدلین حل الفطر الخ ولو صاموا بقول عدل حیث یجوز وغم هلال الفطر لا یحل علی المذهب خلافاً لمحمد لکن نقل ابن الکمال عن الذخیرة انه ان غم هلال الفطر حل اتفاقاً[2] وفی الزیلعی الاشبه ان غم حل والا لا ولا عبرة ایضاً برؤیته بالنهار للیلة الآتیة مطلقاً علی المذهب ذکره الحدادی[3]۔

[1] فیلزم اهل المشرق برؤیة اهل المغرب اذا ثبت عندهم بطریق موجب (در مختار) کان یتحمل اثنان الشهادة او یشهدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر بخلاف ما اذا اخبرا ان اهل بلدة کذا رأوه لانه حکایة (رد المحتار قبیل باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده ص $\frac{۱۳۲}{۲}$) ظفیر [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ص $\frac{۱۲۹}{۲}$ ۱۲ ظفیر [3] ایضاً ص $\frac{۱۳۰}{۲}$ وفی الشامی ای سواء رؤی قبل الزوال او بعده (رد المحتار باب ایضاً) ظفیر۔

والتلغراف لیس بحجۃ شرعیۃ ۔ فقط ۔

متواتر خط وتار سے رویت ہلال ثابت ہوگی یا نہیں

سوال (۵۰/۱) بحالت ابر وغبار یا مطلع صاف ہونے کے اگر متواتر خطوط یا تار آویں لیکن الفاظ طریق موجب کے نہ ہوں، مثلاً یہ لکھا ہو کہ یہاں فلاں دن چاند ہوا تو ان خطوط وتار کا اعتبار صوم وافطار وعیدین میں ہوگا یا نہیں ۔

کیا خطوط وتار بھیجنے والے کا عادل ہونا شرط ہے

سوال (۵۱/۲) جیسا کہ متواتر شہادت کے لئے عادل ہونا شرط نہیں ہے، اسی طرح متواتر خطوط وتاریں بھی کاتب کا عادل ہونا شرط ہے یا نہیں ۔

کیا متواتر خطوط میں شناخت ضروری ہے

سوال (۵۲/۳) تار میں کوئی شناخت نہیں ہوتی لیکن خطوط میں دستخط یا طرز تحریر یا قرائن مضامین سے شناخت ہو جاتی ہے ۔ آیا متواتر خطوط میں بھی شناخت کی ضرورت ہے یا نہیں ۔

مستور کا تار یا خط کافی ہے یا نہیں

سوال (۵۳/۴) رمضان میں بحالت ابر جیسا کہ ایک مستور کی شہادت کافی ہے ایسا ہی ایک کاتب مستور کا خط یا تار بھی کافی ہے یا نہیں ۔

خبر متواتر کی شہرت پر خبر آئے تو کیا کرے

سوال (۵۴/۵) اگر بحالت ابر متواتر خبر مشہور ہوئی کہ فلاں فلاں شہر میں فلاں دن عید ہے یا متواتر خطوط سے معلوم ہوا کہ فلاں دن عید ہے، یا صرف دو مقام سے ایک ایک خط آیا، لیکن یہ نہیں معلوم کہ چاند ہوا یا وہاں بھی محض شہرت کی وجہ سے عید ہے تو ہم اس خبر پر عمل کریں یا نہیں ۔

الجواب :۔ لفظ رد المحتار جو بذیل طریق موجب لکھا ہے یہ ہے او یستفیض

لـہ فیلزم اهل المشرق برؤیۃ اهل المغرب اذا ثبت عندهم رؤیۃ اولئك بطریق موجب (در مختار) کان یتحمل اثنان الشهادۃ او یشهد اعلی حکم القاضی او یستفیض الخبر بخلاف ما اذا اخبران اهل بلدۃ کذا راوہ لانہ حکایۃ (رد المحتار قبیل باب ما یفسد الصوم ص ۱۳۲/۲) ظفیر

الخبر[1] پس جب کہ خبر مستفیض ومتواتر ہو جاوے گی لائق قبول ہو گی اور عمل کرنا اس پر واجب ہو گا۔

(۲) تواتر میں عدالت کا لحاظ نہیں ہے[2]۔

(۳) تواتر جبھی ہو گا کہ خطوط میں شناخت پائی جاوے۔

(۴) کافی نہیں۔

(۵) جب کہ خبر مستفیض ہو گی عمل اس پر واجب ہے[3]۔ فقط

پانچ مسلمان شہادت دیں تو عید ہو گی یا نہیں

سوال ( ) ۲۹ رمضان کو پانچ آدمی مسلمان روزہ دار نے چاند دیکھا اور امام سے آکر کہا تو اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ اس صورت میں چاند ثابت ہو گیا عید کرنی چاہئے۔

ایک شخص کی شہادت سے رویت ہلال ثابت ہو گی یا نہیں

سوال (۵۵) ایک شخص مسلمان نے جو شریعت کا پابند نہیں ہے، اور دو شخص چماروں نے ۲۹ شعبان کو چاند دیکھنا بیان کیا ہے۔ اس صورت میں رویت ہلال ثابت ہے یا نہیں۔ اور روزہ رکھنا چاہئے یا نہیں۔

---

[1] رد المختار قبیل باب ما یفسد الصوم ص ۱۳۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] لکن لما کانت بمنزلة الخبر المتواتر وقد ثبت بها ان اهل تلك البلدة صاموا یوم کذا لزم العمل بها الخ (رد المختار کتاب الصوم ص ۱۲۹ ج ۲) ظفیر۔ [3] نعم لو استفاض الخبر فی البلدة الاخرى لزمهم على الصحیح من المذهب (در مختار) قال الرحمتی معنى الاستفاضة ان تأتی من تلك البلدة انهم صاموا عن رویة لا مجرد الشیوع من غیر علم بمن اشاعه الخ (رد المختار کتاب الصوم ص ۱۲۸ ج ۲ و ص ۱۲۹ ج ۲) ظفیر۔ [4] وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة الخ ولو کانوا ببلدة لا حاکم فیها صاموا بقول ثقة وافطروا باخبار عدلین مع العلة للضرورة (الدر المختار على هامش رد المختار کتاب الصوم ص ۱۲۴ ج ۲ و ص ۱۲۵ ج ۲) ظفیر

الجواب :- مطلع صاف ہونے کی صورت میں ایک شخص مسلمان کی گواہی سے رویت ہلال ثابت نہ ہوگی اور بعض دو چاروں کی گواہی بھی اس بارہ میں معتبر نہ ہوگی۔ بہرحال صورت مذکورہ میں چاند کا دیکھنا شرعاً ثابت نہیں ہوا اور وہ روزہ لازم نہیں ہوا۔[1]

رویت ہلال بذریعہ شہادت | **سوال (۵۶)** کسی مولوی عادل خبر نے یہ تحریر کیا کہ ہمارے گاؤں میں رویت ہلال عید الفطر ہوئی ہے۔ بہت لوگوں نے دیکھا ہے مگر سات آدمی جو میرے نزدیک معتبر تھے حلف اٹھا کر بیان کیا کہ ہم نے چاند دیکھا ہے اور یوم ابر کا تھا۔ ایک شخص کے ہاتھ یہ تحریر روانہ کی۔ مولوی مکتوب الیہ نے دو معتبر مسلمانوں کو تحقیق کیلئے روانہ کیا اور وہ تحریر بھی دیدی۔ ان دونوں نے مولوی کاتب کو تحریر دکھا کر پوچھا کہ واقعی تمہارے گاؤں میں رویت ہوئی ہے اور یہ تمہارا خط ہے۔ اس نے کہا کہ واقعی یہ خط میرا ہے اور سات معتبر گواہوں نے حلفاً گواہی دی ہے اور دوبارہ تحریر لکھی کہ دو آدمی میرے پاس آئے اور ایسا کہا۔ ان دونوں نے دوبارہ مولوی مکتوب الیہ کے پاس آکر بیان کیا کہ مولوی کاتب نے ایسا ایسا کہا ہے۔ مگر خط اول و ثانی میں اپنا کوئی حکم تحریر نہ کیا صرف نقل شہادت کردی۔ مولوی مکتوب الیہ نے اس خط ثانی کو دیکھ کر اور ان دونوں سے دریافت کرکے حکم عید فطر کا دیدیا۔ یہ حکم دینا صحیح ہوا یا نہیں۔

الجواب :- مولوی مکتوب الیہ کا حکم افطار کر دینا اس صورت میں درست ہے۔ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کے فتوی کے موافق میں یہ صورت

---

[1] وقبل بلا علة جمع عظيم يقع العلم الشرعي وهو غلبة الظن بخبرهم وهو مفوض الى رأى الامام من غير تقدير بعدد على المذهب وعن الامام انه يكتفى بشاهدين واختاره فى البحر الخ (درمختار) اى ان شرط القبول عند عدم علة فى السماء لهلال الصوم او الفطر او غيرهما الخ فلا يقبل خبر الواحد الخ (ردالمحتار كتاب الصوم ص ۱۲۹/۲) ظفير۔

واقعہ کی داخل ہے[1]۔ فقط

سوال (۵۷) بر ثبوت شہادت دو مرد باوجود بلا علت ہونے مطلع کے ہلال شوال کی اگر شہادت دیں تو معتبر ہے یا نہیں۔

بلا علت دو کی شہادت معتبر ہے یا نہیں

الجواب: - اگر ابر اور گرد و غبار آسمان پر کچھ نہ ہو تو جمع عظیم کی شہادت ضروری ہے جس سے غلبۂ ظن حاصل ہو جاوے۔ کما فی الدر المختار وقیل بلا علة جمع عظیم یقع العلم الشرعی وهو غلبة الظن بخبرهم وهو مفوض الی رای الامام من غیر تقدیر بعدد علی المذهب وعن الامام انه یکتفی بشاهدین واختاره فی البحر[2] الخ۔ فقط

سوال (۵۸) بمبئی، کراچی، سکھر وغیرہ کی شہادت پر پانی پت کرنال اور متصل والے دیہات نے شنبہ کو عید کر لی ہے، آیا تار کی خبر پر عید کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو روزہ کی قضاء لازم ہے یا نہیں۔

تار کی خبر پر عید درست ہے یا نہیں

الجواب: - حنفیہ کا مذہب مفتی بہ و معتبر یہ ہے کہ اگر کسی جگہ بھی رویت ثابت ہو جاوے، اگرچہ وہ کتنی ہی دور جگہ ہو، اگرچہ ہزاروں کوس پر ہو تو یہاں والوں پر بھی حکم روزہ افطار کا اس کے موافق ہو جاوے گا، جیسا کہ فقہ کی معتبر کتاب در مختار میں ہے واختلاف المطالع غیر معتبر علی ظاهر المذهب وعلیه اکثر المشائخ وعلیه الفتوی فیلزم اهل المشرق برؤیة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رؤیة اولئك بطریق موجب[3] الخ۔ اور جب کہ خبر رویت مستفیض ہو جاوے۔ یعنی ہر طرف سے

---

[1] ولو کانوا ببلدة لا حاکم فیها صاموا بقول ثقة وافطروا باخبار عدلین مع العلة للضرورة (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ص۱۲۵ ج۲) ظفیر
[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ص۱۲۲ ج۲ ۱۲ ظفیر
[3] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم قبیل باب ما یفسد الصوم ص۱۳۱ ج۲ ۱۲ ظفیر

ایسی خبریں آویں کہ چاند ہوگیا اور ظن غالب اس کے صادق کا ہوجاوے تو اس پر عمل کرنا سب کو لازم ہوتا ہے۔ کذا فی رد المختار[1]۔ پس اس ماہ رمضان المبارک میں پنجشنبہ کو پہلا روزہ ہونے کی خبریں ایسی متواتر ہوگئی ہیں کہ ان پر عمل کرنا ضروری ہوگیا اور جن لوگوں نے جمعہ کو پہلا روزہ رکھا ان پر ایک روزہ کی قضاء لازم ہے اور عید کرنا شنبہ کو ضروری تھا، کیونکہ جمعہ کو تیس رمضان کی تھی، اور اس میں کچھ شبہ نہ رہا، لہٰذا الحکم فاذا غم علیکم فاکملوا العدۃ ثلثین[2]۔ شنبہ کو عید کرنا ضروری ہوگیا۔ فقط۔

متواتر سے مفتی کو یقین ہوجاوے تو کیا کرنا چاہئے

سوال (۵۹) اگر متواتر جمع ہوجائیں اور مفتی کو یقین بھی ہوجائے تو شرعاً رویت ہلال ثابت ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ ایسی حالت میں کہ مفتی کو ظن غالب چاند ہونے کا ہوجاوے اس پر حکم کرنا جائز ہے[3]۔

تار وخط کی بنیاد پر عید جائز ہے یا نہیں

سوال (۶۰) تار اور خط کی خبر سے عید کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ تنہا تار یا خط کی خبر پوری معتبر نہیں ہے لیکن اگر خبریں بہت سی ہوکر مفید علم ظنی ہوجاویں تو ان پر عمل کرنا جائز ہے[4]۔

---

[1] قوله بطريق موجب كان يتحمل اثنان الشهادة او يشهدا على حكم القاضى او يستفيض الخبر (رد المحتار باب ایضاً ص ۱۳۲ ج ۲) نعم لو استفاض الخبر فى البلدة الاخرى لزمهم على الصحيح من المذهب (در مختار) فى الذخيرة قال شمس الائمة الحلوانى الصحيح من مذهب اصحابنا ان الخبر اذا استفاض وتحقق فيما بين اهل البلدة الاخرى يلزمهم حكم هذه البلدة الخ (رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۲۹ ج ۲) ظفیر۔

[2] مشکوٰۃ باب رویۃ الہلال فصل اول ص ۱۷۴۔

[3] ظفیر۔

[4] ص ۱۳۴ نعم لو استفاض الخبر فى البلدة الاخرى لزمهم على الصحيح من المذهب مجتبى وغيره (در مختار) معنى الاستفاضة ان تاتى من تلك البلدة جماعات متعددون كل منهم يخبر عن اهل تلك البلدة انهم صاموا عن رؤية لا مجرد الشيوع الخ (رد المحتار كتاب الصوم)

ٹیلیفون کی خبر معتبر ہے یا نہیں

سوال (۶۱) چند مسلمان ایک شہر سے جو ۴۹ میل کے فاصلہ پر ہے بذریعہ ٹیلیفون رمضان مبارک کے چاند کی خبر دیتے ہیں اور ان کی آواز بھی پہچانی جاتی ہے۔ شرعاً یہ خبر معتبر ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ محض تار اور ٹیلیفون کی خبر شرعاً حجت نہیں ہے البتہ اگر اس کے ساتھ دیگر قرائن اور خبریں بھی موجود ہوں تو اس پر عمل کرنا جائز ہے، چنانچہ اس دفعہ اگرچہ اکثر جگہ بدھ کو رمضان شریف کا چاند نہیں دیکھا گیا لیکن کثرت سے خبریں رویت کی اور پنجشنبہ کا پہلا روزہ ہونے کی آگئی۔ اس لئے پنجشنبہ سے پہلا روزہ ہونا تسلیم ہوگیا اور شنبہ کو عید کرنا ضروری ہوگیا۔ اور جن لوگوں نے پہلا روزہ جمعہ کو رکھا ان پر ایک روزہ کی قضا لازم ہے[1]۔ فقط۔

باوجود مطلع صاف ہونے کے تیس چالیس کی گواہی معتبر ہے یا نہیں

سوال (۶۲) دو ہزار آدمیوں سے صرف تیس چالیس آدمی باوجود مطلع صاف ہونے کے رویت ہلال کی شہادت دیں تو عندالشرع معتبر ہے یا نہ۔

بیس آدمیوں کی شہادت پر اعلان اور پھر انحراف

سوال (۶۳) جو شخص بیس آدمیوں کی شہادت مان کر رویت ہلال سے متفق ہو کر اعلان کرائے اور پھر اپنے قول سے منحرف ہو جائے اس کا کیا حکم ہے۔

مطلع جب صاف ہو تو کتنے آدمی کی شہادت ضروری ہے

سوال (۶۴) مطلع صاف ہونے کی حالت میں شہادت کی انتہا کہاں تک ہے۔

الجواب:۔ (۱ و ۲ و ۳) اس شہر کا عالم یا قاضی اگر اس کو تسلیم کرے اور ظن غالب ان لوگوں کے صادق کا ہو جاوے تو ان کی شہادت پر حکم کرنا صحیح ہے اور جب کہ بیس آدمیوں کی شہادت سے غلبۂ ظن حاصل ہوگیا اور اس کا اعلان کردیا تو پھر

---

[1] نعم لو استفاض الخبر فی البلدة الاخرى لزمهم على الصحيح من المذهب مجتبى وغيره — (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۹) ظفیر

اس کے خلاف حکم نہ کرنا چاہئے یہ غلطی ہے کیونکہ امام اعظم رحمہ اللہ سے دو کی شہادت بھی مطلع صاف ہونے کی صورت میں قبول ہونا مروی ہے۔ بلکہ اگر اونچی جگہ سے اور شہر سے باہر ایک معتبر شخص بھی گواہی دے باوجود مطلع صاف ہونے کے تو اس کی گواہی کا بھی اعتبار ہو جاتا ہے وقبل بلا علۃ جمع عظیم یقع العلم الشرعی وھو غلبۃ الظن بخبرھم وھو مفوض الی رای الامام من غیر تقدیر بعدد علی المذھب وعن الامام انہ یکتفی بشاھدین واختارہ فی البحر وصحح فی الاقضیۃ الاکتفاء بواحد ان جاء من خارج البلد او کان علی مکان مرتفع الخ درمختار۔[1]

منفرد آدمی کسی بستی میں رویت بیان کریں تو باہر سے آنے والے اسے مانیں یا نہیں

سوال (۶۴) بندہ بضرورت مدرسہ یہاں آیا میرے سامنے چند آدمیوں نے رویت ہلال رمضان شریف بیان کی۔ یہاں اکثر لوگوں نے ۲۹ شعبان یوم جمعہ کو چاند دیکھا اور شنبہ کا پہلا روزہ ہوا۔ اب مجھکو وطن پہنچکر اس پر عمل کرنا چاہئے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں رویت ہلال[2] ثابت ہے اور شنبہ کا روزہ ہونا محقق ہے۔ آپ کو وطن پہنچکر اس کے موافق لوگوں کو حکم کرنا چاہئے۔ یکشنبہ کو تیس رمضان قرار دیکر بہرحال دوشنبہ کو حکم عید کرنا چاہئے۔ فقط۔

دو کی شہادت پر جو افطار کرے اس پر قضا و کفارہ ہوگا یا نہیں

سوال (۶۵) ۲۹ شعبان بروز یکشنبہ بعض اشخاص نے چاند دیکھا تھا، اکثر اشخاص نے روزہ رکھا اور چند اشخاص نے نہیں رکھا۔ آج بروز منگل چند اشخاص نے عید الفطر کا چاند دیکھا تیس

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۲۶ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔

[2] اما فی السواد اذا رأی احدھم ھلال رمضان یشھد فی مسجد قریۃ وعلی الناس ان یصوموا بقولہ بعد ان یکون عدلا اذا لم یکن ھناک حاکم یشھد عندہ الخ (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب ثانی ص ۱۸۵ ج ۱) ظفیر۔

دو شہادات معتبر ہیں، اس پر بہت سے اشخاص نے روزہ افطار کیا۔ اور چند اشخاص نے افطار نہیں کیا افطار کرنے والوں پر کوئی کفارہ واجب ہے یا نہیں۔

الجواب: جب کہ شہادت معتبرہ سے رویت ہلال ثابت ہوگئی تو افطار کرنا ضروری تھا۔ پس افطار کرنے والوں پر کوئی مؤاخذہ اور کفارہ نہیں ہے[1]۔ فقط

دو شخص کی شہادت اور مختلف تاروں کی اطلاع پر افطار کا حکم درست ہے یا نہیں

سوال (۶۶) دو شاہدوں کی شہادت اور خبر مستفیض یعنی ہفتارہ عدد تار متفرق مقامات مثلاً کلکتہ، مکہ مکرمہ۔ جاوہ۔ بمبئی۔ کوئٹہ۔ سکھر وغیرہ بلاد مختلفہ سے تاروں اور خبروں کی بنا پر فتویٰ دیا گیا افطار صوم کا۔ اس صورت میں افطار کرنا روزہ کا جائز ہے یا نہیں

الجواب: افطار روزہ دریں صورت واجب نیست بلکہ در جواز افطار مجرد خبر تار تردد است کہ خبر تار ظاہر است کہ حسب قواعد شرعیہ اعتبار ے ندارد البتہ بوجہ تعدد بلاد اگر خبر تار را مؤید شمردہ شود یا بوجہ تعدد تار ظن غالب پیدا شود مفید جواز افطار می تواند شد، پس ہر کہ روزہ افطار نہ کرد و روزہ قائم داشت گنہگار نمی شود[2]۔ فقط۔

جس کا چاند دیکھنا معتبر نہ قرار دیا گیا اور اس نے روزہ رکھا تیس روزے پورے کرنے کے بعد بھی چاند نہ ہونے کی صورت میں اسے اکتیسواں روزہ رکھنا ہوگا

سوال (۶۷) ایک شخص نے رمضان کا چاند دیکھا کسی وجہ سے گواہی اس کی مقبول نہ ہوئی مگر اس نے قاعدہ شرعیہ کے موافق روزہ رکھ لیا

---

[1] وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشہادة الخ (درمختار) ای علی الاموال وھو رجلان او رجل وامرأتان (رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۲۴/۲) ظفیر۔

[2] فیلزم اہل المشرق برؤیة اہل المغرب اذا ثبت عندہم رؤیة اولئک بطریق موجب (درمختار) کان یتحمل اثنان الشہادة او یشہدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر بخلاف ما اذا اخبران اہل بلدة کذا رأوہ لانہ حکایة ح (رد المحتار قبیل باب ما یفسد الصوم ص ۱۳۳/۲) ظفیر

اور سب لوگوں کا رمضان ایک روز بعد شروع ہوا۔ جب اس کے تیس روزے ہو گئے اور سب کے انتیس ہوئے اور چاند نظر نہ آیا تو اب اس کو اگلے روز روزہ رکھنا یعنی اکتیسواں روزہ رکھنا واجب ہے یا نہیں، اگر نہ رکھے گا تو گنہگار ہوگا یا نہیں اور اگر توڑے گا تو قضا واجب ہوگی یا کفارہ۔

الجواب: ۔ اس پر اکتیسواں روزہ رکھنا واجب ہے، لیکن توڑ دے گا تو صرف قضا واجب ہوگی[1] فقط۔

۲۹ رمضان کو بعد زوال چاند نظر آئے تو کیا کرے

سوال (۶۸) رمضان کی ۲۹ تاریخ کو بعد زوال چاند شوال دیکھا گیا۔ اب باقی ماندہ دن روزہ رکھے یا دیکھتے ہی توڑ دے۔

الجواب: ۔ روزہ رکھے۔ کذا فی الدر المختار[2] فقط۔

چاند کے سلسلہ میں دور دراز شہر کا اعتبار ہوگا یا نہیں

سوال (۶۹) امرت سر وغیرہ میں بابت رویت ہلال رمضان و عید الفطر وغیرہ کے اختلاف رہا ہے تو ہم ساکنان منڈلہ سی پی کو دوسرے شہر والوں کی جن کا حد فاصل دور دراز ہے متابعت کر کے عمل کرنا چاہیئے یا نہیں۔

الجواب: ۔ عند الحنفیہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے، اہل مشرق کی رویت اہل مغرب کے لئے لازم ہو جاتی ہے و بالعکس۔ اگر بطریق معتبر ثابت ہو جائے کذا فی الشامی و فی الدر المختار واختلاف المطالع الخ غیر معتبر علی ظاهر المذهب

---

[1] رأی مکلف هلال رمضان او الفطر ورد قوله بدليل شرعی صام مطلقا وجوبا وقيل ندبا فان افطر قضی فقط فيهما لشبهة الرد (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۲۲ ج ۲) ظفير۔

[2] ورؤيته بالنهار لليلة الآتية مطلقا علی المذهب (در مختار) ای سواء رئی قبل الزوال او بعده (رد المحتار کتاب الصوم مطلب فی رؤية الهلال نهارا ص ۱۲۰ ج ۲) ظفير

فیلزم اھل المشرق برؤیة اھل المغرب اذا ثبت عندھم رؤیة اولئك بطریق موجب[1] (نقل الشامی ذلك الطریق الموجب فلینظر فیه[2]) اور حدیث صوموا لرؤیته وافطروا لرؤیته[3] کا مقتضیٰ بھی یہی ہے کیونکہ خطاب صوموا اور افطروا کا عام ہے سب کے لئے۔ حاصل یہ ہے کہ جس وقت رویت ہلال ہو جاوے اگرچہ کہیں ہو، سب کو روزہ و افطار اس کے موافق کرنا چاہئے، یعنی جب کہ رویت ثابت ہو جاوے کما ہو ظاہر۔ فقط۔

ایک چاند آج صبح کو مشرق میں نظر آئے تو کل شام کو دوسرے ماہ کا چاند دیکھا جانا ممکن ہے یا نہیں

سوال (۷۰) ایک چاند آج صبح کو جانب مشرق نظر آوے تو کل شام کو دوسرے مہینہ کا دیکھا جانا ممکن ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے ولا عبرۃ بقول الموقتین (درمختار) ای فی وجوب الصوم علی الناس بل فی المعراج لا یعتبر قولھم بالاجماع ولا یجوز للمنجم ان یعمل بحساب نفسه[4]۔ الخ پس جب کہ اہل توقیت و اہل نجوم و اہل حساب کا بھی شرع میں اعتبار نہیں تو عوام کا طعن کرنا بر بنار نہ کور کس طرح۔۔۔۔ صحیح ہو سکتا ہے اور بقاعدۂ حساب بھی اگر آج صبح کو چاند مشرق میں نظر آوے تو اگلے دن شام کو رویت ہلال ہو سکتی ہے۔ کما ہو مشاہد۔ فقط۔

غیر معتبر کی شہادت قابل قبول نہیں

سوال (۷۱) اگر کسی شہر میں مطلع صاف نہ ہوا اور دو شخص ضعیف البصر غیر عادل جن کو عوام الناس غیر خبر سمجھیں شہادت دیں اور امام جامع مسجد

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصوم قبیل باب ما یفسد الصوم ص ۱۳۱ ج ۲ و ص ۱۳۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

[2] بطریق موجب، کأن کان یتحمل الشھادۃ اثنان او یشھدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر (رد المحتار ایضاً ص ۱۳۲ ج ۲) [3] مشکوٰۃ باب رؤیۃ الہلال ص ۱۷۴ ۱۲ ظفیر صدیقی

[4] رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۲۵ مطلب لا عبرۃ بقول الموقتین ۱۲ ظفیر۔

ان کی شہادت پر فتویٰ دے کر پنجشنبہ کو عید الاضحیٰ کی نماز ہوگی۔ عوام الناس ان دونوں شاہدوں کا غیر عادل اور غیر معتبر ہونا بیان کریں اور امام صاحب کہیں کہ شہادت میں عدالت کی شرط نہیں محض دو کلمہ گو کلمہ پڑھ کر حلف سے شہادت دیں گے تو ہم مان لیں گے۔ شہادت دو فاسقوں کی بھی مقبول ہوتی ہے اور دوسرا عالم جمعہ کی عید کا فتویٰ دے، اس صورت میں پنجشنبہ کی نماز عید الضحیٰ اور قربانیاں جائز ہوئیں یا نہیں۔

الجواب: عدالت گواہان کی ثبوت رویت ہلال کے لئے ضروری ہے غیر معتبر اور غیر عادل گواہوں کی گواہی سے عید الاضحیٰ ثابت نہیں ہوتی[1]۔ اس صورت میں جو پنجشنبہ کو عید ہوئی وہ صحیح نہیں ہوئی اور قربانی بھی درست نہیں ہوئی۔ جمعہ کو عید کرنے والے اور قربانی کرنے والے حق پر ہیں۔ فقط۔

شہادت علی القضا	**سوال (۷۲)** فی ردالمحتار۔ بخلاف الشہادۃ علی الشہادۃ

فی سائر الاحکام حیث لا تقبل مالم یشہد علی شہادۃ کل رجل رجلان او رجل و امرأتان الخ وفی الدر المختار۔ احکام ہلال الفطر مع العلۃ والعدد السنۃ نصاب الشہادۃ ولفظ اشہد وعدم الحد فی قذف لتعلق نفع العبد لکن لا تشترط الدعوی[2] وان سقط لفظ الشہادۃ للضرورۃ لکن یبقی بقیۃ الاحکام کما مر من ردالمحتار بخلاف الشہادۃ علی الشہادۃ فی سائر الاحکام ای فی غیر احکام ہلال رمضان۔

ان روایات پر نظر کر کے حسب ذیل مسئلہ کا کیا جواب ہوگا۔ زید نے رویت شوال کی

---

[1] للصوم مع علۃ کغیم وغبار خبر عدل او مستور الخ لا فاسق اتفاقاً (در مختار) اما مع تبین الفسق فلا قائل به عندنا (ردالمحتار کتاب الصوم ص ۱۲۳ ج ۲ و ص ۱۲۳ ظفیر) وهلال الاضحیٰ وبقیۃ الاشہر التسعۃ کالفطر علی المذہب الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۳۰ ظفیر)

[2] [illegible]

باقاعدہ شہادت سے کر اپنے شہر الہ آباد میں افطار کا حکم دیا۔ اب بکر جو اس وقت الہ آباد میں مقیم تھا، شہر کانپور میں جاکر اس بات کی خبر دی کہ زید نے الہ آباد میں باقاعدہ شہادت لے کر افطار کا حکم دیا ہے، اب تم لوگ بھی افطار کرلو۔ یہ تو ظاہر ہے کہ کانپور کے لوگ صرف بکر کی شہادت پر افطار نہیں کر سکتے، کیونکہ فطر میں عدد بھی شرط ہے مگر شبہ یہ ہے کہ بکر کی شہادت چونکہ شہادت علی القضاء ہے جو حکم میں شہادت علی الشہادۃ کے ہے، اس لئے اب صرف ایک اور شخص کی شہادت کی ضرورت افطار صوم کے لئے ہوگی یا تین اور شخصوں کی۔ کیونکہ حسب روایت اول چونکہ فطر کے لئے دو شخصوں کی شہادت کی ضرورت ہے اور شہادت علی الشہادۃ کی صورت میں ہر شخص کے لئے دو دو ہونا چاہئے۔ اس لئے بکر کے علاوہ تین شخصوں کی شہادت علی الشہادت کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ نیز جو دو شخص شہادت علی الشہادت ایک شخص کی دیں وہی دو شخص دوسرے شخص کی شہادت علی الشہادت دیں تو کافی ہے یا نہیں۔ کیا دوسری و تیسری روایت سے یہ معلوم ہوا کہ ہلال رمضان کے اثبات کے لئے لفظ اشہد شرط ہے اور ہلال فطر کے لئے نہیں حالانکہ ہلال رمضان کے اثبات کے لئے بھی دیکھا جاتا ہے کہ گواہ سے یہ نہیں کہلایا جاتا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے چاند دیکھا ہے گو معنی ضرور سمجھے جاتے ہیں۔ پس قاضی کیا ہلال رمضان کی رائے سے شہادت کے وقت کیا لفظ اشہد کا ترجمہ لفظاً کہلانا ضروری ہے۔ (نیز کیا تیسری روایت سے یہ ثابت ہوا کہ شہادت علی الشہادت کی صورت میں بھی ثبوت ہلال رمضان کے لئے صرف ایک شاہد کی ضرورت ہے۔ بخلاف ثبوت ہلال فطر کے کہ چار شخصوں کی ضرورت ہے۔ کما مر۔

الجواب: - شہادت علی الشہادت میں دو گواہ دونوں شاہدوں کے گواہ ہوسکتے ہیں جیسا کہ عبارت ہدایہ مشمولہ سے واضح ہے۔ اور شہادت علی حکم القاضی میں بھی دو گواہ کافی ہیں جیسا کہ عبارت شامی منقولہ میں تصریح ہے۔

اثبات ہلال رمضان میں لفظ اشہد کی ضرورت نہیں ہے اور فطر میں ضرورت ہے

کما صرح بہ فی الدر المختار و حققہ الشامی۔ عبارات متعلقہ جواب ہٰذا۔

وقبل بلا دعوی و بلا لفظ الخ للصوم مع علۃ الخ خبر عدل[۱] الخ ویجوز شہادۃ شاہدین علی شہادۃ شاہدین۔ وقال الشافعیؒ لا یجوز الا الاربع علی کل اصل اثنان الی ان قال ولنا قول علیؓ لا یجوز علی شہادۃ رجل الا شہادۃ رجلین ولان نقل شہادۃ الاصل من الحقوق فہما شہدا بحق ثم شہدا بحق اٰخر[۲]۔ وقال فی الدر المختار فیلزم اہل المشرق برؤیۃ اہل المغرب اذا ثبت عندہم رؤیۃ اولئک بطریق موجب الخ وفی رد المختار قولہ بطریق موجب کان یتحمل اثنان الشہادۃ او یشہدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر الخ[۳] ص ۹۶ ج ۲ وفی الدر المختار۔ وقبل بلا لفظ اشہد وبلا حکم و مجلس قضاء الخ للصوم مع علۃ کغیم وغبار خبر عدل[۴] الخ وفیہ وشرط للفطر مع العلۃ والعدالۃ نصاب الشہادۃ ولفظ اشہد[۵] الخ فقط

دو معتبر کی شہادت پر افطار درست ہے یا نہیں	**سوال (۴۳)** یہاں سے بروز منگل چند اشخاص سے یہ شہادت دی کہ ہم نے چاند دیکھا ہے اور ان میں دو شخص

ایسے ہیں جو کہ صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں، ان کی شہادت پر روزہ افطار کر لیا اور عید کی یہ جائز ہوا یا نہ، اور اس روزہ کی قضا کی جائے یا نہ۔

الجواب:۔ اس صورت میں گواہی دو گواہوں کی جنہوں نے چاند دیکھنا بیان کیا

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار، کتاب الصوم ص ۱۲۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

[۲] ہدایہ باب الشہادۃ علی الشہادۃ ص ۱۵۴ ج ۳ ۱۲ ظفیر۔

[۳] رد المحتار قبیل باب ما یفسد الصوم ص ۱۳۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر غفر اللہ ذنوبہ ولمصلی والحفنی۔

[۴] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۲۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

[۵] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۲۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

اور وہ نمازی ہیں معتبر ہے، بحالت ایران کی گواہی سے افطار کرنا اور عید کرنا درست ہوا اس روزہ کی قضا لازم نہیں ہے۔ ہکذا فی کتب الفقہ[1]۔ فقط۔

ثبوت ہلال کی اطلاع بذریعہ ڈاک

سوال (۴۷) ایک شہر کے اندر ثبوت رویت ہلال کا بہم پہنچ گیا اور اس بستی کے علماء نے رویت ہلال کو شائع کر دیا اور اس حکم کو بذریعہ ڈاک دوسرے شہر کے مفتی کے پاس بھیج دیا وہ اس فتوے کی بناء پر اس حکم کو جاری کر سکتا ہے جو ڈاک کے ذریعہ سے پہنچا ہے۔ یا موافق قانون کتاب القاضی الی القاضی خاص شہادت لے کر آویں۔

الجواب:۔ ایسے امور میں خط کا اعتبار ہوتا ہے جب کہ قرائن اس کے صدق کے موجود ہوں اور بناوٹ کا شبہ نہ ہو[2]۔ فقط

تیس شعبان سے تیس روزے پورے کرکے افطار کرنا کیسا ہے

سوال (۴۸) تیسویں شعبان کو زید نے فرض نیت سے روزہ رکھا اور پھر تیس روزے پورے رکھنے کے بناء یعنی تیسویں رمضان کو بدون رویت و شہادت شرعی کے محض جنتری کے حساب سے یا اپنی رائے سے اس نے فرض روزہ توڑ ڈالا اور سب کو برملا فتویٰ دیا کہ آج عید کرنا جائز ہے

[1] وشرط للفطر مع العلة والعدالة نصاب الشهادة (درمختار) ای علی الاموال وهو رجلان او رجل وامرأتان (رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۲۴ ج ۲) ظفیر۔

[2] فیلزم اهل المشرق برؤیة اهل المغرب اذا ثبت عندهم رؤیة اولئك بطریق موجب (درمختار) کان یتحمل اثنان الشهادة او یشهدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر بخلاف اذا اخبر ان اهل بلدة کذا رأوه لانه حکایة (رد المحتار کتاب الصوم قبیل باب ما یفسد الصوم ص ۱۳۲ ج ۲)

نعم لو استفاض الخبر فی البلدة الاخری لزمهم علی الصحیح من المذهب (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۲۸ ج ۲) ظفیر۔

کیونکہ تیس روزے کامل ہو گئے ہیں اور جنتری میں بھی لکھا ہے چاند تو ہوا ہے صرف ابر کی وجہ سے رویت کا ثبوت نہیں پایا گیا۔ یہ بات سن کر اکثر لوگوں نے بے دھڑک روزہ توڑ کر عید کر لی۔ اور عمر نے رویت رمضان کے بعد فرض روزہ رکھا اور کامل تیس روزے رکھنے کے بعد شوال کا چاند دیکھ کر عید کی۔ اس صورت میں کون غلطی پر ہے اور کون مصیب ہے، اور جو مخطی ہے اس پر روزہ کی قضا واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں زید خطا پر ہے اور مصیب عمر ہے اور روزہ کی قضا کے بارہ میں یہ تفصیل ہے کہ اگر بعد میں دوسری جگہ کی رویت زید کے گمان کے مطابق ہو گئی اور اس کا ثبوت باقاعدہ ہو گیا تو قضاء لازم نہیں ورنہ لازم ہے۔[1]

تیس روزے پورے کئے

سوال (۷۶) یہاں رائے پور میں نماز عید الفطر بوجہ ابر ۲۹ رمضان المبارک کو چاند نہ ہونے کی وجہ سے باتفاق رائے مسلمانوں نے تیس روزے پورے کر کے پنجشنبہ کو پڑھی گئی اس کے بعد ۲۹ شوال بروز پنجشنبہ ذیقعدہ کا چاند بھی بوجہ ابر نظر نہیں آیا، علی ہذا القیاس ذی الحجہ کا چاند بھی ۲۹ ذیقعدہ کو ابر کی وجہ سے نظر نہیں آیا۔ اس وجہ سے عید الضحیٰ میں اختلاف ہوا، یعنی ایک گروہ نے ایک مہینہ ۲۹ اور ایک مہینہ ۳۰ کا شمار کر کے بغیر شہادت رویت ہلال یہ رائے قرار دی کہ شنبہ کو عید الضحیٰ ہونی چاہئے۔ غرض شنبہ کو نماز عید الضحیٰ پڑھی گئی، دوسرے گروہ نے ابر کی وجہ سے چاند نظر نہ آنے اور شہادت رویت نہ ملنے کے باعث دونوں مہینے شوال و ذیقعدہ تیس تیس دن کے شمار کر کے

---

[1] وبعد صوم ثلاثين بقول عدلين حل الفطر، وبعد صومهم بقول عدل حيث يجوز وغم هلال الفطر لا يحل على المذهب (درمختار) والحاصل انه اذا غم شوال افطروا اتفاقا اذا ثبت رمضان بشهادة عدلين في الغيم او الصحو، وان لم يغم فقيل يفطرون مطلقا وقيل لا، وقيل يفطرون ان غم رمضان ايضا والا لا (رد المحتار كتاب الصوم ص ۱۲۹ ج ۲) اور صورت مسئولہ میں تو اس نے اٹکل پچو رکھا تھا اس لئے قضا واجب ہے ۱۲ ظفیر۔

چہار شنبہ کو عید الاضحیٰ پڑھی۔ دونوں گروہ میں کس کا فعل شریعت کے موافق ہے۔

الجواب: قاعدہ شرعیہ یہ ہے کہ اگر ۲۹ کو چاند نظر نہ آوے اور کسی دوسری جگہ سے بھی معتبر ذریعہ سے خبر رویت کی نہ آوے تو تیس دن پورے کر کے دوسرا مہینہ شروع کیا جائے۔ لہٰذا شریعت کے موافق فعل ان لوگوں کا ہے جنھوں نے بصورت مذکورہ تیس تیس دن پورے کئے۔ جنھوں نے بلا کسی ثبوت کے ایک چاند ۲۹ کا اور ایک تیس کا فرض کر کے بقرعید کی وہ خطا پر ہیں، اگرچہ سہ شنبہ کو بقرعید ہونا رویت کے موافق محقق ہو گیا ہے۔ چنانچہ دیوبند اور اس کے اطراف میں بھی شنبہ کو رویت ہلال ذی الحجہ کی ہوئی اور یکشنبہ کو یکم ذی الحجہ قرار پائی اور سہ شنبہ کو بقرعید ہوئی، اور نص اس بارہ میں حدیث معروف صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ[1] الحدیث ہے۔ فقط۔

تار کی خبر پر عید کرنا کیسا ہے

سوال (۷) اگر کوئی رئیس مسلم اپنے حاکم مسلم کو یہ تار دے کہ چاند ہو گیا، اس تار پر روزہ افطار کرنا اور عید کرنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: یہ خبر شرعاً معتبر نہیں ہے اور محض ایسے تار پر افطار کرنا درست نہیں ہے اور تحقیق اس کی کتب فقہ میں ہے۔ شامی میں طریق موجبہ جس کو دوسروں پر رویت لازم ہو جاوے۔ یہ تحریر فرمایا ہے کہ دو شخص مرد شہادت کے متحمل ہوں یا حکم قاضی کی گواہی دیں یا خبر متواتر ہو جاوے، اور ظاہر ہے کہ تار میں ان وجوہ میں سے کوئی بھی نہیں ہے[2]۔ فقط۔

خط پر افطار درست ہے یا نہیں

سوال (۸) کسی عالم سے خط کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ

---

[1] مشکوٰۃ باب رویت ہلال ص ۱۷۴ ۱۲ ظفیر۔ [2] اذا ثبت عندھم رؤیۃ اولئک بطریق موجب (در مختار) کان یتحمل اثنان الشھادۃ او یشھدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر (رد المحتار کتاب الصوم قبیل باب ما یفسد الصوم ص ۱۳۲ ج ۲) ظفیر۔

رویت ۲۹ کو ہوئی تو یہ حجت ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ خط حجت نہیں ہے لیکن اگر ذرائع سے صدق اس کا معلوم ہو تو عمل اس پر درست ہے[1]۔ فقط

بعض میں ۲۹ کا چاند ثابت ہو جائے تو کیا کرے	**سوال (۷۹)** ۲۹ شعبان کو بادرہ سے رویت

ہلال کا یہاں تار آیا تھا مگر ہم نے اس پر عملدرآمد نہیں کیا، بعدہ اخباری خبروں سے بعض جگہ ۲۹ شعبان کی رویت کا حال معلوم ہوا۔ سوال یہ ہے کہ اب ۳۰ جون کو یوم شوال ہمارے واسطے بھی ضروری ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ ۲۹ شعبان یوم جمعہ کی رویت ہلال رمضان المبارک عام شہادات اور اخبار متواترہ سے ثابت اور محقق ہوگئی ہے اور شنبہ کو پہلا روزہ ہونا مسلم ہوگیا ہے۔ پس جن لوگوں نے شنبہ کو روزہ نہیں رکھا ان پر قضا اس روزہ کی لازم ہے۔ اور عید کا چاند اگر شنبہ کو نظر نہ آیا تو یکشنبہ کو تیس رمضان ہو کر روز دوشنبہ ۳۰ جون کو عید کرنا ضروری ہے[2]۔ فقط۔

اختلاف مطالع عند الاحناف	**سوال (۸۰)** احناف کے نزدیک اختلاف مطالع معتبر

ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہے تو کتنی دور تک کی خبر رویت ہلال کی اگر موجب طریقہ سے ثابت ہو تو قبول کی جائے گی۔ اور اگر اختلاف معتبر ہے تو ایک مطلع کی حد شرعاً کیا ہے۔ پھر وہ صورت یعنی اعتبار اختلاف یا عدم اعتبار حکم رویت کا تمام ملک کے واسطے یکساں ہے یا

---

[1] اذا ثبت عند غیرہم رویۃ اولئک بطریق موجب (در مختار) کان یتحمل اثنان الشہادۃ او یشہدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر (رد المحتار کتاب الصوم قبیل باب ما یفسد الصوم ص ۱۳۳ ج ۲) ۱۲ ظفیر

[2] نعم لو استفاض الخبر فی البلدۃ الاخری لزمہم علی الصحیح الخ و بعد صوم ثلاثین بقول عدلین حل الفطر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۲۸ ج ۲ و ص ۱۲۹ ج ۲) ظفیر۔

جلد۱۔ ایک شہر کے مفتی یا دیندار عالم کے نزدیک رویت ہلال کا ثبوت بموجب شرع شریف ہو۔ اور وہ اس رویت کے ثبوت کی خبر دوسرے شہر کے مفتی یا دیندار عالم کو بذریعہ آلہ ٹیلیفون کے کرے کہ جس میں خبر دہندہ اور مخبر الیہ ایک دوسرے کی آواز کو اچھی طرح سنتے اور پہچانتے ہیں اور تکلم کے وقت غیر کا واسطہ بھی نہیں ہوتا اور مخبر الیہ کو اس خبر کی تصدیق میں کسی طرح کا شک نہیں رہتا تو اس خبر پر عمل کرنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ حنفیہ کے نزدیک اختلاف مطالع مطلقاً معتبر نہیں ہے، یہاں تک کہ اگر اہل مغرب کو چاند نظر آ دے تو وہ اہل مشرق کو لازم ہو جاتا ہے بشرطیکہ بطریق موجب ان کو رویت اہل مغرب کی معلوم اور ثابت ہو جائے۔ قال فی الدر المختار واختلاف المطالع الخ غیر معتبر علی ظاہر المذہب الخ فیلزم اہل المشرق برؤیۃ اہل المغرب اذا ثبت عندہم رؤیۃ اولئک بطریق موجب[1] الخ اور رد المحتار میں طریق موجب کی تشریح اس طرح کی گئی ہے کان یتحمل اثنان الشہادۃ او یشہدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر بخلاف ما اذا اخبر ان اہل بلدۃ کذا رأوہ لانہ حکایۃ[2] الخ پس اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ تار اور ٹیلیفون کے ذریعہ سے جو خبر رویت دوسرے شہر کی معلوم ہوگی وہ معتبر نہیں ہے کیونکہ طریق موجب کی تینوں صورتوں میں سے یہ کسی میں داخل نہیں ہے۔ فقط۔

اختلاف مطالع اور غلط خبر پر اعتماد

سوال (۸۱) شہر کٹک میں زید نے کلکتہ سے آکر کہا کہ کلکتہ ذکریا مسجد کے امام نے بمبئی کی خبر رویت ہلال ۲۹ ذیقعدہ پر جمعہ کے دن بقر عید مقرر کی ہے، لہٰذا آپ لوگ بھی جمعہ کی نماز مقرر کیجئے۔ زید کے کہنے پر جامع مسجد کے چند مصلی بیوپاری نے جمعہ کی نماز کا اعلان کیا، اس کے بعد عمر آیا اور مذکور مصلیوں کو جمع

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصوم۔ مطلب فی اختلاف المطالع ص۱۳۱ ج۲ (ص۱۳۲ ج۲)

[2] رد المحتار کتاب الصوم مطلب فی اختلاف المطالع ص۱۳۲ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

کرکے کہا کہ آپ لوگوں نے بغیر کسی عالم کی شہادت کے کس طرح اعلان عید الاضحیٰ کا کر دیا۔ اس کے بعد خالد آیا اور موجودہ لوگوں کو سختی کے ساتھ کہا کہ پہلے فیصلہ کے خلاف کرنے میں سخت خرابی ہوگی۔ اگر ۹ تاریخ میں مسلمان اتفاق کرکے نماز عید الاضحیٰ پڑھ لیں تو جائز ہوگا غرض کہ خالد کے دباؤ میں اکثر آدمیوں نے نماز عید الاضحیٰ جمعہ کو پڑھی۔ اب بمبئی سے یہ تحقیق ہوئی کہ وہاں نماز عید شنبہ کو ہوئی، اس صورت میں شرعی مجرم زید ہے یا معلی اور خالد کی نسبت کیا حکم ہے، اور اختلاف مطالع معتبر ہے یا نہیں جب کہ کتب فقہ سے ثابت ہے کہ ارض بلغار میں ۲۳ گھنٹہ دن اور ایک گھنٹہ رات ہے تو اختلاف مطالع معتبر ہونا چاہئے۔ تار کی خبر معتبر ہے یا نہ۔

الجواب: حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے یعنی اختلاف مطالع تو درحقیقت واقع ہے لیکن شرعاً اس کا اعتبار نہیں کیا گیا۔ پس اگر اہل مغرب چاند دیکھ لیں اور ان کی رویت کی خبر اہل مشرق کو بطریق موجب پہنچ جاوے تو اہل مشرق بھی اس پر عمل کریں گے کما قال فی الدر المختار واختلاف المطالع غیر معتبر علی ظاہر المذہب الخ فیلزم اہل المشرق برویۃ اہل المغرب اذا ثبت عندہم رویۃ اولئک بطریق موجب الخ شامی نے رد المحتار میں فرمایا قولہ بطریق موجب کان یتحمل اثنان الشہادۃ او یشہدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر بخلاف ما اذا اخبرا ان اہل بلدۃ کذا راوہ لانہ حکایۃ الخ ص ۹۶ و ص ۹۷ جلد ثانی شامی۔[1]

اس عبارت سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ صورت سوال میں خالد خطا پر تھا اور زید کے کہنے پر جن لوگوں نے جمعہ کی بقر عید کا اعلان کیا وہ بھی خطا پر تھے کیونکہ اس صورت میں کوئی شہادت معتبرہ بمبئی کی رویت کی نہ تھی محض اتنی خبر پر کہ زید نے آکر یہ کہدیا

[1] رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۳۲ ج ۲ ۔ ۱۲ ظفیر۔

کہ کلکتہ میں بمبئی کی خبر پر بقرعید کا اعلان بروز جمعہ ہوا ہے، اہل کٹک کو جمعہ کو بقرعید کرنا جائز نہ تھا بلکہ بوجہ جہالت کے لوگوں نے زید کے کہنے پر ایسا کیا اور خالد نے پھر اس کی تائید اپنی جہالت سے کی۔ لیکن جو کچھ ہوگیا وہ ہوگیا، خالد وغیرہ کو اپنی غلطی کا اقرار اور اس پر ندامت اور توبہ کرنا لازم ہے اور آئندہ کو ایسی خبر پر عمل نہ کرنا چاہئے بلکہ جب تک بطریق معتبر شرعاً رویت کی دوسری جگہ سے نہ آوے اس وقت تک اس پر عمل نہ کریں اور بعد اس کے کہ معتبر طریق سے دوسری جگہ کی خبر رویت ہلال کی آجائے تو اس پر عمل کرنا چاہئے۔ کما مر عن الدر المختار ان اهل المشرق يلزمهم برؤية اهل المغرب[۱]۔ اور خبر تار شرعی قواعد سے معتبر اور واجب العمل نہیں ہے۔ لیکن اگر دیگر قرائن سے یا تعدد اخبار سے ظن غالب اس کے صدق کا ہوجاوے تو اس پر عمل کرنا درست ہے کیونکہ ظن غالب کا ہی اس بارہ میں اعتبار ہوتا ہے اسی لئے اگر خط سے ظن غالب حاصل ہوجاوے تو اس پر بھی عمل کرنا درست ہے اور خط کا اس بارہ میں اعتبار کیا گیا ہے، جب کہ معلوم ہو کہ یہ خط اسی شخص کا ہے جس کے نام سے آیا ہے اور الخط يشبه الخط اس موقع پر ملحوظ نہ ہوگا کما صرح به الفقهاء من اعتبار الخط فی المعاملات[۲]۔ فقط

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۳۲ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔

[۲] وفی الاشباہ لا یعمل بالخط الا فی مسئلة کتاب الامان ویلحق به البرآت ودفتر بیاع وصراف وسمسار وجوزه محمد لراو وقاض وشاهد ان تیقن به قیل وبه یفتی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب کتاب القاضی الی القاضی ص ۴۴۹ ج ۴) ظفیر صدیقی

تیسرا باب

یوم الشک یعنی چاند نظر نہ آنے کی صورت میں تیسویں شعبان کا روزہ

۲۹ رشعبان کو چاند نظر نہ آیا مگر اس امید پر کہ شاید چاند کی خبر آجائے کوئی روزہ رکھے تو کیا حکم ہے

سوال (۸۲) انتیسویں شعبان کو اگر بوجہ ابر چاند نظر نہ آیا تو تیس شعبان کو اس نیت سے روزہ رکھنا کہ اگر چاند کی خبر آگئی تو یہ روزہ رمضان ہو جاوے گا ورنہ نفل ہوگا۔ جائز ہوگا یا نہیں۔ اور اگر چاند کی خبر آگئی تو یہ روزہ رمضان کا ہو جاوے گا یا نہیں۔

الجواب:۔ اس تردد کے ساتھ روزہ رکھنا فقہاء نے مکروہ لکھا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہ نے اس شخص پر عاصی کا اطلاق فرمایا ہے کما ورد من صام یوم الشک فقد عصی ابا القاسم صلی اللہ علیہ وسلم [1] اور یہ محمول اس شخص پر ہے جو بہ نیت فرض اس دن روزہ رکھے یا اس طرح جو سوال میں درج ہے اور اگر محض بہ نیت نفل رکھے تو درست ہے۔ بہر حال اگر چاند کی خبر آگئی تو وہ روزہ رمضان شریف کا ہو جاوے گا، و الابان ظہرت نعنہ ای عن رمضان۔ در مختار۔ [2]

---

[1] دیکھئے رد المحتار کتاب الصوم بحث فی یوم الشک ص ۱۳۱ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصوم بحث فی یوم الشک ص ۱۲۰ ج ۲۔ پوری عبارت یہ ہے ولا یصام یوم الشک ہو یوم الثلاثین من شعبان الا نفلا ویکرہ غیرہ ولو صامہ لواجب آخر کرہ تنزیہا ولو جزم ان یکون عن رمضان کرہ تحریما ویقع عنہ فی الاصح ان لم تظہر رمضانیتہ والا بان ظہرت نعنہ (ایضاً) ظفیر۔

۲۹ و ۳۰ کے چاند میں اختلاف کی وجہ کسی کے روزے تیس ہوئے اور کسی کے ۲۹ کس کا اعتبار کیا جائے

سوال (۸۳) رویت ہلال رمضان میں اختلاف ہوا بعض جگہ انتیسویں کے حساب سے روزہ رکھا گیا بعض جگہ تیس کے حساب سے

جن لوگوں نے ۲۹ کے حساب سے روزہ رکھا ان کے نزدیک تو تیس روزے رمضان شریف کے ہو گئے، صبح کو عید ہے، کیونکہ ان کے تیس روزے پورے ہو گئے اور جنھوں نے ۳۰ دن شعبان کے پورے کر کے روزہ رکھا ہے ان کے نزدیک انتیس تاریخ رمضان کی ہے اور ان تاریخوں میں ابر ہے اس صورت میں کیا کرنا چاہئے اختلاف مطالع معتبر ہے یا نہیں۔

الجواب: اختلاف مطالع کا عند الحنفیہ اعتبار نہیں۔ اگر ایک جگہ انتیس کا چاند ہوا اور وہ شرعاً ثابت ہو گیا تو دوسری جگہ بھی اسی حساب سے روزہ لازم ہوگا۔ جن لوگوں کو بعد میں اطلاع ہوئی اور انھوں نے تیس کے حساب سے روزہ رکھا تھا تو وہ بھی انتیس والوں کے موافق عید کریں اور ایک روزہ پہلے کی قضاء کریں۔ اور اگر انتیس والوں نے بلا ثبوت شرعی روزہ رکھ لیا تو ان کا پہلا روزہ معتبر نہیں ہوا، ان کو چاہئے کہ تیس والوں کا اتباع کریں اور ان کے موافق عید کریں۔

الغرض جیسا ایک جگہ ثابت ہوگا اور شرعاً معتبر مانا جاوے گا، دوسری جگہ لازم ہو جاوے گا۔ مثلاً اگر ثابت ہو گیا کہ بدھ کو یکم رمضان ہوئی تو جمعرات سے روزہ رکھنے والوں کو ایک روزہ کی قضاء لازم ہوگی۔ اور جمعہ کو سب کو عید کرنا ضروری ہے اور یہ خیال کرنا کہ جمعہ کو جو چاند نظر آیا وہ اس شب کا ہے شرعاً معتبر نہیں ہے اور یہ خیال غلط ہے، قال فی الدر المختار واختلاف المطالع الخ غیر معتبر علی ظاهر المذهب وعليه اكثر المشائخ وعليه الفتوى الخ فيلزم اهل المشرق برؤية اهل المغرب اذا ثبت عندهم رؤية اولئك بطريق

موجب[1] ۔الخ۔ فقط

۲۹ر شعبان کے چاند میں اختلاف ہوا کسی نے ۲۹ کے حساب سے روزہ رکھا تو عید کب کرے

سوال (۸۴) ایک عورت پابند صوم و صلوٰۃ نے میرے روبرو شہادت دی کہ اس نے شعبان کا چاند مع اپنی بہو کے دوشنبہ کو دیکھا اس حساب سے بدھ کو ۳۰ر شعبان ہوتی، چونکہ بہت جانچ کے بعد مجھے اس کے بیان پر یقین ہوا اس لئے میں نے پنجشنبہ سے بعد تکمیل ثلاثین ماہ شعبان کے روزہ رکھا۔ بھوپال میں قاضی صاحب اور مفتی صاحب میں اختلاف ہے۔ مفتی صاحب رویت ماہ رمضان کا اعتبار کرتے ہیں اور قاضی صاحب تکمیل ثلاثین شعبان پر فتویٰ دیتے ہیں۔ اب مجھ غریب کو کیا کرنا چاہئے، صوم و افطار کے بارے میں۔

الجواب:- قال فی الشامی لو صام رائی ہلال رمضان واکمل العدۃ لم یفطر الا مع الامام لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام صومکم یوم تصومون وفطرکم یوم تفطرون۔ رواہ الترمذی وغیرہ۔ والناس لم یفطروا فی مثل ھذا الیوم فوجب ان لا یفطر۔ نھر[2]۔ اس عبارت سے اور نیز دیگر عبارات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ شخص مذکور سب کے ساتھ صوم و فطر میں شریک رہے، جیسا سب کریں ویسا وہ بھی کرے۔ فقط۔

شک کی وجہ سے تیس شعبان کا روزہ رکھنا کیسا ہے

سوال (۸۵) شعبان کی ۳۰ر تاریخ کو احتیاطاً اس نیت سے روزہ رکھنا کہ اگر کہیں باہر سے رمضان کا چاند ہونے کی خبر آجاوے گی تو روزہ فرض ادا ہو جاوے گا ورنہ نفل۔ آیا یہ صورت جائز ہے بلا کراہت مکروہ و نامکروہ کے۔ ایک واعظ صحاح ستہ کی حدیث کے حوالہ سے کہتے ہیں کہ

---

[1] الدرالمختار علی ہامش رد المحتار قبیل باب ما یفسد الصوم ص۱۳۱ ج۲: ص۱۳۲ ج۲ ظفیر۔

[2] رد المحتار کتاب الصوم بعد بحث یوم الشک ص۱۲۳ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

ایسا روزہ قطعی ناجائز ہے اور ایسا روزہ رکھنے والا گناہ گار ہے، کیا کوئی حدیث امتناع کی صحاح ستہ میں ہے، اگر ہے تو علماء کو اس کے جواز و عدم جواز میں اختلاف کیوں ہے اور بعض فقہاء نے حدیث صحیح کے ہوتے ہوئے اس کو کیونکر جائز قرار دیا۔

الجواب: - وہ حدیث ممانعت کی یہ ہے من صام الیوم الذی یشک فیہ فقد عصی ابا القاسم صلی اللہ علیہ وسلم، رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ والدارمی[1]۔ اس لئے حنفیہ یہ لکھتے ہیں کہ یوم الشک میں یعنی ۳۰ر شعبان کو روزہ رکھنا عوام کے لئے مکروہ ہے اور خواص کو درست ہے، اور جو شخص نیت روزہ یوم الشک میں تردد نہ کرے بلکہ قطعی طور سے نفل کی نیت کرے وہ خواص میں سے ہے اور حدیث من صام الخ کا جواب درمختار میں یہ دیا ہے کہ فلا اصل لہ یعنی مرفوع ہونا اس کا بے اصل ہے لیکن موقوفاً ثابت ہے۔ فقط۔

۲۹ر شعبان چاند کسی وجہ سے نظر نہ آئے تو کیا کرنا چاہئے

سوال (۸۶) ۲۹ر شعبان کو چاند دیکھا گیا بوجہ ابر کے اور کسی جگہ سے خبر بھی نہ ملی اکثر آدمیوں نے اندازاً وعقلاً روزہ رکھ لیا یعنی شنبہ کو اس صورت میں روزہ رکھنا جائز ہے یا کیا؟ -

الجواب: - اس صورت میں بھی مسئلہ یہ ہے کہ ۲۹ر کو بسبب ابر وغیرہ کے چاند نظر نہ آوے اور کوئی خبر بحیثیت باقاعدہ چاند دیکھنے کی بھی نہ آوے تو اگلے دن روزہ رکھنا نہ چاہئے کیونکہ وہ یوم الشک ہے اور یوم الشک کے روزہ کی ممانعت آئی ہے، اس روز روزہ مکروہ ہے[2]۔ البتہ دس گیارہ بجے دن تک انتظار کرنا چاہئے کیونکہ اگر خبر آگئی تو روزہ رکھیں، ورنہ افطار کردیں، اگر کسی نے روزہ رکھا بدون کسی گواہی وخبر کے تو اس نے برا کیا لیکن اگر بعد میں ثابت ہوا کہ وہ دن رمضان کا ہے تو روزہ رمضان کا ادا ہوگیا۔ اس پر قضا

---

[1] مشکوٰۃ باب رؤیت الہلال ص۱۷۴ ۱۲ ظفیر صدیقی

[2] ولا یصام یوم الشک وھو یوم الثلاثین من شعبان الخ الا نفلا ویکرہ غیرہ الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصوم ص۱۱۹/۲۴ و ص۱۳۰/۲۲ ۱۲ ظفیر

لازم نہ آوے گی اور جس نے روزہ نہیں رکھا وہ قضا کرے گا۔

یوم شک کا دن اگر رمضان کی پہلی تاریخ ثابت ہوگئی تو کیا فرض ادا ہوگا

سوال (۸۷) یوم شک کا کسی نے روزہ رکھا بعد میں معلوم ہوا کہ پہلی رمضان تھی تو یہ روزہ رمضان میں شمار ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ رمضان کے فرض روزے میں محسوب ہوگا۔ قضا کی ضرورت نہیں۔ فقط۔

یوم الشک کے روزہ کا کیا حکم ہے

سوال (۸۸) روزہ داشتن بروز شک بہ نیت رمضان چہ حکم دارد؟ واگر شخصے بہ نیت مذکورہ روزہ داشت افطارش جائز است یا ناجائز ونیز بر مفطر قضاء وکفارہ لازم است یا نہ؟

الجواب:۔ روزہ داشتن در روز شک بہ نیت رمضان ناجائز ومنہی عنہ ومکروہ تحریمی است، فی الحدیث۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا تقدموا رمضان بصوم یوم او یومین الا رجل کان یصوم صومًا فلیصم۔ وقال فی الدر المختار ویجزم ان یکون عن رمضان کرہ تحریمًا وفی رد المحتار کرہ تحریمًا للتشبہ باھل الکتاب لانھم زادوا فی صومھم وعلیہ حمل حدیث النھی عن التقدم بصوم یوم او یومین بحر انتہٰی[۳]۔ وفی الجوھرۃ فان صام یوم الشک بنیۃ رمضان فلاخلاف بین العلماء انہ لا یجوز انتہٰی[۴] وقال فی البحر واختلفوا فی الصوم قال بعضھم یکرہ دیانۃ ثم کذا فی الفتاوی الظھیریۃ

لے ولا یصام یوم الشک الا الا تطوعًا الخ والا بان ظھرت نیتہ ای عن رمضان (رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۱۹/۲) ظفیر۔ لے والا بان ظھرت نیتہ ای عن رمضان (رد المحتار کتاب الصوم مطلب فی صوم یوم الشک ص ۱۱۹/۲) ۱۲ سے رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۲۰/۲۔ ۱۲ ظفیر
سے الجوہرۃ النیرۃ کتاب الصوم ص ۱۷۸ ظفیر

انتہی.[1] وقال فی المستخلص شرح الکنز ولا یصام یوم الشک الا تطوعا لقوله علیه السلام لا یصام الیوم الذی شك فیه انه من رمضان او من شعبان الا تطوعا ثم قال اعلم ان هذه المسئلة علی وجوه احدها ان تصوم بنیة رمضان وهو مکروہ لما روینا ولانه تشبیه باهل الکتاب لانهم زادوا فی مدة صومهم ثم ان ظهر الیوم من رمضان یجزیه لانه شهد الشهر وصامه وان ظهر انه من شعبان کان تطوعا لکن اساء بارتکاب المنهی عنه وان افطر لم یقضه لانه مظنون انتهی.[2]

شک نیست کہ ازیں عبارت مذکورہ روشن ومبرہن آنست کہ دریں روز روزہ داشتن بر نیت رمضان ناجائز است و روزہ دارندہ آثم وگنہ گار است پس بنا براں در جواز افطار آں شکے نیست کما ھو ظاهر علی من له عقل سلیم ورأی مستقیم ولا قضاء علی المفطر لما نقل مناہ عن المستخلص وھو المذکور فی جمیع الکتب ولا کفارۃ علیه لما فی المتون لا کفارۃ باِفساد الصوم غیر رمضان الخ.

---

[1] البحر الرائق کتاب الصوم ص ۲۶۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر [2] مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق کتاب الصوم ص ۱۲۰ ۱۲ ظفیر۔

چوتھا باب

وہ چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

روزہ کی حالت میں مسواک کرنا درست ہے یا نہیں

سوال (۹ ۱) آیا بحالت روزہ مسواک کرنا جائز ہے یا نہیں۔

روزہ میں منجن کا استعمال کیسا ہے

سوال (۲) جب کہ مسوڑھوں سے خون اور مواد نکلتا ہو تو کسی ایسے منجن کا جو حابس خون اور دافع مواد ہو استعمال جائز ہے یا نہ۔

منجن کے استعمال سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں

سوال (۳) منجن کے استعمال سے روزہ تو نہیں ٹوٹے گا؟۔

الجواب:۔ (۱) جائز ہے[1] (۲) جائز ہے[2]۔ (مگر منجن مل کر فوراً منہ دھو لے اور کلی کرلے تاکہ اس کا اثر پیٹ میں نہ جائے اور منجن ایسا ہو کہ عادتاً پیٹ میں نہ پہنچتا ہو، مگر بچنا اچھا ہے اس لئے کراہت تنزیہی تو بہرحال ہے۔ ظفیر)

(۳) نہیں[3]۔ فقط۔

روزہ کی حالت میں سر میں تیل جذب کرنا کیسا ہے

سوال (۸۰) روزہ میں سر پر تیل جذب کرنے کا کیا حکم ہے۔

---

[1] ولا بأس بالسواك الرطب بالغداة والعشي للصائم لقوله صلى الله عليه وسلم خير خلال الصائم السواك من غير فصل (ہدایہ باب ما یوجب القضاء والکفارۃ ص ۲۰۳ ج ۲) ظفیر

[2] و مضغ العلك لا يفطر الصائم لانه لا يصل الى جوفه (ایضاً) نمبر ۳ ایضاً ۱۲ ظفیر۔

الجواب :- درست ہے بلا کراہت۔ کما فی الشامی وسیأتی ان کلا من الکحل والدھن غیر مکروہ[1] - الخ - فقط۔

سحری کے وقت پان منہ میں رکھ کر سو گیا اور اسی حالت میں صبح کی تو کیا حکم ہے

سوال (۸۳) ایک شخص نے سحری کے وقت پان کھایا اور کلی نہیں کی، پان کی سرخی منہ میں تھی وہ شخص مذکور سو گیا، صبح کو نیند سے ہوشیار ہوا تو اسی وقت سرخی لوٹا تھوک دی اور کلی کر لی تو روزہ درست ہوا یا نہ۔

الجواب :- درست ہو گیا مگر احتیاط یہ ہے کہ اس روزے کی قضا کر لیوے[2]

کیا روزہ کی حالت میں منجن مکروہ ہے

سوال (۸۴) روزہ میں منجن سے دانت صاف کرنا اگر مکروہ ہے تو کیوں۔

الجواب :- احتیاط کے ساتھ اگر منجن ملے اور دانتوں کو صاف کرے کہ حلق کے اندر کچھ نہ جاوے تو مکروہ نہیں ہے یعنی مکروہ تحریمی نہیں ہے خلاف اولیٰ ضرور ہے جس کا منشا کراہت تنزیہی ہے جیسا کہ شامی میں ہے قولہ وکرہ لہ ذوق شیٔ الخ الظاھر ان الکراھۃ فی ھذہ الاشیاء تنزیھیۃ[3] - فقط

---

[1] رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۳۳ / ۲ ۱۲ او ادھن او اکتحل او احتجم وان وجد طعمہ فی حلقہ الخ لم یفطر (در مختار) قولہ ان وجد طعمہ فی حلقہ ای طعم الکحل او الدھن کما فی السراج الخ قال فی النھر لان الموجود فی حلقہ اثر داخل من المسام الذی ھو خلل البدن والمفطر انما ھو الداخل من المنافذ للاتفاق علی ان من اغتسل فی ماء فوجد بردہ فی باطنہ انہ لا یفطر ایضاً ص ۱۳۳ / ۲) ظفیر [2] وکرہ لہ ذوق شیٔ وکذا مضغہ بلا عذر (در مختار) الظاھر ان الکراھۃ فی ھذہ الاشیاء تنزیھیۃ (رد المحتار مطلب فیما یکرہ للصائم ص ۱۵۳ / ۲) ظفیر [3] رد المحتار باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ ص ۱۵۳ / ۲ ۱۲ ظفیر۔

روزہ میں رومال بھگو کر سر پر ڈالنا کیسا ہے

سوال (۸۵) ایک شخص قصداً روزہ میں بڑا رومال بھگو کر اس سے اوڑھتا اور ہر روز سر پر پانی ڈالتا ہے کہ روزہ میں تخفیف ہو آیا اس کا روزہ مکروہ ہوتا ہے یا نہیں۔ مالا بدمنہ مکروہ لکھتے ہیں اور بخاری شریف میں یہ ہے، فی باب اغتسال الصائم وبلّ ابن عمر ثوباً فالقی علیه وھو صائم۔

الجواب:- درمختار میں ہے ولا تکرہ حجامة وتلفف بثوب مبتل ومضمضة او استنشاق او اغتسال للتبرد عند الثانی وبه یفتی[1] الخ اور شامی میں ہے قوله وبه یفتی لان النبی صلی اللہ علیه وسلم صب علی رأسه الماء وھو صائم من العطش او من الحر رواہ ابوداؤد وکان ابن عمر یبل الثوب ویلفه علیه وھو صائم[2] الخ اس سے معلوم ہوا کہ صحیح و مفتی بہ یہی ہے کہ یہ مکروہ نہیں ہے۔ فقط۔

کیا روزہ دار کا پانی میں گوز کرنا مکروہ ہے

سوال (۸۶) صائم کا پانی کے اندر رہکر گوز کرنا مکروہ ہے۔ عالمگیریہ۔ کیا یہی معتبر ہے۔

الجواب:- عالمگیریہ میں معراج الدرایہ سے اس کی کراہت نقل کی ہے اور عدم فساد صوم پر اتفاق ہے۔ پس ضرورت میں معذور ہوگا اور بلا ضرورت شدید بالاختیار اس سے بچنا بہتر ہے[3]۔ فقط۔

بھیگے ہوئے نسوار کا منہ میں ڈالنا کیسا ہے

سوال (۸۷) نسوار در آب تر در دہان اندن مردم روزہ دار را جائز است یا نہ۔

---

[1] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب مایفسد الصوم ومالا یفسدہ مطلب فیما یکرہ للصائم ص ۱۵۶/۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] ردالمحتار باب ایضاً ص ۱۵۶/۲ ۱۲ ظفیر۔ [3] ولو فسا الصائم او ضرط فی الماء لا یفسد الصوم ویکرہ له ذالک ھکذا فی معراج الدرایة (عالمگیری کشوری الباب الثالث فیما یکرہ للصائم ص ۱۹۶/۱) ظفیر۔

الجواب :- قال فی الدر المختار اوذاق شیئا بفمه وان کره لم یفطر الخ[1] قوله وان کره الا لعذر کما یاتی، شامی وایضاً فی الدر المختار، وکره له ذوق شئی کذا مضغه بلا عذر[2] الخ پس معلوم شد کہ نسوار در دہان دادن بایں آنکہ در حلق داخل شود مکروہ است وبعذر جائز است وفی الشامی وذکر السندی والبیری اذا نقل السلکة وبلها بریقه ثم امرها ثانیا فی فمه ثم ابتلع ذلک البزاق فسد صومه الخ[3] الغرض احتیاط دریں بارہ خوب است ونشاید نسوار در دہان انداختن کہ خوف فساد صوم است۔ فقط۔

تمباکو کا پتہ جلا کر اس کی راکھ سے رمضان میں دانت صاف کرنا کیسا ہے

سوال (۸۸) بعض عورتیں تمباکو کا پتہ جلا کر اس کی راکھ اور مسی منہ میں رمضان شریف میں دن کو استعمال کرتی ہیں، یہ کیسا ہے۔ روزہ میں خلل ہے یا نہ۔

الجواب :- اگر دانتوں کو مل کر دھویا جاوے اور کلی کر لی جائے کہ پیٹ میں اس کا اثر نہ جاوے تو روزہ میں کچھ خلل نہیں آتا۔

نکسیر پھوٹنے سے روزہ میں تو کوئی نقص نہیں واقع ہوتا

سوال (۸۹) روزہ میں نکسیر پھوٹ گئی حتی کہ اس کا اثر تھوک میں بھی پایا گیا، روزہ میں تو کچھ نقص واقع نہیں ہوا۔

الجواب :- اس سے روزہ میں کچھ خلل نہیں آیا۔ فقط۔

رمضان میں آٹھ دس دفعہ غسل کرنا کیسا ہے

سوال (۹۰) روزہ میں آٹھ دس دفعہ غسل کرنا کیسا ہے۔

الجواب :- جائز ہے[4]۔ فقط

---

[1] رد المختار باب ما یفسد الصوم ص ۱۳۴ ج ۲ ظفیر [2] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب ایضاً ص ۱۵۲ ج ۲ ظفیر [3] رد المختار باب ما یفسد الصوم ص ۱۳۴ ج ۲ ظفیر [4] عن ابی حنیفة انه یکره للصائم المضمضة والاستنشاق بغیر وضوء وکره الاغتسال وصب الماء (بقیہ حاشیہ ص ۴۰۷)

خاتون کے ملنے سے روزہ جاتا ہے یا نہیں

سوال (۹۱) زید نے روزہ میں دن کو بیوی کا بوسہ لیا یا بغل گیر ہوا یا ایک نے دوسرے کی ختانین کو مس کیا جس سے شہوت پیدا ہوگئی پھر دونوں علیحدہ ہو گئے۔

الجواب:- اس صورت میں روزہ ہو گیا، مگر جوان آدمی کو ایسا کرنا اچھا نہیں ہے[1]۔ فقط۔

روزہ میں تر کپڑا پہننا اور بار بار غسل کرنا درست ہے یا نہیں

سوال (۹۲) روزہ میں تر کپڑے پہننا اور تین چار مرتبہ غسل کرنا جائز ہے یا نہیں، روزہ میں کچھ فرق تو نہیں آتا۔

الجواب:- اس سے روزہ میں کچھ فرق نہیں آتا[2]۔ فقط۔

ٹیکہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

سوال (۹۳) اگر حالت روزہ میں ٹیکہ لگایا جاوے جو کہ اکثر ملازمین سرکار کے بازو میں یا اور کسی اور جگہ بدن میں لگایا جاتا ہے اور چونکہ نشتر ٹیکہ لگانے والے میں زہر لگا ہوا ہوتا ہے، بدن میں زہر کا اثر ہو کر تپ ہوتا ہے اور تمام بدن بے کار ہو جاتا ہے، آیا روزہ فاسد ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- اس کا روزہ ہو جاتا ہے، فاسد نہیں ہوتا[3]۔ فقط۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ ۴۰۶) علی الراس والاستنقاع فی الماء والتلفف بالثوب المبلول وقال ابو یوسف لا یکرہ وھو الاظھر کذا فی محیط السرخسی (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب ثالث ص ۱۸۶/۱ ظفیر)

[1] ولا باس بالقبلۃ اذا امن علی نفسہ ای ویکرہ اذا لم یامن الخ والمباشرۃ الفاحشۃ مثل التقبیل فی ظاھر الروایۃ (ہدایہ باب الموجب القضاء ص ۱۹۹/۱) والمباشرۃ الفاحشۃ ان یتعانقا وھما متجردان ویمس فرجہ فرجھا وھو مکروہ بلا خلاف ھکذا فی المحیط (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب ثالث ص ۱۸۶/۱ ظفیر)

[2] ولو اکتحل لم یفطر لانہ لیس بین العین والدماغ منفذ والدمع یترشح کالعرق والداخل من المسام لا ینافی کما لو اغتسل بالماء البارد (ہدایہ باب الموجب القضاء والکفارۃ ص ۱۹۹/۱) عن ابی حنیفۃ انہ کرہ الاغتسال وصب الماء علی الراس والاستنقاع فی الماء والتلفف بالثوب المبلول وقال ابو یوسف لا یکرہ وھو الاظھر (بقیہ حاشیہ ۳ صفحہ پر ۴۰۸)

آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ میں کچھ نقصان نہیں آتا

سوال (۹۴) اگر روزہ کی حالت میں کوئی دوا ڈالی جاوے تو روزہ میں نقصان آتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں روزہ میں کوئی نقصان نہیں آتا، روزہ صحیح ہے[1] فقط

دودھ پلانے سے عورت کا روزہ یا اس کا وضو نہیں ٹوٹتا ہے

سوال (۹۵) اگر زنے فرزند خود را در روزہ یا در وضو شیر داد وضو یا روزہ شکستہ شود یا نہ۔

الجواب:۔ وضو و روزہ اش باطل نمی شود[2]۔ فقط۔

انجکشن سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں

سوال (۹۶) زید روزہ دار کے بدن کے اندر بذریعہ پچکاری ایک دو رقی دوا چڑھائی تو روزہ رہا یا نہ۔

الجواب:۔ اس صورت میں روزہ اس کا فاسد نہیں ہوا جیسا کہ تصریحات

(بقیہ حاشیہ ۱ ص ۲ از ص ۴۰۷) کذا فی محیط السرخسی (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب ثالث ص ۱۹۲ ج ۱) ظفیر ۳ح واقطر فی احلیلہ ماء او دھنا الخ لم یفطر (در مختار) لان العلة من الجانبین الوصول الی الجوف وعدمه بناء علی وجود المنفذ وعدمه الخ (رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۳۶ ج ۲) وما وصل الی الجوف او الی الدماغ من المخارق الاصلیة کالانف والاذن والدبر فوصل الی الجوف او الدماغ فسد صومه الخ واما ما وصل الی الجوف او الی الدماغ من غیر المخارق الاصلیة لا یفسد (البدائع الصنائع ص ۹۳ ج ۲) ظفیر۔

[1] ولو اقطر شیئا من الدواء فی عینه لا یفسد صومه عندنا الخ (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب رابع ص ۱۹۰ ج ۱) ظفیر

[2] روزہ تو اس لئے نہیں باطل ہوگا کہ دودھ باہر نکل رہا ہے اور روزہ نام ہے مفطرات کے روکنے کا۔

وشرعاً امساك من المفطرات الآتية حقيقة او حكما الخ فی وقت مخصوص الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۱۰ ج ۲) ظفیر۔

فقہاء سے واضح ہوتا ہے[1]۔ فقط۔

ریت منہ میں گیا اسے تھوک دیا تو اب شبہ سے روزہ نہیں ٹوٹے گا

سوال (۹۷) منہ میں ریت پہنچا اور تھوک دیا بعد میں تھوک نکل گیا اور پھر دانتوں میں ریت معلوم ہوا جس سے معلوم ہوا کہ ریت اندر بھی گیا ہے تو اس سے روزہ ٹوٹا یا نہیں۔

دانت کے خون سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں

سوال (۹۸) رمضان میں دانتوں میں خون نکلتا ہے، تھوک نگلنے کے بعد گلے میں ذائقہ معلوم ہوا بعد کو جو تھوکا تو خون غالب تھا اس صورت میں روزہ ٹوٹا یا نہیں۔

الجواب:۔ (۱) اس صورت میں روزہ نہیں ٹوٹا[2]۔

(۲) او خرج الدم من بين اسنانه ودخل حلقه يعني ولم يصل الى جوفه اما اذا وصل فان غلب الدم او تساويا افسد والا لا الخ[3] درمختار۔ اس پر علامہ شامی نے لکھا ہے ظاهر اطلاق المتون انه لا يفطر وان كان الدم غالبا على الريق وصححه في الوجيز[4]۔ الخ الحاصل بعض فقہاء نے اس میں عدم فساد روزہ کو صحیح کہا ہے اور اکثر نے فساد روزہ کا حکم کیا ہے۔ لہذا اس میں احتیاط رکھے۔ فقط۔

---

[1] وما وصل الى الجوف او الى الدماغ من المخارق الاصلية كالانف والاذن والدبر الخ فسد صومه الخ اما ما وصل الى الجوف او الى الدماغ عن غير المخارق الاصلية بان داوى الجائفة والآمة فان داواها بدواء يابس لا يفسد لانه لم يصل الى الجوف ولا الى الدماغ الخ (بدائع الصنائع كتاب الصوم ص ۹۳ ج ۲) ظفير

[2] او بقي بلل في فيه بعد المضمضة وابتلعه مع الريق كطعم ادوية الخ او ابتلع ما بين اسنانه وهو دون الحمصة لانه تبع لريقه الخ لم يفطر (الدر المختار على هامش رد المحتار۔ باب ما يفسد الصوم ص ۱۳۴ ج ۲) [3] الدر المختار على هامش رد المحتار باب ما يفسد الصوم ص ۱۳۴ ج ۲ ظفير [4] رد المحتار باب ايضاً ص ۱۳۴ ج ۲ ۱۲ ظفير

عورت اپنی شرمگاہ میں خشک دوا رکھے تو روزہ ٹوٹے گا یا نہیں

سوال (۹۹) اگر عورت بوجہ بیماری بطور فرزجہ دوائے خشک فرج میں رکھے تو مفسد صوم ہے یا نہیں۔

الجواب: روزہ میں اس سے احتیاط کی جائے[1]۔ فقط

ہونٹ پر جو تھوک آئے اس کے نگلنے کا کیا حکم ہے

سوال (۱۰۰) خارج ہونٹ پر جو بزاق آتا ہے اس کو نگلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں۔

الجواب: اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا کما لو ترطب شفتاہ بالبزاق عند الکلام ونحوہ فابتلعه او سال ریقه الی ذقنه الخ فاستنشقه الخ لم یفطر[2]۔ فقط

تالاب میں کسی کو خروج ریح ہو جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۰۱) اگر کوئی روزہ دار غسل کرنے کے لئے نہر یا تالاب میں اترے اور اثنائے غسل میں اس کے پیچھے کی راہ سے ہوا نکلے تو اس کے روزہ میں کچھ خلل آوے گا یا نہیں۔

الجواب: اس صورت میں مطلقاً روزہ نہ ٹوٹے گا، کما ہو ظاہر، مگر یہ مکروہ ہے۔ ظفیر۔ لان الصوم یفسد من داخل لا من خارج[3]۔ فقط

روزہ دار ناک میں نسوار ڈال سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۰۲) صائم کو منہ میں یا ناک میں نسوار

---

[1] لو ادخل اصبعه فی استه او المرأة فی فرجها لا یفسد وهو المختار الا اذا کانت مبتلة بالماء والدهن فحینئذ یفسد لوصول الماء او الدهن الخ وهذا تنبیه حسن یجب ان یحفظ لان الصوم انما یفسد فی جمیع الفصول اذا کان ذاکرا للصوم والا فلا (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب رابع ص ۱۹۱ ج ۱) ولو ادخلت قطنة ان غابت فسد ان بقی طرفها فی فرجها الخارج لا. (الدر المختار علی هامش رد المختار باب ما یفسد الصوم ص ۱۳۵ ج ۲) ظفیر

[2] الدر المختار علی هامش رد المختار باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده ص ۱۳۶ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

[3] عالمگیری میں اسے مکروہ لکھا ہے ولو فسا الصائم او ضرط فی الماء لا یفسد الصوم ویکره له ذالک هکذا فی معراج الدرایة (عالمگیری کشوری کتاب الصوم باب ثالث ص ۱۹۷ ج ۱) ظفیر

ڈالنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- نہیں چاہئے۔ فقط

روزہ کی حالت میں مقعد کے اندر زخم پر یا بواسیر کے مسّوں پر مرہم یا تیل لگانے سے روزہ ہوگا یا نہیں

سوال (۱۰۳) اگر روزہ دار روزہ کی حالت میں مقعد و مبرز کے اندر زخم میں اور بواسیر کے مسّوں کے زخم میں مرہم یا تیل انگلی سے اندر لگا دے یا اندر سے خوب دھو دے تو روزہ صحیح ہوگا یا نہیں۔

الجواب :- روزہ اس کا صحیح ہے۔ مگر احتیاط بہتر ہے[1]۔ فقط۔

غوطہ لگانے سے روزہ نہیں جاتا اور تمباکو سونگھنے سے ٹوٹ جاتا ہے

سوال (۱۰۴) تالاب میں غوطہ لگانے سے روزہ جاتا رہتا ہے یا نہیں؟ اور تمباکو سونگھنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟۔

الجواب :- تالاب میں غسل کرنے سے اور غوطہ لگانے سے روزہ نہیں جاتا اور تمباکو سونگھنے سے روزہ جاتا رہتا ہے، کیونکہ اجزاء تمباکو کے دماغ و حلق میں جاتے ہیں۔

عورت کا روزہ دودھ پلانے سے نہیں ٹوٹتا

سوال (۱۰۵) ماں بحالت صیام اپنے بچے کو دودھ پلا دے تو مفسد صوم ہے یا نہیں۔

---

[1] اذا ادخل اصبعه اليابسة فيه اي في دبره او فرجها ولو مبتلة فسد الخ ولو بالغ في الاستنجاء حتى بلغ موضع الحقنة فسد (در مختار) قوله ولو مبتلة فسد لبقاء شيء من المبلة في الداخل وهذا لو ادخل الاصبع الى موضع الحقنة (رد المحتار باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده ص ۱۳۵ / ج ۲)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں اگر اندر اس حد تک دوا پہنچ جائے یا پانی جہاں سے معدہ اسے جذب کر لیتا ہے یا وہ خود معدہ میں پہنچ جاتا ہے تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور اسی وجہ سے حضرت مفتی علامؒ نے احتیاط کو بہتر کہا ہے، اس لئے کہ اس کا لحاظ و خیال ہر شخص کے لئے ممکن نہیں۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر

الجواب:۔ مفسد صوم نہیں ہے[1]۔ فقط

سرمہ اور تیل لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا | **سوال (۱۰۶)** روزہ کی حالت میں سر میں تیل اور آنکھوں میں سرمہ لگانا جس کو عادت ہو یا بلا عادت، جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ روزہ کی حالت میں آنکھوں میں سرمہ لگانا اور سر میں تیل لگانا جائز اور درست ہے خواہ عادت ہو یا نہ ہو[2]۔ فقط

روزہ کی حالت میں بوس و کنار کا کیا حکم ہے | **سوال (۱۰۷)** کیا روزہ کی حالت میں زوجہ سے بوس و کنار کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ یہ امور جائز ہیں مگر جوان آدمی کوئی ایسا فعل روزہ کی حالت میں نہ کرے جس میں خوف ہو کہ وہ فعل مفضی الی الجماع ہو جاوے گا کالمباشرۃ الفاحشۃ[3]۔ فقط

---

[1] ھو ای الصوم الخ امساك عن المفطرات الآتية حقيقة او حكما الخ فی وقت مخصوص الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۰۹/ ج ۲)

اس سے معلوم ہوا کہ روزہ صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رکنے کا نام ہے، جس میں نیت بھی پائی جائے۔ لہٰذا دودھ پلانے میں ان میں سے کوئی بات پائی نہیں جاتی ۱۲ ظفیر۔

[2] او ادھن او اکتحل الخ لم یفطر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۳۳/ ج ۲) ظفیر۔

[3] ولا بأس بالقبلة اذا امن علی نفسه ای الجماع او الانزال ویکرہ اذا لم یأمن۔

(ہدایہ باب ما یوجب القضاء الخ ص ۱۹۹/ ج ۱)

ظفیر

رمضان میں سونے والے نے دانت میں خون دیکھا تو کیا حکم ہے

سوال (۱۰۸) رمضان میں دوپہر کو ایک شخص سوتا تھا، جب اٹھا تو اس کے دانت میں خون تھا یہ یقین نہیں کہ سوتے وقت خون پیٹ میں گیا یا نہیں۔ اب روزہ کا کیا حکم ہے؟۔

الجواب:۔ اس صورت میں روزہ نہیں جاتا[1] فقط۔

---

[1] او خرج الدم من بین اسنانہ ودخل حلقہ یعنی ولم یصل الی جوفہ الخ (الدرالمختار) ظاہر اطلاق المتن انہ لا یفطر (رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۳۲/۲) ظفیر۔

پانچواں باب

وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور صرف قضا واجب ہوتی ہے

رمضان میں جنابت کا غسل صبح میں کیا تو کیا حکم ہے	سوال (۱۰۹) رمضان میں جنابت کا

غسل صبح کو کرنے سے روزہ میں تو کچھ نقص نہیں آتا، اور ہاتھ سے منی نکالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس سے روزہ میں کچھ خلل اور خرابی لازم نہیں آتی۔ فی الدر المختار او اصبح جنبا الخ لم یفطر[1] الخ۔

سوڑوں کا خون اندر جانے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں	سوال (۱۱۰) مسوڑوں کے خون اور مواد کے اندر چلے جانے سے روزہ قائم رہے گا یا نہیں۔

الجواب:۔ صحیح یہ ہے کہ اس روزہ کی قضا لازم ہوگی اما اذا وصل ای الی جوفہ فان غلب الدم او تساویا فسد الخ۔ در مختار[2]۔ فقط

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ ص ۱۳۵ ج ۲۔ ۱۲ محمد ظفیر الدین غفرلہ

[2] پوری عبارت یہ ہے اوخرج الدم من بین اسنانہ ودخل حلقہ یعنی ولم یصل الی جوفہ اما اذا وصل فان غلب الدم او تساویا فسد والا لا، الا اذا وجد طعمہ (در مختار) قلت ومن ھذا یعلم حکم من قلع ضرسہ فی رمضان ودخل الدم الی جوفہ فی النہار ولو نائما فیجب علیہ القضاء الخ (رد المحتار باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ ص ۱۴۲ ج ۲) ظفیر۔

| پان کی سرخی نکلنے سے روزہ رہا یا ختم ہو گیا | سوال (۱۱۱) |

زید نے بعد سحر پان کھایا، دن نکلنے پر پان کی سرخی تھوک میں موجود ہے ایسے تھوک کو نگلنا مفسد صوم ہے یا نہیں اگر ہے تو ہر صورت میں چاہے کلی غرارہ کیا ہو یا نہ کیا ہو، سرخی کم ہو یا زیادہ ہو۔ اور اگر نہیں تو ہر صورت میں یا خاص اس صورت میں کہ کلی غرارہ خوب کر لیا ہو اور سرخی خفیف مغلوب باقی رہ گئی ہو جس کا ازالہ ناممکن یا دشوار ہو، پھر یہ بات بھی قابل سوال ہے کہ پان کی سرخی ایسی ہے بھی کہ جس کا ازالہ دشوار یا ناممکن ہو یا نہیں۔

الجواب: باہر سے اگر رنگ کا اثر تھوک میں ہو جاوے اور اس تھوک کو نگل جاوے تو وہ مفسد صوم ہے کما یظہر من قولہ الا ان یکون مصبوغا وظھر لونہ فی ریقہ وابتلعہ ذاکرا الخ درمختار[1]۔ لیکن پان جو صبح صادق سے پہلے کھایا اور اس کے اجزاء منہ میں نہ رہے اور کلی وغیرہ کر کے منہ کو صاف کر لیا تو پھر اگر صبح کو تھوک میں سرخی کا اثر باقی ہوا اور اس کو نگل جاوے تو اس میں فساد صوم کا حکم نہ ہوگا جیسا کہ آگے عبارت مابقہ سے جس جگہ درمختار میں والقطرتین من دموعہ او عرقہ[2] ہے، وہاں شامی نے یہ تحقیق کی ہے اما الواصل الی الحلق من المسام فالظاہر انہ مثل الدھن فلا یفطر وان وجد طعمہ فی جمیع فیہ تامل[3]۔ پس جیسا کہ تھوک مخلوط بملوحۃ الدموع میں فساد صوم کا حکم نہیں ہے، مخلوط بالون المذکور میں بھی نہ ہوگا، لیکن احتیاط ضروری ہے اور حتی الوسع کچھ اثر باقی نہ چھوڑنا چاہئے، خوب منہ کو صاف کر لینا چاہئے اور موقع اشتباہ میں قضا کرنا اس روزۂ مشتبہ کی احوط ہے۔ فقط

| حقہ پینے سے روزہ ٹوٹتا ہے، کیا ثبوت ہے | سوال (۱۱۲) |

حقہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن اس کا ثبوت قرآن و حدیث و فقہ سے کس طرح ہو سکتا ہے۔

الجواب: حقہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ کما فی الشامی وبہ علم حکم

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۳۹ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔ [2] ایضاً ص ۱۴۲ ج ۲، ۱۲ ظفیر

[3] رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۴۳ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔

شاربِ الدخان ونظمہ شرنبلالی فی شرحہ علی الوھبانیۃ ۔ ویمنع من بیع الدخان وشربہ وشاربہ فی الصوم لاشک یفطر ، ویلزمہ التکفیر ولو ظن نافعا ۔ کن اذا نعاً شھوات بطن تقرر دا[۱] ۔ فقط ۔

ناک میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں

سوال (۱۱۳) انداختن دواء در بینی مبطل صوم است یا نہ ۔ ونیز نسوار انداختن بدہان بدون آنکہ اثرش در جوف وحلق برسد مفطر صوم است یا نہ ۔

الجواب : ۔ از استعاط یعنی انداختن دواوغیرہ دربینی بطلان صوم و وجوب قضاء مصرح است کما فی الدر المختار ۔ او استعط فی انفہ شیئاً الخ قضی[۲] الخ اما انداختن نسوار بدہان بدون آنکہ اثرش در جوف وحلق رسد مفطر صوم نیست کما فی الذوق[۳] ۔ ولیکن احتیاط در ترک آں است کما ہو ظاہر ۔ فقط

شرمگاہ کے دخول سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

سوال (۱۱۴) دخول سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں ۔

سوال (۱۱۵) اگر دخول کیا اور منی نہیں آئی تو کیا حکم ہے ۔

الجواب : ۔ (۱) ٹوٹ جاتا ہے اور کفارہ لازم آتا ہے دخول فرج سے[۴]

(۲) دخول فی احد السبیلین میں منی آوے یا نہ آوے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

---

[۱] رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۴۴ ج ۲ ۔ ظفیر ۔ [۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۵۱ ج ۲ ظفیر ۔ [۳] او ذاق شیئاً بفمہ وان کرہ لم یفطر ۔ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۴۳ ج ۲ ظفیر

[۴] او جامع المکلف آدمیا مشتہی فی رمضان اداء او جومع وتوارت الحشفۃ فی احد السبیلین انزل اولا الخ قضی الخ وکفر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۴۵ ج ۲) ظفیر ۔

اور قضا و کفارہ لازم ہے[1]۔ فقط۔

ہاتھ سے منی نکالنا مفسدِ صوم ہے یا نہیں

سوال (۱۱۶) اگر کوئی شخص روزہ میں ہاتھ سے منی زائل کرے تو روزہ ہوتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- اذا استمنی بکفہ الخ تقضی[1]. فقط (ہاتھ سے منی نکالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم ہوتی ہے۔ پھر یہ بھی واضح رہے کہ نفس یہ فعل بہت برا ہے اس پر لعنت بھیجی گئی ہے۔ ظفیر)

بوس و کنار کی وجہ سے انزال ہوگیا کیا حکم ہے

سوال (۱۱۷) ایک شخص نے ماہ رمضان میں دن کو اپنی زوجہ سے بوس و کنار کیا جس سے انزال ہوگیا، اس صورت میں اس پر قضا واجب ہے یا کفارہ بھی۔

الجواب:- اس صورت میں صرف قضاء اس روزے کی لازم ہوتی ہے کفارہ واجب نہیں[2]۔ فقط۔

کان میں تیل ڈالنے سے روزہ کیوں ٹوٹتا ہے

سوال (۱۱۸) صائم کان میں تیل کیوں نہیں ڈال سکتا جب کہ پانی جانے میں روزہ نہیں ٹوٹتا۔

الجواب:- ہدایہ میں وجہ فرق یہ بیان فرمائی ہے کہ پانی میں وصول ما فیہ صلاح البدن الی الجوف نہیں ہے، بخلاف دہن کے، اس کو دیکھ لیا جاوے[3]۔ اور یہ بھی

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصیام ص ۱۴۲ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] او قبل ولو قبلۃ فاحشۃ الخ او لمس ولو بحائل لا یمنع الحرارۃ او استمنی بکفہ او بمباشرۃ فاحشۃ ولو بین المرأتین فانزل الخ تقضی فی الصور کلھا فقط (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۴۲ ج ۲) مگر اسی کے ساتھ رمضان کا احترام ضروری ہے، وہ اس کے بعد دن میں کھلے پے نہیں۔ ظفیر۔ [3] ومن احتقن الخ او اقطر فی اذنہ افطر لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم الفطر مما دخل ولوجود معنی الفطر وھو وصول ما فیہ صلاح البدن الی الجوف ولا کفارۃ علیہ الخ (باقی حاشیہ بر ص ۴۱۸)

وجہ فرق کی ہو سکتی ہے کہ پانی سے احتراز دشوار ہے اور اس میں ضرورت ہے۔ فقط

نسوار سونگھنے اور حقہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے | **سوال (۱۱۹)** حقہ نوشیدن و نسوار کشیدن در انف مفسد صوم است یا نہ۔

الجواب: حقہ نوشی مفسد صوم است و نسوار کشیدن در انف نیز مفسد صوم است

قال فی الشامی و به علم حکم شرب الدخان ونظمه فی شرح الوهبانية :-

ویمنع من بیع الدخان وشربه وشاربه فی الصوم لا شك یفطر[1]۔ فقط۔

دوا سونگھنے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں | **سوال (۱۲۰)** "انلیس" ایک دوا ہے کہ نوسادر اور چونا ملاکر شیشی بھر کر ناک سے لگا کر سونگھا جاتا ہے اس کی تیزی دماغ تک پہنچتی ہے اسکے سونگھنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں۔

الجواب: اس صورت میں روزہ اس کا ٹوٹ گیا قضاء لازم ہے۔ کما فی الدر المختار

ومفادہ انه لو ادخل حلقه الدخان افطر ای دخان کان و لو عوداً او عنبراً لو ذاکراً لامکان التحرز عنه[2] الخ وتحقیقه فی الشامی[3]۔ فقط۔

(باقی حاشیہ از صفحہ ۴۱۷) ولا نظر الی انه یه الماء او دخلهما لا یفسد صومه لا نعدام المعنی ای صلاح البدن فی الصورة بخلاف ما اذا ادخله الدهن (ہدایہ باب ما یوجب القضاء والکفارة ص $\frac{۲۰۲}{۱}$)

[1] رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص $\frac{۱۳۴}{۲}$ تحت قول الماتن لو ادخل حلقه الدخان افطر ۱۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ باب ما یفسد الصوم ص $\frac{۱۳۳}{۲}$ ۱۲ ظفیر۔

[3] قوله لو ادخل حلقه الدخان ای بای صورة کان الادخال حتی لو تبخر ببخور و آواہ الی نفسه واشتمه ذاکراً للصوم افطر لامکان التحرز عنه وهذا مما یغفل عنه کثیر من الناس ولا یتوهم انه کشم الورد و مائه والمسك لوضوح الفرق بین هواء تطیب بریح المسك وشبهه وبین جوهر دخان وصل الی جوفه بفعله اھ (رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص $\frac{۱۳۳}{۲}$ و ص $\frac{۱۳۴}{۲}$) ظفیر

روزہ دار دن میں کنکری نگلے یا کھانا کھائے یا جماع کرے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۲۱) زید نے روزہ رکھا، پھر دن کو ایک کنکری نگلی یا بیوی سے جماع کیا، یا کھانا کھایا تو کیا حکم ہے۔

الجواب: - اس صورت میں زید کے ذمہ صرف قضاء لازم ہے، کفارہ نہیں ہے[1] (تفصیل حاشیہ میں دیکھئے۔ ظفیر)

روزہ میں حقہ پینے سے کفارہ واجب ہوتا ہے یا صرف قضا

سوال (۱۲۲) روزہ میں حقہ پینے سے قضا لازم ہوتی ہے یا کفارہ بھی۔

الجواب: - حقہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم ہوتی ہے، اور بعض صورتوں میں کفارہ بھی لازم ہوتا ہے[2]۔ فقط (یعنی اگر اسے نفع بخش سمجھا تب تو کفارہ و قضا دونوں لازم ہوں گے ورنہ صرف قضا۔ ظفیر)

بیوی کا بوسہ لے اور اس کو انزال ہو جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۲۳) ایک شخص نے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لیا اور اپنے عضو تناسل کو اس کے پیٹ پر رکھ کر گڑا دیا

---

[1] کنکر نگلنے کی صورت میں تو یہی جواب ہے، او ابتلع حصاۃ ونحوھا مما لا یأکله الانسان او یعافه او یستقذره الخ قضی فی الصور کلها فقط (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۴۰ ج ۲ وص ۱۴۴ ج ۲) اور اگر عمداً جماع کیا یا کھایا پیا تو کفارہ بھی واجب ہے بشرطیکہ رمضان میں ایسا کیا، ورنہ نہیں (وان جامع المکلف آدمیا مشتہی فی رمضان اداء او جومع وتوارت الحشفة فی احد السبیلین انزل اولا ۔ او اکل او شرب عمداً الخ قضی فی الصور کلها وکفر (ایضاً ص ۱۴۷ ج ۲) اگر غیر رمضان تھا تو صرف قضا ہے کفارہ نہیں، یا یہ صورت ہوئی کہ رمضان میں پہلے کنکر نگل لی پھر اس کے بعد جماع کیا اور کھایا تو بھی صرف قضا واجب ہے ۱۲ ظفیر۔

[2] انه لو ادخل حلقه الدخان افطر (درمختار) ویمنع من بیع الدخان وشربه وشاربه فی الصوم لا شك یفطر ویلزمه التکفیر ولو ظن نافعا کذا دافعا شہوات بطن تقرر وا (رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۳۳ ج ۲ وص ۱۳۴ ج ۲) ظفیر

اس وجہ سے انزال ہوگیا، بلاارادہ ایسا ہوگیا تو اس صورت میں قضا مع کفارہ ہے، یا بلا کفارہ۔

الجواب:۔ اس صورت میں صرف قضا اس روزہ کی لازم آوے گی کفارہ لازم نہ ہوگا۔ کذا فی الدر المختار والشامی[1] وغیرہ۔ فقط۔

صبح کے وقت منہ سے پان وغیرہ نکلے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۲۴) ماہ صیام میں صبح کے وقت منہ میں پان یا تمباکو یا اور کوئی شئے سحری کے وقت کی ڈلی ہوئی نکلی تو روزہ ہو جائے گا یا قضا لازم ہے۔

الجواب:۔ احتیاطاً قضا کرنے میں ہے گو حکم قطعی قضا کا نہ ہو[2]۔ فقط۔

بیوی کے ساتھ لیٹنے سے انزال ہوگیا تو کیا کرے

سوال (۱۲۵) ایک شخص نے ماہ رمضان میں روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے لپٹنا شروع کیا اور کچھ دیر تک لپٹنا رہا چند منٹ بعد اس کو انزال ہوگیا۔ آیا اس پر اس روزہ کا کفارہ لازم ہے یا محض قضا۔

الجواب:۔ اس صورت میں محض قضا اس روزہ کی لازم ہے کفارہ واجب نہیں کذا فی الدر المختار[3]۔ فقط۔

---

[1] او وطئ امرأة میتة الخ او فخذا او بطنا او قبل ولو قبلة فاحشة بان یدغدغ او یمص شفتیها الخ فانزل الخ قضی فی الصور کلها فقط (ای بدون کفارة) الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم الخ ص ۱۴۲ ج ۲ و ص ۱۴۳ ج ۲ ظفیر۔ [2] او ذاق شیئا بفمه وان کرہ لم یفطر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد ص ۱۳۰ ج ۲) ظفیر۔

[3] او قبل ولو قبلة فاحشة بان یدغدغ او یمص شفتیها او لمس ولو بحائل لا یمنع الحرارة او استمنی بکفه او بمباشرة فاحشة ولو بین المرأتین فانزل قید للکل حتی لو لم ینزل لم یفطر الخ قضی فی الصور کلها فقط (در مختار) ای بدون کفارة (رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۴۲ ج ۲ و ص ۱۴۳ ج ۲) ظفیر۔

۲۹ کا چاند نہ دیکھا گیا بعد میں تحقیق ہوئی تو قضا ضروری ہے

سوال (۱۲۶) ۲۹ شعبان یوم جمعہ کو ضلع بھاگلپور کے قرب و جوار میں چاند نہیں ہوا اور انھوں نے روزہ نہیں رکھا تو ان پر شنبہ کے روزہ کی قضا لازم ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ شنبہ کا روزہ ہونا محقق ہو گیا ہے پس جن لوگوں نے شنبہ کا روزہ نہیں رکھا ان کو اس روزہ کی قضا کرنی پڑے گی[1] فقط۔

روزہ کی حالت میں احتلام کے بعد افطار کر لیا، کیا حکم ہے

سوال (۱۲۷) ایک شخص کو روزہ میں احتلام ہو گیا، پھر اس نے بغیر دریافت کئے خود ہی افطار کر دیا الا اس صورت میں کفارہ آتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ احتلام سے اگرچہ روزہ نہیں جاتا لیکن اگر کسی نے غلطی سے یہ سمجھ کر کہ روزہ جاتا رہا، افطار کر لیا تو کفارہ نہیں صرف قضا لازم ہے کما فی الشامی واحترز به عما لو فعل ما يظن الفطر به كما لو اكل او جامع ناسيا او احتلم او انزل بنظر او ذرعه القئ فظن انه افطر فاكل عمداً فلا كفارة للشبهة[2] اھ شامی فقط

ایک نوکر نے کام کی شدت کی وجہ سے افطار کر لیا، کیا حکم ہے

سوال (۱۲۸) زید فورس میں نوکر ہے، حالت روزہ میں اس کے افسر نے ایک ایسا حکم دیا کہ جس کی رو سے اس کو سخت دھوپ میں کہ جس سے اس کی تندرستی کا اندیشہ تھا، دیہات میں دوڑ دوش کے لئے جانا پڑا۔ زید مسئلہ سے ناواقف تھا، لہٰذا اس نے روزہ افطار کر لیا، آیا وہ کفارہ سے بچ سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر شدت پیاس وغیرہ سے اندیشہ ہلاکت یا مرض تھا تو کفارہ

---

[1] جب رمضان ہونا ثابت ہو گیا اور اس نے روزہ نہیں رکھا تو اس کی قضا بہرحال فرض ہے، چنانچہ یوم شک کے روزے کے سلسلہ میں صراحت ہے والا بان ظهرت فنه اى من رمضان (رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۲۰/۲)

[2] رد المحتار للشامی باب ما يفسد الصوم ص ۱۴۹/۲ تحت قوله اى فعل ما لا يظن الفطر به ۲ ظفیر۔

اس سے ساقط ہے[1]۔ فقط۔

مجبوری میں افطار سے کفارہ نہیں آتا

سوال (۱۲۹) ایک شخص ایماندار حافظ قرآن شریف نے رمضان المبارک میں دو دن بخار کے ساتھ روزہ رکھا، تیسرے دن بھی اس نے نیت روزہ کی کر کے روزہ شروع کیا، لیکن بوجہ شدت بخار کے لیے تیسرا روزہ افطار کرنا پڑا۔ اس کے بعد وہ دس دن برابر بیمار رہا اور دس دن روزہ نہ رکھ سکا۔ شرعاً ایسے شخص پر کفارہ آتا ہے یا قضاء اور ایماندار شخص کی رائے روزہ افطار کرنے میں معتبر ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس شخص پر صرف قضاء اس روزہ کی اور نیز ان روزوں کی جو اس کے بعد افطار کئے لازم ہے، کفارہ لازم نہیں ہے، کیونکہ اس بارہ میں خود روزہ دار مریض کا غلبۂ ظن بھی معتبر ہے۔ درمختار میں ہے اومریض خاف الزیادۃ لمرضہ الخ بغلبۃ الظن بامارۃ اوتجربۃ او باخبار طبیب حاذق مسلم مستور[2]۔ فقط۔

قضا خود ادا کرنا ضروری ہے

سوال (۱۳۰) کسی عورت سے ماہ صیام کے روزے قضا ہو جاویں، اس کا شوہر رکھ دے تو درست ہے یا نہ؟۔

الجواب:۔ عورت کو ہی روزے رکھنے چاہئیں، شوہر کے رکھنے سے عورت کے روزے ادا نہ ہوں گے[3]۔ فقط۔

ایک عبارت کا مفہوم

سوال (۱۳۱) وکذا الاستمناء بالکف وان کرہ تحریماً الخ۔ دوسری

---

[1] قد ذکر المصنف منہا خمسۃ وبقی الاکراہ وخوف ھلاک اونقصان عقل ولو بعطش اوجوع شدید (ردالمحتار فصل العوارض ص ۱۵۸ / ۲) ظفیر۔

[2] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ص ۱۵۹ / ۲ ۱۲ ظفیر۔

[3] العبادۃ المالیۃ کزکاۃ وکفارۃ تقبل النیابۃ عن المکلف مطلقا الخ والبدنیۃ کصلاۃ وصوم لاتقبلہا مطلقا۔ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الحج عن الغیر ص ۳۲۹ / ۲) ظفیر

عبارت اسی باب میں ہے اوملس ولو بحائل لا یمنع الحرارۃ او استمنیٰ بکفہ الخ فانزل قید للکل حتی لو لم ینزل لم یفطر الخ اول عبارت سے شبہ ہوتا ہے کہ استمناء بالکف سے افطار نہیں ہوتا اور دوسری عبارت سے تفصیل سمجھ میں آرہی ہے کہ بصورت انزال افطار ہوتا ہے ورنہ نہیں، ان میں تطبیق کی کیا صورت ہے۔

الجواب: - پہلی عبارت کا تعلق ماقبل کے ساتھ ہے، وہ یہ ہے او جامع فیما دون الفرج ولم ینزل یعنی فی غیر السبیلین کسرۃ وفخذ وکذا الاستمناء بالکف وان کرہ تحریما[1]۔ اور پہلی قید ولم ینزل سے معلوم ہوا کہ وکذا الاستمناء بالکف میں بھی عدم انزال کی قید ہے۔ چنانچہ علامہ شامی نے اس موقعہ پر لکھا ہے قولہ وکذا الاستمناء بالکف، ای فی کونہ لا یفسد لکن ھذا اذا لم ینزل اما اذا انزل فعلیہ القضاء کما سیصرح بہ وھو المختار کما یاتی[2]۔ اس سے تطبیق بھی ہوگئی اور مسئلہ مفتی بہ بھی معلوم ہوگیا کہ استمناء میں انزال سے روزہ افطار ہوتا ہے اور صرف قضاء لازم آتی ہے۔

غیر رمضان کا روزہ قصداً توڑدے تو کیا حکم ہے سوال: (۱۳۲) ان رجلاً کان صائماً لاجل الحنث فی الیمین فتحقق ناقض الصوم بالقصد والاختیار ایجب علیہ القضاء والکفارۃ معاً ام القضاء۔ فقط۔

الجواب: - یجب علیہ قضاء الصوم الذی افسدہ لانہ افسد الصوم الواجب وقد قال فی الدر المختار، او افسد غیر صوم رمضان الخ قضی[3] الخ وکفارۃ الیمین ایضاً واجبۃ علیہ کذا فی الدر المختار[4]۔ فقط

---

[1] دیکھئے الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص $\frac{۱۳۶}{۲}$ [2] رد المحتار باب ما یفسد الصوم، وما لا یفسدہ ص $\frac{۱۳۶}{۲}$ و ص $\frac{۱۳۷}{۲}$ ۱۲ ظفیر .... [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار، باب ما یفسد الصوم ص $\frac{۱۴۱}{۲}$ ۱۲ ظفیر [4] والمنعقدۃ ما یحلف علی امر فی المستقبل ان یفعلہ فی المستقبل او لا یفعلہ واذا حنث فی ذالک لزمتہ الکفارۃ (باقی حاشیہ بر ص ۴۲۴)

بیوی کے پاس صرف بیٹھنے سے انزال ہوجائے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۳۳) ایک شخص رمضان المبارک میں دن کے وقت اپنی زوجہ کے پاس بیٹھا اور کمزوری کی وجہ سے اسکو انزال ہوگیا تو اس پر قضاء ہے یا کفارہ آئے گا۔

الجواب :- اگر کوئی شخص رمضان المبارک میں دن کے وقت اپنی زوجہ کے پاس بیٹھے اور کمزوری کی وجہ سے اس کو انزال ہو جائے تو اس صورت میں قضاء اس روزے کی لازم ہے کفارہ واجب نہیں ہے[1]۔ فقط۔

روزہ دار کے سامنے اگربتی جلانا کیسا ہے

سوال (۱۳۴) رمضان شریف میں یوم جمعہ روزہ داروں کے سامنے اگربتی جلانا کیسا ہے۔

الجواب :- درمختار و شامی، مفسدات صوم میں یہ لکھا ہے کہ اگر روزہ دار نے اپنے حلق میں قصداً دھواں داخل کیا اور اس کو روزہ یاد ہے تو روزہ اس کا ٹوٹ جاوے گا۔ درمختار میں ہے انه لو دخل حلقه الدخان انظر ای دخان كان ولو عودًا او عنبرًا لو ذاكرًا لا مكان التحرز عنه اور شامی میں ہے قوله انه لو ادخل حلقه الدخان) ای بای صورة كان الادخال حتى لو تبخر بخور فآواه الى نفسه واشمه ذاكرًا لصومه افطر لا مكان التحرز عنه الخ ولا يتوهم انه كشم الورد ومائه والمسك لوضوح الفرق بين هواو تطيب بريح المسك وشبهه وبين جوهر دخان وصل الى جوفه بفعله الخ[2]۔ فقط۔

(بقیہ حاشیہ از صـ۴۲۳) لقوله تعالىٰ لا يؤاخذكم الله باللغو فى ايمانكم ولكن يؤاخذكم بما عقدتم الايمان (ہدایہ کتاب الایمان صـ۴۵۵ ج۲) ظفیر۔

[1] او قبل ولو قبلة فاحشة بان يدغدغ او يمص شفتيها او لمس الخ فانزل الخ قضى فى الصور كلها۔ (الدر المختار على ہامش رد المختار باب ما يفسد الصوم صـ۱۴۲ ج۲) ظفیر۔

[2] رد المحتار باب ما يفسد الصوم صـ۱۳۳ ج۲ و صـ۱۳۴ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

چھپ کر مسلمان ہونے والا اگر روزہ توڑ دے تو قضاء وکفارہ واجب ہے یا نہیں

سوال (۱۳۵) ایک ہندو باطن میں اسلام لے آیا چنانچہ روزہ رمضان شریف بھی رکھا، بعدہ افشائے راز کی وجہ سے روزہ توڑ دیا، پھر کھلم کھلا مسلم ہوگیا تو کیا اس پر کفارہ لازم آئے گا۔

الجواب: جب کہ وہ شخص مسلمان ہوگیا اور اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لے آیا اور تمام احکام اسلام کو قبول کرلیا تو وہ عنداللہ مسلمان ہوگیا۔ اگرچہ لوگوں پر اس کا اسلام ظاہر نہ ہوا، پس اگر روزہ رمضان شریف رکھ کر اس نے توڑ ڈالا تو کفارہ اس پر لازم آئے گا[1]۔ فقط۔

مریض نیت کے باوجود افطار کردے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۳۶) ایک شخص رمضان شریف میں مریض تھا، بعض دن روزہ رکھتا تھا اور بعض دن افطار کرتا تھا۔ اتفاقاً ایک روز روزہ کی نیت کی پھر بعد نماز صبح افطار کرلیا تو اس صورت میں قضاء واجب ہے یا کفارہ۔

الجواب: اس صورت میں اس روزہ کی قضاء واجب ہوگی کفارہ واجب نہ ہوگا، کیونکہ وہ پہلے سے مریض تھا، لہٰذا اس کو افطار کرنا جائز تھا ثم انما یکفر ان نوی لیلاً ولم یکن مکرھا ولم یطرأ مسقط کمرض وحیض الخ[2] در مختار اور کفارہ شبہ سے بھی ساقط ہوجاتا ہے قولہ کمرض ای مبیح للافطار الخ[3] شامی پس جب کہ اس کو مرض موجود تھا جو کہ افطار کو مباح کرتا تھا تو اس صورت میں بھی کفارہ اس پر لازم نہ ہوگا۔ فقط۔

---

[1] اذا اکل متعمدا ما یتغذی به او یتداوی به یلزمه الکفارة الخ (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب رابع فصل ثانی ص ۱۵۵/۲) ظفیر۔
[2] الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۵۱/۲ و ص ۱۵۱/۲ ظفیر۔
[3] رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۵۱/۲ ۱۲ ظفیر۔

صرف جمعہ کا روزہ رکھنا کیسا ہے | **سوال (۱۳۷)** تنہا جمعہ کا روزہ نفلی رکھنا مکروہ ہے یا نہیں نزدیک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے۔

الجواب: حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ جمعہ کا روزہ رکھنا تنہا مکروہ نہیں ہے ولا باس بصوم یوم الجمعۃ عند ابی حنیفۃ و محمد لما روی عن ابن عباس انہ کان یصومہ ولا یفطر[1] الخ اور حدیث نہی محمول ہے اس پر کہ اقامت جمعہ و غسل وغیرہ سے ضعف نہ ہو جاوے۔ پس جس کو یہ خوف نہ ہو اس کے لئے مکروہ نہیں ہے اور معتبر یہ ہے کہ اس کے ساتھ ایک روزہ پہلے یا پیچھے ملا لیوے جیسا کہ حدیث بخاری و مسلم میں ہے لا یصوم احدکم یوم الجمعۃ الا ان یصوم قبلہ او یصوم بعدہ متفق علیہ[2]۔ مشکوٰۃ۔ فقط۔

پیاس کی شدت کے خوف سے روزہ چھوڑ دینے سے صرف قضا واجب ہوگی یا کفارہ بھی | **سوال (۱۳۸)** رمضان شریف ۳۷ھ میں اور میرے متعلقین اپنے لڑکے متوفی کی بیماری سے بے آرام اور اس کے غم سے پریشان و غمگین تھے، تراویح پڑھ کر نیت روزہ کی پختہ کر لی اور سو گئے حتیٰ کہ سحر کا پتہ نہ رہا۔ بوقت صبح صادق بیدار ہوئے وقت بیداری کے بسبب پیاس کے زبان میری خشک تھی جس سے معلوم ہوا کہ آج مجھ سے روزہ تمام نہیں ہو سکتا، اس وجہ سے میں نے ایک مولوی صاحب سے دریافت کیا، انھوں نے کہا کہ اگر تم سے روزہ تمام نہیں ہو سکتا تو روزہ چھوڑ دو۔ ایک روزہ قضا رکھ لینا، میں نے اور گھر والوں نے روزہ چھوڑ دیا۔ بوقت پوچھنے مسئلہ کے مجھے اس قدر پیاس نہ تھی کہ اگر فی الحال روزہ چھوڑ دوں تو مریض یا قریب المرگ ہو جاؤں بلکہ بوجہ سخت گرم موسم کے یہ معلوم ہوتا تھا کہ بوقت زوال یا بعد زوال مریض ہو جاؤں۔ اس

---

[1] رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۲۵ ج ۲ تحت قولہ المتن والمندوب الایام البیض من کل شہر و یوم الجمعۃ ولو منفردا ۱۲ ظفیر۔ [2] مشکوٰۃ باب صیام التطوع فصل اول ص ۱۷۹ ۱۲ ظفیر۔

صورت میں قضا واجب ہے یا کفارہ بھی۔ اگر کفارہ واجب ہے تو مولوی صاحب پر کچھ تعزیر شرعی ہے یا نہیں؟۔

الجواب:- درمختار میں ہے وبقی الاکراہ وخوف ہلاک او نقصان عقل ولو بعطش اوجوع شدید ولسعة حیة[1] الخ اور نیز اس کے کچھ بعد ہے۔ او مریض خاف الزیادۃ لمرضہ وصحیح خاف المرض (درمختار) ای بغلبۃ الظن کما یاتی[2] الخ شامی۔ ان عبارات سے معلوم ہوا کہ اگر زید کو اور نیز اس کے گھر والوں کو یہ خوف بظن غالب تھا کہ وہ روزہ پورا نہ کرسکیں گے اور مرض یا ہلاکت کا خوف تھا تو اس صورت میں ان پر صرف قضا اس روزہ کی لازم ہے کفارہ واجب نہیں ہے اور جن مولوی صاحب نے افطار روزہ کا حکم دیا ہے، وہ بھی غالباً اسی بنا پر ہوگا۔ لہٰذا ان پر بھی کچھ مواخذہ نہیں ہے۔ اور جب یہ سب قیود اس وقت ہیں کہ روزہ کی نیت کرلی ہو۔ اور اگر روزہ کی اس دن نیت نہ کی ہو اور پھر بوجہ خوف نہ کور نیت روزہ کی نہ کی تو اس صورت میں کفارہ کا واجب نہ ہونا ظاہر تر ہے اور مصرح فی کتب الفقہ ہے[3] فقط

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ص ۱۵۹ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر [2] دیکھئے رد المحتار فصل العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ص ۱۵۹ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر [3] وجوبہا ای الکفارۃ مقید بما یاتی من کونہ عمداً الخ وبما اذا نوی لیلاً (رد المحتار باب یفسد الصوم ص ۱۴۷ ج ۲) ظفیر ولم ینو فی رمضان کلہ صوماً ولا فطراً الخ او اصبح غیر ناو للصوم فاکل عمداً الخ قضی فی الصور کلہا فقط (درمختار) اما عندنا فلابد من النیۃ لان الواجب الامساک بجہۃ العبادۃ ولا عبادۃ بدون نیۃ فلو امسک بدونہا لا یکون صائماً ویلزمہ القضاء دون الکفارۃ الخ لان الکفارۃ انما تجب علی من افسد صومہ والصوم ہنا معدوم۔

(رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۳۱ ج ۲) ظفیر صدیقی

تمباکو منہ میں رکھنا کیسا ہے	سوال (۱۳۹) ما قولكم رحمكم الله في رجل يمسك

التنباك المعروف في فمه ولم يبتلع عينه ولا لعابه ولم يصل الى جوف
هل يفسد صومه ام لا وهل يكون من قبيل ذكر۔

الجواب :- امساك التنباك في الفم لا يجوز في الصوم لانه لا
يخلو عن وصوله الى الحلق والجوف عادة والعادة محكمة فا لحذر من ان يأكل
التنباك بعده الوسوسة في نهار رمضان كيف وقد قال الامام مفتي العلماء
كما في الشامي وانما قيده بذلك اي بابيض لان الاسود وغيره الممضوغ
وغيرالملتئم يصل منه شيء الى الجوف ولهذا يمنع عن شرب دخانه ويحكم
انه مفطر وفي التنباك خاصية في الانجذاب الى الجوف الا ترى ان
امساكه في الفم لغير المعتادين يؤثر تاثيرا عظيما من دوران الراس
وانكسار الاعضاء فما هو الا وصول اثره الى الدماغ والجوف ولا حول ولا
قوة الا بالله العلي العظيم ۔ فقط والله تعالیٰ اعلم كتبه عزيز الرحمن
عفي عنه۔ الجواب صواب محمد انور عفا الله عنه۔

قصداً روزہ توڑے پھر بیمار ہو جائے یا عورت کو حیض آجائے تو کیا حکم ہے	سوال (۱۴۰) جو شخص قصداً روزہ توڑ دے پھر بیمار ہو جائے یا عورت حائضہ ہو جاوے تو ان کا

کفارہ لازم ہوگا یا نہیں؟

الجواب :- کفارہ ساقط ہو جاتا ہے (انما يكفران نوى ليلاً ولم يكن مكرها ولم يطرء مسقط كمرض وحيض ۔ (در مختار ص ۱۵۱ ج ۲ علی ہامش رد المحتار ظفیر)

عــــہ یعنی بحر العلوم حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ المتوفی ۱۳۵۲ھ سابق صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند ۱۲ ـــه رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۵۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

چھٹا باب

وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا و کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں

قضا روزہ توڑ دینے سے قضا و کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں

سوال (۱۴۱) یہ جو فقہ کی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ رمضان شریف میں بلا عذر شرعی قصداً روزہ توڑنے سے قضاء اور کفارہ واجب ہے، آیا قضاء و کفارہ، مجموعاً اکسٹھ روزے رکھے یا کفارہ و قضاء ایک ساتھ صرف ساٹھ روزے رکھنے سے دونوں ادا ہو جاویں گے۔

الجواب: — رمضان شریف کا روزہ قصداً توڑنے سے کفارہ اور قضاء دونوں لازم ہوتے ہیں، یعنی ایک روزہ قضاء کا اور ساٹھ روزے کفارہ کے واجب ہیں جیسا کہ درمختار میں ہے وان جامع فی رمضان الخ او اکل وشرب غذا او دواء عمداً الخ قضی وکفر الخ[1] اور شامی میں ہے وانما قدم القضاء اشعاراً بانہ ینبغی ان یقدمہ علی الکفارۃ الخ[2] فقط۔

کفارہ یاد ہو مگر قضا روزوں کی تعداد یاد نہ ہو تو کیا کرے

سوال (۱۴۲) کسی شخص کے ذمہ چند رمضان کے روزوں کا کفارہ ہو کہ تعداد بھی نہ ہو، ایسے ہی نماز کی قضاء یاد نہ ہو کہ کے سال کی ذمہ میں تو کیسے ادا کرے قسموں کے کفارے اگر بہت ذمہ ہوں اور تعداد یاد نہ ہو تو کیا کرنا چاہئے، آیا سب کی طرف سے ایک کفارہ کافی ہوگا یا نہیں۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار - باب ما یفسد الصوم ص۱۴۲ و ص۱۳۹ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

[2] رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص۱۳۹ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

الجواب:۔ نماز اور روزوں کا اندازہ کرکے قضاء کرے اور کفارہ میں تداخل ہوسکتا ہے، یعنی ایک کفارہ سے سب کے مواخذہ سے بری ہو جائے گا شامی میں ہے وفی البغیۃ کفارات الایمان اذا کثرت تداخلت ویخرج بالکفارۃ الواحدۃ عن عھدۃ الجمیع[1] الخ فقط۔

جماع میں انزال نہ ہو تو بھی کفارہ ہے

سوال (۱۴۳) ان رجلا جامع مع امرأتہ فی نہار رمضان وکان الثوب الغلیظ مطویا علی ذکرہ فاغرق الثوب وکان الذکر فی فرج امرأتہ فخرج الذکر من الثوب وصار فی فرجہا بلا ثوب وعلی ذلک لبثا بعد ساعۃ فلم یزال الا بعد علمہا بہ فی المجامعۃ حتی افترقا علیہما الکفارۃ ام لا۔

الجواب:۔ تجب الکفارۃ ایضا فی ھذہ الصورۃ کما فی الدر المختار وان جامع المکلف آدمیا مشتہی فی رمضان اداءً لما مر او جومع وتوارت الحشفۃ فی احد السبیلین انزل اولا تقضی وکفر[2] الخ۔ فقط۔

---

[1] رمضان کے روزوں کے کفارہ میں ظاہر الروایۃ کے مطابق صرف جماع کی وجہ سے اور وہ بھی رمضان میں ہو تو تداخل نہیں ہے بقیہ میں تداخل ہے ولو تکرر فطرہ ولم یکفر للاول یکفیہ واحدۃ ولو فی رمضانین عند محمد وعلیہ الاعتماد بزازیۃ ومجتبی واختار بعضھم للفتوی ان الفطر بغیر الجماع تداخل والا لا (درمختار) قولہ ولم یکفر للاول اما لو کفر فعلیہ اخری قولہ وعلیہ الاعتماد نقلہ فی البحر عن الاسرار ونقل قبلہ عن الجوھرۃ لو جامع فی رمضانین فعلیہ کفارتان وان لم یکفر للاولی فی ظاہر الروایۃ وھو الصحیح (رد المحتار باب ما یفسد الصوم مطلب فی الکفارۃ ص۱۵۱ ج۲) ظفیر۔

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص۱۴۷ ج۲ و ص۱۴۹ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

شدت پیاس میں پانی پی لیا تو کیا حکم ہے

سوال (۱۴۴) ہندہ کو رمضان میں پیچش تو دی تھی، سو یاں نوڑتی تھی، اس کو روزہ میں پیاس شدت کی لگی تو پانی پی لیا۔ ہندہ کو یہ معلوم نہ تھا کہ رمضان کا روزہ توڑنے سے کفارہ ساٹھ روزہ لگاتار رکھنے پڑتے ہیں اب ہندہ ایک روزہ رکھے یا کفارہ واجب ہے اور کفارہ کے روزوں میں ایام حیض ونفاس اور ایام بیماری مستثنیٰ ہیں یا ازسرنو روزہ رکھنا شروع کرے۔ فقط

الجواب: اگر ہندہ روزہ رکھ سکتی تھی اور مرض ایسا نہ تھا جس میں روزہ نہ رکھ سکے اور اس نے عمداً روزہ یاد ہوتے ہوئے پانی پی لیا تو اس کے ذمہ قضاء اور کفارہ لازم ہے[1] اور کفارہ افطار کے روزوں میں حیض کا آنا مانع تتابع سے نہیں ہے۔ بعد انقطاع حیض کے فوراً پھر روزہ رکھنا شروع کرے۔ حیض سے پہلے روزے بھی شمار میں آجائیں گے اور نفاس مانع تتابع سے ہے، یعنی نفاس کے بعد ازسرنو دو ماہ کے روزے رکھنا ضروری ہے۔ کذا فی الدر المختار[2]۔ فقط۔

رمضان کے قضاء روزے توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے

سوال (۱۴۵) زید کے ذمہ رمضان شریف کا روزہ تھا، اس نے شوال میں وہ روزہ رکھ کر توڑ دیا تو قضاء ادے گی یا کفارہ ساٹھ روزوں کا ادے گا۔

---

[1] وان جامع الخ او اکل او شرب غذاءً الخ او دواءً الخ عمداً الخ قضی فی الصور کلها وکفر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص۱۴۷ ج۲ وص۱۴۹ ج۲) ظفیر۔

[2] صام شهرین الخ متتابعین قبل المسیس الخ وکذا کل صوم شرط فیه التتابع فان افطر بعذر کسفر ونفاس بخلاف الحیض الخ او بغیره او وطئها الخ استانف الصوم (در مختار) قوله بخلاف الحیض فانه لا یقطع کفارة قتلها وافطارها لانها لا تجد شهرین خالیین منه الخ (رد المحتار باب الکفارة ص۷۹۹ ج۲ وص۸۰۰ ج۲) ظفیر۔

الجواب: قضائے رمضان کے روزے کے توڑنے سے کفارہ نہیں آتا[1]

مسافر سفر میں انتقال کر گیا تو اس کے روزہ کا کیا حکم ہے

سوال (۱۴۶۱) ایک شخص رمضان شریف میں مسافر تھا اور روزہ نہیں تھا، وہ انتقال کر گیا، اس کے روزہ کا کیا حکم ہے۔

الجواب: اس کے ذمہ قضاء روزہ کی لازم نہیں ہوئی اور فدیہ یا وصیت بالفدیہ بھی لازم نہیں ہوئی[2] فقط۔

لواطت سے کفارہ و قضاء دونوں لازم آتے ہیں

سوال (۱۴۷۱) زید نے ماہ رمضان المبارک میں کسی لڑکے سے لواطت کی، انزال بھی ہوگیا۔ اب زید پر قضاء رمضان شریف کے روزہ کی آوے گی یا کفارہ بھی آوے گا۔

الجواب: اس صورت میں قضاء و کفارہ دونوں لازم ہیں[3]۔ فقط۔

روزہ کی حالت میں کسی بزرگ کا تھوک تبرکاً چاٹ لینے سے قضاء و کفارہ دونوں لازم ہونگے یا ایک

سوال (۱۴۸۱) اگر کوئی شخص روزہ میں کسی بزرگ کا تھوک تبرکاً چاٹ سے

---

[1] وان جامع الخ فی رمضان اداء لما مر (درمختار) ای من ان الکفارة انما وجبت لهتك حرمة شهر رمضان فلا یجب بافساد قضائه ولا بافساد صوم غیره (رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۴۲ ج ۲) ظفیر۔

[2] فان ماتوا فیه ای فی ذالك العذر فلا تجب علیهم الوصیة بالفدیة لعدم ادراکهم عدة من ایام اخر (درمختار) ای فلم یلزمهم القضاء ووجوب الوصیة فرع لزوم القضاء (رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة ص ۱۶۰ ج ۲) ظفیر۔

[3] وان جامع المکلف آدمیا مشتهی فی رمضان اداء اوجامع وتوارت الحشفة فی احد السبیلین انزل اولا الخ عمداً الخ قضی فی الصور کلها وکفر (درمختار) احد السبیلین ای القبل اوالدبر وهو الصحیح فی الدبر والمختار انه بالاتفاق الخ (رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۴۲ ج ۲) ظفیر۔

تو روزہ ٹوٹ جاوے گا یا نہیں۔ اور اس پر قضا لازم آوے گی یا نہیں۔

الجواب:۔ روزہ ٹوٹ جاوے گا اور قضاء و کفارہ اس پر لازم ہوگا۔ کما فی الشامی ولو بزاق حبیبه او صدیقه وجبت کما ذکرہ الحلوانی لانه لا یعافه الخ رد المحتار جلد ثانی کتاب الصوم۔[1] فقط۔

ایک شخص نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا مگر دوسروں نے نہیں مانا اس نے بھی روزہ توڑ دیا تو کیا حکم ہے

سوال (۱۴۹) اگر کسی شخص نے ۲۹ شعبان کو رمضان شریف کا چاند دیکھا اور قول اس کا مانا نہیں گیا لیکن اس نے روزہ رکھ لیا اور پھر توڑ دیا تو اس پر صرف قضاء لازم ہوگی یا کفارہ بھی۔

الجواب:۔ اس صورت میں صرف قضاء اس روزہ کی اس کے ذمہ لازم ہے کفارہ واجب نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار رای هلال رمضان او الفطر ورد قوله الخ صام فان افطر قضی فقط الخ در مختار۔[2]

سحری نہ کھانے کی وجہ سے متردد رہا کہ روزہ رکھوں یا نہیں، پھر توڑ دیا، کیا حکم ہے

سوال (۱۵۰) رمضان میں بوجہ آنکھ نہ کھلنے کے سحر نہ کھایا ظہر کے وقت تک ارادہ مشکوک رہا کہ آج روزہ رکھوں یا نہ رکھوں، ظہر کے وقت افطار کر دیا تو قضاء لازم ہے یا کفارہ بھی۔

دوپہر میں نیت کر کے روزہ توڑ دے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۵۱) اگر بوقت دوپہر نیت کر لی اور پھر افطار کر دیا تو کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ (۱) اس صورت میں صرف قضاء لازم ہے کیونکہ نیت روزہ کی پختہ طور سے اس نے نہیں کی تھی۔ کذا فی الدر المختار۔[3]

---

[1] رد المحتار کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد ص ۱۴۲ ج ۲ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۳۳ ج ۲ و ص ۱۳۳ ج ۲ ظفیر۔ [3] او اصبح غیر ناو للصوم فاکل عمداً او بعد النیة قبل الزوال لشبهة خلاف الشافعی الخ قضی فی الصور کلها فقط الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۴۳ ج ۲ ظفیر۔

(۲) اس صورت میں بھی صرف قضاء لازم ہوگی کفارہ لازم نہیں ہے کما صرح فی الدر المختار او اصبح غیر ناو للصوم فاکل عمداً ولو بعد النیة قبل الزوال لشبهة خلاف الشافعی الخ اور شامی میں ہے کہ یہ مذہب امام ابوحنیفہؒ کا ہے اور مذہب صاحبین کا یہ ہے کہ قبل زوال یعنی قبل نصف نہار شرعی (شامی) اگر نیت روزہ کی کر لی تھی اور پھر افطار کیا تو قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے لیکن صحیح عدم لزوم کفارہ ہے۔ فقط۔

تیسویں کو ظہر کے بعد چاند دیکھا گیا تو وہ کیا کرے اور بصورت افطار اس پر قضا ہے یا کفارہ بھی

سوال (۱۵۲) تیسویں رمضان کو ظہر کے بعد چاند دیکھے تو روزہ توڑنا جائز ہے یا نہیں اگر کوئی شخص روزہ توڑدے تو اس پر قضا یا کفارہ واجب ہے یا نہیں اور اگر قبل الزوال چاند دیکھے تو کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ وہ چاند اگلی رات کا ہے لہٰذا روزہ توڑنا درست نہیں ہے اور قضاء اور کفارہ اس پر واجب ہے، بعد الزوال تو باتفاق رائے ائمہ ثلاثہ قضاء وکفارہ واجب ہے، اور قبل الزوال چاند دیکھنے میں امام اعظمؒ اور امام محمدؒ قضاء وکفارہ واجب فرماتے ہیں اور یہی مختار ہے، اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وہ چاند جو...

۱؎ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۴۱ ج ۲ ۔ ۱۲ ظفیر

۲؎ قوله لشبهة خلاف الشافعی فان الصوم لا یصح عنده بنیة النهار قوله قبل الزوال هذا عند ابی حنیفة وعندهما کذلک ان اکل بعد الزوال فان کان قبل الزوال تجب الکفارة لانه فوت امکان التحصیل فصار کغاصب الغاصب ای لانه قبل الزوال کان یمکنه انشاء النیة وقد فوته بالاکل بخلاف ما بعد الزوال والاول ظاهر الروایة کما فی البدائع (رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۴۱ ج ۲) ظفیر۔

قبل الزوال دیکھا جاوے گذشتہ شب کا ہے اور افطار کرنا روزہ کا لازم ہے لیکن اوپر معلوم ہوا کہ مختار و مفتی بہ قول امام اعظم اور محمدؒ کا ہے۔ شامی میں بعد نقل اختلاف فرمایا والمختار قولهما[1]۔ فقط

اخیر دن میں کوئی چاند دیکھے اور روزہ توڑ دے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۵۳) اگر رمضان شریف کی تیسویں تاریخ کو زوال کے بعد کچھ دن رہے کسی نے چاند دیکھا اور یہ خیال کر کے کہ جب چاند ہو گیا تو رمضان نہیں ہے، روزہ توڑ ڈالا تو اس نے صحیح و درست کیا یا اس پر قضاء و کفارہ بھی لازم ہے۔

(الجواب، جائے دیگر) صورت مسئولہ میں ایک مجیب نے جواب لکھا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ چاند لیل مستقبلہ کا ہے، اور روزہ افطار کرنے کو موجب قضاء قرار دیا ہے نہ موجب کفارہ، اور صورت مسئولہ کو اس پر قیاس کیا ہے اذا تسحر علی یقین ان الفجر لم یطلع او افطر علی یقین ان الشمس قد غربت الخ پس اس پر حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں:-

الجواب:- (حضرت مفتی صاحب) اقول وباللہ التوفیق۔ ورؤیتہ بالنهار للیلة الآتیة مطلقاً الخ ای سواء رؤی قبل الزوال او بعده وقوله علی المذهب ای الذی هو قول ابی حنیفةؒ ومحمدؒ الخ وقال ابو یوسف

---

[1] ورؤیتہ بالنهار للیلة الآتیة مطلقاً علی المذهب ذکره الحدادی (در مختار) ای سواء رؤی قبل الزوال او بعده وقوله علی المذهب ای الذی هو قول ابی حنیفة ومحمد قال فی البدائع فلا یکون ذالك الیوم من رمضان عندهما وقال ابو یوسف ان کان بعد الزوال فکذالك وان کان قبله فهو للیلة الماضیة ویکون الیوم من رمضان الخ والمختار قولهما (رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۳۰ ج ۲) ظفیر۔

ان کان بعد الزوال فکذالک وان کان قبلہ فھو للیلۃ الماضیۃ الیٰ ان قال ردالمحتار قولھما الخ شامی[1] ص ۲ ج ۲ -

اس عبارت سے واضح ہوا کہ بعد الزوال اگر تیس تاریخ کے دن کو چاند نظر آیا تو باتفاق ائمہ ثلاثہ وہ شب آئندہ کا ہے شب گذشتہ کا نہیں ہے، پس وہ دن باتفاق رمضان شریف کا دن ہے لہٰذا دن کو افطار کرنے سے قضاء و کفارہ دونوں باتفاق لازم ہوں گے، کیونکہ بعد الزوال میں شبہ اختلاف کا بھی نہیں ہے اور یہ جہل اس مضطر کا مسئلہ سے سبب سقوط کفارہ کا نہ ہوگا اور قیاس اس کا مسئلہ اذا تسحر علی یقین ان الفجر لم یطلع او افطر علی یقین ان الشمس قد غربت[2] الخ پر صحیح نہیں ہے کیونکہ اس مسئلہ میں غروب کا یقین ہے اور یہاں عدم غروب کا یقین ہے فاین ھذا من ذالک۔ فقط

غروب آفتاب سمجھ کر افطار کر لیا مگر افطار کے بعد سورج نظر آیا تو کیا کرے

سوال (۱۵۴) ایک روز رمضان شریف میں بہت زور گھٹا تھی، یہ سمجھ کر کہ افطار کا وقت ہو گیا اور سورج غروب ہو گیا، روزہ افطار کر لیا، بعد افطار کے سورج نکل آیا تو کیا حکم ہے۔

الجواب: - اس روزہ کی قضا لازم ہے کفارہ واجب نہیں ہے۔ اور کچھ گناہ بھی نہیں ہوا، مگر اس روزہ کی قضاء ضرور کرنی چاہئے[3]۔ فقط۔

---

[1] دیکھئے ردالمحتار کتاب الصوم ص ۱۳۱ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔

[2] دیکھئے ردالمحتار کتاب الصیام باب ما یفسد الصوم ص ۱۴۳ ج ۲ و ص ۱۴۴ ج ۲ اور الجوہرۃ النیرہ کتاب الصوم ص ۱۸۰ ج ۱، ۱۲ ظفیر صدیقی۔

[3] اذا تسحر وھو یظن ان الفجر لم یطلع فاذا ھو قد طلع او افطر وھو یری ان الشمس قد غربت فاذا ھی لم تغرب الخ علیہ القضاء ولا کفارۃ علیہ (ہدایہ باب ما یوجب القضاء والکفارۃ ص ۲۰۰ ج ۱) ظفیر۔

مباشرت سے جب انزال نہ ہو تو صرف قضا واجب ہے یا کفارہ بھی

سوال (۱۵۵) ایک شخص نے روزہ کی حالت میں دن کو اپنی بیوی سے مباشرت کی مگر انزال نہیں ہوا۔ اس حالت میں کفارہ واجب ہوا یا کیا۔

الجواب:- اگر دخول ہوا قضا وکفارہ لازم ہے، انزال ہو یا نہ ہو۔ کما فی الدر المختار وان جامع الخ اوجومع وتوارت الحشفة فی احد السبیلین انزل اولا الخ قضی وکفر[1] الخ فقط۔

غیر روزہ دار شوہر نے روزہ دار بیوی سے جماع کیا تو کیا حکم ہے

سوال (۱۵۶) ایک مرد بے روزہ ماہ رمضان میں اپنی بیوی روزہ دار سے اس گمان پر کہ شاید روزہ سے نہیں ہے، صحبت کرتا ہے، بیوی نے سمجھا کہ میرا روزہ مرد کو معلوم ہے اور شاید روزہ میں مباشرت جائز ہوگی۔ تاہم مرد سے دریافت کیا، مرد فوراً علیحدہ ہوگیا۔ اب کفارہ کس کے ذمہ ہے۔

الجواب:- اس صورت میں اگر دخول ہوگیا تو کفارہ عورت پر لازم ہے وان جامع الخ اوجومع وتوارت الحشفة فی احد السبیلین الخ قضی کفر[2] الخ اور اگر ایک دفعہ ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کھانا نہیں کھلا سکتا تو یہ درست ہے کہ ایک مسکین کو ساٹھ دن تک دونوں وقت کھلاتا رہے یا روزانہ اس کو قیمت نصف صاع گندم کی دیتا رہے یا ساٹھ مسکینوں کو اس طرح قیمت تقسیم کرے کہ ہر ایک مسکین کو ایک فطرہ کی قیمت یعنی نصف صاع گندم یا ان کی قیمت دیوے[3]۔ فقط۔

مباشرت فاحشہ سے جس کو انزال ہوجائے اسکا کیا حکم ہے

سوال (۱۵۷) روزہ رمضان کی

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد ص ۱۴۷ ج ۲ وص ۱۴۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۴۷ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

[3] حوالہ گذر چکا ہے ۱۲ ظفیر۔

حالت میں کسی نے مباشرت فاحشہ کی جس سے انزال ہوگیا۔ بعد ازاں گھنٹہ دو گھنٹہ جماع کیا یا کھانا وغیرہ کھایا، ایسی حالت میں کفارہ اس کے ذمہ ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ مباشرت فاحشہ کے ساتھ اگر انزال ہو جاوے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اس کے بعد کھانا کھانے اور جماع کرنے سے کفارہ لازم نہ آوے گا۔ قال فی الدر المختار او لمس ولو بحائل لا یمنع الحرارۃ او استمنی بکفہ او بمباشرۃ فاحشۃ فانزل الخ قضی الخ[1]۔

سوال (۱۵۸) اگر کسی شخص نے روزہ کی | دی حالت میں حشفہ اگر غائب ہو جائے تو کیا حکم ہے

حالت میں لواطت کی اور سر ذکر غائب ہو جائے لیکن انزال نہ ہو تو رمضان شریف کے روزہ کا کفارہ دینا واجب ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ لواطت کرنے میں جب کہ حشفہ غائب ہو گیا اگرچہ منی نہ نکلی یعنی انزال نہ ہوا، قضا اور کفارہ لازم ہے کما فی الدر المختار وان جامع المکلف آدمیا مشتہی فی رمضان اداءً لما مرّ او جومع وتوارت الحشفۃ فی احد السبیلین انزل او لا الخ قضی فی الصور کلہا وکفر الخ[2] در مختار۔ فقط

سوال (۱۵۹) اگر کوئی شخص صبح صادق کے | صبح صادق کے وقت روزہ پی لیا تو کیا حکم ہے

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۴۲ ج ۲۔ ۱۲۔ اگر صرف مرد کو مباشرت فاحشہ میں انزال ہوا تو صرف اسی کا روزہ فاسد ہوگا، عورت کا نہیں، اور اگر اسے بھی انزال ہوا تو اس کا بھی روزہ فاسد ہوگا۔ اور مرد نے اس طرح فاسد ہونے کے بعد اگر بیوی سے جماع کیا تو اس پر تو کفارہ نہیں ہے۔ لیکن اس کی بیوی بخوشی جماع پر آمادہ ہوئی ہے تو اس پر کفارہ بھی ہوگا بشرطیکہ پہلے اس کا روزہ فاسد نہ ہوا تھا۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ باب ما یفسد الصوم ص ۱۴۷ ج ۲ و ص ۱۴۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

وقت دودھ پی کر روزہ رکھے اس پراسی روزہ کی قضا واجب ہے یا اس کے عوض ساٹھ روزہ رکھنا اس پر واجب ہوگا۔

الجواب:- اگر رمضان شریف کا روزہ ہے اور صبح صادق کا ہوجانا اس کو معلوم ہے اور پھر دودھ پیا ہے تب تو قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں[1] اور اگر اس کو صبح صادق کا ہونا معلوم نہ تھا اس نے یہ سمجھ کر دودھ پیا اور سحری کھائی کہ ابھی صبح نہیں ہوئی تو صرف قضاء اس پر لازم ہے، کفارہ واجب نہیں ہے[2]۔ فقط۔

رمضان کے روزہ میں بخار کی وجہ سے انطار کرنا پڑا تو کیا حکم ہے

سوال (۱۶۰) اگر کسی کو رمضان شریف کے روزہ میں بخار ہوا اور بوجہ شدت پیاس کے روزہ انطار کر لیا تو قضا واجب ہے یا کفارہ۔

الجواب:- قضا لازم ہوگی، کفارہ لازم نہ ہوگا[3]۔ فقط

نہ جاننے کی وجہ سے کوئی رمضان کے دن میں بیوی سے جماع کرے یا ہاتھ سے منی نکال لے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۶۱) جو شخص رمضان المبارک میں روزہ سے ہو اور اس کو یہ معلوم نہیں کہ اپنی بیوی سے صحبت کرنے سے کفارہ لازم ہوتا ہے اس نے صحبت کرلی یا ہاتھ سے منی نکال دی دونوں صورتوں میں کفارہ لازم ہوا یا نہیں، اور بہتر روزہ رکھنا ہے یا ساٹھ

---

[1] او اکل او شرب غذاء او دواء الخ عمداً الخ قضی الخ وکفر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار - باب ما یفسد الصوم الخ ص ۱۴۷/۲ و ص ۱۴۳/۲ و ص ۱۴۹/۲) ظفیر۔

[2] او شرب نائما او تسحر او جامع علی ظن عدم الفجر الخ قضی فی الصور کلها فقط۔ (درمختار) ای بدون کفارة (رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۳۹/۲ ص ۱۴۴/۲) ظفیر

[3] و بعض الاکراہ وخوف ہلاك او نقصان عقل ولو بعطش او جوع شدید الفطر بہم العذر الخ وقضوا لزوما ما قدروا بلا فدیة الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة ص ۱۵۸/۲) ظفیر۔

مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔

الجواب: پہلی صورت میں کفارہ لازم ہے[1]، اور دوسری صورت میں یعنی استمنار بالکف میں کفارہ نہیں ہے صرف قضا اس روزہ کی لازم ہے[2]۔ اور کفارہ میں اگر غلام آزاد کرنے کی قدرت نہ ہو، کما فی ہذہ البلاد تو دو ماہ کے روزے پے در پے رکھنا چاہئے۔ اطعام ستین مسکیناً سے دو ماہ کے روزے مقدم ہیں اور جب روزوں کی طاقت نہ ہو تو اس وقت ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانے کی یا ہر ایک کو بقدر فطرہ کے غلہ یا اس کی قیمت دینے کی اجازت ہے[3]۔ فقط۔

پیاس کی شدت یا سفر کی وجہ سے روزہ توڑ دے تو کیا حکم ہے	سوال (۱۶۲) روزہ دار تشنگی شدید سے روزہ توڑ دیوے یا سفر میں روزہ توڑ دیوے اس کے لئے کیا تعزیر ہے۔

الجواب: پیاس اگر ایسی شدید ہے کہ اس میں مرجانے کا اندیشہ ہے یا عقل جاتے رہنے کا خوف ہے تو اس حالت میں افطار کرنا جائز ہے اور بعد میں اس روزہ کی قضاء لازم ہے اور اسی طرح سفر میں بروز سفر روزہ توڑنا نہ چاہئے لیکن اگر توڑ دیا قضاء

---

[1] وان جامع المکلف آدمیا مشتهی فی رمضان اداء او جامع او توارت الحشفة فی احد السبیلین انزل او لا الخ قضی فی الصور کلها وکفر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۴۷ و ص ۱۴۹ ج ۲) ظفیر۔

[2] وکذا الاستمناء بالکف (در مختار) ای فی کونه لا یفسد لکن هذا اذا لم ینزل اما اذا انزل فعلیه القضاء (رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۳۶ ج ۲) او استمنی بکفه الخ فانزل قضی فی الصور کلها فقط (ایضاً ص ۱۴۲ ج ۲) ظفیر۔

[3] وکفر الخ ککفارة المظاهر (در مختار) ای مثلها فی الترتیب فیعتق اولا فان لم یجد صام شهرین متتابعین فان لم یستطع اطعم ستین مسکینا الخ (رد المحتار باب ما یفسد الصوم مطلب فی الکفارة ص ۱۵۰ ج ۲) ظفیر۔

لازم ہے کفارہ نہیں[۱]۔ کذا فی الدر المختار فقط۔

ہلاک ہونے کا اندیشہ تھا افطار کر لیا تو اب کیا کرے

سوال (۱۶۳) زید کو ہلاک ہونے کا اندیشہ تھا اس لئے اس نے روزہ افطار کر لیا تو اب کفارہ واجب ہوگا یا نہیں

الجواب: اس صورت میں کفارہ واجب نہ ہوگا[۲]۔ فقط۔

سفر میں روزہ سے تھا مگر شدت پیاس کی وجہ سے روزہ توڑنا پڑا تو اس پر کیا واجب ہے

سوال (۱۶۴) زید و بکر گیارہ بجے شب کو سفر کو روانہ ہوئے جس کی مسافت اسی میل سے زاید تھی اور نیت روزہ کی کر لی تھی، منزل پر پہنچکر بوجہ تشنگی و شدت گرمی بدحواس ہوگئے اسلئے مجبوراً نو بجے دن کو روزہ افطار کر لیا۔ ایسی صورت میں قضا لازم آئے گی یا کفارہ۔

الجواب: اس صورت میں صرف قضا لازم آوے گی نہ کفارہ۔ درمختار میں ہے و بقی الاکراہ و خوف ھلاك او نقصان عقل و لو بعطش او جوع شدید او لسعة حیة[۳]۔ الخ فقط۔

روزہ کی حالت میں جان بوجھ کر کسی نے کچا گوشت یا چاول کھالیا تو کیا حکم ہے

سوال (۱۶۵) ایک شخص نے روزہ کی حالت عمداً لحم خام یا چاول کھائے اس شخص پر قضا واجب ہے یا کفارہ۔

الجواب: عمداً کچا گوشت یا چاول کھانے سے قضا و کفارہ لازم ہے، ولکن یشکل علی ذلك وجوب الکفارة باکل اللحم النیئ و لو من میتة الا اذا

---

[۱] و بقی الاکراہ و خوف ھلاك او نقصان عقل و لو بعطش او جوع شدید او لسعة حیة الخ الفطر الخ و قضوا لزوما ما قدروا بلا فدیة (الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ص ۱۵۸ ج ۲) ظفیر۔ [۲] و بقی الاکراہ و خوف ھلاك الخ الفطر الخ (ایضاً) [۳] الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ص ۱۵۸ ج ۲) ظفیر۔

امتن ورد ذد فانی لمرادمن ذکرفیہ خلافا مع انہ اشد عیانۃ من اللقمۃ المخرجۃ ۔ الخ ردالمحتار ثم اجاب عن الاشکال ۔[1]

رمضان کے دن میں بیوی سے صحبت کرنا کیسا ہے، اور رات میں کب تک اجازت ہے

سوال (۱۶۶) رمضان میں خاوند اپنی بیوی کے پاس دن میں اگر جاوے تو کس قدر گناہ اور کیا کفارہ ہے ۔ اور رات کے وقت وہ کب سے کب تک اپنی بیوی کے پاس جا سکتا ہے اور کس وقت اس کو پاک صاف ہو جانا چاہئے ۔

الجواب :- دن میں اپنی بیوی سے صحبت کرنا گناہ کبیرہ ہے اور اس میں کفارہ ہے، مع قضاء کے واجب ہے اور کفارہ یہ ہے کہ غلام آزاد کرے، وہ نہ ہو سکے تو ساٹھ روزے متواتر رکھے، وہ نہ ہو سکے تو ساٹھ مساکین کو دونوں وقت کھانا کھلاوے[2] اور رات میں بعد غروب آفتاب کے صبح صادق سے پہلے پہلے صحبت کرنا درست ہے[3] اور غسل بعد صبح کے بھی کیا جا سکتا ہے[4] ۔ فقط

---

[1] ردالمحتار کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم و مالا یفسد ص ۱۴۵/۲ ظفیر ۔

[2] وان جامع المکلف آدمیا مشتہی فی رمضان ای نہارا او جومع و توارت الحشفۃ فی احد السبیلین الخ قضی الخ و کفر الخ ککفارۃ المظاہر (درمختار) ای مثلہا فی الترتیب و یعتق اولا فان لم یجد صام شہرین متتابعین فان لم یستطع اطعم ستین مسکینا الخ (ردالمحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۴۷/۲ و ص ۱۴۹/۲) ظفیر ۔

[3] اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَائِکُمْ ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ (الی قولہ تعالیٰ) حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (بقرہ - ۲۳) ظفیر

[4] او اصبح جنبا الخ لم یفطر (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۳۸/۲) ظفیر ۔

سویرے آنکھ کھلی سحری نہیں کھائی اور نہ روزہ کی نیت کی تو کیا حکم ہے

سوال (۱۶۷) آج صبح ۴ بجکر ۱۲ منٹ پر سحری کھانے کے لئے آنکھ کھلی، بیلی بالکل پھٹ گئی تھی، چاندنا خوب ظاہر ہو رہا تھا، ایک شخص نے بالنست روزہ نہیں رکھا اور نیت روزہ نہیں کی آیا اس کو روزہ رکھنا واجب تھا یا نہ۔ اس روزے کی بجائے اس کو ایک ہی روزہ رکھنا پڑے گا یا زیادہ۔ ایک عورت جس نے وقت مذکورہ میں سحری کھائی اس کا روزہ ہوا یا نہیں اس کو ایک روزہ رکھنا ہوگا یا نہیں ایک شخص جس کی نیت روزہ شام سے کافی نہ تھی اس بنا پر روزہ نہیں کھاکہ اس کو پندرہ میل کا سفر پیدل چلنا ہے روزہ نہیں کھا جاویگا اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے

الجواب:- اس صورت میں جب کہ اول ہی نیت روزہ کی نہیں کی گئی تھی اور روزہ بھی اس دن نہ رکھا صرف قضاء یعنی ایک روزہ اس کے عوض اس کے ذمہ لازم ہے کفارہ لازم نہیں ہے، البتہ روزہ اس کو رکھنا ضروری اور فرض تھا لیکن جب کہ نہیں رکھا اور نیت نہیں کی تو قضاءً صرف ایک روزہ اس کے ذمہ لازم ہوا۔ اور وہ عورت جس نے وقت مذکورہ پر سحری کھائی چونکہ اس وقت صبح صادق خوب ہو گئی تھی اس لئے وہ روزہ ہو سکا نہیں ہوا قضاء اس روزہ کی اس کے ذمہ لازم ہے اور کفارہ ساقط ہے اور پندرہ میل کا سفر اگرچہ افطار روزہ کو مباح نہیں کرتا لیکن جب کہ نیت روزہ کی نہ کی گئی تھی، تو صرف قضا اس کی لازم ہے کفارہ واجب نہیں[1]۔ فقط۔

کفارۂ صوم میں گندم کتنا دیا جائے

سوال (۱۶۸/۱) کفارۂ صوم میں کچے ہوئے گندم دیئے جائیں تو کس قدر۔

روٹیاں دی جاسکتی ہیں یا نہیں

سوال (۱۶۹/۲) روٹیاں بغیر سالن دی جاسکتی ہیں یا نہ۔

---

[1] او اصبح غیر ناو للصوم فاکل عمدا الخ او تسحر او افطر یظن الیوم الخ لیلا والحال ان الفجر طالع الخ قضی فی الصور کلها فقط (درمختار) ای بدون کفارۃ (رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۳۱/۲ و ص ۱۴۴/۲) ظفیر۔

الجواب: (۱) پکا ہوا کھانا کھلانا بھی جائز ہے۔ دو وقت پیٹ بھر کر کھلایا جاوے۔

(۲) اگر بے سالن کے وہ لوگ پیٹ بھر لیں تو یہ بھی درست ہے[۲]۔ فقط۔

سفر میں شدت لو کی وجہ سے روزہ توڑ دے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۷۰) اگر کسی شخص کو ماہ رمضان میں ایسا سفر پیش آوے جس سے وہ شرعاً مسافر نہیں ہو سکتا، اس وجہ سے وہ روزہ کی حالت میں سفر کرے اور دوپہر میں سخت دھوپ اور لو کی وجہ سے بے برداشت ہو کر روزہ توڑ دے تو اس کو قضا کرنا چاہئے یا کفارہ لازم ہوگا۔

الجواب: اس صورت میں اس شخص پر کفارہ لازم نہ ہوگا صرف قضا لازم ہوگی[۳]۔ فقط۔

سحری میں بیوی سے ہم بستر ہوا پھر معلوم ہوا کہ صبح صادق ہو چکی تھی تو کیا کرے

سوال (۱۷۱) ایک شخص نے رمضان میں بوجہ فارغ ہونے کھانے سحری کے ایسے وقت اپنی بیوی سے صحبت کی کہ جو اس کو علم ہو گیا تھا کہ صبح صادق ہو گئی تھی اور پھر اس نے روزہ بھی رکھ لیا ہے اور وہ اس کو بہتر سمجھتا ہے اس صورت میں قضا آوے گی یا کفارہ ہے۔

---

[۱] فان عجز عن الصوم لمرض الخ اطعم ستین مسکیناً وحکمہا الخ کالفطرۃ قدراً ومصرفاً او قیمۃ ذالک من غیر المنصوص الخ وان اراد الاباحۃ فغداھم وعشاھم الخ او اطعم عن اثنین او عشائین الخ واشبعھم جاز بشرط ادام فی خبز شعیر وذرۃ لابر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الکفارۃ ص $\frac{۸۰۳}{۲}$ و ص $\frac{۸۰۴}{۲}$)

[۲] وفی التتارخانیۃ والمستحب ان یغدیھم ویعشیھم بخبز معہ ادام (رد المحتار باب الکفارۃ ص $\frac{۸۰۳}{۲}$) ظفیر۔ [۳] وبقی الاکراہ وخوف ھلاک او نقصان عقل ولو بعطش او جوع شدید الخ الفطر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ص $\frac{۱۵۸}{۲}$) ظفیر۔

الجواب: اس صورت میں اگر بعد میں ظاہر ہوا کہ واقعی صبح صادق ہوگئی تھی تو قضاء اس روزہ کی اس شخص کے ذمہ لازم ہے کفارہ واجب نہیں ہوا۔ قال فی الدر المختار او تسحر وافطر یظن الیوم الخ لیلاً الخ قال فی الشامی: قولہ لیلاً لیس بقید لانہ لو ظن الطلوع واکل مع ذلک ثم تبین صحۃ ظنہ فعلیہ القضاء ولا کفارۃ[1] الخ

لیکن یہ فعل اس کا جائز نہ تھا کہ باوجود علم صبح صادق ہو جانے کے ایسا کیا، اور اس کو اچھا سمجھنا خطاء اور جہل کی بات ہے اور معصیت ہے، اس سے توبہ کرے اور آئندہ ایسا نہ کرے ولیس لہ ان یاکل لان غلبۃ الظن کالیقین[2]۔ شامی۔ فقط۔

سوال (۱۷۲) زید کے ذمہ روزۂ رمضان کا کفارہ ہے لیکن نہ وہ ساٹھ روزے پے در پے رکھ سکتا ہے اور نہ ساٹھ مساکین کو دو وقت کھانا کھلا سکتا ہے، آیا اس صورت میں قیمت ادا کر سکتا ہے یا نہیں۔

(جس پر کفارہ لازم ہے اس کی قیمت ادا کرنا کیسا ہے)

الجواب: اگر ساٹھ مسکینوں کو نقد دیدیوے اس طرح کہ ہر ایک مسکین کو قیمت نصف صاع گندم یا ایک صاع جو کی دیدے تو کفارہ ادا ہو جاوے گا۔ کما فی الدر المختار فان عجز عن الصوم الخ اطعم ستین مسکیناً کالفطرۃ قدراً ومصرفاً او قیمۃ ذلک[3]۔ الخ فقط۔

سوال (۱۷۳) گاؤں میں رمضان المبارک میں سخت آگ لگی بعض مرد اور عورتوں نے روزے توڑ دیئے انپر صرف قضاء لازم ہے یا کفارہ بھی۔

(آتش زدگی کی وجہ سے روزہ توڑنا پڑا اس کے لئے کیا حکم ہے)

الجواب: اگر اس آتش زدگی میں شدت بھوک و پیاس یا خوف جان کی وجہ سے روزہ توڑا تو ان پر صرف قضاء لازم ہوگی کفارہ واجب نہ ہوگا۔ کذا فی الدر المختار[4]۔ فقط

---

[1] دیکھئے رد المختار باب ما یفسد الصوم ص ۱۴۳ ج ۲۔ ظفیر [2] رد المختار باب ایضاً ص ۱۴۳ ج ۲۔ ظفیر [3] الدر المختار علی ہامش رد المختار فصل فی عوارض المبیحۃ ص ۱۵۵ ج ۲۔ ظفیر [4] بقی الاکراہ وخوف (بقیہ حاشیہ ص ۴۴۶)

سحری میں فجر کی اذان کے بعد سحری کھائی تو اب کیا کرے

سوال (۱۷۴۱) ہندہ نے رمضان شریف میں فجر کی اذان ہونے کے بعد سحری کھائی اور ہندہ کو مطلق خبر نہ تھی کیا حکم ہے۔

الجواب: - اس روزہ کی قضا کرلینی چاہئے کیونکہ وہ روزہ نہیں ہوا صرف قضا اس روزہ کی واجب ہے کفارہ لازم نہیں ہے[1]۔ فقط۔

(بقیہ حاشیہ از ص ۴۴۵) وهلاك او نقصان عقل ولو بعطش او جوع شديد او لسعة حية الخ الفطر وقضوا لزوما (الدر المختار على هامش رد المحتار فصل في العوارض المبيحة ص ۱۵۸ ج ۲) ظفیر۔

[1] اذا تسحر وهو يظن ان الفجر لم يطلع فاذا هو قد طلع الخ عليه القضاء الخ ولا كفارة عليه لان الجناية قاصرة لعدم القصد (هدایہ باب ما يوجب القضاء ص ۲۰۰ ج ۱) ظفیر۔

ساتواں باب

روزے کا کفارہ

روزے کے کفارہ میں کیا بہتر ہے

سوال (۱۷۵) درکفارۂ صوم عتق رقبہ یا اطعام شصت مساکین یا دو ماہ پیاپے روزہ داشتن است ازیں ہر سہ حکم بہتر و کدام تر دو ماہ پیاپے روزہ داشتن امر افضل است، اگرچہ توانائی عتق رقبہ داشتہ باشد یا قوت اطعام شصت مساکین داشتہ باشد۔

الجواب: ایں ہر سہ امور در کفارہ ترتیب دارد واجب اند۔ اول تحریر رقبہ اگر آن ممکن نباشد روزہ دو ماہ متواتر واجب است اگر آن ہم متعسر باشد اطعام ستین مسکین لازم است، پس حاصلش آنکہ باوجود قدرت اعتاق صیام جائز نیست و باوجود طاقت صیام اطعام جائز نیست، کما ہو منصوص فی النص[1]۔ فقط۔

---

[1] وکفر الخ ککفارة المظاهر الثابتة بالکتاب واما هذه فبالسنة ومن ثم شبهوها (درمختار) قوله کفارة المظاهر مرتبط بقوله وکفر ای مثلها فی الترتیب فیعتق اولا، فان لم یجد صام شهرین متتابعین فان لم یستطع اطعم ستین مسکینا لحدیث الاعرابی المعروف فی الکتب الستة الخ ولا فرق فی وجوب الکفارة بین الذکر والانثی والحر والعبد والسلطان وغیره الخ فی التشبیه اشارة الی انه لا یلزم کونها مثلها من کل وجه فان المسیس فی اثنائها یقطع فی کفارة الظهار مطلقا عمدا او نسیانا لیلا او نهارا (باقی حاشیہ صفحہ ۴۴۸)

کفارہ میں اگر کسی طالب علم کو دو ماہ کا کھانا کھلا دے تو ادا ہوگا یا نہیں

سوال (۱۷۶) کسی طالب علم کا کھانا دو ماہ کے لئے روزے کے کفارہ میں مقرر کرنا یعنی ساٹھ وقت کا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- روزے کے کفارہ میں ساٹھ دن ایک طالب علم کو دونوں وقت بٹھا کر پیٹ بھر کر کھانا کھلا دینا درست ہے اور اس سے کفارہ ادا ہو جاتا ہے مگر بٹھا کر کھلانا چاہئے کیونکہ دینے میں ہر روز پوری مقدار نصف صاع گندم یا اس کی قیمت دینے کی ضرورت ہے۔ فقط

کفارہ صوم کی رقم مدرسہ کے ٹاٹ یا تعمیر مسجد میں لگانا کیسا ہے

سوال (۱۷۷) اگر دو روزے رمضان شریف کے قصداً قضا ہو جاویں تو ان کا کفارہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ اگر اس کھانے کی قیمت سے مدرسہ میں ٹاٹ خرید کر دیا جاوے یعنی فرش طلباء کے لئے انتظام کر دے تو جائز ہے یا نہیں۔ اور تعمیر مسجد میں صرف کرنے کا کیا حکم ہے۔

الجواب:- ایک روزہ رمضان کا قصداً توڑنے میں ساٹھ روزے پے در پے رکھنے کا حکم ہے، علاوہ ایک روزہ قضا کے۔ پس دو روزوں کا کفارہ ۱۲۰ دن کے روزے ہیں۔ اور اگر اس قدر روزوں کی طاقت نہ ہو تو پھر ایک روزہ کے

(بقیہ حاشیہ از ص ۴۴۷) للآیۃ بخلاف کفارۃ الصوم والقتل فانہ لا یقطعہ فیہما الا الفطر بعذر او بغیر عذر الخ والحاصل انہ لا یقطع التتابع ہنا الوطء لیلاً عمداً او نہاراً ناسیا بخلاف کفارۃ الظہار (رد المحتار کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم الخ مطلب فی الکفارۃ ص ۱۵۰ ج ۲) ظفیر

لہ فان عجز عن الصوم الخ اطعم ای ملک ستین مسکینا الخ وان غدا ہم وعشاہم الخ جاز الخ کما جاز لو اطعم واحدا ستین یوما (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الکفارۃ ص ۸۶۲ ج ۲) ظفیر

روزہ کا کفارہ توبہ سے معاف ہوگا یا نہیں

سوال (۱۷۹) زید نے کہ جس کو کفارہ کا علم نہ تھا اپنی عورت سے روزہ کی حالت میں ہمبستری کی تو ان پر جو کفارہ واجب ہوا ہے وہ اس کو کسی طرح ادا نہیں کر سکتے، اس صورت میں ان کی توبہ قبول ہوگی یا نہیں۔

الجواب: - ادائے قضا و کفارہ اس صورت میں ضروری ہے، توبہ بھی تبھی قبول ہوگی۔ اگر دو مہینے کے روزوں کی پے درپے طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دیویں فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا[1] - الآیۃ - فقط

فدیہ صوم میں ایک ماہ ایک فقیر کو کھانا دیا جائے اور بقیہ ایام کا ایک دفعہ دیدیا جائے تو جائز ہے یا نہیں

سوال (۱۸۰) فدیہ صوم میں اگر ایک ماہ یا کم و بیش، ایک مسکین کو کھانا دیا جائے اور بقایا ایک ماہ یا کم و بیش کی قیمت اسی کو ایک دفعہ ایک دن دیدی جائے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: - کفارہ میں تو ایک محتاج کو ایک دن میں زیادہ دینے سے ایک دن کا فدیہ ادا ہوتا ہے، مثلاً قسم کے کفارہ میں دس مسکینوں، یا روزہ کے کفارہ میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینے کا حکم ہے، تو ان میں اگر ایک فقیر کو ایک دن میں زیادہ مقدار دے گا تو ایک دن کا ہوگا زیادہ محسوب نہ ہوگا۔ اور شیخ فانی جس کو رمضان کے روزوں کا فدیہ دینا درست ہے، اس میں اگر ایک محتاج کو کئی روزوں کا فدیہ دیدیوے تو ادا ہو جاتا ہے جیسا کہ در مختار میں ہے وبلا تعدد فقیر۔ شامی میں ہے قولہ وبلا تعدد فقیر الخ ای بخلاف کفارۃ الیمین للنص فیہا علی التعدد[2] الخ

---

[1] سورۃ المجادلۃ۔ رکوع ۱ .... وان جامع المکلف أدمیا مشتھی فی رمضان اداء او جومع وتوارت الحشفۃ الخ عمدا الخ قضی الخ وکفر الخ الکفارۃ المظاہر الثابتۃ بالکتاب (در مختار) فیعتق اولاً فان لم یجد صام شہرین متتابعین فان لم یستطع اطعم ستین مسکینا (رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۳۹ ج ۲) دفیہ ص ۱۵۰ ج ۲ ۔ ظفیر

[2] ظفیر ۔ رد المحتار ص ۱۶۳ ج ۲ کتاب الصوم فصل فی العوارض ۱۲ ظفیر۔

چونکہ آپ نے تصریح نہیں فرمائی کہ آپ کی مراد کفارہ صوم کا ہے جو کہ ساٹھ مسکینوں کو دیا جاتا ہے، یا جو شخص عاجز روزے رمضان کے رکھنے سے ہے وہ جو فدیہ ادا کرتا ہے وہ مراد ہے، اول اور ثانی کے حکم میں فرق ہے، کفارہ میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا یا اناج، یا نقد دیوے یا ایک مسکین کو ساٹھ دن دیوے، یہ ضروری ہے۔ ایک مسکین کو ایک دن میں زیادہ دے گا تو ایک دن کا ہی ادا ہوگا۔ الحاصل کفارہ میں تعدد فقراء کا یا تعدد ایام کا ضروری ہے اور فدیہ میں تعدد فقراء و تعدد ایام کی ضرورت نہیں ہے۔

سوال (۱۸۱) خبر افطار ماہ رمضان میں آیا کتاب القاضی الی القاضی کے شرائط ملحوظ ہیں یا نہیں۔ اگر	افطار کی خبر میں کتاب القاضی الی القاضی کے شرائط کیا ہیں

ملحوظ ہیں تو کونسی جزئی ہے اور خبر تار کی معتبر ہے یا نہیں۔

الجواب: قال فی الدر المختار واختلاف المطالع الخ غیر معتبر الخ فیلزم اھل المشرق برؤیۃ اھل المغرب اذا ثبت عندھم رؤیۃ اولئک بطریق موجب الخ وقال صاحب رد المحتار فی شرح قولہ بطریق موجب کان یتحمل اثنان الشھادۃ او یشھدا علی حکم القاضی او یستفیض الخبر الخ فظھر انہ لا حاجۃ الی کتاب القاضی الی القاضی فی اخبار الصوم والافطار لانہ لیس بطریق متعین للایجاب۔

خبر تار، صوم وافطار میں شرعاً معتبر نہیں ہے۔ لیکن اگر قرائن دیگر بھی موجود ہوں تو مفید عمل ہو سکتے ہیں۔

سوال (۱۸۲) کفارہ صوم میں اگر	کفارہ صوم میں بچے شریک ہوجائیں تو کیا حکم ہے

آٹھ دس برس کے بچے بھی کھانا کھانے میں شریک ہوجائیں تو کفارہ ادا ہوگا یا نہیں۔

لے رد المحتار مطلب فی اختلاف المطالع ص ۱۳۱ ج ۲ و ص ۱۳۲ ج ۲ کتاب الصوم ۱۲

روزہ درست ہوگیا یا نہیں۔ دس روزے رکھ چکا ہے اگر روزہ نہیں ہوا تو از سرِ نو روزے رکھے یا نہیں۔

الجواب: اعتبار صبح صادق کا ہے اذان کا نہیں ہے، پس اگر صبح صادق ہو جانے کے بعد اس نے سحری کھائی ہے تو وہ روزہ نہ ہوگا اور جبکہ وہ روزہ نہ ہوا تو تسلسل جو کہ شرط ہے متتابعین سے ثابت ہے فوت ہوگیا لہذا اس کو از سرِ نو روزہ رکھنا چاہئے[1] اور اس صورت میں جب کہ روزہ سے عاجز نہیں ہے اطعام درست نہیں ہے فان عجز عن الصوم لمرض لا یرجی برءہ او کبر اطعم ستین مسکینا۔ درمختار[2]۔ فقط

کفارۂ صوم میں تداخل درست ہے یا نہیں

سوال (۱۸۶) کفارۂ صوم میں تداخل جائز ہے یا نہیں، یعنی اگر زید کے اٹھارہ روزے رمضان بلا عذر عمداً قضا ہوگئے تو آیا ہر ایک روزہ کا جدا جدا کفارہ دینا ہوگا یا ایک کفارہ سب کے لئے کافی ہوگا۔

الجواب: ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ ہر ایک روزہ کا کفارہ علیحدہ علیحدہ لازم ہے اور امام محمد رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ ایک کفارہ کافی ہے اور اسی کی تصحیح کی گئی ہے، لیکن ظاہر الروایۃ کو ترجیح ہے۔ درمختار میں ہے ولو تکرر فطرہ ولم یکفر للاول یکفیہ واحدۃ ولو فی رمضانین عند محمد رحمہ اللہ وعلیہ الاعتماد[3] الخ اور شامی میں ہے قولہ وعلیہ الاعتماد ونقلہ فی البحر عن الاسرار ونقل

---

[1] وصوم شهرين متتابعين قبل المسيس ... لأن كل صوم شرط فيه التتابع فان افطر بعذر او بغيره الخ استأنف الصوم (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الكفارة ص ۱۹۹ ج ۲ و ص ۸۰ ج ۲) [2] الدر المختار على هامش رد المحتار، باب الكفارة ص ۸۰ ج ۲ ۱۲ ظفير۔

[3] الدر المختار على هامش رد المحتار ... الصوم مطلب في الكفارة ص ۱۵۱ ج ۲ ۱۲ ظفير۔

قبلہ عن الجوھرۃ لو جامع فی رمضانین فعلیہ کفارتان وان لم یکفر للاولی فی ظاہر الروایۃ وھو الصحیح اھ قلت نقل اختلف الترجیح کما ترٰی ویتقوی الثانی بانہ ظاہر الروایۃ۔[1]

روزہ کا کفارہ مسجد مدرسہ کو دے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۸۷) ایک شخص کے ذمہ روزہ کا کفارہ ہے اگر وہ ساٹھ مسکینوں کے کھلانے کا خرچ کسی مسجد یا مدرسہ میں دیدیوے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- مسجد اور مدرسہ میں دینا درست نہیں ہے، اس سے کفارہ ادا نہ ہوگا[2]۔ البتہ مدرسہ میں اگر طلبہ کے کھلانے میں لگا دیوے تو درست ہے بشرطیکہ ساٹھ طلبہ کو دونوں وقت کھلادے، یا بقدر فطرہ ہر ایک کو نصف صاع گندم یا اس کی قیمت دیوے۔ فقط۔

کفارہ کی معافی کی کوئی صورت بتائی جائے

سوال (۱۸۸) ایک شخص نے رمضان شریف کے دو روزے ضائع کر دیئے، اس نے بحکم مولوی محمد حسن صاحب روزے رکھنے شروع کر دیئے اور تیس روزے رکھ لئے، مگر وہ بڑھئی کا کام کرتا ہے، اگر کوئی صورت سہولت کی ہو تو تحریر فرمائیے۔

الجواب:- جب کہ کفارہ بوجہ افساد صوم رمضان کے بلا عذر واجب ہو گیا تو پھر کوئی صورت اس میں سقوط کفارہ کی اور سہولت کی بحالت موجودہ نہیں ہے، کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔ فقط۔

کئی روزوں میں موجب کفارہ کام کیا، تو سب کے لئے ایک کفارہ کافی ہے یا نہیں

سوال ( ) زید نے

---

[1] رد المحتار باب ما یفسد الصوم مطلب فی الکفارۃ ص ۱۵۱ / ۲ ۱۲ ظفیر۔

[2] مصرف الزکوٰۃ والعشر (در مختار) وھو مصرف ایضاً لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر وغیر ذالک من الصدقات الواجبۃ (رد المحتار باب المصرف ص ۹۰ / ۲) ظفیر۔

چند روزے اپنے کسی فعل موجب کفارہ سے قضا کئے تو اس کو ایک کفارہ کافی ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- ایک کفارہ کافی ہوگا۔[1]

کفارہ کے درمیان بقرعید آگئی تو کیا حکم ہے

سوال (۱۸۹) اگر کوئی شخص ماہ رمضان کے روزے کا کفارہ ادا کر رہا ہے، درمیان میں عید الاضحیٰ کا دن واقع ہو تو چونکہ عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے تو مکفر کو کیا حکم شرعاً ہے۔ شروع سے پھر روزہ رکھے یا کیا کرے۔

الجواب:- شروع سے پھر روزے دو ماہ کے متواتر رکھے قال فی الدر المختار صام شهرين الخ متتابعين ليس فيهما رمضان وايام نهي عن صومها وكذا كل صوم شرط فيه التتابع الخ قوله وكذا كل صوم الخ ككفارة قتل وافطار[2] الخ شامی ص ۵۸۱ ج ۲۔ فقط۔ الخ

کفارہ میں روزے کے بجائے فدیہ دیدے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۹۰) زید کے ذمہ ایک کفارہ رمضان کا ہے اور وہ دو ماہ کے روزے نہیں رکھ سکتا۔ تو اگر زید دارالعلوم میں ایک طالب علم کے لئے ادنیٰ درجہ کی دو ماہ کی خوراک جو فیس ہے وہ بھیجدے تو کفارہ ادا ہو جائے گا یا نہیں۔ یا اگر زید کسی غریب کو تین پاؤ آٹا روزانہ دو ماہ تک دیوے اور لکڑی ترکاری کے لئے کچھ پیسے دیدیوے تو کفارہ ادا ہو جاوے گا یا نہیں۔

الجواب:- روزہ میں تکلیف ہونے کی وجہ سے یہ درست نہیں ہے کہ روزہ کا

---

[1] ولو تكرر فطره ولم يكفر للاول يكفيه واحدة ولو في رمضانين عند محمد وعليه الاعتماد بزازيه ومجتبى وغيرهما واختار بعضهم للفتوى ان الفطر بغير الجماع تداخل والا لا (الدر المختار على هامش رد المحتار باب ما يفسد الصوم ص ۱۵۱ ج ۲) ظفیر۔

[2] دیکھئے رد المحتار باب الکفارہ ص ۹۹۹ ج ۲ و ص ۸۰۰ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

چھوڑ کر اطعام مساکین کی طرف رجوع کرے کیونکہ اس میں من لم یستطع کی قید ہے۔[1]
جس کا حاصل یہ ہے کہ جس میں طاقت روزہ کی نہ ہو یعنی بوجہ مرض لاعلاج کے یا بوجہ
شیخ فانی ہونے کے۔ اس وقت اطعام درست ہے فان عجز عن الصوم لمرض
لا یرجی برءہ او کبر یطعم ستین مسکینا الخ[2] چونکہ جب دو ماہ کے روزہ سے
عاجز ہو بوجہ بڑھاپے یا مرض شدید لاعلاج کے تو ساٹھ مسکینوں کو اطعام ضروری ہے
اس کی دو صورتیں ہیں کہ یا تو ایک مسکین کو آدھا صاع گندم یعنی اسی کے تول سے پونے
دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہر ایک مسکین کو دیوے، یا ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ
بھر کر کھانا کھلا دے۔ پس تین پاؤ آٹا روزانہ کسی غریب کو دو ماہ تک دینے سے کفارہ ادا
نہ ہوگا بلکہ پونے دو سیر آٹا یا گندم یا اس کی قیمت دینے سے ادا ہوگا۔ اسی طرح کسی
طالب علم کو مجملاً روپیہ بھیج دینے سے کفارہ ادا نہ ہوگا، بلکہ یہ لکھا جاوے کہ ساٹھ
آدمیوں کو ایک دن دونوں وقت یا ایک آدمی کو دو ماہ تک دونوں وقت پیٹ بھر کر
بہ نیت کفارہ کھانا کھلایا جاوے اور اس میں جو کچھ صرف ہو وہ مجھ سے لے
لیا جاوے[3]۔ فقط۔

---

[1] ککفارۃ المظاهر (در مختار) فیعتق او لا فان لم یجد صام شهرین متتابعین فان لم یستطع اطعم ستین مسکینا لحدیث الاعرابی المعروف فی الکتب الستة (رد المحتار باب ما یفسد الصوم مطلب فی الکفارۃ ص ۱۵۰ ج ۲) ظفیر۔

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الکفارات ص ۸۰۰ ج ۲، ۱۲ ظفیر

[3] ولو حکما الخ کالفطرة قدراً او مصرفا الخ وان اراد الاباحة فغداهم وعشاهم الخ واشبعهم الاکلتان لو اطعم واحداً ستین یوما الخ (در مختار) قوله کالفطرة قدرا ای نصف صاع من بر او صاع من تمر او شعیر الخ (رد المحتار باب الکفارات ص ۸۰۲ ج ۲) ظفیر۔

کفارہ کے روزوں کے درمیان عید بقرعید کا دن آجائے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۹۱) جواب استفتار نے معزز فرمایا آج بینتالیسواں روزہ ہے، ایام عید الاضحیٰ آگئے ہیں، آیا متواتر روزہ رکھتا رہوں یا عید کے روز نہ رکھوں، دیگر یہ کہ دو روزہ ساقط ہوئے تھے ان کا کفارہ ساٹھ روزے ہوں گے یا فی روزہ ساٹھ کے حساب سے ۱۲۰ ہوں گے۔

الجواب:۔ عید الاضحیٰ کے دن اور تین دن اس کے بعد تیرہ تاریخ تک روزہ نہ رکھنا چاہئے اور اس فاصلہ کی وجہ سے متواتر روزوں میں فرق آوے گا۔ لہذا کفارہ میں جو پہلے روزے رکھے گئے ہیں وہ شمار نہ ہوں گے۔ ۱۳ تاریخ ذی الحجہ کے بعد ۱۴ تاریخ سے پھر روزے رکھنے چاہئے اس وقت سے ساٹھ روزے متواتر رکھنے سے ایک روزہ کا کفارہ ادا ہوگا۔ آپ کو کفارہ کے لئے ایسے وقت میں روزے رکھنے شروع کرنے چاہئیں تھے کہ درمیان میں عید نہ آتی۔ اب جو روزہ آپ کے عید سے پہلے ہوں گے وہ کفارہ میں شمار نہ ہوں گے کیونکہ کفارہ میں ساٹھ روزے متصل ہونا ضروری ہیں۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک روزہ کا کفارہ ساٹھ روزے برابر ایک دفعہ رکھ لئے جائیں اور اس کے بعد کچھ توقف کیا جائے اور کچھ دنوں روزہ شروع نہ کیا جائے۔ پھر دوسرے روزہ کا کفارہ شروع کیا جائے اور ساٹھ روزے متواتر رکھے جاویں[1]۔ اور ایک دفعہ ہی ایک سو بیس روزے برابر رکھے جائیں تو یہ بھی درست ہے الغرض یہ ضروری ہے کہ ساٹھ روزوں کے درمیان میں کسی دن افطار نہ ہو اور کوئی

---

[1] ولو تکرر فطرہ ولم یکفر للاول یکفیه واحدة ولو فی رمضانین عند محمد وعلیه الاعتماد (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۵۱ ج ۲) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ دونوں کے لئے ایک کفارہ کافی ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

روزہ درمیان میں قضا نہ ہو[1]۔ فقط۔

کفارہ صوم کی اگر طاقت نہ ہو تو کیا کرے

سوال (۱۹۲) کفارہ صوم میں اگر طاقت دو ماہ کے روزوں کی نہ رکھتا ہو کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ کفارہ صوم میں اگر دو ماہ کے روزوں کی پے درپے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مساکین کو دو وقت کھانا کھلادے یا ہر ایک مسکین کو ساٹھ میں سے بقدر فطرہ گندم وغیرہ یا اس کی قیمت دیدے یہ بھی جائز ہے کہ ایک مسکین کو ساٹھ دن تک دونوں وقت کھلاتا رہے[2]۔ فقط۔

کفارہ واجب ہے مگر روزے کی طاقت نہیں تو کیا فدیہ دے سکتا ہے

سوال (۱۹۳) ایک شخص کے ذمہ چند رمضان کے کفارے ہیں جو باغوائے شیطانی اسکے ذمہ ہوئے۔ ہر ایک کے لئے پیہم دو ماہ روزے رکھنے کی بوجہ کمزوری جسم اس میں طاقت نہیں، البتہ مسکینوں کو فدیہ کفاروں کا دینے پر آمادہ ہے اور وہ بھی طالبعلم مدرسہ دیوبند کو، پس ایک کفارہ کے لئے کس قدر روپیہ بھیجے۔

الجواب:۔ ایک روزے کا کفارہ ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا یا ہر ایک مسکین کو نصف صاع گندم یعنی پونے دو سیر گندم بوزن انگریزی

---

[1] صام شہرین متتابعین قبل المسیس لیس فیہما رمضان وایام نہی عن صومہا وکذا کل صوم شرط فیہ التتابع فان افطر بعذر کسفر ونفاس بخلاف الحیض الخ استانف الصوم الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الکفارۃ ص۷۹۹ ج۲) ظفیر۔ [2] کفارۃ الفطر وکفارۃ الظہار واحدۃ وہی عتق رقبۃ مومنۃ او کافرۃ فان لم یقدر علی العتق فعلیہ صیام شہرین متتابعین وان لم یستطع فعلیہ اطعام ستین مسکینا، کل مسکین صاعا من تمر او شعیر او نصف صاع من حنطۃ الخ (عالمگیری مصری ص۲۰۱ ج۱) ظفیر۔

یا اس کی قیمت دینا۔ پس اگر قیمت سے کفارہ ادا کرے تو ایک روزے کا کفارہ ؟ بیس انیس روپے کے ہوتا ہے لیکن یہ روزہ رمضان کا رکھ کر توڑا جاوے اس کا کفارہ اس قدر ہے۔ اور اگر رمضان شریف کے روزے رکھے ہی نہیں ہیں تو تیس روزہ کی قضا تیس روزے ہی لازم ہیں اور فدیہ دینا درست نہیں ہے[1]۔ فدیہ کا حکم اس وقت ہے کہ شیخ فانی ہو یا ایسا بیمار ہو کہ اچھے ہونے کی امید نہ ہو۔ وہ فدیہ

---

[1] وان جامع المكلف آدميا مشتهى فى رمضان اداء او جومع وتوارت الحشفة فى احد السبيلين انزل اولا، او اكل او شرب غذاء الخ او دواء الخ عمداً الخ قضى، فى الصور كلها وكفر الخ ككفارة المظاهر (درمختار) قوله وان جامع الخ شروع فى القسم الثالث وهو ما يوجب القضاء والكفارة وحده بما قيد بما يأتى من كونه عمدا الا مكرها ولم يطرأ مبيح لحيض ومرض بغير صنعه وبما اذا نوى ليلا قوله ككفارة المظاهر اى مثلها فى الترتيب فيعتق اولا فان لم يجد صام شهرين متتابعين فان لم يستطع اطعم ستين مسكينا ردالمحتار باب ما يفسد الصوم ص $\frac{127}{2}$ و ص $\frac{150}{2}$) اطعم ستين مسكين الخ كالفطرة قدرا او مصرفا او قيمة ذالك من غير المنصوص (درمختار) كالفطرة قدرا اى نصف صاع من بر او صاع من تمر او شعير الخ (ردالمحتار باب الكفارة ص $\frac{830}{2}$ و ص $\frac{832}{2}$) فی مسکین پونے دو سیر گندم کے حساب سے ساٹھ مسکینوں کے دو من پچیس سیر ہوتے ہیں۔ اس وقت بازار نرخ ۶۰ فی من کے حساب سے اس کی قیمت ؟ ہوتی ہے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ علیہ نے اپنے زمانے کے حساب سے قیمت لکھی ہے بہرحال قیمتیں بدلتی رہتی ہیں ۱۲ ظفیر۔

ادا کر سکتا ہے اور جس کے ذمہ روزے ہیں اور اس نے زندگی میں ادا نہیں کئے، تو بوقت مرض الموت اگر وہ وصیت کرے کہ میرے مال میں سے فدیہ روزوں کا ادا کیا جائے تو فدیہ اس کے مال میں سے ادا کیا جاوے گا۔ زندگی میں فدیہ دینا سوائے شیخ فانی کے دمریض لاعلاج کے اوروں کو دینا درست نہیں ہے[1]۔ فقط

---

[1] فان ماتوا فيه اى فى ذالك العذر فلا تجب عليهم الوصية بالفدية لعدم ادراكهم عدة من ايام اخر ولو ماتوا بعد زوال العذر وجبت الوصية الخ وقدر ق لزوما اى عنه عن الميت وليه الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار فصل فى العوارض المبيحة ص ۱۶۰ ج ۲) ظفير۔

آٹھواں باب

وہ صورتیں جن کی وجہ سے روزہ توڑنا یا نہ رکھنا درست ہے اور جن صورتوں میں فدیہ واجب ہوتا ہے

شیخ فانی اور بوڑھے ضعیف کی رعایت

سوال (۱۹۴۱) شیخ فانی یا بیمار بوڑھے ضعیف مایوس الحیات کو رمضان شریف کے روزوں کا فدیہ دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: جو شخص بوڑھا ضعیف شیخ فانی نہ ہو اس کو فدیہ دینا درست نہیں ہے اور اگر وہ فدیہ دے گا بھی تو پھر بھی روزوں کی قضا اس کے ذمہ لازم ہے۔ البتہ جو شخص شیخ فانی ہو وہ فدیہ ہر ایک روزے کا نصف صاع گندم یا اس کی قیمت دیوے[1] فقط

حاملہ عورت کی رضاعت کی مدت پوری نہ ہوئی تھی کہ پھر حمل ہو گیا یہ کیا کرے

سوال (۱۹۵) ایک حاملہ عورت بوجہ اندیشہ نقصان حمل روزہ رکھنے سے محروم رہی اور بعد وضع حمل بوجہ رضاعت کے معذور رہی اور رضاعت کی مدت پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ حمل پھر قرار پا گیا، اسی طرح پر تواتر قائم ہو گیا تو اب حاملہ روزہ کس طرح رکھے جب اس کا تواتر حمل قائم نہ رہے، اس وقت گذشتہ سالوں کے روزے رکھے یا کفارہ ادا کرے۔

الجواب: اگر حالت حمل میں اس کو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ہے یا بچہ کی

---

[1] وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی وجوبا الخ کالفطرۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار، فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ص ۱۶۳ ج ۲ و ص ۱۶۴ ج ۲) ظفیر۔

طرف سے اندیشہ ہے تو جس وقت اس کا تواتر حمل منقطع ہوا اسی وقت قضاء کرے[1]۔ فقط۔

دمہ کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکا اور اب بھی مرض ہے تو کیا کرے

سوال (۱۹۶) زید رمضان شریف میں بعارضہ کھانسی و دمہ مبتلا تھا، ایک روزہ رکھ کر پھر نہیں رکھ سکا، چنانچہ وہی مرض اب بھی ہے، اگر زید نو کو رساٹھ مساکین کو کھانا کھلا دے تو معافی رمضان شریف کے روزوں کی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: زید مریض بمرض مذکور کے ذمہ قضا، روزوں کی لازم ہے فدیہ دینا کافی نہیں ہے، یعنی قضاء اس سے ساقط نہ ہوگی بلکہ جس زمانہ میں وہ مرض نہ ہو اس وقت قضاء کرے اور فدیہ ایک روزہ کا ایک مسکین کو دونوں وقت کھانا کھلانا ہے یا بقدر صدقۂ فطر کے غلہ یا قیمت دینا۔ مگر یہ فدیہ شیخ فانی کے حق میں درست ہے، دیگر بیماروں کو قضاء روزہ کی کرنا لازم ہے۔ در مختار میں ہے وقضوا لزوماً ما قدروا بلا فدیۃ[2] الخ فقط

شدت مرض کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکا اور اسی میں فوت ہو گیا تو کیا حکم ہے

سوال (۱۹۷) زید بوجہ شدت مرض کے روزہ رمضان رکھنے سے معذور رہا اور اسی حالت بیماری میں انتقال ہو گیا۔ بوقت انتقال وصیت کی کہ اس رمضان کا فدیہ دے دینا۔ پس

---

[1] لمسافر سفراً شرعیاً او حامل او مرضع اما کانت او ظئراً علی الظاہر خافت بغلبۃ الظن علی نفسها او ولدها الخ الفطر، الخ وقضوا لزوماً ما قدروا بلا فدیۃ (درمختار) ای من تقدم حتی الحامل والمرضع وغلب الذکر تأنیثاً بضمیر ہم، الخ (رد المحتار فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ص $\frac{159}{2}$) ظفیر۔

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصوم، باب فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ص $\frac{160}{2}$ ۱۲ ظفیر۔

اس صورت میں آیا فدیہ دیا جاوے یا نہیں۔

الجواب: ان روزوں کا فدیہ دینا واجب نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار[1] فقط

کن عذروں کی وجہ سے روزہ توڑا جا سکتا ہے

سوال (۱۹۸) انسان کن کن عذرات سے بلا کفارہ روزہ توڑ سکتا ہے۔

الجواب: مرض اور سفر وغیرہ اور خوف زیادتی مرض وغیرہ اعذار کی وجہ سے روزہ توڑ سکتا ہے اور کفارہ نہیں آتا، اور بلا عذر رمضان کا روزہ رکھ کر توڑنا موجب کفارہ ہے لیکن وجوب کفارہ میں وہی شرط ہے جو عبارت مذکورہ بالا انما یکفر الخ میں مذکور ہے[2]۔

مسافر روزے کے بدلہ فدیہ دے دے اور قضا نہ رکھے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۹۹) مسافر نے سفر میں چند روزے نہیں رکھے اور فدیہ دیدیا، اگر ان روزوں کی قضا کرے تو اس پر کچھ گناہ تو نہیں ہے۔

الجواب: ان روزوں کی بعد میں قضا کرنا ضروری ہے۔ فدیہ کافی نہیں ہے جیسا کہ آیت فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ[3] سے ثابت ہے۔

---

[1] فان ماتوا فيه اى فى ذلك العذر فلا تجب عليهم الوصية بالفدية لعدم ادراكهم عدة من ايام اخر (الدر المختار على هامش رد المحتار فصل فى العوارض المبيحة لعدم الصوم ص ۱۶۰ ج ۲) ظفير [2] ومنها السفر الذى يبيح الفطر الخ ومنها المرض المريض اذا خاف على نفسه التلف او ذهاب عضو يفطر بالاجماع وان خاف زيادة العلة وامتداده فكذلك عندنا الخ ومنها حبل المرأة وارضاعها الخ ومنها الحيض والنفاس الخ ومنها العطش والجوع كذلك اذا خيف منها الهلاك او نقصان العقل الخ ومنها كبر السن فالشيخ الفاني الذى لا يقدر على الصيام يفطر ويطعم لكل يوم مسكينا (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب خامس ص ۱۹۳ ج ۱ وص ۱۹۴ ج ۱) ظفير [3] سورة البقرة - رکوع ۲۳۔

اگر روزہ رکھے تو اس وقت تو گنہگار نہ ہوگا کیونکہ یہ کفران نعمت ہے یا نہیں۔ روزہ کے متعلق کیا حکم ہے۔ اگر سفر میں روزہ رکھے تو ثواب ہوگا یا نہ۔

الجواب: روزہ کے لئے سفر میں یہ حکم ہے کہ بعد میں قضا ان روزوں کی کرلو جو سفر میں نہ رکھے ہوں فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ[1] نماز کے لئے حدیث شریف میں یہ حکم آگیا ہے کہ اس تخفیف کو قبول کرو لہٰذا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ امر کو وجوب کے لئے لیتے ہیں کہ قصر کرنا نماز میں ضروری فرماتے ہیں اور روزے کے لئے نص سے اختیار ثابت ہوتا ہے کہ چاہو رکھو، چاہو پھر قضا کرلو۔ اگر سفر سہولت کا ہے اور روزہ میں کچھ دشواری نہیں ہے تو بہتر روزے رکھنا ہے جیسا کہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ[2] در مختار میں ہے ویندب لمسافر الصوم لآیة وان تصوموا خیر لکم والخیر بمعنی البر لا افعل تفضیل ان لم یضرہ فان شق علیہ او علی رفیقہ فالفطر افضل لموافقة الجماعة الخ[3]۔ پس معلوم ہوا کہ سفر میں بحالت عدم مشقت روزہ رکھنے کی فضیلت اور خیریت خود خدا تعالیٰ نے فرمادی اور نماز میں قصر کرنے میں کفران نعمت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بھی حکم خدا تعالیٰ کا ہے۔ فقط۔

ایک دن کا سفر ہو تو روزہ افطار کرنا درست ہے یا نہیں

سوال (۲۱۳۱) ایک روز کے سفر میں بھی روزہ قضا کرسکتا ہے یا تین ہی روز کے سفر میں قضا کرسکتا ہے اور کم میں نہیں کرسکتا؟۔

---

[1] سورۃ البقرۃ، رکوع ۲۳

[2] ایضاً

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصیام ص ۱۶۰ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔اگر اس مرض سے صحت نہ ہوئی تھی جس میں روزے فوت ہوئے اور اسی مرض میں انتقال ہو گیا تو ان روزوں کی قضا لازم نہیں ہوئی نہ ان کا فدیہ ادا کرنا بھی لازم نہیں ہے[1]، البتہ نمازوں کا فدیہ وارثوں کو ادا کر دینا چاہئے۔ اگرچہ میت نے وصیت نہ کی ہو، امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ کفارہ نمازوں کا ہو جاویگا سات دن کی نمازیں ۴۲ ہوئیں مع وتر کے اور ہر ایک نماز کا فدیہ مثل صدقہ فطر کے پونے دو سیر گندم بوزن انگریزی یا ان کی قیمت دینی چاہئے[2]، اور روزوں کا فدیہ اگرچہ واجب نہیں ہے لیکن اگر دیا جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے، میت کو ثواب پہونچ جاوے گا اور فدیہ ایک روزہ کا مثل ایک نماز کے ہے۔ فقط۔

مرض شدید میں مبتلا جس کو صحت کی امید نہیں ہے، وہ کیا کرے

سوال (۲۰۳) ایک شخص کئی سال سے مرض شدید میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے تین سال سے متواتر رمضان المبارک کے روزے نہیں رکھ سکتا اور اس سال بھی روزے کی طاقت نہیں اور آئندہ بھی صحت کی امید نہیں، حالت دن بدن خراب ہوتی جارہی ہے، اب اس کی خواہش ہے کہ اپنی زندگی میں اگلے پچھلے تمام روزوں کا فدیہ ادا کرے۔ تو فرمائیے کہ وہ فدیہ فی روزہ کتنا ہونا چاہئے اور اس کی ادائی کی کیفیت کیا ہونی چاہئے۔ اگر تین سالی فدیہ اس طرح

---

[1] فان ماتوا فیه ای فی ذالك العذر فلا تجب علیهم الوصیة بالفدیة لعدم ادراکهم عدة من ایام اخر (الدر المختار علی هامش رد المختار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ص ۱۶۰ ج ۲) ۱۲ ظفیر

[2] اذا مات الرجل وعلیه صلوات فائتة فاوصی بان تعطی کفارة صلواته یعطی لکل صلاة نصف صاع من بر وللوتر نصف صاع .... من ثلث ماله الخ وفی فتاوی الحجة وان لم یوص لورثته وتبرع بعض الورثة یجوز الخ (عالمگیری مصری باب قضاء الفوائت ص ۱۱۷ ج ۱) ظفیر

ادا کر دے کہ نو مسکینوں محتاجوں کو کھانا پکوا کر دیدے تو درست ہے یا نہیں۔ کسی ایک محتاج کو دو یا دو سے زیادہ روزوں کا فدیہ ادا کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ہر ایک روزہ کے بدلہ نصف صاع گندم یعنی بوزن انگریزی پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت محتاج کو دے، اور اگر کھانا کھلا دے تو دو وقت کھلا دے حسب حیثیت جس قدر روزہ کھلا دے۔ غرض یہ کہ پیٹ بھر کر کھلا دے۔ تین سال کا فدیہ اگر ایک دن نو مسکینوں کو دونوں وقت بٹھا کر پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیوے تو فدیہ ادا ہو جاوے گا۔ اور ایک محتاج کو ایک دن میں ایک روزہ سے زیادہ کا فدیہ نہ دے۔ فقط۔[1]

معاش کے لئے جو محنت کرنا پڑتی ہے کیا اس کی وجہ سے روزہ رمضان چھوڑا جاسکتا ہے

سوال (۲۰۴) روزہ رمضان کہ فرضیت او مؤکد بالقرآن والحدیث و اجماع امت است بعذر کارہائے معاش ہمچو کشتکاری و خبازی و دیگر افعال شاقہ کہ در موسم گرما انسان را چنداں تشنگی می دہد، اکثر مردم کار نیز می کنند و روزہ نیز می دارند و بعض مردم کاہل روزہ نمی دارند و قضا بعد آں نمی شوند آیا گذاشتن روزہ بدیں عذر چہ حکم دارد۔

الجواب:۔ ازیں عذر ہا روزہ رمضان شریف قضا کردن درست نیست بلکہ لازم است کہ در رمضان المبارک ایں چنیں اعمال شاقہ نکند کہ نوبت قضا کردن روزہ

---

[1] فان عجز عن الصوم لمرض لا یرجی برؤہ او کبر اطعم ای ملک ستین مسکینا و لو حکما و لا یجزی غیر المراهق کالفطرۃ قدرا و مصرفا ای نصف صاع من بر او صاع من تمر او شعیر او دقیق او قیمۃ ذالک من غیر المنصوص و ان ارادا الاباحۃ فغداھم و عشاھم او غداھم و اعطاھم قیمۃ العشاء او عکسہ الخ و اشبعھم جاز الخ کما جاز لو اطعم واحدا ستین یوما لتجدد الحاجۃ و لو اباحۃ کل الطعام فی یوم واحد دفعۃ اجزاہ عن یومہ ذالک فقط الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الکفارۃ ص ۸۰۱ ج ۲ و ص ۸۰۲ ج ۲ و ص ۸۰۳ ج ۲) ظفیر

بس۔ قال . فی الدر المختار لا یجوز ان یعمل عملاً یصل به الی الضعف فیخبز نصف النهار ویستریح الباقی، فان قال لا یکفینی کذب باقصر ایام الشتاء فان اجهد الحر نفسه بالعمل حتی مرض فافطر ففی کفارته قولان[1] الخ۔ فقط

اسی سالہ بوڑھا جس میں روزہ کی طاقت نہ ہو وہ کیا کرے

سوال (۲۰۵) ایک شخص کی عمر تقریباً اسی سال سے زائد ہے اور پابند صوم وصلوٰۃ ہے۔ اس وقت اس میں صوم کی طاقت نہیں تو وہ رمضان میں افطار کرکے فدیہ دے سکتا ہے تو کس قدر دے۔ اگر شیخ فانی افطار کرے اور اس کے پاس سامان فدیہ نہیں ہے تو کیا کرے۔

الجواب:۔ شخص مذکور چونکہ عاجز ہے روزہ رکھنے سے فدیہ روزوں کا ادا کر سکتا ہے۔ ایک روزہ کا فدیہ مثل فطرہ کے ہے اور اگر فدیہ دینے کی طاقت نہ ہو تو یہ فرض اللہ کا اس کے ذمہ ہے جس وقت طاقت ہو اس وقت فدیہ ادا کرے یا بوقت مرنے کے وصیت کرے، یعنی اگر زندگی میں فدیہ ادا نہ کر سکے تو مرتے وقت وصیت

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده ص ۱۵۷ ج ۲ ۱۲ والذی ینبغی فی مسئلة المحترف حیث کان الظاهر ان ما مر من تفقهات المشائخ لا من منقول المذهب ان یقال اذا کان عنده ما یکفیه وعیاله لا یحل له الفطر لانه یحرم علیه السوال من الناس فالفطر اولی والا فله العمل بقدر ما یکفیه ولو اداه الی الفطر یحل له اذا لم یمکنه العمل فی غیر ذالك مما لا یؤدیه الی الفطر (رد المحتار باب ایضاً) قوله قولان قال الشرنبلالی صورته صائم اتعب نفسه فی عمل حتی اجهده العطش فافطر لزمته الکفارة وقیل لا وبه افتی البقالی، والظاهر وهو الذی فی الشرنبلالیة عن المنتقی ترجیح وجوب الکفارة

(رد المحتار باب ایضاً ص ۱۵۸ ج ۲) ظفیر

درد زہ کی وجہ سے افطار کرلیا تو کیا حکم ہے

سوال (۲۰۰) حالت صوم رمضان میں عورت حاملہ کو درد زہ ہوا تشنگی غالب ہونے پر روزہ افطار کر دیا اور قریب عصر کے وضع حمل بھی ہو گیا، اس صورت میں عورت پر کفارہ واجب ہوگا یا صرف قضاء۔

الجواب: اس صورت میں صرف قضاء اس روزہ کی لازم ہے کفارہ واجب نہیں ہے ثم انما یکفر ان نوی لیلاً ولم یکن مکرھا ولم یطرأ مسقط کمرض وحیض الخ درمختار[1]۔ اور ظاہر ہے کہ نفاس مثل حیض کے ہے مسقط صوم ہونے میں۔ فقط۔

دودھ پلانے والی عورت روزہ رکھے یا نہیں

سوال (۲۰۱) جو عورت بچے کو دودھ پلاتی ہو اس کو روزہ رکھنا چاہئے یا نہیں جب کہ عورت کمزور ہے۔

الجواب: اگر بچہ کی طرف سے یا اس عورت کی طرف سے اندیشہ ہو کہ عورت کے روزہ رکھنے کی وجہ سے بچہ ہلاک ہو جاوے گا یا عورت بوجہ ضعف کے ہلاک ہو جاوے گی یا اس کے دودھ نہ رہے اور بچہ ہلاک ہو جائے گا تو اس صورت میں عورت رمضان شریف میں روزہ افطار کرے .... بعد میں قضاء کرے کما فی الدرالمختار وحامل ومرضع خافت بغلبۃ الظن علی نفسہا او ولدہا الخ الفطر[2] الخ فقط۔

روزے قضا ہو گئے تھے کہ صحت کلی نہ ہوئی تو کیا کیا جائے

سوال (۲۰۲) ایک شخص فوت ہو گیا اس پر سات روز کی نمازیں بوجہ مرض کے فوت ہو گئی ہیں اور دو ماہ کے روزے قضا ہو گئے ہیں، مرض سے کافی صحت نہ ہونے کی وجہ سے معالج روزہ رکھنے سے روکتا رہا، اگر اس کے وارث اس کی طرف سے کفارہ ادا کریں تو

---

[1] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۵۱ / ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار فصل فی العوارض المبیحۃ ص ۱۵۹ / ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔

ایک بوڑھا جو کمزور ہے مگر روزہ رکھ سکتا ہے، اس کے لئے کیا حکم ہے

سوال (۲۰۷) زید ایک ایسا بوڑھا شخص ہے کہ اس کے ہوش و حواس و قوائے جسمانی سب درست ہیں، زید مذکور نے رمضان شریف کے ۲۶ روزے رکھے، ستائیسویں روزے کی نیت کی دو تین گھنٹہ گذرنے کے بعد اتفاقاً بکر آ گیا۔ زید نے بکر سے اپنے ضعف کی شکایت کی ایسی صورت میں کہ کسی قسم کی دقت درپیش نہ تھی، بکر نے اس بات پر زور دیا کہ تم کو روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ بکر کے کہنے سے زید نے افطار کر دیا تو زید پر کفارہ واجب ہے؟

الجواب:- سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ زید شیخ فانی نہیں ہے جس کو روزہ نہ رکھنا اور فدیہ روزوں کا دینا درست ہو، لہٰذا جس شخص نے اس کو روزہ نہ رکھنے کا حکم کیا اس نے سخت غلطی اور خطا کی اور یہ کہنا اس کا کہ تم کو روزہ رکھنا جائز نہیں ہے یہ اس کے جہل کی دلیل ہے۔ کیونکہ اگر شیخ فانی بھی رکھ لیوے تو ناجائز نہیں ہے غایت یہ ہے کہ اس کو افطار کرنا درست ہے۔ مگر زید شیخ فانی ہی نہیں ہے کہ اس کے لئے افطار کرنا درست ہو .... درمختار میں ہے: وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی الخ اور شامی میں لکھا ہے قولہ وللشیخ الفانی الذی فنیت قوتہ او اشرف علی الفناء ولذا عرفوہ بانہ الذی کل یوم فی نقص الی ان یموت[1] الخ اس سے معلوم ہوا کہ زید پر شیخ فانی کی تعریف صادق نہیں آتی۔ پس زید پر اس صورت میں کفارہ واجب ہے اور بکر گنہگار ہوا جس نے اس کا

(بقیہ حاشیہ از صفحہ ۴۶۸) بلکہ شیخ کے لئے بھی حکم ہے کہ بعد میں وہ اگر روزہ رکھنے پر قادر ہو جائیگا قضا کرے گا، شیخ فانی کے حکم کے بعد مذکور ہے ومتی قدر قضی لان استمرار العجز شرط الخلفیۃ (درمختار) قولہ متی قدر ای الفانی الذی افطر وفدی (ردالمحتار فصل العوارض المبیحۃ ص ۱۶۴ ج ۲) ظفیر۔

[1] ردالمحتار فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ص ۱۶۳ ج ۲ ظفیر۔

روزہ افطار کرایا، وہ توبہ کرے اور آئندہ ایسا حکم کسی کو بلا علم کے نہ بتلا دے۔ فقط

جان کنی کی حالت میں روزہ

(سوال) اگر کوئی روزہ دار جانکنی کے عالم میں ہو تو اس کو روزہ افطار کرا کر شربت دینا چاہیے یا نہیں۔

الجواب:۔ ایسی حالت میں روزہ افطار کرا دینا چاہیے اور شربت وغیرہ دینا چاہیے۔

شیخ فانی کی تعریف

سوال (۲۰۸۰) شیخ فانی کس عمر میں ہو جاتا ہے؟۔

بوجہ کمزوری روزہ نہ رکھ سکتا ہے تو کیا کرے

سوال (۲۰۸۱) بوجہ کمزوری کے روزہ رمضان شریف تو بہ تکلف ادا کئے لیکن گذشتہ چند سالوں کے ادا کرنے کی طاقت نہ ہونے سے فدیہ دے سکتا ہے یا نہ؟ اگر رکھنا چاہے تو بہ ترتیب ادا کرے یا متواتر ادا کرنے ہوں گے؟

الجواب:۔ (۱) شیخ فانی اس قدر بوڑھا ہو کہ اس میں بالکل قوت نہیں رہی اور قریب موت کے پہنچ گیا ہے۔ عمر کی کوئی تحدید نہیں ہے، قوت و عدم قوت پر مدار ہے[1]۔

(۲) جب تک روزہ رکھ سکے اگرچہ بتکلف ہو، روزہ رکھے، قضاء کے روزے متواتر رکھنے کی ضرورت نہیں ہے، متفرق رکھے۔ فدیہ دینا اس وقت تک کافی نہیں ہے جب تک بالکل طاقت روزہ رکھنے کی نہ رہے اور کسی طرح روزہ نہ رکھ سکے[2]۔ فقط۔

---

[1] وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی وجوبا الخ (درمختار) قوله العاجز عن الصوم ای عجزا مستمرا کما یاتی. اما لو لم یقدر علیه لشدة الحر کان له ان یفطر ویقضیه فی الشتاء نہر (ردالمحتار ص ۱۶۳ ج ۲ کتاب الصوم)

[2] ایضاً ۱۲ ظفیر۔

ماہ رمضان المبارک کے روزہ کا فدیہ

سوال (۲۱۰) ماہ رمضان المبارک کا فدیہ ایک آدمی کا کس قدر ہوتا ہے؟ اور میزان و فارسی پڑھنے والوں کو اگر فدیہ دیا جاوے تو اس میں ثواب ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب:- ایک ماہ رمضان کا فدیہ اسی کے وزن ۵۲ ½ سیر گندم ہوتے ہیں۔ ایک روزہ کا فدیہ پونے دو سیر ہے، اسی کے وزن سے۔ اور اس وقت قیمت ۵۲ سیر گندم کی تقریباً ... ہوتے ہیں۔ میزان اور فارسی پڑھنے والوں کو فدیہ دینے میں ثواب ضرور ہے، مگر حدیث پڑھنے والوں کو دینے میں زیادہ ثواب ہے۔[1] فقط۔

حالت روزہ میں شدت پیاس سے فوت ہوگیا مگر روزہ افطار نہ کیا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں

سوال (۲۱۱) ایک شخص حالت صوم میں شدت پیاس اور بھوک سے فوت ہوگیا ہے اس کو یہ کہا گیا کہ ایسی حالت میں شرع نے اجازت افطار کی دی ہے لیکن اس نے نہ مانا اور فوت ہوگیا، اس کے جنازہ کے جواز و عدم جواز کا جواب مع حوالہ کتب تحریر فرمائیے۔

الجواب:- اس صورت میں اگر حالت صوم میں وہ شخص فوت ہوگیا تو ماجور ہے (یعنی اجر و ثواب پائے گا) عاصی نہیں ہوا۔ پس اس کے جنازہ کی نماز کے جواز میں کچھ شبہ نہیں ہو سکتا ہے۔[2] فقط

سفر میں روزہ رکھنا کیسا ہے

سوال (۲۱۲) جس طرح نماز میں قصر ہے اسی طرح روزہ میں بھی ہے یا نہیں۔ یعنی اگر سفر میں پوری نماز پڑھے تو گنہگار ہے کیونکہ کفران نعمت ہے

---

[1] وفی سبیل اللہ وهو منقطع الغزاة وقیل الحاج وقیل طلبة العلم وفسر بجمیع القرب الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ص ۸۳ ج ۲) ظفیر۔

[2] رد المحتار فصل فی العوارض ص ۱۵۸ میں ہے ویجب لو صابروا مثله ... حقوق اللہ تعالیٰ کما فساد صوم وصلوٰۃ الخ فقط۔

بل ھو غلبۃ ظن عن امارۃ او تجربۃ او باخبار طبیب مسلم الخ. غیر ظاھر الفسق کذا فی فتح القدیر۔ وفی البحر الرائق المریض فشمل ما اذا مرض قبل طلوع الفجر او بعدہ بعد ما شرع الخ بحر الرائق[1] (مطبوعہ مصر) افطار اپنے معنی کے لحاظ سے شروع نہ کرنے اور شروع کرکے توڑ دینے دونوں پر صادق ہے۔ مسئولہ صورت میں افطار کے بھی دوسرے معنی ہیں۔ مریض کو اگر مرض کی زیادتی کا خوف ہے تو وہ افطار کرسکتا ہے۔ یعنی شروع کرنے کے بعد اس کو فسخ کر دینے کا اختیار ہے۔ فقہ کی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ مسافر کو روزہ افطار کرنے کی اجازت ہے یعنی اس کے لئے جائز ہے کہ بحالت سفر روزہ نہ رکھے۔ یہ معنی نہیں کہ رکھنے کے بعد توڑ سکتا ہے یہاں افطار کا لفظ اپنے پہلے معنی یعنی شروع نہ کرنے پر بولا گیا ہے، حاصل یہ کہ افطار کا لفظ عام ہے۔ شروع نہ کرنے اور شروع کرنے کے بعد افطار کرنے پر بولا جاتا ہے۔ فقط۔

سوال (۲۲۸) ایک عورت جس کی | دودھ پلانے والی عورت کے لئے افطار درست ہے

گود میں تین مہینہ کی بچی ہے اور روزہ بہت کم ہے اور سحری کا کھانا ھضم نہیں ہوتا وہ روزے رمضان کے افطار کرسکتی ہے یا نہیں۔ اور پھر قضاء متواتر رکھنا ضروری ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس عورت کے لئے روزوں کا افطار کرنا درست ہے اگر بعد میں قضاء کرنا ضروری ہے، جس وقت بچی بڑی ہو جاوے اور اس کا دودھ چھوٹ جاوے اس وقت قضاء کرے۔ بہرحال غرض یہ ہے کہ جس وقت اتنی طاقت آجاوے کہ روزہ رکھ سکے اس وقت قضاء کرے فدیہ کافی نہ ہوگا۔ اور روزوں کی قضاء کا متواتر

---

[1] عالمگیری مصری کتاب الصوم باب خامس ص ۱۹۳ ج ۱ ۱۲ ظفیر [2] البحر الرائق ص ۳۰۳ ج ۲ ۔ [3] ومنھا حبل المرأۃ وارضاعھا الحامل والمرضع اذا خافتا علی انفسھما او ولدھا افطرتا وقضتا ولا کفارۃ علیھما کذا فی الخلاصۃ (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب خامس ص ۱۹۳ ج ۱) ظفیر۔

الجواب :- تین دن کا سفر ہو جب ہی روزہ افطار کرنا مسافر کو درست ہے اس سے کم کے سفر میں روزہ افطار کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ نماز قصر کرنا تین دن سے کم سفر میں درست نہیں ہے۔ درمختار میں ہے لمسافر سفراً شرعیاً ولو بمعصیة الخ[1]

روزہ کی وجہ سے موت واقع ہوئی اور افطار نہیں کیا، کیا حکم ہے

سوال (۲۱۴) ایک شخص صائم صوم رمضان میں مضطر ہو گیا، لیکن روزہ افطار نہ کیا اور روزہ کی حالت میں فوت ہو گیا۔ اس صورت میں اس کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب :- شامی میں ہے کہ صائم اگر مضطر ہوا اور روزہ افطار نہ کیا تو ماجور ہے ویوجر لو صبر ومثله سائر حقوقه تعالیٰ کافساد صوم الخ صـ۱۱۵ - کتاب الصوم[2] جلد ثانی - فقط

بوڑھا دائم المرض رمضان میں کیا کرے

سوال (۲۱۵) جو شخص پچاس پچپن برس کی عمر میں ہو اور دائم المریض ہو اور روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو اس میں شرع شریف کا کیا حکم ہے

الجواب :- ایسے مریض کے لئے حکم یہ ہے کہ اگر رمضان شریف میں روزہ نہ رکھ سکے تو اس وقت نہ رکھے بعد میں جب صحت ہو اور طاقت روزہ کی ہو روزوں کی قضا کرے، ہمت روزوں کی نہ ہونا افطار کرنے کو جائز نہیں کرتا بلکہ درحقیقت اس میں طاقت روزہ کی نہ ہو اور کسی طرح روزہ نہ رکھ سکتا ہو یا ازدیاد مرض کا خوف ہو اس وقت افطار کرنا درست ہوتا ہے اور پھر قضا لازم ہوتی ہے[3] اور فدیہ کا حکم خاص

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار، فصل العوارض المبیحة لعدم الصیام صـ۱۵۸ ج۲ - ۱۲ ظفیر۔

[2] رد المحتار کتاب الصوم - فصل فی العوارض المبیحة صـ۱۵۸ ج۲ - ۱۲ ظفیر۔

[3] او مریض خاف الزیادة لمرضه وصحیح خاف المرض الخ الفطر یوم العذر الخ قضوا لزوماً ما قدروا بلا فدیة (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصوم، فصل فی العوارض المبیحة صـ۱۵۹ ج۲ و صـ۱۶۰ ج۲) ظفیر

شیخ فانی کے لئے ہے اس میں شخص مذکور داخل نہیں[1]۔ فقط۔

بوڑھا ذیابیطس میں گرفتار رمضان میں کیا کرے
سوال (۲۱۶) جب کہ زید کی عمر ۵۸ برس کی ہے اور وہ کئی سال سے مرض ذیابیطس میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے کمزوری نقاہت روز افزوں ہے اور بوجہ غلیان تشنگی جو اس مرض میں بہ شدت ہوا کرتی ہے روزہ رکھنا دشوار ہے، خصوصاً سخت گرمی کے موسم میں۔

الجواب:- ایسے مریض پر کہ وہ روزہ نہ رکھ سکے بوجہ ضعف و مرض کے افطار کرنا یعنی روزہ نہ رکھنا رمضان شریف میں درست ہے لیکن جب تک توقع صحت کی ہو فدیہ دینا کافی نہیں ہے بلکہ بعد صحت کے قضاء لازم ہے، پھر اگر صحت کی امید نہ رہے اور مرض کا ازالہ نہ ہو تو ان روزوں کا فدیہ دیدے۔ ہر ایک روزے کا فدیہ مثل صدقۂ فطر کے ادا کرے۔ درمختار میں ہے او مریض خاف الزیادۃ لمرضه الخ الفطر الخ وقضوا لزوماً ما قدروا بلا فدیة الخ وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی وجوباً[2] الخ وفی الشامی عن القهستانی عن الکرمانی المریض اذا تحقق الیاس من الصحة فعلیه الفدیة لکل یوم[3]۔ فقط

مرض ضیق میں مبتلا رمضان میں کیا کرے
سوال (۲۱۷) زید کو مرض ضیق شدید ہے تمباکو نوشی کی طرح ایک دوا کا دخان سینہ میں بار بار کشید کرنے سے بلغم خارج ہو کر

---

[1] وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی وجوبا (درمختار) للشیخ الفانی ای الذی فنیت قوته او اشرف علی الفناء ولذا عرفوه بانه الذی کل یوم فی نقص الی ان یموت الخ (رد المحتار ایضاً ص ۱۶۳ ج ۲) ظفیر۔

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ص ۱۵۹ ج ۲ وص ۱۶۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

[3] رد المحتار کتاب فصل ایضاً ص ۱۶۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

دم درست آتا ہے ورنہ سخت مصیبت ہوتی ہے، اور کوئی دوا مفید نہیں، یہ مجرب ہے۔ دن میں کئی دفعہ بار بار کشیدہ دخان مفسد صوم کی نوبت آتی ہے۔ غرض روزہ نہیں رکھ سکتا، زید جوان ہے دواپیتا رہتا ہے تو تن درست رہتا ہے سب کام کرتا ہے کیا فدیہ صوم کافی ہے۔

الجواب:- فدیہ دینا اس کو کافی نہیں ہے جس وقت دورۂ ضیق نہ ہو قضاء کرے، کذا فی الدر المختار[1] وغیرہ فقط۔

عالت تردد میں جب نماز قصر کرتا ہے تو روزے میں کیا کرے

سوال (۲۱۸) جو لوگ حالت تردد میں قصر نماز پڑھتے ہیں ان کو رمضان شریف میں روزہ قضا کرنا جائز ہے یا نہ؟

الجواب:- مسافر کو جب تک وہ کسی جگہ پندرہ دن قیام کی نیت نہ کرے اور تردد میں ہو، نماز قصر کرنا چاہئے اور روزہ کو بھی وہ افطار کر سکتا ہے بعد میں قضا کرے۔ غرض جس حالت میں نماز قصر جائز ہے۔ روزہ کا افطار کرنا بھی درست ہے[2]۔ فقط۔

بخار شدید میں افطار کی اجازت ہے یا نہیں

سوال (۲۱۹) روزہ کی حالت میں اگر بخار شدید ہو اور تشنگی کی وجہ سے صائم مضطر اور بے قرار ہو تو ایسی حالت میں روزہ افطار

---

[1] او مریض خاف الزیادة لمرضه وصحیح خاف الضعف بغلبة الظن بامارة او تجربة الخ الفطر الخ وقضوا لزوما ما قدروا بلا فدية (الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ص ۱۶۹ ج ۲ و ص ۱۶۰ ج ۲) ظفیر

[2] لمسافر سفراً شرعیاً ولو بمعصية الخ الفطر الخ وقضوا لزوماً (در مختار) قوله سفراً شرعیاً ای مقدراً فی الشرع لقصر الصلوٰة ونحوها (رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة ص ۱۵۸ ج ۲ و ص ۱۶۰ ج ۲) ظفیر۔

کرے کہ میرے ترکہ میں سے فدیہ روزوں کا ادا کیا جاوے[1]۔ فقط

جس میں روزہ کی طاقت نہیں ہے وہ کیا کرے

سوال (۲۰۶) ایک شخص دیکھنے میں ایسا تندرست جوان اور تندرست ہے اور کسی قسم کی علالت ظاہرہ اس کو نہیں ہے مگر کمزور بہت ہے اور رمضان شریف کا روزہ اس سے نہیں رکھا جاتا، روزہ رکھنے سے اس کو بہت کمزوری ہوتی ہے، اگر وہ روزہ ترک کر دے گا تو گنہ گار ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ مسئلہ یہ ہے کہ شیخ فانی کو روزہ نہ رکھنا اور فدیہ دینا درست ہے۔ اور شیخ فانی کے یہ معنی ہیں کہ اس کی قوت فنا ہوگئی ہو اور روزہ کی طاقت نہ ہو پس اگر وہ شخص خلقتاً ایسا ضعیف و کمزور ہے کہ کسی طرح روزہ نہیں رکھ سکتا تو اس کو درست ہے کہ روزہ نہ رکھے اور فدیہ دے دیوے۔ درمختار میں ہے وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی وجوباً الخ اور شامی میں ہے قوله وللشیخ الفانی الخ: ای الذی فنیت قوته او اشرف علی الفناء الخ[2]۔ فقط

---

[1] وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی وجوباً ولو فی اول الشهر وبلا تعدد کالفطرة لو موسراً والا فیستغفر الله هذا اذا کان الصوم اصلاً بنفسه الخ ومتی قدر قضی (درمختار) وقوله ویفدی ای وجوباً لان عذره لیس بعرضی للزوال حتی یصیر الی القضاء فوجبت الفدیة نهر ثم عبارة الکنز وهو یفدی اشارة الی انه لیس علی غیره الفداء لان نحو المرض والسفر فی عرضة الزوال فیجب القضاء وعند العجز بالموت تجب الوصیة بالفدیة (رد المحتار فصل العوارض المبیحة لعدم الصوم ص ۱۶۳ ج ۲) ظفیر۔

[2] دیکھئے رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ص ۱۶۳ ج ۲ ۱۲۔ لیکن اگر وہ ایسا نہیں ہے بلکہ عارضی طور پر مرض کی وجہ سے ایسا ہے تو افطار کی اجازت ہے اور بعد صحت قضا واجب ہے۔ او مریض خاف الزیادة لمرضه وصحیح خاف المرض الخ الفطر یوم العذر الخ وقضوا لزوماً ما قدروا بلا فدیة وبلا ولاء (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة (بقیہ بر صفحہ ۴۲۶)

کر دیا جاوے ورنہ نہیں[1]۔ فقط۔

عمر رسیدہ فدیہ کی طاقت نہ رکھتا ہو تو کیا حکم ہے

سوال (۲۲۲) ایک شخص جس کی عمر ستر برس کی ہے، وہ بوجہ امراض کے بہت کمزور ہوگیا ہے۔ اب ایک برس سے اسکو کوئی مرض نہیں لیکن طاقت روزے کی نہیں ہے اور بوجہ مسکنت فدیہ دینے سے مجبور ہے، اب اس شخص کو کیا کرنا چاہئے۔

الجواب:- شیخ فانی جو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھے اس کو فدیہ دینا لازم ہے اور فدیہ اس کے ذمہ دَین ہے۔ جس وقت ہو ادا کرے ورنہ مرتے وقت وصیت کرے کہ اس کے ورثا اس کے ترکہ میں سے فدیہ دیویں[2]۔ فقط

بیمار جو اسی بیماری میں مرگیا تو اس پر فدیہ ہے یا نہیں

سوال (۲۲۳) ایک شخص رمضان میں بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے سے معذور رہا اور بعد رمضان بھی چھ سات ماہ تک بیمار رہ کر فوت ہوگیا۔ اس کے ذمہ ان روزوں کا فدیہ دینا واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:- اسکے ذمہ ان روزوں کا فدیہ لازم نہیں ہوا، کذا فی الدر المختار وغیرہ[3]۔ فقط

---

[1] او مریض خاف الزیادۃ لمرضہ وصحیح خاف المرض الخ بغلبۃ الظن بامارۃ او تجربۃ و باخبار طبیب حاذق مسلم الخ الفطر الخ وقضوا لزوما (الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ص $\frac{159}{2}$ ج) ظفیر

[2] وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی وجوبا (در مختار) وعند العجز بالموت تجب الوصیۃ بالفدیۃ (رد المحتار فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ص $\frac{163}{2}$ ج) ظفیر

[3] او مریض خاف الزیادۃ لمرضہ الخ الفطر الخ فان ماتا فیہ ای فی ذالک العذر فلا تجب علیہم الوصیۃ بالفدیۃ لعدم ادراکہم عدۃ من ایام اخر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ص $\frac{159}{2}$ ج و ص $\frac{160}{2}$ ج) ظفیر عفر اللہ ذنبہ۔

روزے رکھنے سے جو بیمار ہو جاتا ہے وہ کیا کرے

سوال (۲۲۴) ایک شخص صوم و صلوٰۃ کا پابند ہے، لیکن رمضان شریف شروع ہوتے پر تین چار روزے رکھنے سے فوراً بیمار ہو جاتا ہے غریب آدمی عیالدار ہے، دوا وغیرہ کرنے کی یا مساکین کو کھانا کھلانے کی طاقت نہیں رکھتا اور اگر جاڑوں میں بھی روزہ کی قضا کرتا ہے تب ویسا ہی بیمار قریب المرگ ہو جاتا ہے، اس صورت میں اس کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب :۔ ایسے مریض کے لئے جو روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو اور ہمیشہ رمضان شریف کے روزے رکھنے سے یا قضاء کرنے سے اس کا مرض بڑھتا ہو اور کسی طرح روزہ نہ رکھ سکتا ہو، فدیہ دینا فقہاء نے جائز لکھا ہے۔ کذا فی الدر المختار والشامی[1]۔ فقط۔

زچہ یا کمزور عورت روزے کے بدلے فدیہ دیدے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۲۵) زچہ یا کمزور عورت جو روزہ نہ رکھ سکے فدیہ دیدے تو جائز ہے یا نہ؟۔

الجواب :۔ اس صورت میں فدیہ دینا کافی نہیں ہے۔ اگر فدیہ دے دیا اور پھر صحت ہو گئی اور قوت آ گئی تو اس روزہ کی قضا کرنا لازم ہے[2]۔ فقط۔

بیماری کی وجہ سے جو روزہ قضا ہوا، اس کا کفارہ

سوال (۲۲۶) زید پارسال رمضان المبارک میں سخت علیل ہو گیا، مسلمان معالج نے روزہ رکھنے سے زید کو منع کر دیا۔ چنانچہ اس نے پورے ماہ کے روزے نہیں رکھے، بعد اختتام ماہ مبارک بھی زید کی صحت قابل اطمینان

---

[1] ومثلہ ما فی القہستانی عن الکرمانی، المریض اذا تحقق الیاس من الصحۃ فعلیہ الفدیۃ لکل یوم من المرض (ردالمحتار فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ص ۱۶۳ ج ۲) ظفیر۔

[2] والحامل والمرضع اذا خافتا علی انفسہما او ولدیہما افطرتا وقضتا دفعا للحرج ولا کفارۃ علیہما لانہ افطار بعذر ولا فدیۃ علیہما (ہدایہ، باب ما یوجب القضاء والکفارۃ فصل ص ۲۰۳ ج ۲) ظفیر۔

نہیں رہی، اب پھر ماہ مبارک قریب ہے اور امسال بھی روزہ رکھنے کی ممانعت ہے گزشتہ روزوں کا کفارہ کس طور پر ادا کیا جاوے اور اب کے رمضان میں کیا شکل اختیار کی جاوے جس سے روزہ کا کفارہ ادا ہوتا رہے۔

الجواب:- زید کو فدیہ روزوں کا دینا اس صورت میں درست نہیں ہے بلکہ انتظار صحت کرے اور بوقت صحت روزوں کی قضا کرے اور اگر فدیہ روزوں کا دیوے گا تو وہ تبرع ہوگا اور صدقہ نفلی ہوگا، جو زید تندرست ہونے کے قضا روزوں کی اس کے ذمہ لازم ہوگی۔ لیکن آخر حیات تک اگر وہ روزوں کی قضا نہ کر سکے تو اس کو وصیت ادائے فدیہ کی کرنی چاہئے تاکہ بعد وفات اس کے مال میں سے فدیہ ادا کیا جاوے درمختار میں ہے لمسافر او حامل او مرضع او مریض الفطر یوم العذر الا السفر وقضوا لزوماً ما قدروا بلا فدیة فان ماتوا فیه ای فی ذالک العذر فلا تجب علیهم الوصیة بالفدیة ولو ماتوا بعد زوال العذر وجبت الوصیة ای بالفدیة بقدر ادراکهم عدة من ایام اخر[1]۔ فقط۔

بیمار جس کے لئے طبیب کا حکم ہو کہ دوا ضرور پئے وہ افطار کر سکتا ہے یا نہیں

سوال (۲۲۷) اگر بیمار نے روزہ رکھ لیا ہو اور صحت وتندرستی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اور طبیب کی رائے ہو کہ وہ دوا ضرور پئے تو وہ روزہ افطار کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- ایسے مریض کو افطار صوم کی شرعاً اجازت ہے، مریض کا غلبہ ظن یا طبیب مسلم کا خبر دینا اس شرعی رخصت کے لئے کافی ہے۔ فتاوی عالمگیریہ میں ہے ومنها المرض المریض اذا خاف علی نفسه التلف او ذهاب عضو یفطر بالاجماع وان خاف زیادة العلة وامتداده فکذلک عندنا وعلیه القضاء اذا افطر کذا فی المحیط ثم معرفة ذالک باجتهاد المریض والاجتهاد غیر مجرد الوهم

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ص ۱۵۹/۲ و ص ۱۶۰/۲۔ ظفیر

کر دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر خوف ہلاکت یا زوال عقل ہو تو ایسی حالت میں افطار کرنا درست لکھا ہے۔ اور نیز اگر کسی طرح وہ روزہ نہیں پورا کر سکتا اور عاجز ہے تو بھی افطار کر سکتا ہے[1]۔ فقط۔

شدید پیاس ہو تو روزہ افطار کر سکتا ہے یا نہیں

سوال (۲۲۰) اگر پیاس شدید ہو تو روزہ چھوڑنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ رمضان شریف کے روزے میں اگر پیاس اس درجہ شدید ہو کہ خوف ہلاکت یا نقصان عقل ہو تو افطار جائز ہے اور اس صورت میں فتویٰ مفتی کا (دربارہ افطار) جائز ہے اور جو شخص یہ کہے کہ بلا کفارہ مفتی کے پیچھے نماز جائز نہیں، وہ خطا پر ہے اور قول اس کا غلط ہے[2]۔ فقط۔

بیمار افطار کر سکتا ہے یا نہیں

سوال (۲۲۱) نیاز مند بعارضہ گرمی و بخار شدید بیمار ہے لیکن کسل و گرانی اعضاء حتی کہ نماز میں اٹھنا بیٹھنا متعذر ہو جاتا ہے۔ کیا اس حالت میں افطار جائز ہے۔

الجواب:۔ آپ کے جو مرض کی حالت ہے اس میں طبیب حاذق مسلم کی رائے کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ اگر طبیب روزہ کو مضر بتلا دے تو ترک

---

[1] لمسافر الخ او مریض خاف الزیادة لمرضه وصحیح خاف المرض الخ الفطر (در مختار) خاف الزیادة او ابطاء البرء او فساد عضو او وجع العین الخ (رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة ص ۱۵۹ ج ۲) ظفیر

[2] قد ذکر المصنف منها خمسة وبقی الاکراه وخوف هلاك او نقصان عقل ولو بعطش او جوع شدید ولسعة حیة (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة ص ۱۵۸ ج ۲) ظفیر

رکھنا ضروری نہیں ہے۔ متفرق رکھے جا سکتے ہیں[1]۔ فقط۔

نذر کا روزہ بوجہ خوف بیماری نہ رکھ سکے تو کیا کرے

سوال (۲۲۹) ایک عورت نے نذر کی کہ اگر میرے اولاد ہو خداوند کریم مجھکو اولاد بخشے تو نو ماہ کے روزے رکھونگی اب اس کے اولاد ہو نے لگی اور نذر کے روزے رکھ نہیں سکتی، جب روزہ رکھتی ہے بیمار ہو جاتی ہے، لہٰذا وہ عورت فدیہ دے سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں ان روزوں کا رکھنا لازم ہے جس وقت ممکن ہو رکھے اور جب کہ رکھنے سے بالکل ناامید ہو جاوے اس وقت فدیہ کی وصیت کرے[2]۔ فقط

کسی نے اپنے نذر کے روزے پورے نہیں کئے اور انتقال ہو گیا تو کیا حکم ہے

سوال (۲۳۰) زید نے ایک ماہ کے روزے کی نذر کی۔ بیس روزے پورے کئے تھے کہ انتقال ہو گیا، اب اس کے ذمہ دس روزے جو باقی ہیں اس کی ادائیگی کی کیا صورت ہے۔

الجواب:- اگر زید نے کچھ مال چھوڑا ہو اور وصیت ادائے فدیہ کی کر گیا ہو تو دس روزوں کا فدیہ زید کے ترکہ میں سے دیا جاوے اور اگر زید نے وصیت نہیں کی تو اگر تبرعاً اس کے ورثاء اس کے روزوں کا فدیہ ادا کر دیں تو بہت اچھا ہے اور امید ہے کہ متوفی کے روزوں کا کفارہ انشاء اللہ تعالیٰ ہو جاوے گا[3]۔ فقط۔

---

[1] او مرضع الخ خافت علی نفسها او ولدها الفطر الخ وقضوا لزوما الخ بلا ولاء (درمختار) ای موالاۃ بمعنی المتابعۃ الخ (ردالمحتار فصل فی العوارض المبیحۃ ص ۱۶۰ ج ۲) ظفیر۔ [2] ولو اخر القضاء حتی صار شیخا فانیا او کان النذر بصیام الابد فعجز الخ فله ان یفطر ویطعم لکل یوم مسکینا علی ما تقدم (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب سادس ص ۱۹۶ ج ۱) ظفیر۔ [3] ولو قال مریض لله علی ان صوم شهرا فمات قبل ان یصح لا شئ علیه وان صح ولو یوما (باقی ص ۴۸۲)

رمضان شریف میں ایام حیض شروع ہونے کے بعد روزہ افطار کرے یا نہیں

سوال (۲۳۱) رمضان میں بوجہ ایام حیض جس وقت روزہ کی قضا معلوم ہوا اسی وقت افطار کرے یا شام تک روزہ کو پورا کرلے۔ پورا کرنے سے یہ مطلب نہیں کہ روزہ قضا نہیں ہوا۔ اور اسی طرح جب غسل طہر ہو تو بقیہ دن میں کچھ کھاوے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں کھانے پینے سے شام تک رکنے کی ضرورت نہیں ہے، اور اگر دن میں حیض منقطع ہو گیا تو شام تک رکنا کھانے پینے سے اسکو ضروری ہے۔ درمختار میں ہے کما فی اقام وحائض ونفساء طهرتا قال فی رد المحتار، والاصل فی هذه المسائل ان کل من صار فی اٰخر النهار بصفة لو کان فی اول النهار علیها للزمه الصوم فعلیه الامساک[1] الخ۔ فقط

فدیہ شیخ فانی کے لئے ہے

سوال (۲۳۲) میری والدہ بعارضہ زکام ہر سال مبتلا رہتی ہیں روزہ رکھ نہیں سکتیں، تو اگر بعوض روزہ اناج دیدیا کریں تو روزہ رمضان ادا ہو جاویں گے یا نہیں۔

الجواب:- جب تک شیخ فانی کے درجہ کو نہ پہنچے فدیہ دینا اناج وغیرہ سے درست نہیں ہے۔ قضاء روزوں کی لازم ہے۔ یعنی اگر ماہ رمضان میں بوجہ مرض روزہ نہ رکھ سکے تو بعد میں قضاء کرنا چاہئے[2]۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ) ولم یصح لزمه الوصیة بجمیعه علی الصحیح کالصحیح اذا نذر ذلک ومات قبل تمام الشهر لزمه الوصیة بالجمیع بالاجماع (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ص ۱۶۳/۲ و ص ۱۶۴/۲) ظفیر

[1] رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۴۵/۲ و ص ۱۴۶/۲ ۱۲ ظفیر [2] اومریض خاف الزیادة لمرضه وصحیح خاف المرض الخ الفطر یوم العذر الخ وقضوا لزوما ما قدروا بلا فدیة الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی العوارض ص ۱۵۹/۲) ظفیر۔

بیمار پر قضا ضروری ہے فدیہ کافی نہیں ہوتا

سوال (۲۳۳) ہم میں کا ایک بیمار اس دفعہ رمضان شریف کے روزے رکھنے سے معذور ہے لہٰذا اطعام مسکین والا فدیہ کس صورت میں ادا کیا جاوے۔ کیونکہ یہاں اول تو کوئی مسکین نظر نہیں آتا اور بعد جد و جہد اگر تلاش کرنے پر کوئی نکل بھی آئے تو وہ غیر روزہ دار ہوتا ہے۔ لہٰذا فرض کس طرح ادا کیا جاوے۔

الجواب:۔ بیمار سے جو روزے فوت ہوں ان کی قضا بعد میں رکھنا ضروری ہے۔ فدیہ سے کام نہیں چلتا۔ اگر فدیہ دیدیا تب بھی قضاء لازم ہے۔ چونکہ فدیہ اس صورت میں کافی نہیں ہے، اس لئے فدیہ کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے[1] باقی جہاں فدیہ درست ہے۔ مثلاً شیخ فانی کو تو وہاں بے نمازی اگر محتاج ہو اس کو فدیہ دیا جاسکتا ہے[2]۔ فقط۔

اختلاج کی وجہ سے جو روزہ پر قادر نہیں، وہ کیا کرے

سوال (۲۳۴) عمر کو اختلاج یا اور کوئی مرض ہے جس سے اس کو روزے کی مطلق برداشت نہیں ہوتی، اس کو کیا کرنا چاہئے۔

الجواب:۔ روزہ معاف نہیں ہوسکتا، اگر کسی قوی شرعی عذر کی وجہ سے رمضان میں روزہ نہ رکھ سکے تو بعد میں قضاء کرنا واجب ہے[3]۔ فقط۔

---

[1] او مریض خاف الزیادة لمرضه وصحیح خاف المرض الخ الفطر الخ وقضوا لزوما محل دوا بلا فدیة وبلا ولاء (الدر المختار علی ہامش رد المحتار، باب العوارض المبیحة لعدم الصوم ص $\frac{159}{2}$ وص $\frac{160}{2}$) ظفیر۔ [2] وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی وجوبا الخ کالفطرة (الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل العوارض المبیحة لعدم الصوم ص $\frac{163}{2}$) [3] او مریض خاف الزیادة لمرضه الخ الفطر الخ وتقضوا لزوما ما قدروا بلا فدیة (الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ص $\frac{160}{2}$ وص $\frac{161}{2}$) ظفیر۔

روزہ رکھنے سے جس کی بیماری بڑھ جاتی ہے وہ کیا کرے

سوال (۲۳۵) ایک شخص خونی بواسیر میں دو ماہ سے مبتلا ہے، اور وہ نفل روزہ بھی رکھا کرتے ہیں۔ جب روزہ رکھتے ہیں خون آنے لگتا ہے اور مسے بھی پھول جاتے ہیں اور بڑی تکلیف ہوتی ہے لہذا روزہ نہ رکھے تو ہو نہیں سکتا اور رکھے تو یہ تکلیف پھر اس کو رمضان شریف میں کیا کرنا کرنا چاہئے۔

الجواب: ایسے مریض کو رمضان شریف میں روزہ افطار کرنے کی اجازت ہے پھر جب تندرست ہو جائے اور قابل روزہ رکھنے کے ہو جائے اس وقت قضا کرے فدیہ دینا اس کو کافی نہیں ہے، البتہ ایسے مریض کو جس کا مرض دائمی ہو جائے اور صحت سے ناامیدی ہو فدیہ دینا جائز ہے۔ شامی میں ہے المریض اذا تحقق الیاس من الصحۃ فعلیہ الفدیۃ لکل یوم من المرض[1] اور درمختار میں ہے او مریض خاف الزیادۃ لمرضہ الخ وقضوا لزوما ما قدروا بلا فدیۃ الخ[2]۔ فقط۔

اسی سالہ بوڑھا فوت شدہ نماز اور روزہ کا فدیہ دے سکتا ہے یا نہیں

سوال (۲۳۶) زید کی عمر ہشتاد سال کی ہو چکی اور نقاہت جسمانی وضعف پیرانہ سالی اس پر اس قدر طاری ہے کہ وہ روزہ رکھنے پر یا فوت شدہ نمازوں کی قضا پڑھنے پر قادر نہیں وہ چاہتا ہے کہ اس کے بدلہ میں فدیہ ادا کرے، کیا وہ اپنی حیات میں فدیہ ادا کر سکتا ہے۔

الجواب: شیخ فانی جس میں بالکل طاقت روزہ کی نہ ہو وہ روزوں کا فدیہ اپنی حیات میں دے سکتا ہے[3] اور نمازوں کا فدیہ زندگی میں دینا درست نہیں ہے نماز کی

---

[1] ردالمحتار فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ص ۱۶۳ ج ۲ ظفیر [2] الدرالمختار علی هامش ردالمحتار فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ص ۱۵۹ ج ۲ و ص ۱۶۰ ج ۲ ظفیر [3] وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی وجوبا الخ کالفطرۃ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ص ۱۶۳ ج ۲) ظفیر

قضاء ہی کرنی چاہیئے۔ اگر مرتے دم تک ادا نہ ہوں تو بوقت مرگ وصیت کرنی چاہیئے کہ میرے مال میں سے میرے ورثہ فدیہ ادا کریں۔ کذا فی کتب الفقہ[1]۔ فقط

حالت سفر میں روزہ نہیں رکھا اور نہ بعد میں قضا کی گنہگار ہوا یا نہیں اور جو ہمیشہ سفر میں رہے وہ قضا کیسے کریگا

سوال (۲۳۷۰) ایک شخص جہاز میں نوکر تھا، اس نے اپنے کو مسافر سمجھ کر دو تین رمضان روزے نہیں رکھے اور نہ بعد میں قضا کئے، اسی حالت میں مرگیا وہ گناہگار ہے یا نہیں۔ جو ریل یا جہاز میں ملازم ہوتا ہے وہ ہمیشہ سفر میں رہتا ہے روزہ قضا کرنے کی کیا صورت ہے۔

الجواب:- وہ مسافر جب تک کسی ایک مقام پر پندرہ دن قیام کی نیت نہ کرے گا مسافر ہی رہے گا اور مسافر کو روزہ افطار کرنا بحالت سفر درست ہے مگر بعد سفر ختم ہونے کے قضاء ان روزوں کی لازم ہے، اگر قضاء نہ کرے گا اور بدون وصیت فدیہ کے مرگیا تو اس پر مواخذہ رہے گا[2]۔ فقط

---

[1] من تعذر عليه القيام الخ صلى قاعدا او مستلقيا الى ولو اشارة او انسان فانه يلزمه ذالك على المختار كيف شاء الخ وان تعذر الخ اومأ قاعدا الخ وان تعذر القعود ولو حكما اومأ مستلقيا الخ ان تعذر الايماء برأسه وكثرت الفوائت الخ سقط القضاء (الدر المختار على هامش رد المحتار باب صلوة المريض) ولو مات وعليه صلوات فائتة واوصى بالكفارة يعطى لكل صلوة نصف صاع من بر كالفطرة وكذا حكم الوتر (در مختار) بان كان يقدر على ادائها ولو بالايماء فيلزمه الايصاء بها والا فلا يلزمه. رد المحتار باب قضاء الفوائت ص ۶۹۵ ظفير۔

[2] فلو صاما في سفر او شهر عبيا الخ الفطر يوم العيد ر الا السفر قضوا لزوما ما قدروا ... ولو ماتوا بعد زوال العذر وجبت الوصية. الدر المختار على هامش رد المحتار فصل في العوارض المبيحة ج ۲ ص ۱۶۰ ظفير۔

بلا عذر اگر فدیہ دے اور روزہ نہ رکھے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۳۸) ایک شخص بلا عذر شرعی کے رمضان شریف کے روزے نہیں رکھتا۔ ایک مسکین کو روزمرہ کھانا کھلا دیتا ہے روزہ ساقط ہوتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس طریق سے روزہ اس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتے اور آیۃ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ منسوخ ہے یا ماؤل ہے[1]۔ فقط

حالت غشی میں روزہ دار کیا کرے

سوال (۲۳۹) حالت غشی میں توڑ دینا چاہئے یا نہیں اگر کوئی پانی وغیرہ ڈالدے تو اس پر کچھ گناہ ہے۔ اگر ہے تو کیا کفارہ ہے۔ پانی ڈالنا بہتر ہے، اور مریض ڈالا اس کے عوض بعد میں ایک روزہ ادا کرے یا کیا۔

الجواب:۔ کتب فقہ میں ہے کہ یوم حدوث غشی کے روزہ کی قضا نہیں ہے کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ اس نے اس دن نیت روزہ کی کی ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ غشی والے کا روزہ تڑوانا ضروری نہیں ہے، جائز ہے[2]۔ البتہ اگر طبیب دوا دینے کی ضرورت سمجھے تو اس کا روزہ تڑوانا اور اس کے منہ میں پانی دوا وغیرہ ڈالنا ضروری ہے اور اگر کسی نے غشی والے کے منہ میں پانی یا دوا ڈالی تو وہ گنہگار نہیں ہے، اور اس روزہ کی قضا مریض پر لازم ہے کفارہ واجب نہیں[3]۔ فقط۔

---

[1] البقرۃ رکوع ۲۳۔ فذهب اکثرهم الی ان الآیة منسوخة ... وذالک انهم کانوا فی ابتداء الاسلام مخیرین الخ ثم نسخ التخییر ونزلت العزیمة الخ (تفسیر مظہری ص ۱۷۰ ج ۱) ظفیر۔

[2] وتقضی ایام اغمائه ولو کان الاغماء مستغرقاً للشهر لندرة امتداده سوی یوم حدث الاغماء فیه فی لیلته فلا یقضیه الا اذا علم انه لم ینوه (الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ص ۱۶۹ ج ۲) ظفیر[3] او مریض خاف الزیادة لمرضه وصحیح خاف المرض وخادمة خافت الضعف بغلبة الظن بامارة (بقیہ ص ۴۸۷)

زمیندار کو سخت گرمی میں افطار کی اجازت ہے یا نہیں

سوال (۲۴۰) کیا زمیندار فصل ربیع کے وقت سخت گرمی کے اندر روزہ نہ رکھیں اور بعد میں قضا کریں تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ شامی میں ہے وعلی ھذا الحصاد اذا لم یقدر علیہ مع الصوم ویھلک الزرع بالتاخیر لا شک فی جواز الفطر والقضاء الخ[1]۔ پس جب کہ کاشتکار و زمیندار کو ایسی مجبوری ہو تو افطار کرنا اور پھر قضا کرنا درست ہے۔ فقط

ضعف دماغ کا مریض افطار کرسکتا ہے یا نہیں

سوال (۲۴۱) زید بعارضۂ ضعف دماغ مبتلا ہے جس کی وجہ سے رعشہ میں مبتلا ہو رہا ہے اور وقتاً فوقتاً ہو جایا کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ نہایت دقت سے اپنی ملازمت کا کام انجام دیتا ہے۔ روزہ رکھنے سے مجبور ہے۔ بحالت صوم کوئی کام نہیں کرسکتا، اور بحالت انجام دہی کام ملازمت روزہ نہیں رکھ سکتا، ایسی حالت میں روزہ رکھے یا کفارہ دے یا قضا کرے۔

الجواب:۔ مریض کو روزہ افطار کرنا اس وقت جائز ہوتا ہے کہ زیادتی مرض کا اندیشہ ہو اور تکلیف بڑھنے کا خوف ہو، ایسی حالت میں اس کو افطار کرنا درست ہے اور بعد میں قضا لازم ہے۔ فدیہ دینا اس کو جائز نہیں ہے۔ کما فی الدرالمختار او مریض خاف الزیادۃ لمرضہ الخ وقضوا لزوماً ما قدروا بلا فدیۃ الخ[2]۔ فقط۔

(بقیہ حاشیہ از صفحہ ۴۸۶) وتجربۃ او باخبار طبیب حاذق مسلم مستور۔ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار فصل فی العوارض المبیحۃ ص ۱۵۹ ج ۲) ظفیر

[1] ردالمحتار باب ما یفسد الصوم تحت قولہ عمداً ص ۱۵۷ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔ [2] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار فصل فی العوارض المبیحۃ ص ۱۵۹ ج ۲، ص ۱۶۰ ج ۲، ظفیر۔

شدت مرض کی وجہ سے روزہ نہیں رکھا اور مرگیا، تو اب کیا کیا جائے

سوال (۲۴۲) مریض اگر شدت مرض سے روزہ رمضان نہ رکھ سکے اور انتقال کر جائے تو اس کے ورثاء کفارہ کس طرح ادا کریں۔

الجواب: مریض کو اگر اس قدر مہلت نہیں ملی اور صحت نہیں ہوئی کہ وہ ان دنوں میں روزوں کی قضا کر سکے تو اس کے ذمہ قضاء ان روزوں کی لازم نہیں ہوئی اور وارثوں کے ذمہ کفارہ بھی لازم نہیں ہوا[1]۔ فقط۔

---

[1] فان ماتوا فيه اى فى ذالك العذر فلا تجب عليهم الوصية بالفدية لعدم ادراكهم عدة من ايام اخر (الدر المختار على هامش رد المحتار. باب ما يفسد الصوم - فصل فى العوارض المبيحة ص ۱۶۰ ج ۲) ظفير۔

نواں باب

متفرقات یعنی روزے کے مختلف مسائل

شوال کے چھ روزے مسلسل رکھے جائیں یا متفرق

سوال (۲۴۳) در شوال شش روزہ متصل داشتن مکروہ است یا نہ یا شش روزہ متفرق دارد۔

الجواب:۔ قال فی الدر المختار وندب تفریق صوم الست من شوال ولا یکرہ التتابع علی المختار[1] یعنی مستحب است متفرق کردن شش روزہ شوال را و تتابع ہم مکروہ نیست، علی القول المختار۔ فقط۔

نفل روزہ کتنی تعداد میں مسلسل رکھنا ضروری ہے

سوال (۲۴۴) عالمے میفرمایدکہ ہر روزہ نفل یک دو دو نباید داشت کہ مشابہت بصوم یہود می شود بالخصوص صوم عاشورا محرم از نہم تا یازدہم باید داشت وعلی ہذا، ہر صوم کم از سہ یوم نباید داشت تا مشابہت نہ آید۔

الجواب:۔ عاشوراء کے روزہ کے بارے میں یہ حکم ہے کہ تنہا روزہ رکھنا عاشوراء کا مکروہ تنزیہی ہے یعنی غیر اولیٰ ہے، اس کے ساتھ ایک روزہ اور رکھے نویں کا یا گیارہویں کا اور شنبہ کے روزہ میں بھی فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ اس کے ساتھ ایک روزہ اور رکھے۔ شنبہ کا روزہ تنہا نہ رکھے بوجہ مشابہت یہود کے وہ شنبہ کا روزہ تعظیماً رکھتے تھے[2]۔ باقی یہ نہیں ہے کہ کوئی روزہ نفلی تنہا نہ رکھے بلکہ پیر اور جمعرات کا

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار، مطلب فی صوم الست من شوال ص۱۶۱ ج۲۔ ظفیر

[2] ونفل کخمیس وحدہما یعم السنۃ کصوم عاشوراء مع التاسع الخ (در مختار) ویستحب ان یصوم یوم عاشوراء بصوم یوم قبلہ او یوم بعدہ لیکون مخالفا لاہل الکتاب الخ وقولہ وعاشوراء وحدہ ای منفردا عن التاسع او عن الحادی عشر لانہ تشبہ بالیہود قولہ (بقیہ حاشیہ ص۴۹۰)

تنہا تنہا روزہ رکھنا حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔ اور یہ بھی قول غلط ہے کہ تین روزہ سے کم نہ رکھے بلکہ جو روزہ تنہا مکروہ ہے جیسا کہ عاشوراء کا روزہ اس کے ساتھ ایک روزہ اور رکھنے سے کراہت مرتفع ہو جاتی ہے دو روزے ہو جانا کافی ہے۔ چنانچہ وہ روایت بیہ صوم عاشوراء کے متعلق ان مولوی صاحب نے نقل فرمائی ہے اس میں بھی یہ لفظ ہے ویصوم التاسع من المحرم ویوم عاشوراء وادالحادی عشر الخ[1] اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ صوم عاشوراء کے ساتھ نویں محرم کا روزہ رکھے یا گیارہویں کا۔ پس معلوم نہیں کہ یہ وہ کہاں سے کہتے ہیں کہ تین دن سے کم نفلی روزہ نہ ہوں، یہ بالکل غلط ہے بعینہٖ ایک روزہ نفل کا درست ہے جیسا کہ پیر اور جمعرات کا روزہ منفرداً حدیث شریف میں وارد ہے اور جمعہ کا روزہ بھی منفرداً علی الصحیح مستحب ہے، درمختار میں ہے والمندوب کایام البیض من کل شہر ویوم الجمعۃ ولو منفرداً وعرفۃ ولو لحاج الخ قولہ منفرداً صرح بہ فی النہر وکذا فی البحر فقال ان صومہ بانفرادہ مستحب عند العامۃ کالاثنین والخمیس[2]۔ فقط

سوال (۲۴۵) نابالغ طلباء کو رمضان کے | نابالغ کا روزہ رکھنا بہتر ہے یا پڑھنے میں محنت کرنا

روزے رکھنا بہتر ہیں یا درس میں سعی کرنا جب کہ روزہ رکھنے سے ان کو ضعف ہوتا ہے اور وہ تعلیم میں مصروف رہتے ہوں۔

الجواب: درمختار میں ہے وان وجب ضرب ابن عشر علیہا بید لا بخشبۃ لحدیث مروا اولادکم بالصلوٰۃ وہم ابناء سبع واضربوہم علیہا وہم ابناء عشر قلت والصوم کالصلوٰۃ علی الصحیح کما فی صوم القہستانی معزیا

(بقیہ حاشیہ از ص ۴۸۹) ؛ وصبت وحدہ للتشبہ بالیہود (رد المحتار کتاب الصوم ص $\frac{113}{2ج}$ و ص $\frac{114}{2ج}$) ظفیر۔

[1] ...

[2] رد المحتار کتاب الصوم ص $\frac{114}{2ج}$ ۱۲ ظفیر۔

للزاهدی دنی حفظ لاختیار انه یومر بالصوم والصلوٰۃ وینھی عن شرب الخمر لیالف الخیر ویترک الشر الخ۔

اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکیوں کا حکم روزہ کے بارے میں مانند نماز ہے کہ سات برس کی عمر سے نماز روزہ کا حکم کیا جاوے اور دس برس کی عمر میں مار کر نماز روزہ رکھوایا جاوے، پس چاہئے کہ رمضان شریف میں بچوں سے تحصیل علم کی محنت کم لی جاوے[۲]۔ اس وجہ سے مدارس اسلامیہ میں عموماً رمضان شریف کی تعطیل کردی جاتی ہے۔

شوال کے چھ روزے کب شروع کرے

سوال (۲۴۶) ماہ شوال میں جو چھ روزے نفلی رکھے جاتے ہیں ان روزوں کو عید کے اگلے ہی روز سے شروع کرے یا کیا اگر عید سے اگلے روز شروع نہ کیا تو باقی مہینہ میں رکھے یا نہیں۔

الجواب:۔ شوال کے چھ روزے شش عید کے نام سے مشہور ہیں درمختار میں لکھا ہے کہ متفرق رکھنا ان کا بہتر اور مستحب ہے اور پے در پے رکھنا بھی مکروہ نہیں۔ وندب تفریق صوم الست من شوال ولا یکرہ التتابع[۳] الخ فقط

رجب کا روزہ ثابت ہے یا نہیں

سوال (۲۴۷) ۲۷ رجب کو جو روزہ رکھتے ہیں یہ حدیث سے ثابت ہے یا نہیں، اس کو بعض لوگ ہزارہ روزہ کہتے ہیں۔

الجواب:۔ ستائیسویں رجب کے روزے کو جو عوام ہزارہ روزہ کہتے ہیں

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصلوٰۃ ص ۳۲۶ ج ۱ ۱۲

[۲] ویومر الصبی بالصوم اذا اطاقہ ویضرب علیہ ابن عشر کالصلوٰۃ فی الاصح (درمختار) قولہ یضرب ای بید لا بخشبۃ ولا یجاوز الثلاث کما قیل فی الصلوٰۃ (رد المحتار کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم ولا یفسد ص ۱۳۷ ج ۲) ظفیر

[۳] الدر المختار علی ہامش رد المحتار۔ مطلب فی صوم الست من شوال ص ۱۶۱ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

اور ہزار روزوں کی برابر اس کا ثواب سمجھتے ہیں اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ فقط۔

شطرنج کھیلنا روزے کے ثواب کو گھٹا دیتا ہے

سوال (۲۴۸) ایک واعظ نے بیان کیا کہ جو شخص روزہ میں شطرنج کھیلے گا، اس کو روزہ کا ثواب کامل نہ ملے گا اور حالانکہ شطرنج کھیلنا امام شافعی کے نزدیک جائز اور حضرت ابوہریرہؓ کا کھیلنا ثابت ہے یہ قول اس کا صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب: واعظ مذکور کا قول صحیح ہے۔ جس روزہ میں شطرنج اور لہو ولعب میں مشغول رہا اور معصیت کا ارتکاب کیا اس روزہ کا ثواب نہ ملے گا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس لله حاجة فی ان یدع طعامه وشرابه۔ رواہ البخاری۔ وفی حدیث اٰخر۔ کم من صائم لیس له من صیامه الا الظماء وکم من قائم لیس له من قیامه الا السهر رواه الدارمی[1] قال الطیبی فان الصائم اذا لم یکن محتسبا اولم یکن مجتنبا من الفواحش من الزور والبهتان والغیبة ونحوها من المناهی فلا حاصل له الا الجوع والعطش الخ[2] وفی الدر المختار وکره تحریما اللعب بالنرد وکذا الشطرنج الخ[3] وفی الشامی فهو حرام کبیرة عندنا الخ[4] پس جب کہ کتب فقہ میں تصریح ہے شطرنج.... کھیلنے کی کراہت اور حرمت کی، تو حنفیہ کے لئے کوئی عذر باقی نہیں ہے۔ امام شافعیؒ[5] کے قول سے حنفیہ کو حجت لانا صحیح نہیں ہے اور حضرت ابوہریرہؓ

---

[1] مشکوٰۃ باب تنزیہ الصوم ص۱۷۶ ظفیر۔ [2] و [3] دیکھئے مشکوٰۃ مع حاشیہ باب تنزیہ الصوم ص۱۷۶ ظفیر۔ [4] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ ص۳۴۸ ج۵ فصل فی البیع

[5] رد المحتار باب ایضاً ص۳۴۸ ج۵ فصل فی البیع [6] یہ قول بھی درست نہیں ہے کہ امام شافعیؒ شطرنج کھیلنا جائز فرماتے ہیں۔ حافظ ابن القیمؒ نے جواز کے قول کی تردید کی ہے۔ دیکھئے اعلام الموقعین ص۱۶ ج۲ الفاظ یہ ہیں قال الشافعی فی اللعب بالشطرنج انه لهو شبه الباطل اکرهه ولا یتبین لی تحریمه نفی، نص علی کراهته وتوقف فی تحریمه فلا یجوز ان ینسب الیه وانی مذهبه ان اللعب بها جائز وانه مباح فانه لم یقل ہٰذا[2]

[2] ھذا ولا ما یدل علیه ۱۲ ظفیر

کا شطرنج کھیلنا ثابت نہیں ہے۔ فقط

غیر کی افطاری سے افطار کرنے کا ثواب | سوال (۲۴۹) این کہ دن کہ افطار صوم بہ افطاری غیر نماید کہ ذکر ثواب صوم صاحب طعام رامی رسد، صحیح است یا نہ۔

الجواب:۔ این عقیدہ فاسد است کہ افطار بہ افطاری غیر نماید کہ ذکر ثواب صوم صاحب طعام را میرسد۔ فقط[1]

رویت ہلال کی خبر ۱۲ بجے ملے تو کیا کرے | سوال (۲۵۰) اگر رویت ہلال کی خبر بارہ بجے کے بعد ملے تو روزہ کو افطار کر دیوے یا تمام کرے۔

الجواب:۔ رویت ہلال کی خبر جس وقت بھی پختہ طور سے پہنچ جانے خواہ غروب آفتاب سے تھوڑا ہی پہلے ہو بشرطیکہ شہادت معتبرہ ہو محض تار وغیرہ کی خبر نہ ہو تو روزہ فوراً افطار کر دینا چاہئے۔ بصورت روزہ نہ افطار کرنے کے گنہ گار رہوگا[2]۔ فقط۔

شہادت شرعی پر افطار کا حکم دیا اور کسی نے افطار نہ کیا تو یہ کیسا ہے | سوال (۲۵۱) اگر مولوی صاحب نے شہادت شرعی رویت ہلال کی گذرنے پر حکم عید کا دیدیا اور محض ایک شخص نے روزہ افطار نہ کیا تو کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ وہ شخص گنہگار رہا توبہ کرے[3]۔ فقط

---

[1] حدیث نبوی ہے من فطر فیہ صائما کان لہ مغفرۃ لذنوبہ وعتق رقبۃ من النار وکان لہ اجرہ من غیران ینتقص من اجرہ شیٔ (مشکوٰۃ ص۱۷۴)

[2] ولو کانوا ببلدۃ لاحاکم فیہا صاموا بقول ثقۃ وافطروا باخبار عدلین مع العلۃ للضرورۃ (درمختار) قولہ وافطروا الخ عبارۃ غیرہ لاباس بان یفطروا فالظاہر ان المراد بہ الوجوب (ردالمحتار کتاب الصوم ص۱۲۵ ج۲) ظفیر۔

[3] وافطروا باخبار عدلین مع العلۃ (درمختار) فالظاہر المراد بہ الوجوب (ردالمحتار کتاب الصوم ص۱۲۵ ج۲) ظفیر

روزہ کس چیز سے افطار کرنا بہتر ہے

سوال (۲۵۲) روزہ افطار کرنا چھوہارے یعنی کھجور سے بہتر ہے یا زمزمہ پیڑے سے۔

الجواب: کھجور اور چھوہارے سے افطار کرنا افضل ہے[1]۔ فقط

ہندو کی چیز سے افطار کرنا کیسا ہے

سوال (۲۵۳) ایک ہندو مشرک ہرماہ رمضان میں دودھ اور کھانڈ اور برف خرید کر مسلمانوں کے حوالہ کر دیتا ہے، اس سے روزہ افطار کرنے میں کچھ حرج تو نہیں ہے۔

الجواب: اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط۔

رنڈی اور ہندو کی افطاری سے افطار کرنا کیسا ہے

سوال (۲۵۴) کسی کی بھیجی ہوئی افطاری سے روزہ افطار کرنے کا کیا حکم ہے (۲) کسی ہندو کی بھیجی ہوئی افطاری سے روزہ افطار کرنے کا کیا حکم ہے۔

الجواب (۱): خلاف تقوی ہے گو از راہ فتوی بصورت عدم علم حرمت درست ہے[2]
(۲) درست ہے[3]۔ فقط۔

---

[1] عن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یفطر قبل ان یصلی علی رطبات فان لم تکن رطبات فتمیرات فان لم تکن تمیرات حسا حسوات من ماء رواہ الترمذی وابوداؤد (مشکوۃ کتاب الصوم باب بعد باب رویۃ الہلال ص۱۷۵) ظفیر

[2] سئل الفقیہ ابوجعفر عمن اکتسب مالہ من امراء السلطان وجمع المال من اخذ الغرامات المحرمات وغیر ذالک ہل یحل لمن عرف ذالک ان یاکل من طعامہ، قال احب الی ان لایاکل منہ ویسعہ حکما ان یاکلہ ان کان ذالک الطعام لم یکن فی ید المطعم غصبا او رشوۃ اھ ای ان لم یکن عین الغصب اوالرشوۃ لانہ لم یملکہ فہو نفس الحرام فلا یحل لہ ولالغیرہ (رد المحتار کتاب الزکوۃ باب زکوۃ الغنم مطلب فی التصدق من المال الحرام ص۳۵/۲) ظفیر

[3] پاک و حلال غذا ہے اس لئے کوئی مضائقہ نہیں ۱۲ ظفیر

نفل روزہ کے ایام میں رمضان کی قضا کرنے سے کیا قضا اور نفل دونوں کا ثواب ہوگا

سوال (۲۵۵) اگر کسی شخص نے رمضان کی قضاء ایسے ایام میں کی کہ ان میں نفلی روزہ بھی مستحب اور سنت ہے تو ثواب نفلی روزہ کا بھی ہوگا یا نہیں۔

الجواب: اس صورت میں وہ روزے قضاء کے ہوئے، نفلی روزے کا ثواب اس میں نہ ہوگا۔ فقط۔

افطار کا ثواب

سوال (۲۵۶) چار شخص افطاری کے لئے چار روٹی لائے اور ایک جگہ رکھدی، پانچ سات آدمیوں نے اوپر کی روٹی سے روزہ افطار کیا تو باقی تینوں کو بھی افطاری کا ثواب ملیگا یا نہیں۔

الجواب: ان تینوں کو بھی ثواب ملیگا۔ فقط۔

عید کے دن روزہ حرام ہے

سوال (۲۵۷) عید کے روز روزہ حرام ہے یا نہیں اور جس کو عید ہونا معلوم نہ ہوا اور اس نے روزہ رکھا تو صحیح ہے یا نہ اور اگر شخص مذکور بلا عذر شرعی روزہ افطار کرے تو قضاء یا کفارہ واجب ہوگا یا نہیں۔

الجواب: جس کو عید ہونا معلوم نہ ہوا اور ثبوت عید اس کے نزدیک نہ ہوا ہو اور حکم عید بطریق موجب اس کے نزدیک ثابت نہ ہوا ہو تو اس کو روزہ رکھنے میں گناہ نہ ہوگا اور اس کے حق میں حرمت نہ ہوگی اگرچہ فی الحقیقت وہ روزہ نہیں ہوا کیونکہ عید الفطر کا دن روزہ کا محل نہیں ہے، اور جس نے باوجود عدم علم اس دن روزہ نہ رکھا اور افطار کیا اور بعد میں عید ہونا اس دن کا محقق ہوگیا تو قضاء اس روزہ کی اور کفارہ اس پر لازم نہ ہوگا۔ فقط۔

مریض کے لئے دوا سے روزہ کا افطار کرنا کیسا ہے

سوال (۲۵۸) جو شخص مریض ہو وہ دوا سے رمضان شریف میں روزہ افطار کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: وہ شخص دوا سے روزہ افطار کرے اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

قضا کرنے کیلئے حیلہ اختیار کرنا مذموم ہے

سوال (۲۵۹) اگر قصداً روزہ سے بچکر حیلہ سفر یا مرض وغیرہ کرکے روزہ قضا کرے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: مسافر شرعی اور مریض کو افطار کرنا درست ہے[1] اور حیلہ کرنا مذموم اور قبیح ہے۔ فقط۔

بغیر سحری روزہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۶۰) بغیر سحری کھائے روزہ درست ہے یا نہیں۔

الجواب: سحری کھانا روزہ کے لئے مستحب ہے۔ پس بلا سحری کے بھی روزہ ہوجاتا ہے[2]۔ فقط

رمضان شریف سے پہلے ایک دو روزہ رکھنا کیسا ہے

سوال (۲۶۱) رمضان شریف کا چاند دیکھنے سے قبل ایک یا دو روزہ رکھنا کیسا ہے۔

الجواب: ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ حدیث شریف میں اس کی ممانعت ہے کہ رمضان کے شروع ہونے سے پہلے کوئی روزہ رکھا جائے۔ حدیث شریف میں ہے صوموا لرؤیته وافطروا لرؤیته[3]۔ فقط

سحری کے بعد بیوی سے ہمبستری جائز ہے

سوال (۲۶۲) رمضان المبارک میں سحری کھانے کے بعد اپنی بیوی سے ہمبستر ہو سکتا ہوں یا نہیں، بعد کو غسل کا وقت کب تک

---

[1] لمسافر سفراً شرعیاً ولو بمعصیته الخ اومریض خاف الزیادة لمرضه الخ الفطر الخ وقضوا لزوم ما قدروا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی العوارض المبیحة ص ۱۵۰ و ص ۱۵۹ ج ۲) و الفتاوی الخ الی انه مخیر ولکن الصوم افضل ان لم یضره (رد المحتار ایضاً) ظفیر

[2] ویستحب السحور وتاخیره (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۵۶ ج ۲) ظفیر

[3] مشکوٰة المصابیح، باب رؤیت الہلال ص ۱۷۴ ۱۲ ظفیر

رہتا ہے۔

الجواب:۔ رمضان شریف میں سحری کھانے کے بعد اگر صبح صادق ہونے میں دیر ہو تو اپنی زوجہ سے جماع کرنا درست ہے۔ غرض یہ ہے کہ صبح صادق سے پہلے پہلے جماع سے فراغت ہو جانی چاہئے۔ غسل چاہے صبح ہونے کے بعد ہو۔ روزہ میں کچھ نقصان نہ دے گا۔ آجکل صبح صادق ۴ بجکر ۴۴ منٹ پر ہے ریلوے ٹائم سے اور آخر اپریل تک سوا چار بجے صبح صادق ہوگی اور آخر رمضان شریف تک صبح صادق چار بجے سے دو چار منٹ کم پر ہوگی۔ فقط (صبح صادق کا وقت ہر جگہ ایک نہیں ہوتا۔ ظفیر)

سال بھر روزے رکھنا کیسا ہے

سوال (۲۶۳) عید الضحیٰ و عید الفطر کا روزہ افطار کرکے باقی تمام سال یعنی بارہ ماہ روزہ رکھنا، ایک قضا نہ کرنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ سال بھر میں پانچ روزے رکھنا ممنوع ہے۔ عید الفطر، عید الضحیٰ اور تین دن ایام تشریق کے باقی تمام برس روزے رکھنا درست ہے، لیکن یہ اچھا نہیں ہے کہ ہمیشہ روزے رکھے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزے بھی رکھتے تھے اور افطار بھی کرتے تھے، پس ایسا ہی کرنا موافق سنت کے ہے۔ فقط۔

افطار و نماز مغرب کا حکم دینا کیسا ہے اور اس کا صحیح وقت کیا ہے

سوال (۲۶۴) نماز مغرب و افطار روزہ کا حکم ایسے وقت دینا جب کہ چند حضرات مسلمانوں کو غروب آفتاب میں

لـه احل لکم لیلة الصیام الرفث الی نسائکم (بقرہ) والرفث المذکور ھو الجماع ولا خلاف بین اھل العلم فیه (احکام القرآن للجصاص ص ۲۳۴ ج ۱) وکذا لا یفطر لو جامع عامدا قبل الفجر ونزع فی الحال عند طلوعه (ردالمحتار باب ما یفسد الصوم ص ۱۳۵ ج ۲) ظفیر

سلـه والمکروہ تحریما کالعیدین والتشریق وتنزیھا کعاشوراء وحدہ الخ وصوم دھر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۱۲ ج ۲) ظفیر سلـه فقال عمر یا رسول اللہ کیف من یصوم الدھر کله قال لا صام ولا افطر او قال لم یصم ولم یفطر الخ (مشکوٰۃ باب صیام التطوع ص ۱۷۹) ظفیر

کلام ہو، کیسا ہے، اور ان دونوں کا صحیح وقت کیا ہے، اور اس کی شناخت مقرر کردہ علماء کیا ہے۔

الجواب: یہ امر تجربہ اور مشاہدہ پر موقوف ہے اور جاننے والے اس کے ہر وقت میں موجود رہتے ہیں اور صحیح گھڑی سے اور جنتری طلوع و غروب سے بھی اسمیں مدد ملتی ہے۔ پس جو جنتری طلوع و غروب کی صحیح ہو اور اس کا تجربہ ہو چکا ہو یا صحیح گھڑی سے اس کے مطابق افطار و نماز مغرب کا حکم کیا جاوے گا اور اکثر زمانوں میں مشاہدہ اور علامات سے بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ فقط

روزہ دار نے حقہ سے افطار کیا تو روزہ ہوا یا نہیں

سوال (۲۶۵) جس شخص نے تمام دن روزہ رکھا اور بوقت اذان حقہ پی کر بے ہوش ہو گیا، اس کا روزہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: اس کا روزہ ہو گیا[1]۔ فقط۔

فرض روزہ کی قضا باقی رہنے کی صورت میں نفل روزہ درست ہے یا نہیں

سوال (۲۶۶) فرض روزہ جو قضا ہو گیا تھا اس کو ادا کرنے کے قبل نفل روزہ رکھنا تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: جائز ہے، وہ روزہ نفل ہو جاوے گا[2]۔ فقط۔

ایام سرما میں قضا رکھنے سے ثواب میں کمی نہیں ہوتی

سوال (۲۶۷) جن لوگوں کے روزے

---

[1] اس لئے کہ روزہ صبح صادق سے غروب آفتاب تک روزے کی نیت کے ساتھ کھانا پینا اور جماع کے چھوڑ دینے کا نام ہے اور اس پر اس نے عمل کیا وشرعاً امساك عن المفطرات الآتية حقيقة او حكماً الخ في وقت مخصوص وهو اليوم الخ مع النية المعهودة (در مختار) قوله هو اليوم اي اليوم الشرعي من طلوع الفجر الى الغروب (رد المحتار كتاب الصوم ص ۱۱۱ ج ۲) ظفیر۔

[2] ولذا جاز التطوع قبله (قبل قضاء رمضان) بخلاف قضاء الصلوٰة (الدر المختار على هامش رد المحتار فصل في العوارض المبيحة ص ۱۶۱ ج ۲) ظفیر۔

ماہ رمضان میں بسبب عذر کے قضا ہو جاتے ہیں، ان کو موسم سرما میں ادا کرنے سے ثواب میں کمی تو نہ ہوگی۔

الجواب:- ایام سرما میں قضا روزوں کی کرنے سے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوتی[1]۔ فقط

بے نمازی کا روزہ ہوتا ہے یا نہیں

سوال (۲۶۸) جو شخص رمضان شریف میں روزے رکھتا ہو اور نماز نہ پڑھتا ہو اس کا روزہ ہوتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- روزہ ہو جاتا ہے اور ترک نماز کا گناہ رہتا ہے۔ نمازوں کی قضا اس کے ذمہ فرض ہے[2]۔

رمضان کے روزوں کے بعد کون سے روزے افضل ہیں اور نمازوں میں کون سے نوافل

سوال (۲۶۹) بعد روزۂ رمضان کے زیادہ ثواب والے کون کونسے روزے ہیں، اور بعد فرائض و سنن کونسے نوافل زیادہ ثواب والے ہیں۔

الجواب:- حدیث صحیح مسلم میں ہے افضل الصیام بعد رمضان شہر اللہ المحرم وافضل الصلوٰۃ بعد الفریضۃ صلوٰۃ اللیل رواہ مسلم[3]۔ فقط

(یعنی رمضان کے روزوں کے بعد محرم کے روزوں کا درجہ ہے اور فرض نمازوں کے بعد رات کی نفل نمازوں کا۔ ظفیر)

افطار کا وقت کیا ہے

سوال (۲۷۰) ماہ رمضان شریف کا روزہ کس وقت افطار کرنا چاہئے۔

---

[1] لمسافر اخرادم بعض الخ الفطر یوم العذر الخ ذقضوا الزموا ما قدروا بلا فدیۃ وبلا ولاء (ایضاً ص ۱۲۲) ظفیر

[2] دونوں فرض الگ ہیں۔ ایک دوسرے پر موقوف نہیں واللہ اعلم ۱۲ ظفیر۔

[3] مشکوٰۃ باب صیام التطوع فصل اول ص ۱۷۹ ۱۲ ظفیر۔

الجواب: روزہ غروبِ آفتاب کے بعد افطار کرنا چاہئے، گھڑی سے اس کا وقت مختلف ہوتا رہتا ہے، اس سے کوئی مستقل وقت کی تعیین نہیں ہو سکتی۔[1]

شعبان میں کونسا روزہ ضروری ہے اور کب ممنوع

سوال (۲۷۱) شعبان میں کس تاریخ کا روزہ فرض ہے یا مسنون ہے۔ نیز یہ روایت کہ اس ماہ میں سوائے ۱۳ تاریخ کے اور روزہ رکھنا ناجائز یا ممنوع ہے، کہاں تک صحیح ہے۔

الجواب: ماہ شعبان میں کسی تاریخ اور دن کا روزہ فرض اور واجب نہیں ہے اور تیرہ شعبان کے روزے کی کوئی خاص فضیلت حدیث شریف سے ثابت نہیں ہے البتہ یہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ شعبان کی پندرہویں شب کو بیدار رہ کر عبادت میں مشغول ہو اور پندرہویں تاریخ کا روزہ رکھو، پس پندرہویں تاریخ شعبان کا روزہ مستحب ہے، اگر کوئی رکھے تو ثواب ہے اور نہ رکھے تو کچھ حرج نہیں ہے۔[2] فقط

---

[1] هو امساك عن المفطرات حقيقة او حكما فى وقت مخصوص و هو اليوم (در مختار) وقال فى رد المحتار اى اليوم الشرعى من طلوع الفجر الى الغروب الخ ص ۱۱۰/۲۲

[2] عن على عن النبى صلى الله عليه وسلم قال اذا كانت ليلة نصف شعبان فقوموا ليلها و صوموا يومها (الترغيب والترهيب كتاب الصوم ص ۱۳۲) ظفير مدیتی

دسواں باب

اعتکاف اور اسکے مسائل

کسی بڑے قصبہ کی مسجد میں اعتکاف کرنے سے چھوٹی بستی کی ذمہ داری ختم نہ ہوگی

سوال (۲۷۲) بڑے قصبہ کی مسجد میں اعتکاف کرنے سے چھوٹی بستی جو اس قصبہ کے متصل ہو، وہاں کے لوگوں کے ذمہ سے یہ سنت کفایہ ادا ہوجاوے گی یا نہ؟ -

الجواب:- بڑے قصبہ کی مسجد میں اعتکاف کرنے سے چھوٹی بستی کے لوگوں کے ذمہ سے یہ سنت کفایہ ادا نہ ہوگی[1] فقط -

معتکف مسجد میں مریض دیکھ کر نسخہ لکھ سکتا ہے یا نہیں

سوال (۲۷۳) معتکف مسجد میں مریض کو دیکھ کر یا حال سن کر نسخہ لکھ سکتا ہے یا نہیں۔ ایسے اگر معتکف ضرورت طبعی سے باہر جائے تو باہر کسی مریض کے پوچھنے پر دوا بتا سکتا ہے یا نہیں -

الجواب:- معتکف مریض کو مسجد میں دیکھ کر اور حال سن کر نسخہ لکھ سکتا ہے

---

[1] وسنة مؤكدة فی العشر الاخیر من رمضان ای سنة کفایة کما فی البرهان وغیرہ لاقترانها بعدم الانكار علی من لم یفعله من الصحابة (درمختار) ای سنة کفایة نظیرها اقامة التراویح بالجماعة فاذا قام بها البعض سقط الطلب عن الباقین (رد المحتار باب الاعتکاف ص ۱۷۷ ج ۲) ظفیر -

اور علاج کرسکتا ہے اور معتکف اگر بضرورت طبعی باہر مسجد سے ہے اور کوئی مریض حال کہے اور دوا پوچھے تو بتلانا جائز ہے[1]۔ فقط

معتکف کا غسلخانہ مسجد میں برائے ٹھنڈک غسل کرنا کیسا ہے

سوال (۲۷۴) معتکف کے واسطے حوض تبرید اور دفع گرمی کی وجہ سے غسل خانہ مسجد میں غسل کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ معتکف اعتکاف نفل کو درست ہے[2]۔ فقط

معتکف مسجد میں متعین جگہ میں رہے یا بدل سکتا ہے

سوال (۲۷۵) معتکف اپنے لئے مسجد میں جگہ مقرر کرلیتا ہے تو اس کو اس جگہ رہنا چاہئے یا مسجد میں جہاں چاہے وہاں رہے۔

معتکف فرش صحن مسجد میں غسل کرسکتا ہے یا نہیں

سوال (۲۷۶) معتکف غسل جمعہ کے لئے مسجد کے باہر تو جا نہیں سکتا مگر فرش صحن میں جو خارج مسجد کے قریب ہو یا فصیل پر غسل جمعہ کرسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ (۱) تمام مسجد میں جہاں چاہے بیٹھے کچھ حرج نہیں ہے[3]۔

---

[1] خص المعتکف باکل وشرب ونوم وعقد احتاج الیہ لنفسہ او عیالہ فلو لتجارۃ کرہ (درمختار) لکن قال فی متن الوقایۃ ویاکل ای المعتکف ویشرب وینام ویبیع ویشتری فیہ لا غیرہ قال ملا علی فی شرحہ ای لا یفعل غیر المعتکف شیئاً من ھذہ الامور فی المسجد اھ ومثلہ فی القہستانی (رد المحتار باب الاعتکاف ص ۱۸۴ ج ۲ و ص ۱۸۵ ج ۲) ظفیر

[2] ھذا کلہ فی الاعتکاف الواجب اما فی النفل فلا باس بان یخرج بعذر وغیرہ فی ظاہر الروایۃ وفی التحفہ لا باس فیہ بان یعود المریض ویشھد الجنازۃ (عالمگیری باب الاعتکاف ص ۱۹۹ ج ۱) ظفیر

[3] وخص المعتکف باکل وشرب الخ (درمختار) ای فی المسجد والباء داخلۃ علی المقصور علیہ بمعنی ان المعتکف مقصور علی الاکل ونحوہ فی المسجد (رد المحتار باب الاعتکاف ص ۱۸۴ ج ۲) ظفیر۔

(۲) کر سکتا ہے۔ فقط اس طرح غسل کرے کہ مستعمل پانی مسجد میں نہ گرے۔ ظفیر)

معتکف تبرید کے لئے غسل کر سکتا ہے یا نہیں

سوال (۲۰۷) معتکف واجب اور نفل غسل کے سوا گرمی کی وجہ سے تبرید کے لئے غسل کر سکتا ہے یا نہیں۔ شرح مشکوٰۃ میں واجب اور نفل غسل کی اجازت دی ہے۔

کیا معتکف اپنے اعتکاف کی جگہ سے باہر سو سکتا ہے

سوال (۲۰۸) معتکف، معتکف کے بغیر مسجد ہی میں شب کے وقت دوسری جگہ سو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: (۱) درمختار میں ہے وغسل لو احتلم[1]۔ معلوم ہوا کہ اعتکاف واجب میں غسل واجب کے سوا اور کسی غسل کے لئے نکلنا درست نہیں ہے، البتہ اگر مسجد میں موقع غسل کا ہو تو پھر تبریداً بھی ہو سکتا ہے اور موافق قاعدہ واما النفل فله الخروج[2] یعنی اعتکاف نفل میں مطلقاً خروج درست ہے لانه منهٍ لا مبطل[3]۔ غسل تبرید کے لئے بھی نکلنا درست ہے۔

(۲) معتکف جس مسجد میں معتکف ہے اس تمام مسجد میں جس جگہ چاہے رہ سکتا ہے اور سو سکتا ہے۔ کما یظهر من حده بانه لبث فی مسجد جماعة الخ وتقید لخروج[4] للغسل بعدم امکان الغسل فی المسجد حیث قال وغسل لو احتلم ولا یمکنه الاغتسال

---

[1] لا یمکنه الاغتسال فی المسجد (رد مختار) فلو امکنه من غیر ان یلوث المسجد فلا باس به، بن الشرای بان کان فیه برکة ماء او موضع معد للطهارة او اغتسل فی اناء بحیث لا یصیب المسجد الماء المستعمل (رد المختار باب الاعتکاف ص ۱۸۰ ج ۲) ظفیر۔

[2] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب الاعتکاف ص ۱۸۰ ج ۲ ۱۲ ظفیر [3] ایضاً ۱۲ ظفیر

[4] ایضاً ۱۲ ظفیر [5] ایضاً ۱۲ ظفیر۔

فی المسجد [۱] - الخ فعلم ان المسجد کلہ معتکفہ - فقط

نفل اعتکاف قطع کرنے سے قضا واجب ہے یا نہیں

سوال (۲۷۹) نفل اعتکاف سے اگر بر ضرورت شدید قبل از یوم لیلہ باہر آئے تو قضا اس کی واجب ہوگی یا نہیں اور اگر یوم دلیلہ سے زائد ٹھیر کر باہر آیا لیکن ختم ماہ صیام سے قبل تو بھی یوم و لیلہ قضاء کے واسطے کافی ہوگا یا نہ، یا زائد کی ضرورت ہوگی۔

الجواب: - اعتکاف نفل کو قضاء کر دینے سے قضا لازم نہیں آتی خواہ ایک دن رات سے قبل قطع کیا ہو یا بعد ایک دن رات کے جس قدر ادا ہوگیا وہ ہوگیا، کیونکہ بربنا ر روایت اصل ازنی مدت اعتکاف کی ایک ساعت ہے اور اس کے لئے صوم بھی شرط نہیں ہے بخلاف اعتکاف واجب کے کہ اس کے قطع کر دینے سے قضا لازم آتی ہے اور صوم اس کے لئے شرط ہے [۲]۔ فقط۔

گرمی کی وجہ سے مسجد سے باہر غسل کرنا معتکف کے لئے کیسا ہے

سوال (۲۸۰) معتکف محض ٹھنڈا ہونے کے واسطے بوجہ شدت گرما اگر غسل کرنا چاہے تو مسجد سے باہر آنا جائز ہے یا مسجد کے کونے پہ کھڑا ہو کر غسل کرے۔

الجواب: - مسجد سے باہر جانا معتکف کو غسل تبرید کے لئے درست نہیں ہے اگر مسجد کے فرش کے کونہ پہ غسل کرے تو کچھ حرج نہیں ہے [۳]۔

---

[۱] ایضاً ۱۲ ظفیر۔ [۲] فلو شرع فی نفلہ ثم قطعہ لا یلزمہ قضاء ہ لانہ لا یشترط لہ الصوم علی الظاہر من المذہب وما فی بعض المعتبرات انہ یلزم بالشروع مفرع علی الضعیف قالہ المصنف وغیرہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الاعتکاف ص ۱۹۹ ج ۲) فلو خرج ولو ناسیا ساعۃ الخ بلا عذر فسد فیقضیہ (در مختار) ای لو واجبا بالنذر اما التطوع لو قطعہ قبل تمام الیوم فلا الخ (رد المحتار باب الاعتکاف ص ۲۰۲ ج ۲) ظفیر [۳] وحرم علیہ ای علی المعتکف اعتکافا واجبا اما النفل فلہ الخروج الخ الا لحاجۃ الانسان طبعیۃ کبول و غائط و غسل لو احتلم ولا یمکنہ الاغتسال فی المسجد (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الاعتکاف ص ۲۰۱ ج ۲) ظفیر۔

بحالت اعتکاف مجبوری کی وجہ سے حقہ پینا کیسا ہے

سوال (۲۸۱) بوجہ نفخ اور کثرت ریاح اگر کوئی شخص حقہ کا عادی ہو اور فرض کر لیا جائے کہ اس کا بدل سریع الاثر دستیاب نہ ہو تو ایسا شخص بحالت اعتکاف مسجد سے باہر نکل کر حقہ پی سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: معتکف کا کھانا پینا سب مسجد میں ہوتا ہے لہٰذا باہر نکلنا بغرض حقہ نوشی جائز نہ ہوگا۔ باقی یہ کہ حقہ نوشی مسجد میں مکروہ ہے تو اس وجہ سے اس کو ترک اعتکاف کرنا چاہئے کیونکہ سنت کی ادائی کی وجہ سے ارتکاب مکروہ درست نہیں ہے[1]۔ فقط

غصباً جو حصہ مسجد میں لے لیا گیا ہے معتکف کا اس میں رہنا کیسا ہے

سوال (۲۸۲) زید نے عمر، بکر، و خالد کے ساکنہ حویلی مملوکہ سے فرش مسجد میں غصباً جو جگہ داخل کرلی ہے، اس جگہ میں جو بظاہر سب فرش مسجد معلوم ہوتا ہے، معتکف کا بلا ضرورت ٹھیرنا یا وضو کے واسطے اس جگہ بیٹھنا معتکف کو جائز ہے یا نہیں، یا اس جگہ بیٹھنے سے اعتکاف ٹوٹ جاوے گا اور قضا اس کی واجب ہوگی۔

الجواب: ظاہر ہے کہ جو جگہ غصباً مسجد میں داخل کی گئی ہے وہ مسجد نہیں ہوئی، معتکف کو بحالت اعتکاف وہاں جانا اور بیٹھنا مفسد اعتکاف ہوگا اور اعتکاف واجب کی قضا بھی لازم ہوگی[2]۔ فقط

معتکف جب مسجد سے باہر جائے گا تو اس کا اعتکاف باقی نہ رہے گا

سوال (۲۸۳) معتکف اگر مسجد سے باہر کسی ملازمت کی ضرورت سے جاوے تو اعتکاف باقی رہے گا

---

[1] فيه لوعنه حكم النبات الذى شاع فى زماننا المسمى بالتتن فتنبه وقد كرهه شيخنا العمادى فى هديته الحاقاً له بالثوم والبصل بالاولى (الدر المختار على هامش رد المختار كتاب الاشربة ص ۲۰۴ / ۵) ظفير

[2] فلو خرج ولو ناسيا ساعة زمانية بلا عذر فسد فيقضيه (الدر المختار على هامش رد المختار باب الاعتكاف ص ۱۸۲ / ۲) ظفير۔

یا نہ ؟۔

الجواب:۔ اس صورت میں اعتکاف باقی نہ رہے گا ٹوٹ جاوے گا والتفصیل فی کتب الفقہ[1]۔ فقط

بیسویں کی رات کا ایک حصہ گذرنے کے بعد اعتکاف شروع کیا تو کیا حکم ہے

سوال (۲۸۴) اگر معتکف، اعتکاف میں بیسویں کی رات کا کچھ حصہ گذر جانے کے بعد داخل ہو تو کیا عشرہ اخیرہ کی سنت ادا نہ ہوگی۔

الجواب:۔ اس صورت میں عشرہ اخیرہ کا پورا اعتکاف نہ ہوا، اور وہ سنت پوری ادا نہ ہوئی[2]۔ فقط

عذر کی وجہ سے اعتکاف نہ کرنا کیسا ہے

سوال (۲۸۵) ایک مولوی صاحب مسافر دو سال سے یہاں سکونت پذیر ہیں۔ اعتکاف کے بہت فضائل بیان فرماتے ہیں اور خود اعتکاف میں نہیں بیٹھتے اور یہ عذر بیان کرتے ہیں کہ میرے مکان میں ہمراہ رہنے کے لئے کوئی نہیں ہے۔ یہاں میرے خویش و اقارب نہیں ہیں، میرے گھر کے متصل ایک خالی میدان ہے، عورت اور بچے بہت گھبراتے ہیں اور کبھی کبھی گھر میں پتھر آکر گرتے ہیں، یہ عذر مولوی صاحب کے قابل قبول ہیں یا نہ۔

الجواب:۔ بوجہ اعذار مذکورہ کے اعتکاف کو ترک کرنا گناہ نہیں ہے اور موجب ملامت بھی نہیں ہے۔ درمختار باب الاعتکاف میں ہے وسنة مؤكدة فی العشر الاخیر من رمضان ای سنة كفاية الخ لاقترانها بعدم الانكار

---

[1] ایضاً ۱۲ ظفیر

[2] وسنة مؤكدة فی العشر الاخیر من رمضان ای سنة كفاية (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب الاعتکاف ص ۱۷۷ ج ۲) وعند الائمة الاربعة انه يدخل قبل غروب الشمس ان اراد اعتكاف شهر او عشر (مرقاة باب الاعتکاف ص ۵ ج ۲) ظفیر

علی من لم یفعله من الصحابة[۱] وھکذا فی الشامی ۔ فقط

عشرہ اخیرہ رمضان کا اعتکاف واجب یا نفل

سوال (۲۸۶) عشرہ اخیرہ رمضان المبارک کا اعتکاف نفل ہے یا واجب ۔

الجواب :۔ عشرہ اخیرہ رمضان المبارک کا اعتکاف سنت مؤکدہ کفایہ ہے ۔ یہ قسم واجب اور نفل دونوں سے جداگانہ ہے اور ممتاز ہے ۔ کما فصلہ فی الشامی[۲] ۔ فقط ۔

معتکف کے لئے مسجد کی فصیل صحن میں داخل ہے یا نہیں

سوال (۲۸۷) اعتکاف کرنے والے کے لئے مسجد کی فصیل مسجد کے صحن میں داخل ہے یا نہیں ۔

الجواب :۔ اس میں بانی مسجد کی نیت کا اعتبار ہے اگر اس نے اس فصیل کو داخل مسجد سمجھا تو داخل ہے ورنہ خارج ۔ اور اکثر ایسا سمجھا جاتا ہے کہ جو فصیل فرش مسجد سے ملی ہوئی ہے وہ داخل مسجد ہوتی ہے اور دوسری طرف کی فصیل خارج ہوتی ہے ۔ فقط ۔

اکیسویں شب میں اعتکاف میں بیٹھے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۸۸) جو شخص اکیسویں شب کو سحری کھا کر صبح صادق سے تھوڑی دیر پہلے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہوا اس کا اعتکاف صحیح ہوگا یا نہیں ۔ احاطہ مسجد کی زمین مسجد میں داخل ہے یا نہیں اور معتکف کو مسجد سے نکل کر صحن یا احاطہ میں بیٹھنا بلا ضرورت جائز ہے یا نہ ؟ ۔

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الاعتکاف ص ۱۷۷ ج ۲ ۔ ۱۲ ظفیر ۔

[۲] وسنة مؤکدة فی العشر الاخیر من رمضان ای سنة کفایة الخ لاقترانها بعدم الانکار علی من لم یفعله من الصحابة (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الاعتکاف ص ۱۷۷ ج ۲) ظفیر

الجواب:۔ سنت یہ ہے کہ بیسویں تاریخ کو غروب سے پہلے پہلے مسجد میں داخل ہوجائے لیکن اگر اس کے بعد کسی وقت میں بھی نیت کرکے مسجد میں داخل ہوجائے تب بھی صحیح ہے۔ لیکن عشرہ کامل کی فضیلت اس صورت میں حاصل نہ ہوگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشرہ کامل کا اعتکاف کیا ہے جو کہ بیسویں تاریخ کی شام ہی سے پورا ہوسکتا ہے[1]۔ غرض کہ صورت مسئولہ میں یہ اعتکاف صحیح ہوگیا۔

مسجد کا اطلاق صرف مسجد کی سہ دری اور فرش پر ہی ہوتا ہے اور یہی شرعاً مسجد ہوتی ہے، معتکف کے لئے جائز نہیں کہ اس سے تجاوز کرے۔ اگر ایسا کیا گیا تو اعتکاف باطل ہوجائے گا اور معتکف کے لئے مناسب نہیں کہ بدکلامی اور جھگڑا کرے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ معتکف کے لئے اچھی باتوں کے سوا کلام کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ کیونکہ اول تو مسجد میں بغیر اعتکاف بھی ایسے کلام کی اجازت نہیں۔ پھر خصوصاً اعتکاف کے بعد تو اور بھی زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ درمختار میں ہے وکرہ تحریماً التکلم الا بخیر وھو ما لا اثم فیہ[2] الخ معتکف کو چاہیئے کہ تلاوت قرآن مجید وغیرہ میں مشغول رہے کہ اعتکاف کی غرض اصل انابت الی اللہ ہی ہے قال فی البحر قالوا ویلازم قراءۃ القرآن والحدیث والعلم والتدریس وسیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقصص الانبیاء وحکایات الصالحین وکتابۃ امور الدین[3]. الخ فقط۔

---

[1] وسنۃ مؤکدۃ فی العشر الاخیر من رمضان (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب الاعتکاف ص ۱۴۴ ج ۲) وعند الائمۃ الاربعۃ انہ یدخل قبل غروب الشمس ان اراد اعتکاف شہر او عشر (مرقاۃ باب الاعتکاف ص ۵۰۶ ج ۲) ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب الاعتکاف ص ۱۸۵ ج ۲ - ۱۲ ظفیر

[3] یکرہ تحریماً صمت ای کقراءۃ وتکلم الا بخیر قرآن وحدیث وعلم وتدریس فی سیر الرسول علیہ السلام وقصص الانبیاء (باقی ص ۵۰۹)

حالت اعتکاف میں معلم مسجد میں پڑھا سکتا ہے یا نہیں

سوال (۲۸۹) معلم معتکف مسجد میں لڑکوں کو تعلیم دے سکتا ہے یا نہیں۔

معتکف تالاب میں آکر غسل کر سکتا ہے یا نہیں

سوال (۲۹۰) معتکف مسجد سے نکل کر تالاب میں وضو کرے تو جائز ہے یا نہیں اور غسل ضروری کے سوا، تالاب میں غسل کرنے کا کیا حکم ہے۔

الجواب:- (۱) قال فی الدر المختار عن الوھبانیۃ ویفسق معلمہ یجامع ومن علم الاطفال فیہ دیون الخ قولہ ومن علم الاطفال الذی فی القنیۃ انہ یاثم ولا یلزم منہ الفسق ولم ینقل عن احد القول بہ ویمکن انہ بناہ علی انہ بالاصرار علیہ یفسق افادہ الشارح، قلت بل فی التتارخانیۃ عن العیون جلس معلم اووراق فی المسجد فان کان یعلم اویکتب باجر یکرہ الا لضرورۃ۔ وفی الخلاصۃ تعلیم الصبیان فی المسجد لاباس بہ لکن استدل فی القنیۃ بقولہ علیہ السلام جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم الخ[1] ردالمختار۔ الحاصل راجح یہ ہے کہ بلا ضرورت تعلیم اطفال مسجد میں مکروہ ہے اور ممکن ہے کہ الا لضرورت سے معتکف کو مستثنیٰ کیا ہو۔

(۲) اور بحالت مذکورہ معتکف کو مسجد سے باہر نکل کر تالاب میں وضو کرنا

(بقیہ حاشیہ از صفحہ ۵۰۸) علیہم السلام وحکایات الصالحین وکتابۃ امور الدین (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب الاعتکاف ص ۱۸۵/۲) ظفیر

[1] رد المختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع ص ۳۴۸/۵۔

جائز نہیں ہے اور غسل ضروری کے سوائے دوسرے غسل کے لئے وہاں جانا بھی درست نہ ہوگا ھکذا یفھم من الدر المختار والشامی کبول و غائط و غسل لو احتلم ولا یمکنہ الاغتسال فی المسجد در مختار۔ قولہ ولا یمکنہ فلو امکنہ من غیر ان یتلوث المسجد فلا باس بہ الخ رد المختار[1]۔ فقط۔

معتکف کا بلا ضرورت مسجد سے نکلنا یا نہانا وغیرہ کیسا ہے

سوال (۲۹۱) اگر معتکف بلا عذر برآمدہ مسجد میں نکل جائے تو اس کے اعتکاف میں کچھ خلل اور حرج ہوگا یا نہ اور معتکف کے لئے برآمدہ مسجد میں وضو یا غسل کرنا کیسا ہے۔

کیا اعتکاف دس روز سے کم ہو سکتا ہے

سوال (۲۹۲) اعتکاف دس روز سے کم میں ہو سکتا ہے یا نہیں۔

اگر ایک آبادی کا آدمی دوسری آبادی میں اعتکاف کرے تو کس آبادی سے سنت ادا ہوگی

سوال (۲۹۳) اگر ایک گاؤں کا آدمی دوسرے گاؤں میں جا کر اعتکاف کرے تو سنت کفایہ کون سے گاؤں والوں کے سر سے ساقط ہوگی اور کچھ دیکر اعتکاف کرانا کیسا ہے۔

الجواب:- (۱) اگر اعتکاف منذور ہے تو باطل ہوجاوے گا اور اگر اعتکاف نفل ہے تو باطل نہ ہوگا۔ اس لئے کہ فقہاء نے اعتکاف واجب کے ہوتے ہوئے مسجد سے باہر نکلنے کو حرام قرار دیا ہے اور اعتکاف نفل میں مباح کہا ہے کما فی الدر المختار وحرم علیہ ای علی المعتکف اعتکافاً واجباً اما النفل فلہ الخروج لانہ منہ لہ لا مبطل الخروج الا لحاجۃ الانسان وفی الشامی قولہ اما النفل ای الشامل للسنۃ المؤکدۃ[2] ص۱۳۵ ج۲ وفیہ ایضاً لو شرع فی المسنون اعنی العشر

---

[1] رد المختار باب الاعتکاف ص۱۳۵ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

[2] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب الاعتکاف ص۱۳۵ ج۲ ۱۲ ظفیر

الا اواخر الخ[1] وفی الخلاصة لو اعتکف الرجل من غیر ان یوجب علی نفسه ثم یخرج من المسجد لا شئ علیه خلاصہ ص ۲۶۲ ج ۱ ان عبارات سے ثابت ہوا کہ اعتکاف نفل میں خروج من المسجد مبطل نہیں ہے بلکہ منہی ہے، نیز یہ کہ اعتکاف مسنون وہی ہے جو رمضان کے عشرہ اواخر میں ہو، نیز یہ کہ اعتکاف مسنون یعنی اعتکاف رمضان میں بھی مسجد سے خارج ہونے کا وہی حکم ہے جو اعتکاف نفل میں ہے یعنی یہ کہ خروج من المسجد نہ حرام ہے نہ اعتکاف کے لئے وہ مبطل بلکہ وہ منہی ہے۔ البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر ایسا خروج ثابت نہ ہو تو طریقہ مسنون کے خلاف ہوگا۔ اعتکاف واجب میں اگر غسل کی ضرورت پیش آگئی اور مسجد میں غسل نہ کر سکتا ہو تو خارج مسجد میں غسل کرنا جائز ہے اور یہی حکم وضو کا بھی ہے۔

(۲) اعتکاف مسنون دس روز سے کم نہیں ہے۔ کما فی الشامی والحاصل ان الوجہ یقتضی لزوم کل یوم شرع فیہ عندھما بناءً علی لزوم صومہ بخلاف الباقی لان کل یوم بمنزلۃ شفع من النافلۃ الرباعیۃ وان کان المسنون ھو اعتکاف العشر بتمامہ تامل ص ۱۳۵ ج ۲[2] اور اعتکاف نفل علاوہ از اعتکاف مسنون رمضان کے ایک ساعت کا بھی ہو سکتا ہے کما فی الدر المختار قال وعلیہ الفتوی۔

(۳) تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ فقہاء کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس گاؤں کے لوگوں سے ساقط ہوگا جس میں معتکف نے اعتکاف کیا، اس لئے کہ اعتکاف علی الاشہر سنت کفایہ ہے جس کا تعلق ہر بستی کے لوگوں کے ساتھ ہے۔ پس جیسے کہ ترک سے وہی لوگ مسئی ہوں گے۔ اسی طرح ادا سے

---

[1] ردالمحتار باب الاعتکاف ص ۱۸۰ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] ردالمحتار باب الاعتکاف ص ۱۸۰ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

بھی یوں کہ یہ بھی بری ہوں گے وفی جامع الرموز وقیل سنۃ علی الکفایۃ حتی لو ترك فی بلدۃ لاساء ۱ھ صـ ۱۹۴ ظاہر ہے کہ اسی عبارت میں اسارت کا تعلق اہل بلدہ کے ترک اعتکاف کے ساتھ قرار نہیں دیا گیا بلکہ متروک فی البلدۃ ہو جانے سے اہل بلدہ کو مسئ قرار دیا گیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ اگر اجنبی آدمی بھی معتکف ہو جائے تو اس صورت میں بھی اعتکاف کا متروک فی البلد ہونا صادق نہیں آتا، جس سے یہ لازم آتا ہے کہ اہل بلدہ سے سنت ادا ہو جاوے گی، اور اجرت دیکر اعتکاف کرانا جائز نہیں کیونکہ عبادات کے لئے اجرت دینا اور لینا دونوں ناجائز ہے۔ کما ہو مبسوط فی الثانی فصل فی الجنائز والاجارات۔ اگر بدون ٹھیرائے اجرت کے اعتکاف کرایا اور اعتکاف کیا کے اجرت دینا وہاں معروف بھی نہ ہو تو یہ جائز ہے بلکہ یہ امر بالمعروف میں داخل ہوگا۔ فقط

اعتکاف کی حالت میں دوسری مسجد میں قرآن سنانے جانا درست ہے یا نہیں

سوال (۲۹۴) زید ہمیشہ اخیر عشرہ رمضان المبارک میں معتکف ہوتا ہے۔ امسال تازہ حالت یہ پیش آئی کہ زید کو نواب صاحب کے مکان پر قرآن شریف تراویح میں سنانے کے لئے جانا پڑتا ہے، یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر اعتکاف کے وقت یہ نیت کرے کہ میں تراویح میں قرآن شریف سنانے جایا کروں گا تو یہ جائز ہے[۲]۔ فقط

---

[۱] ولا یجوز اخذ الاجرۃ علی الطاعۃ کالمعصیۃ (رد المحتار باب صلاۃ الجنائز بحث غسل صـ ۸۴۰ ج ۱) ظفیر۔

[۲] قولہ شرط وقت النذر والالتزام ان یخرج الی عیادۃ المریض وصلاۃ الجنازۃ وحضور مجلس العلم یجوز لہ ذالك كذا فی التتارخانیۃ (عالمگیری مصری کتاب الصیام باب سابع صـ ۱۹۹ ج ۱) ظفیر۔

حالت اعتکاف میں ڈاکخانہ کا کام کرنا کیسا ہے

سوال (۲۹۵) بندہ کے پاس ڈاکخانہ کا کام ہے ۔ کیا اعتکاف کی حالت میں ڈاکخانہ کا کام کر سکتا ہوں جب کہ زبانی گفتگو نہ کی جاوے ۔

الجواب : مسجد میں رہنا معتکف کا اعتکاف کے لئے ضروری ہے ۔ بدون اس کے اعتکاف نہیں ہو سکتا ۔ درمختار میں ہے فاللبث هو الركن والكون في المسجد الخ وحرم عليه اى على المعتكف الخ الخروج الا لحاجة الانسان طبعية كبول وغائط وغسل لو احتلم الخ او شرعية كعيد واذان لو موذنا و باب المنارة خارج المسجد والجمعة وقت الزوال[1] الخ اس روایت سے معلوم ہوا کہ معتکف کو مسجد میں رہنا ضروری ہے ۔ بول و براز اور غسل جنابت اور جمعہ وغیرہ کے لئے نکلنا جائز ہے ۔ بنا بریں علیہ مسجد کے اندر ڈاکخانہ کا کام کرنا ضرورت کی وجہ سے زبانی گفتگو کرنا جائز ہے[2] ۔ لیکن ڈاکخانہ کے کام کی وجہ سے مسجد سے نکلنا مفسد اعتکاف ہے ۔ اور اعتکاف کی حالت میں خاموش رہنا ضروری نہیں ۔ البتہ بلا ضرورت اور فضول گفتگو مکروہ ہے ۔ اور وعظ کرنا اور جماعت کرانا معتکف کے لئے بلا شبہ جائز بلکہ موجب اجر و ثواب ہے[3] ۔ فقط ۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الاعتکاف ص ۱۸۱-۱۸۲ ج ۲ ۔ ۱۲ ظفیر صدیقی

[2] وخص المعتكف باكل وشرب ونوم وعقد احتاج اليه لنفسه او عياله فلو لتجارة كره الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الاعتکاف ص ۱۸۴ ج ۲) ظفیر

[3] الا بخير وهو مالا اثم فيه الخ كقراءة قرآن وحديث وعلم وتدريس فى سير الرسول عليه السلام وقصص الانبياء عليهم السلام وحكايات الصالحين وكتابة امور الدين (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الاعتکاف ص ۱۸۵ ج ۲) ظفیر

کسی نے بیماری کی وجہ سے اخیرہ عشرۂ رمضان میں اعتکاف توڑ دیا اب وہ کیا کرے

سوال (۲۹۶) رمضان شریف کے آخر عشرہ کا اعتکاف کیا درمیان میں بیمار ہوکر اعتکاف توڑ دیا، اب بعد صحت کے اس اعتکاف کی قضا کرے یا نہیں؟ اور روزہ بھی قضا کرے یا نہیں؟ اور بیماری میں پانچ روزے قضا ہوئے۔ اعتکاف میں وہ روزہ ادا ہوسکتے ہیں یا نہ؟

الجواب:- درمختار میں ہے وشرط الصوم لصحۃ الاول اتفاقا فقط علی المذھب قولہ لصحۃ الاول ای المنذور شامی[1]۔ فلو شرع فی نفلہ ثم قطعہ لا یلزمہ قضاءہ لانہ لا یشترط لہ الصوم علی الظاھر من المذھب الخ اما النفل فلہ الخروج[2]۔ قولہ اما النفل ای الشامل للسنۃ المؤکدۃ طحطاوی شامی[3] الخ۔ ان روایات سے ظاہر ہے کہ اعتکاف عشرۂ اخیرہ رمضان کی قضاء لازم نہیں ہوتی۔ علامہ شامی نے محقق ابن ہمام کا اس میں خلاف بھی نقل کیا ہے۔ لیکن اکثر متون وشروح اسی پر ہیں کہ اعتکاف عشرۂ اخیرہ رمضان واجب نہیں ہے اور قضا سوائے واجب کے لازم نہیں ہوتی اور نفل بھی شروع کرنے سے اگرچہ لازم ہوجاتی ہے مگر اعتکاف میں اسی قدر واجب ہوگا جو قبل نفل ہے۔ بہرحال مقتضی ان روایات کا یہ ہے کہ اعتکاف کی قضا اور صرف انہیں پانچ روزوں کی قضا لازم ہے جو قضا ہوئے ہیں اور ایک روزہ پہلی تاریخ رمضان کا جو نہیں رکھا گیا اس کی قضا لازم ہے اور اگر اعتکاف کی بھی قضا کرے تو وہ روزہ رمضان کے جو قضا ہوئے ہیں اس میں وہ اعتکاف بھی ہوسکتا ہے۔ تو گویا اس صورت میں کل دس روزے رکھے جاویں۔ چھ روزے قضاء رمضان کے ہوجاویں گے اور باقی چار روزے ادا رکھنے چاہئیں۔

---

[1] الدرالمختار باب الاعتکاف ص ۵۰۲[illegible] ۔ [2] ردالمحتار باب الاعتکاف ص[illegible] ۔ [3] ردالمحتار باب الاعتکاف [illegible] ظفیر [illegible] ۔

کتاب المناسک

باب اول: حج کی فرضیت، کیفیت اور اسکی ادائیگی

صحرائی جائداد بیچ کر حج کو جانا ضروری ہے یا نہیں

سوال (۱) ایک شخص کے پاس روپیہ نقد نہیں ہے لیکن اس کے نام جائداد صحرائی اس قدر ہے کہ اس میں سے کچھ جزو حصہ جائداد فروخت کر کے واسطے سفر خرچ حج بیت اللہ شریف اور نیز گھر والوں کے واسطے انتظام روپے کا ہو سکتا ہے۔ اس شخص پر حج فرض ہے یا نہیں۔

الجواب:- اگر جائداد صحرائی اس قدر ہے کہ اس کی آمدنی اور پیداوار اس کے اور اس کے عیال کے خرچ سالانہ سے زیادہ نہیں ہے تو اس پر حج فرض نہیں ہے اور فروخت کرنا زمین کا اس کے ذمہ لازم نہیں[1] فقط

صاحب استطاعت ہونے پر پہلے کار خیر کرے یا حج کرے

سوال (۲) زید کہتا ہے کہ میرا ارادہ ہے کہ خدا تعالیٰ اگر مجھے روپیہ دے تو میں اپنے بھائیوں کے ساتھ صلہ رحمی کروں (وہ تنگ دست ہیں) اور وسعت ہونے پر کنواں اور مسجد بنواؤں۔ اگر خدا تعالیٰ اس کو مال عطا فرما دے تو وہ پہلے حج ادا کرے یا یہ خیر جاری کرے

---

[1] هو فرض على مسلم حر صحيح بصير ذي زاد وراحلة فضلا عما لا بد منه ... وحرر في النهر انه يشترط بقاء رأس مال لحرفته (در مختار) كتاجر ودهقان ومزارع كما في الخلاصة ورأس المال يختلف باختلاف الناس بحر، قلت والمراد ما يمكنه الاكتساب به قدر كفايته وكفاية عياله لا اكثر لانه لا نهاية له. رد المحتار كتاب الحج ص [illegible]

روپیہ دے یا مسجد یا کنواں بنادے ناجائز روپے سے حج فرض ہوتا ہے یا نہیں

سوال: (۳۱) ایک شخص کے پاس سود چوری وغیرہ کا اس قدر روپیہ ہے کہ اس پر حج فرض ہے اس سے حج کرے یا نہ کرے، اگر کرے تو حج ادا ہوگا یا نہ۔

الجواب:۔ (۱) جب روپیہ ہو جاوے اور حج فرض ہو جاوے تو پہلے حج کرے پھر غریب بھائیوں کی امداد، پھر مسجد وچاہ بنوائے[۱] (خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ایہا الناس قد فرض علیکم الحج فحجوا۔ مشکوٰۃ ص ۲۲۰۔ ظفیر)

(۲) حج فرض اور کرے حج ادا ہو جائے گا[۲] اور جن لوگوں کا روپیہ ناجائز طور سے لیا ہے ان کو یا ان کے ورثہ کو اس قدر روپیہ دیوے یا معاف کرالے ورنہ صدقہ کرے۔ فقط۔

---

[۱] حج فرض ہونے کے بعد پہلے اس کی ادائیگی ضروری ہے۔ بقیہ چیزوں کا درجہ اس کے بعد ہے عن ابی ھریرۃ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای العمل افضل قال ایمان باللہ ورسولہ قیل ثم ماذا قال الجہاد فی سبیل اللہ قیل ثم ماذا قال حج مبرور متفق علیہ (مشکوٰۃ کتاب المناسک ص ۲۲۱) ظفیر

[۲] وقد یتصف بالحرمۃ کالحج بمال حرام (درمختار) فقد یقال ان الحج نفسہ الذی ھو زیارۃ مکان مخصوص الخ لیس حراما بل الحرام ھو انفاق المال الحرام ولا تلازم بینھما کما ان الصلاۃ فی الارض المغصوبۃ تقع فرضا الخ قال فی البحر ویجتھد فی تحصیل نفقۃ حلال فانہ لا یقبل بالنفقۃ الحرام کما ورد فی الحدیث مع انہ یسقط الفرض عنہ معھا الخ (رد المحتار کتاب الحج مطلب فیمن حج بمال حرام ص ۱۹۱/ ۲) ظفیر۔

مکان نہ ہو تو مستطیع حج کرے یا مکان بنوائے

سوال (۴) ہمارے پاس مکان نہیں ہے تو مکان میں روپیہ خرچ کر سکتا ہے یا حج کرنا فرض ہے۔

الجواب: جب کہ روپیہ حج کے موافق موجود ہے تو حج کرنا فرض ہے، مکان بنانا ضروری نہیں[1]۔ فقط

جائداد رہن کر کے حج کرنا کیسا ہے

سوال (۵) میں حج کو جانا چاہتا ہوں۔ نقد میرے پاس نہیں ہے، البتہ جائداد ہے، کیا اس جائداد کو رہن کر کے اس روپیہ سے حج کو جا سکتا ہوں اور حج کر سکتا ہوں۔

الجواب: اگر حج فرض ہو چکا ہے تو قرض لے کر حج کر سکتے ہو[2] اور رہن کرنا جائداد کا اس طرح کہ نفع اس کا مرتہن لیوے جائز نہیں ہے اور اگر منافع زمین کا مرتہن نہ لیوے تو درست ہے[3]۔ فقط

---

[1] هو فرض بشرط حرية وبلوغ وعقل وصحة وقدرة زاد وراحلة فضلت عن مسكنه وعما لا بد منه (كنز) وفي قوله وما لا بد منه اشارة الى ان المسكن لا بد ان يكون محتاجا اليه للسكنى فلا تثبت الاستطاعة بدار يسكنها (البحر الرائق ص ۳۳۴ ج ۲) ولكن لو كان عنده ما لو اشترى به مسكنا وخادما لا يبقى بعده ما يكفي للحج لا يلزمه خلاصة (الدر المختار) والذي رأيته في الخلاصة هكذا وان لم يكن له مسكن ولا شيء من ذالك وعنده دراهم تبلغ به الحج وتبلغ ثمن مسكن وخادم وطعام وقوت وجب عليه الحج وان جعلها في غيره اثم اه لكن هذا اذا كان وقت خروج اهل بلده كما صرح به في اللباب اما قبله فيشتري به ما شاء لانه قبل الوجوب (رد المحتار كتاب الحج ص ۱۹۴ ج ۲)

[2] قوله وسعه ان يستقرض ويحج اي جاز ذالك وقيل يلزمه الاستقراض اهـ (رد المحتار كتاب الحج ص ۱۹۳ ج ۲)

[3] يكره للمرتهن ان ينتفع بالرهن وان اذن له الراهن وعليه يحمل ما عن محمد بن اسلم من انه لا يحل للمرتهن ذالك ولو بالاذن (الدر المختار على هامش رد المحتار باب التصرف في الرهن ص ۴۶۲ ج ۵) ظفير

بھیک مانگ کر حج کرنا کیسا ہے

سوال (۶) بھیک مانگ کر حج کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- یہ جائز نہیں ہے[1]۔

ایک مالدار نے بچہ کی شادی میں روپیہ خرچ کردیا پھر دولت جمع نہ ہوئی تو حج کا کیا حکم ہے

سوال (۷) ایک شخص کے پاس اس قدر مال تھا کہ وہ حج کرسکتا تھا لیکن اس نے حج تو نہ کیا بلکہ وہ روپیہ اپنی اولاد کے بیاہ میں خرچ کردیا۔ اب مفلس ہوگیا، اگر وہ تمام عمر مفلس رہے اور مال جمع نہیں کیا اور مرگیا تو کیا تارک حج مرا اور گنہگار مرا۔

الجواب:- اس پر حج فرض ہوچکا تھا۔ اگر بلا حج مرگیا تارک حج فرض ہوا اور گنہگار ہوا[2]۔

اگر صرف مکہ جانے بھر روپیہ ہو مدینہ کا خرچ نہ ہو تو حج فرض ہوا یا نہیں

سوال (۸) اگر کسی شخص کے پاس اتنا روپیہ ہو کہ صرف حج کرسکتا ہے اور مدینہ منورہ نہیں جاسکتا تو اس پر حج فرض ہے یا نہیں۔ یا انتظار کرے کہ مدینہ منورہ کا بھی خرچ ہوجاوے۔

الجواب:- حج فرض ہوگیا انتظار نہ کرنا چاہیے[3]۔

---

[1] واما القدرة على الزاد والراحلة فالفقهاء على انه من شرائط الوجوب فلا وجوب اصلا يتعلق بالفقير لاشتراط الاستطاعة في اية الحج (البحر الرائق كتاب الحج ص ۳۳۵ ج ۲) اور حدیث ہے السوال ذل اور حضرت ابو ذر فرماتے ہیں امرني خليلي بسبع امرني بحب المساكين الخ وامرني ان لا اسئل احدا شيئا (مشكوٰة باب فضل الفقراء ص ۴۴۹) ظفیر۔ [2] هو (اي الحج) فرض مرة الخ على الفور عند الثاني الخ ولذا اجمعوا انه لو تراخى كان اداءً وان اثم بموته قبله (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الحج ص ۱۸۹ ج ۲) ظفیر۔ [3] هو اي فرض مرة الخ على الفور للعام الاول (باقی حاشیہ ص ۵۱۹)

مالدار حج کرے یا اولاد کی شادی

سوال (۹) اگر کسی شخص کے پاس اتنا روپیہ ہے کہ وہ حج کر سکتا ہے اور عیال دار بھی ہے تو اس کو اولاد کا نکاح کرنا واجب ہے یا حج کرنا۔

تین سو پچاس روپے جس کے پاس ہوں اس پر حج ہے یا نہیں

سوال (۱۰) ایک شخص کے پاس تین سو پچاس روپیہ جمع ہے آیا اس پر حج فرض ہے یا نہیں چونکہ روپیہ ناکافی معلوم ہوتا ہے اس لئے اس کا ارادہ کنواں بنوانے کا ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے، اگر روپیہ کافی نہ ہو تو سال آئندہ کا انتظار ضروری ہے یا نہیں۔

الجواب: — اگر یہ محقق ہو جائے کہ ساڑھے تین سو روپے میں صرف مکہ معظمہ کی آمد و رفت اور وہاں تا زمانہ حج قیام کے لئے کافی ہو جاوے گا تو حج اس پر فرض ہو گیا۔ کیونکہ حج کے فرض ہونے کے لئے مدینہ شریف کی آمد و رفت کے خرچ کا لحاظ نہ کیا جاوے گا۔ اور اگر کرایہ جہاز وغیرہ کی تحقیق سے یہ معلوم ہو کہ ساڑھے تین سو روپیہ صرف مکہ معظمہ کی آمد و رفت کے خرچ کو بھی کافی نہیں ہے تو پھر حج فرض نہیں ہوا۔ اس صورت میں اس روپے کو دوسرے کار خیر مثل تعمیر چاہ وغیرہ میں صرف کرنا درست ہے، اور اس صورت میں فرض ہونے حج کے سال آئندہ کا انتظار لازم نہیں۔ فقط

(تفصیل ملاحظہ) حیث قال فی الحج علی مسلم الخ مکلف الخ عما لابد منہ کما مر فی الزکوٰۃ الخ (رد المحتار کتاب الحج ص ۲۸۹ ج ۲ ظفیر) — لہ علی مسلم الخ ذی زاد الخ وراحلۃ الخ فضلا عما لا بد منہ وفضلا عن نفقۃ عیالہ الخ الی حین عودہ الخ (الدر المختار) قولہ ذی زاد الخ فادانہ لا یجب الا بملک الزاد وملک اجرۃ الراحلۃ (رد المحتار کتاب الحج ص ۱۹۳ ج ۲ — ص ۱۹۴ ج ۲) تین ساڑھے تین سو روپے میں حج کرنے میں ممکن تھا اور یہ اس زمانہ کا خرچ ہے۔ اب تو حج میں کم از کم ڈھائی ہزار نقد روپیہ خرچ پڑتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ ظفیر

ایک شخص کے پاس چھ سو روپے ہیں تو وہ حج کرے یا مکان بنوائے

سوال (۱۱) ایک شخص کے پاس چھ سو روپیہ ہے اور وہ شخص تین برس سے ارادہ حج کا رکھتا ہے اور اس شخص کے یہاں شریعت کے مطابق پردہ نہیں ہے اور مکان بھی ایسا نہیں کہ پردہ کر سکے تو یہ شخص اس حالت میں کیا کرے۔ مکان بنوالے یا حج کو جاوے۔ اور مکان بنوانے میں روپیہ صرف ہو جانے کا بھی خوف ہے

الجواب:۔ اگر چھ سو روپے میں حج کا خرچ اور اہل و عیال کا خرچ واپس آنے تک پورا ہو سکے تو حج اس پر فرض ہے، حج ادا کرے[1]۔ فقط

اگر مکہ تک کا ہی خرچ ہو مدینہ کا نہ ہو تو حج کرے یا نہیں

سوال (۱۲) بندہ کی والدہ زندہ ہے اور حج کو دل چاہتا ہے، والدہ کہتی ہیں کہ یا تو مجھ کو ساتھ لے چل یا میرے مرنے کے بعد حج کو جانا۔ اگر میں ساتھ لے جاؤں تو روپیہ اتنا نہیں ہے کہ مدینہ شریف تک دونوں جا سکیں، مکہ شریف تک جا سکتے ہیں، اس صورت میں مجھ کو کیا کرنا چاہئے۔

الجواب:۔ اگر اس قدر روپیہ موجود ہے کہ مکہ شریف تک دونوں جا سکتے ہیں تو حج فرض ہے۔ آپ اپنی والدہ کو لے کر حج کرا لادیں تاکہ فرض ادا ہو جاوے[2]۔ فقط

حج مقدم ہے یا تعمیر مسجد

سوال (۱۳) زید صاحب نصاب ہے اور ان کی مسجد بھی خراب ہے تو پہلے حج کرے یا مسجد کی تعمیر کراوے اور نیت اس نے دونوں کی کر لی ہے

---

[1] على مسلم الخ ذي زاد الخ وراحلة الخ فضلا عن نفقة عيا له الخ الى حين عوده (الدر المختار على هامش رد المحتار کتاب الحج ص ۱۹۳ ج ۲) ظفیر

[2] فرض الخ على حر الخ مكلف الخ ذي زاد الخ وراحلة الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار کتاب الحج ص ۱۹۳ ج ۲) ظفیر۔

اور روپیہ اتنا ہے کہ ایک کام کر سکتا ہے۔

الجواب:۔ حج فرض ہے، پہلے حج کرنا چاہئے اس کے بعد اگر گنجائش ہو تو مسجد بھی تعمیر کرا دی جاوے۔ وہ کار ثواب ہے[1]۔ فقط

شوہر نے جو روپیہ دیا وہ بیوی کا ہے حج کے لئے کافی ہے تو حج کرے

سوال (۱۴) ایک عورت کو اس کا لڑکا اور شوہر سات روپیہ ماہوار دیتے ہیں، عورت نے بہت کم خرچ کیا اور حج کے لئے روپیہ جمع کیا۔ اب اس کا شوہر مر گیا تو جو روپیہ عورت نے حج کے لئے جمع کیا تھا وہ عورت کا ہے یا لڑکے کا۔

الجواب:۔ جو روپیہ اس عورت کے شوہر اور لڑکے نے اس کو دیا اس روپیہ کی وہ عورت مالک ہو گئی، اگر وہ روپیہ اتنا ہے کہ حج کے سفر کے لئے کافی ہے اور اس کے محرم کا خرچ بھی اس میں پورا ہو سکتا ہے تو اس عورت کے ذمہ حج فرض ہے اپنے محرم کے ساتھ حج کو جانا چاہئے[2]۔ فقط۔

حج کب فرض ہوتا ہے اور عورت بغیر محرم جا سکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۵) عورت کو بغیر کسی محرم کے حج کو جانا جائز ہے یا نہیں اور عورت پر حج کس وقت فرض ہوتا ہے اور مرد پر کس وقت فرض ہوتا ہے۔

الجواب:۔ عورت کو حج کو جانا بدون کسی محرم شوہر وغیرہ کے جائز نہیں ہے

---

[1] فرض مقدم ہے۔ وهو فرض مرة على الفور في العام الاول عند الثاني واصح الروايتين عن الامام ومالك واحمد فيفسق وترد شهادته بتاخيره الخ الدر المختار على هامش رد المحتار کتاب الحج ص ۱۹۰/ ج ۲۔ ظفیر

[2] ويعتبر في المرأة ان يكون لها محرم تحج به او زوج ونفقة للمحرم عليها لانها تتوسل به الى اداء الحج۔ (ہدایہ کتاب الحج ص ۲۱۵/ ج ۱) ظفیر

اور عورت پر حج اس وقت فرض ہوتا ہے کہ اس کے پاس اس قدر نفقہ ہو کہ دونوں کا خرچ وہ اٹھا سکے یعنی اپنا خرچ اور محرم کا خرچ اٹھا سکے اور مرد کے ذمہ حج اس وقت فرض ہوتا ہے کہ علاوہ اپنے خرچ کے اپنے اہل و عیال کے لئے مدت سفر کا خرچ کافی چھوڑ جاوے اور جو کچھ قرضہ ہو وہ سب ادا کر دے[2] ۔ فقط۔

عورت غیر محرم کے ساتھ ادا کر لیا تو فرض ساقط ہوا یا نہیں

سوال (۱۶) عورت نے غیر محرم کے ساتھ جا کر حج ادا کر لیا تو جو فرض اس کے ذمہ تھا وہ ساقط ہو گیا یا نہ اور عورت پر غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے کا گناہ ہے یا نہ۔

الجواب :۔ حج اس کا ادا ہو گیا اور فرض ساقط ہو گیا، اور غیر محرم کے ساتھ سفر کرنے کا گناہ اس پر ہوا تو بہ و استغفار کرے۔ درمختار میں ہے ولو حجت بلا محرم جاز مع الکراھۃ الخ[3] ۔ فقط۔

والدہ کی ناراضی کی حالت میں حج کو چلا جائے تو کوئی نقص تو نہیں

سوال (۱۷) ایک شخص نے اپنی والدہ کی نافرمانی کی اور بحالت ناراضی والدہ حج کو چلا گیا۔ واپس آکر

---

[1] ومنھا المحرم للمرأۃ شابۃ کانت او عجوزا اذا کان بینھا وبین مکۃ مسیرۃ ثلاثۃ ایام الخ وتجب علیھا النفقۃ والراحلۃ فی مالھا للمحرم لیحج بھا (عالمگیری مصری کتاب المناسک باب اول ص ۲۰۳) [2] ومنھا القدرۃ علی الزاد والراحلۃ الخ وتفسیر ملک الزاد والراحلۃ ان یکون لہ مال فاضل عن حاجتہ وھو ما سوی مسکنہ ولبسہ وخدمہ واثاث بیتہ قدر ما یبلغہ الی مکۃ ذاھبا وجائیا راکبا، لا ماشیا وسوی ما یقضی بہ دیونہ ویمسک لنفقۃ عیالہ ومرمۃ مسکنہ ونحوہ الی وقت انصرافہ کذا فی محیط السرخسی ویعتبر فی نفقتہ ونفقۃ عیالہ الوسط من غیر تبذیر ولا تقتیر کذا فی التبیین (عالمگیری مصری۔ کتاب المناسک باب اول ص ۲۰۳) ظفیر۔ [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحج ص ۲۰۳ ۱۲ ظفیر

بھی معافی نہیں چاہی۔ والدہ کا انتقال ہوگیا تو اس کے حج میں کچھ نقص آیا یا نہیں۔

الجواب:- اس شخص کا حج تو ادا ہوگیا وہ ایک مستقل عبادت تھی جو ادا کرنے سے ادا ہوگئی۔ لیکن ماں کی ناراضگی کا جو گناہ اس کی گردن پر ہے اب اس کی مکافات اس کے علاوہ کیا ہوسکتی ہے کہ توبہ و استغفار کے بعد اس پر ایصال ثواب کرے موت کے بعد ایصال ثواب ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے میت کی روح خوش ہوتی ہے اور اس کو اس کا نفع پہنچتا ہے[1]۔ فقط۔

معالج ضرر کے خیال سے حج سے روکے تو کیا کرے

سوال (۱۸) زید اپنی استطاعت وغیرہ کے خیال سے اولئے فریضۂ حج کے لئے تیار ہے لیکن اس سے وہ اطباء جو اس کے اکثر معالج رہتے ہیں، یہ رائے دیتے ہیں کہ سفر دریا کا مضر ہوگا ثانیاً یہ کہ ملک کے بہت سے حضرات ابن سعود نجدی کی حکومت کی وجہ سے حج کو نہ جانے کی رائے ظاہر کر رہے ہیں، یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:- جو لوگ ابن سعود نجدی کے تسلط حرمین شریفین پر ہونے کی وجہ سے حج کو نہ جانے اور حج نہ کرنے کی رائے دیتے ہیں وہ راہ صواب سے دور ہیں اور سخت غلطی پر ہیں اور حکم صریح وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا[2] کے خلاف کرتے ہیں اور جس پر حج فرض ہو اور وہ تندرست ہو اور سفر کی طاقت اور قدرت رکھتا ہو اس کو حج کرنا چاہئے اور کسی طبیب کے اس کہنے سے کہ تمہارے لئے دریا کا سفر مضر ہوگا فرض حج کو ترک نہ کرنا چاہئے[3]۔ فقط۔

---

[1] قد يتصف بالحرمة كالحج بمال حرام وبالكراهة كالحج بلا اذن ممن يجب استئذانه (در مختار) قوله ممن يجب استئذانه كاحد ابويه المحتاج الى خدمته الخ (رد المحتار كتاب الحج ص ۲۷ ظفیر)

[2] آل عمران - ۱۰

[3] الحج واجب على الاحرار البالغين العقلاء الاصحاء اذا قدروا على الزاد والراحلة (ہدایہ ص ۲۳۲)

جو شخص زکوٰۃ نہ نکالے اس کا حج کے لئے جانا کیسا ہے

سوال (۱۹) جو صاحب نصاب ہیں مگر زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور حج کے لئے تیار ہیں ان کا حج کو جانا کیسا ہے۔

الجواب:۔ اگر کوئی شخص ایک فرض ادا نہ کرے اور دوسرا فرض ادا کرے تو ظاہر ہے کہ جو فرض ادا کیا جائے گا وہ ادا ہو جاوے گا اور جو فرض ادا نہ ہوگا اس کا گناہ رہے گا۔ بناءً علیہ حج اس کا ادا ہو جاوے گا۔ فقط

شاہ ابن سعود کی حکومت میں حج درست ہے یا نہیں

سوال (۲۰) سلطان ابن سعود کے تسلط کے بعد سے ارض حجاز میں کامل امن و امان ہے جس کی تصدیق امسال کے حجاج کرتے ہیں لیکن بعض حضرات ابن سعود کے ہدم قبات و اعلان ملوکیت حجاز کی بناء پر اس وقت تک حج کے التواء کا مشورہ دے رہے ہیں جب تک حجاز سے ابن سعود کی حکومت کا اخراج نہ ہو اور منہدم قبہ جات کی تعمیر نہ ہو شرعاً یہ مشورہ صحیح ہے یا نہیں، درصورت ثانی وہ مستطیع حضرات جن پر حج فرض ہو چکا ہے صرف اس مشورہ پر عامل ہو کر ادائیگی فرض میں تاخیر کریں اور اس توقف میں خدانخواستہ اگر موت کے شکار ہو جائیں تو عند اللہ ماخوذ ہوں گے یا نہیں۔

الجواب:۔ یہ مشورہ مانعین حج کا صحیح نہیں ہے اور ایسا مشورہ دینے والے عاصی ہیں، التواء فریضہ حج کسی طرح اس صورت میں جائز نہیں ہے اور جن لوگوں پر حج فرض ہو چکا ہے اگر وہ بدون شک کے یا وصیت بالحج کے فوت

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) فاضلاً عن المسکن ومالابد منہ وعن نفقۃ عیالہ الی حین عودہ وکان الطریق آمنا وصفہ بالوجوب وھو فریضۃ محکمۃ ثبتت فرضیتہا بالکتاب وھو قولہ تعالیٰ وللہ علی الناس حج البیت الآیۃ (ہدایہ کتاب الحج ص ۲۱۳ ج ۱) ظفیر۔

نہ جاویں گے تو عند اللہ وہ ماخوذ ہوں گے اور اس وعید کے مستحق ہوں گے جو کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس پر حج فرض ہوا اور اس نے حج ادا نہ کیا اور وہ مر گیا تو وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے اللہ تعالیٰ کو کچھ پروا نہیں ہے[1] والعیاذ باللہ تعالیٰ جل ذکرہ ۔ فقط

حالت ملازمت میں وجوب حج سے پہلے ایک شخص حج کر چکا ہے کیا اب استطاعت کے بعد پھر حج کرے گا

سوال (۲۱) ایک شخص ملازم ہو کر حج کو گیا، بعد چند سال کے وہ صاحب نصاب ہو گیا تو کیا دوبارہ اس پر حج فرض ہو گا یا نہیں۔

الجواب:- دوبارہ اس پر حج فرض نہ ہو گا۔ حج فرض ادا ہو چکا۔ درمختار[2] فقط

شاہان کفار ومشرکین کے زیر میں والی حجاز ہو تو کیا حج جائز ہے یا نہیں

سوال (۲۲) جب کہ کفار ومشرکین کا اثر خانہ کعبہ وجزیرۂ عرب پر ہے اور انھیں کے حسب الاشارہ وہاں کی حکومت حرکت کرتی ہے تو کیا اس حالت میں حج جائز ہے۔

الجواب:- بصورت مذکورہ حج فرض ہے پس جن لوگوں پر حج فرض ہے ان کو حج کرنا ضروری ہے قال اللہ تعالیٰ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلاً[3] ۔ فقط ۔

---

[1] عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ملک زادا ورا حلۃ تبلغہ الی بیت اللہ ولم یحج فلا علیہ ان یموت یہودیا او نصرانیا الحدیث (مشکوٰۃ کتاب الحج فصل ثانی ص۲۲۲) ظفیر۔

[2] لو اغنیٰ فرض الحج مرۃ لان سببہ البیت وھو واحد والزیادۃ تطوع (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحج ص۱۹۰ ج۲) ظفیر۔

[3] آل عمران - ۱۰ -

مستطیع ہو کر حج نہ کرے تو گنہگار ہوگا یا نہیں

سوال (۲۳) شخصی توفیق زاد و راحلہ حج میدارد و در قلب ارادہ صادق میدارد مگر بسبب گردش زمانہ تاخیر واقع می شود بموجب روایت فوراً آثم میشود و وجوہ ذیل رفع اثم او می کنند یا نہ۔ اگر در آخر عمر ادا کرد فبہا اگر فوت شد فرض از وساقط شد یا نہ و وجہ ضعیف مقابل اصح آنست و یک قوی است وجہ ضعیف قول امام محمد علیہ الرحمۃ انہ علی التراخی شامی باب الحج ص۲۲۹ ایں وجہ برائے رفع اثم است نہ سقوط فرض۔ وجہ ضعیف قول صاحب قیل واختلف فی سقوطہ اذا لم یکن بد من رکوب البحر فقیل یسقط وقال الکرمانی ان کان الغالب فیہ السلامۃ من موضع جرت العادۃ برکوبہ یجب والا فلا وھوالاصح شامی باب حج ص۲۳۳ ۔ وجہ قوی در رکوب بحر بسبب چکر و سرگردانی دستے کہ حجاج را در سفر واقع می شود و نماز ہا قضا میشوند پس بروایت ذیل حج از وساقط میشود یا کم از کم رافع اثم تاخیر است ذکر صاحب اللباب ان منہا ای من الشرائط ان یتمکن من اداء المکتوبات فی اوقاتہا قال الکرمانی لانہ لایلیق بالحکمۃ ۔ اگر رائے جناب مطابق آید فبہا ورنہ بدلائل قطعی تردید فرمایند۔

الجواب:۔ اثم تاخیر با دائے حج قبل موت ساقط میکند۔ لا غیر ولٰکن ا جمعوا انہ لو تراخی کان اداءً ا (در مختار) ویسقط عنہ الاثم شامی[۱]۔ وہر گاہ رکوب بحر را اولاً وجہ ضعیف گفتہ شد و در حقیقت ضعیف است و خلاف اصح است پس آنچہ بر رکوب بحر از گردش راس وغیرہ مرتب اند و از لوازم رکوب بحر اند چگونہ وجہ قوی خواہد شد و فی الدرالمختار والعبرۃ لوجوبہا ای العدۃ المانعۃ من سفرہا وقت خروج اھل بلدہا وکذا سائر الشروط[۲] و از یں شروط است

---

[۱] رد المحتار کتاب الحج ص۱۹۳ ج۲ ۱۲ ظفیر۔ [۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحج ص۲۰۳ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

انچہ از شارح لباب نقل کردہ انما ان یتمکن من اداء المکتوبات[1] الخ پس بہ وقت خروج از بلد ظاہر است کہ برائے مکتوبات تمکن است و ضرورت رکوب بحر نہ مما یترتب علیہ ما نع عن الفرضیت نیست۔ پس ایں وجہ را مسقط فرضیت گفتن و از ہمہ کسان کہ رکوب بحر او شاں را ضروری باشد حج اسلام را ساقط گفتن کار فقیہ نیست۔ و باید دانست کہ آناں کہ رکوب بحر را مانع عن الفرضیت گفتہ اند ہمیں وجہ دوران راس و غثیان وغیرہ گفتہ اند پس ایں دوران وغیرہ را وجہ مستقل گفتن نشاید و ہر گاہ آں وجہ معتبر نیست، ایں ہم معتبر نخواہد شد۔ فقط۔

خلافت میں جھگڑے کی وجہ سے حج چھوڑا نہ جائے

سوال (۲۴) امسال میرا عزم سفر حج کا ہے مگر خلافت کے بارہ میں جو جھگڑا پیدا ہوا ہے میرے دل میں ایسا خطرہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید ادائے ارکان حج میں کسی قسم کا نقصان یا فتور واقع ہو اور میری صعوبت راہ و احتیاجات کثیر فعل عبث ہو جائے۔ آیا مسئلہ خلافت کو حج سے کسی قسم کا تعلق ہے یا نہیں۔ اور خلیفۃ المسلمین کے نہ ہونے سے حج درست ہوگا یا نہیں۔

الجواب: حج میں اس سے کچھ خلل اور نقصان نہیں ہے آپ شوق سے ادائے حج بیت اللہ کریں اور زیارۃ حرمین شریفین سے مشرف ہوں۔ فقط۔

شریف مکہ کی وجہ سے حج کی فرضیت میں فرق نہیں آتا

سوال (۲۵) علماء پنجاب در بارۂ حج بیت اللہ شریف یہ فرماتے ہیں کہ آجکل حج بوجہ اس کے کہ وہ مقام شریف کے

---

[1] رد المحتار کتاب الحج ص ۲۰۰ ج ۲ ظفیر ۱۲ ھو فرض مرۃ علی الفور بشرط حریۃ و بلوغ الخ و امن طریق (کنز) و حقیقۃ امن الطریق ان یکون الغالب فیہ السلامۃ (البحر الرائق کتاب الحج ص ۳۳۸) ظفیر

قبضہ میں ہے ناجائز ہے۔ کیا یہ درست ہے، کیونکہ میری ہمشیرہ اور برادر کا ارادہ امسال حج کا ہے۔

الجواب:۔ حج بیت اللہ ان لوگوں پر جن کو استطاعت ہو فرض ہے[1] یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ اب بوجہ مذکورہ حج فرض نہیں رہا ان کو بے تامل حج کا ارادہ کرنا چاہئے۔ فقط۔

عورت شوہر کی اجازت کے بغیر حج کر سکتی ہے یا نہیں

سوال (۲۶) عورت حج بغیر رضائے شوہر کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ حج فرض کر سکتی ہے[2]۔ فقط۔

بزمانہ شریف مکہ حج ساقط نہیں

سوال (۲۷) اعتراض کیا جاتا ہے کہ خانۂ کعبہ غیر مسلم سیادت میں ہے اب وہ دارالامن نہیں رہا اگرچہ بظاہر ادائے رسوم حج میں کوئی مزاحمت نہ ہو۔ اس حالت میں حج ساقط ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جب کہ حج کی ممانعت نہیں ہے اور ارکان حج میں کچھ ممانعت نہیں ہے اور طریق مامون ہے تو استطاعت زاد و راحلہ کی صورت میں حج کرنا فرض ہے۔ پس بوجہ مذکورہ حج ساقط نہ ہوگا[3]۔ فقط۔

حج کی ادائیگی میں کیا خلیفہ کی موجودگی ضروری ہے

سوال (۲۸) ادائے حج کے لئے خلیفہ کا موجود ہونا ضروری ہے یا نہیں۔ تقرر خلیفہ تک حج بند رہے گا یا نہیں۔

---

[1] هو فرض العمر مرة على الفور على مسلم حر مكلف صحيح ذي زاد وراحلة فضلا عما لا بد منه (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الحج ص ۱۹۶ ج ۲) ظفير۔

[2] ولا طاعة لمخلوق في معصية الخالق (الحديث) وليس لزوجها منعها عن حجة الاسلام (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الحج ص ۲۰۲ ج ۲) ظفير۔

[3] هو فرض مرة على الفور بشرط حرية وبلوغ ... وامن طريق (كنز) وحقيقة امن الطريق ان يكون الغالب فيه السلامة (البحر الرائق كتاب الحج ص ۳۳۸ ج ۲) ظفير۔

الجواب: حج کسی وقت بند نہیں ہو سکتا اور حج کی فرضیت خلیفہ کے حج کرنے پر موقوف نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا[1]۔ پس استطاعت سبیل اور استطاعت زاد و راحلہ سے حج فرض ہو جاتا ہے اور جو شروط فقہاء نے مثل امن طریق وغیرہ لکھی ہیں وہ بھی استطاعت سبیل میں داخل ہیں۔ فقط

بے پردگی کے خوف سے حج کو ممنوع کہنا غلط ہے

سوال (۲۹) ایک شخص مع اپنی اہلیہ کے جس پر حج فرض ہے حج کو جانا چاہتے ہیں۔ مگر ایک مولوی صاحب نے ان کو یہ رائے دی کہ چونکہ ریل و جہاز میں مستورات کی بے پردگی ہوتی ہے اس لئے ان کو ہمراہ نہ لیجانا چاہئے بلکہ یہ فتویٰ دینے کے لئے تیار ہیں کہ مستورات کا اپنے محرم کے ساتھ حج کو جانا بوجہ بے پردگی شرعاً ممنوع ہے۔

الجواب: جب کہ کسی عورت پر حج فرض ہوا اور محرم یا خاوند ساتھ جانے والا موجود ہو اور ساتھ جا سکے تو اس عورت کو حج کو جانا فرض ہے۔ کسی صاحب کا یہ فتویٰ دینا کہ مستورات کی جہاز و ریل میں بے پردگی ہوتی ہے اس لئے ان کو محرم کے ساتھ جانا بھی ممنوع ہے بالکل غلط ہے۔ مستورات پر بصورت بالا ضرور حج فرض ہے اور محرم کا ساتھ ہونا کافی ہے اور جب کہ برقعہ ہو تو بے پردگی کچھ نہیں ہے۔ یہ خیال بے پردگی کا غلط ہے۔ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آج تک ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ اگر خیال اس شخص مانع کا صحیح ہوتا تو کسی زمانہ میں بھی عورتوں پر حج فرض نہ ہوتا۔ الغرض اس شخص کے قول کا اعتبار نہ کریں اور اپنی اہلیہ کو جس پر حج فرض ہے ضرور حج کو لیجاویں[2]۔ فقط۔

---

[1] آل عمران ع ۱۰۔ [2] ومع زوج او محرم الی لامرأة حرة ولو عجوزا فی سفر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحج ص ۱۹۸ ج ۲) ظفیر۔

جو باپ کے مال سے حج کر چکا ہو کیا اس پر دوبارہ حج فرض ہے

سوال (۳۰) ایک شخص نے اپنے باپ کے مال سے باپ کی موجودگی میں حج کیا تھا۔ بعد انتقال باپ یہ شخص بہت مال و دولت اور زمین کا وارث ہوا آیا اس پر دوبارہ حج فرض ہے یا نہیں۔

الجواب: اگر پہلا حج بلوغ کے بعد ہوا تو حج فرض ادا ہوگیا دوبارہ حج فرض نہیں ہے۔ در مختار میں ہے فلو جدد الصبی الاحرام قبل وقوفه بعرفة ونوی حجة الاسلام اجزاه الخ وفی رد المحتار واحرم الصبی او المجنون وانه فرضهم بلغ او فاق ووقت الحج باق فان جددا الاحرام یجزیهما عن حجة الاسلام الخ[1] فقط

زکوٰۃ کے روپے سے حج درست ہے یا نہیں

سوال (۳۱) زید استطاعت حج ندارد، بکر او را از مال زکوٰۃ خود امداد نمود، آیا حج جائز خواہد شد یا نہ۔

الجواب: حج ش ادا خواہد شد[2]۔ فقط

جس کے لڑکے مراہق ہوں وہ حج کر سکتا ہے یا نہیں

سوال (۳۲) ایک شخص کے دو لڑکے مراہق ایک عہ ماہوار دوسرا للعہ ماہوار کا ملازم ہے اور ایک بھائی ہے۔ کیا یہ شخص ان لڑکوں کی پرورش کرے یا چچا کے سپرد کر کے حج کو جا سکتا ہے کیونکہ اس کو ایک معزز شخص اپنی ہمراہ حج کو لیجانا چاہتا ہے۔

---

[1] دیکھئے رد المحتار کتاب الحج ص ۱۵۲ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔

[2] وکرہ الاغناء وندب الاغناء عن السوال (کنز) ای کرہ ان یدفع الی فقیر ما یصیر به غنیا وندب الاغناء عن سوال الناس (البحر الرائق باب المصرف ص ۲۴۴ ج ۲) اور زکوٰۃ دینے والے نے جب دیدی اور اس نے حج ادا کیا تو اس کے درست ہونے میں کیا اشکال ہے۔ واللہ اعلم۔ وکذا لو تصدق به علیه الخ ما لا حج به لا یجب علیه القبول عندنا الخ فان قبل المال وجب (المسلک المتقسط ص ۱۲) ظفیر غفی۔

الجواب: - اس شخص کو حج کیجانا درست ہے کیونکہ اولاد اس کی محتاج نہیں ہے اور نگرانی ان کی ان کے چچا کے سپرد کر دی جاوے گی۔ فقط

حج فرض نہ ہونے کی صورت میں بلا اجازت والدین جا سکتا ہے یا نہیں

سوال (۳۳۱) اگر حج فرض نہ ہو تو بلا اجازت والدین کے جانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: - اگر والدین کو اس کی خدمت کی ضرورت ہے تو جائز نہیں ہے[1]۔ فقط۔

غربت میں حج کر چکا ہے تو کیا اب مالدار ہوتے کے بعد دوبارہ حج اس پر فرض ہے

سوال (۳۴۱) ایک شخص غریب جس پر حج فرض نہیں ہے وہ کسی طریق سے مکہ معظمہ پہنچا اور حج ادا کیا۔ واپس آنے کے بعد وہ غنی ہو گیا تو اب اس پر دوبارہ حج فرض ہے یا وہ حج نفل اس کے لئے کافی ہے۔

الجواب: - اس صورت میں اس شخص کے ذمہ سے حج فرض ادا گیا۔ کما فی الشامی بخلاف ما لو خرج لیحج عن نفسه وهو فقیر فانه عند وصوله الی المیقات صار قادرًا لقدرته بنفسه فیجب علیه[2] وفیه ایضًا الآفاقی اذا وصل الی میقات فهو کالمکی[3]۔ الخ فقط

---

[1] وفضلا عن نفقة عیاله ممن تلزمه نفقته لتقدم حق العبد الی حین عوده (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الحج ص ۱۹۷ / ج ۲) ظفیر [2] ویتصف بالحرمة کالحج بمال حرام بالکراهة کالحج بلا اذن ممن یجب استیذانه (در مختار) کاحد ابویه المحتاج الی خدمته والاجداد اذا لم فیکره خروجه بلا اذنهم کما فی الفتح وظاهره ان الکراهة تحریمیة الخ قال فی البحر وهذا کله فی حج الفرض اما حج النفل فطاعة الوالدین اولی مطلقا (رد المحتار مطلب فیمن حج بمال حرام ص ۱۹۱ / ج ۲) ظفیر [3] رد المحتار باب الحج عن الغیر مطلب فی حج الصرورة ص ۳۳۲ / ج ۲ ۱۲ ظفیر [4] رد المحتار کتاب الحج ص ۱۹۵ / ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

غیر محرم کے ساتھ حج کرنا عورت کے لئے درست نہیں ہے

سوال (۳۵) ایک عورت ضعیف شوہر کی اجازت سے تنہا یا دوسرے شخص کے ساتھ حج کو جا سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- اجنبی لوگوں کے ساتھ سفر کرنا عورت کو درست نہیں ہے، بلکہ ضرورت ہے کہ شوہر یا کوئی دوسرا محرم اس کے ساتھ ہو[1]۔ فقط

یتامیٰ و فقراء کو روپیہ دینے سے حج ادا نہیں ہوتا

سوال (۳۶) زید ۶۵ سال کی عمر کا ضعیف القویٰ شخص ہے لیکن صاحب ثروت ہونے کی وجہ سے اس پر حج فرض ہے۔ تکالیف سفر اور اپنی کمزوری قویٰ جو بلحاظ عمر و مرض کے ہے سفر حج کرنے میں جان کا خطرہ سمجھ کر ادائے فریضۂ حج کے لئے ایک معقول اور مناسب رقم یتیموں اور بیواؤں کو یا مدرسہ اسلامیہ میں صرف کر کے اس فرض کو ادا کرنا چاہتا ہے آیا اس کا یہ فعل ادائے فریضۂ حج میں شمار ہوگا یا نہیں۔

دوسری شکل یہ ہے کہ اس سرمایہ سے حج بدل کرایا جاوے لیکن جو شخص حج بدل کے واسطے بھیجا جاوے اس کے لئے کیا شرائط ہیں۔

الجواب:- یتامیٰ و فقراء کو دینے سے فریضۂ حج سے سبکدوش نہیں ہو سکتا البتہ دوسری صورت یعنی حج بدل کی ہو سکتی ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ حج بدل اس سے کرایا وے جو پہلے حج کر چکا ہو، ورنہ مکروہ ہوگا، اگرچہ حج ادا ہو جاوے گا۔ کذا فی الشامی[2]۔ فقط۔

---

[1] ومع زوج او محرم ولو عبدا او ذميا بالغ عاقل والمراهق كبالغ غير مجوسي ولا فاسق لعدم حفظهما مع وجوب النفقة لمحرمها عليها لانه محبوس عليها الا مرأة حرة ولو عجوزا الى ... فراد وليس عبدها بمحرم لها وليس لزوجها منعها عن حجة الاسلام ولو كان لا محرم جاز مع الكراهة (در مختار) اى التحريمية للنهى فى حديث الصحيحين الخ (رد المحتار كتاب الحج ص ۱۹۹ ج ۲ ط س ج ۲ ص ۴۶۴) ظفير

[2] العبادة المالية تقبل النيابة (شامی ص ۲۲۳

غلط افواہ سے حج کی فرضیت ساقط نہیں ہوتی

سوال (۳۷) چند لوگ جن پر حج فرض تھا، امسال ارادہ حج بیت اللہ کا ارادہ رکھتے تھے کہ یہ خبر مشہور ہوئی کہ شریف مکہ حاجیوں سے بالجبر بیعت لیویں گے کہ امیر المومنین ہم ہیں۔ امسال حج کو جانا اور شریف مکہ سے بیعت کرنا کیسا ہے۔

الجواب:- ایسی خبروں سے حج فرض ساقط نہیں ہوتا۔ لہذا جن لوگوں پر فرض ہے ان کو حج کرنا چاہئے اور شریف مکہ سے بیعت کرنا درست نہیں ہے۔[1] فقط

چھوٹے بے ماں کے لڑکے کو چھوڑ کر حج میں جانا کیسا ہے

سوال (۳۸) ایک شخص ارادہ حج کا رکھتا ہے، لیکن اس کا ایک لڑکا صغیر سن ہے جس کی ماں نہیں ہے۔ لڑکا بغیر والد کے نہیں رہ سکتا۔ البتہ لڑکے کے چچا تایا موجود ہیں۔ اگر لڑکے کو ان کے پاس چھوڑ کر چلا جائے تو کچھ گناہ تو نہ ہوگا۔

الجواب:- حج فرض کو اس وجہ سے چھوڑ نہیں سکتا باپ کے جانے کے بعد لڑکے کے ولی تایا چچا موجود ہیں وہ پرورش کریں گے۔ البتہ لڑکے کا نفقہ باپ دے کر جاوے۔[2]

(بقیہ از ص ۵۳۲) من المکلف مطلقا الخ والبدنية کصلوٰة وصوم لا تقبلها اي النيابة بحال والمركبة منهما كحج الفرض تقبل النيابة عند العجز فقط لكن بشرط دوام العجز الى الموت لانه فرض العمر حتى تلزم الاعادة بزوال العذر وبشرطية الحج عنه الخ لكنه يشترط لصحة النيابة اصلية المامور لصحة الافعال الخ فجاز حج الصرورة الخ وغيرهم (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحج عن الغير ص ۳۲۶ ج ۲ و ص ۳۳۱ ج ۲) ظفير۔

[1] هو فرض مرة على الفور بشرط حرية وبلوغ وعقل وصحة وقدرة زاد وراحلة فضلت عن مسكنه وعما لا بد منه نفقة ذهابه وايابه وعياله وامن طريق (الدر) وحقيقة امن الطريق ان يكون الغالب فيه السلامة كما اختاره الفقيه ابو الليث وعليه الاعتماد (الدر المختار كتاب الحج ص ۲۳۳) ظفير

غیر محرم عورت کا حج کرنا کیسا ہے

سوال (۳۹) ایک عورت جو کسی طرح سے محل فتنہ نہیں شتہ نہیں ہے۔ اس کے کوئی محرم نہیں۔ اس کا ایک شخص کہ جو بظاہر دیندار ہے اپنے ہمراہ لیجانا چاہتا ہے کہ سفر میں اس کی امداد کرے۔ ایسی صورت میں وہ شخص اس کے ہمراہ سفر کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ روایت فقہیہ جواز کی بعض مشائخ سے بعض معتبرات میں موجود ہے۔ قال الشامی من الحظر والاباحۃ فصل البیع وفیہ اشارۃ الی ان المرأۃ لا تسافر ثلاثۃ ایام بلا محرم واختلف فیما دون الثلاثۃ وقیل انما تسافر مع الصالحین والصبی والمعتوہ غیر محرمین کما فی المحیط قہستانی[عہ] اور فصل حداد میں یہ عبارت بھی قابل لحاظ ہے۔ قال فی الدر المختار ولابد من سترۃ بینہما فی البائن لئلا یختلی بالاجنبیۃ ویمکن ان یقال فی الاجنبیۃ کذلک وان لم تکن معتدۃ الا ان یوجد نقل بخلافہ بحر[۱]۔ اور بعض وقائع صدر اول کے مثلاً مہاجرت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی زید بن حارثہ اور رجل من الانصار کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ تک اور امثال اس کے بھی قابل لحاظ ہیں۔ اور واقعی یہ ہے کہ وقائع میں ایک ضرب اجتہاد سے کام لینا پڑتا ہے۔ قال فی الفتح من الضعیف المحقق ان علی المفتی ان ینظر فی خصوص الوقائع[۲]۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد انور عفا اللہ عنہ۔

عدت کے اندر سفر حج جائز ہے یا نہیں

سوال (۴۰) ہندہ کا شوہر فوت ہوگیا عدت پوری نہیں ہوئی کیا ہندہ ایام عدت میں فریضۂ حج ادا کرنے کے لئے سفر کر سکتی ہے یا نہیں۔

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی الحداد ص $\frac{۸۵۵}{۲}$ ۱۲ ظفیر

[۲] رد المحتار فصل فی الحداد ص $\frac{۸۵۲}{۲}$ ۱۲ ظفیر عہ رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع ص $\frac{۲۴۳}{۵}$ ۱۲ ظفیر صدیقی

الجواب: بحالت ایام عدت فریضہ حج کے لئے سفر نہیں کر سکتی۔ کذا فی الدر المختار[1]۔ فقط

بیوہ غیر مرد کے ساتھ حج کو جا سکتی ہے یا نہیں

سوال (۱۴۱) ایک عورت جس کی عمر ۴۲ برس کی ہے اور وہ بیوہ ہے۔ اولاد نہیں رکھتی ہے۔ ایک غیر شخص کے ساتھ حج کو جا سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: بدون محرم کے ساتھ لئے عورت کو حج کرنا درست نہیں ہے اور اس حالت میں حج اس پر فرض نہیں ہے[2]۔ فقط۔

پانچسو روپیہ بتایا، قبضہ میں نہیں کرایا تو کیا حکم ہے

سوال (۱۴۲) زید کے باپ نے روپیہ اس قدر چھوڑا کہ حج کے قابل تھا مگر وقت مرگ والد زید، زید نہ تھا بلکہ اس کا بیٹا عمر تھا۔ اس نے ڈیڑھ ہزار روپیہ چرایا اور خرچ کر ڈالا۔ بعدہ مرض الموت میں پانچسو روپیہ عمر کے دادا نے اس کو بتایا کہ فلاں جگہ سے نکال لو۔ اب زید نے کہا کہ یہ پانچسو روپیہ ملک عمر کی ہے؟ اور حج اس پر فرض ہے یا نہیں۔

---

[1] ومع زوج او محرم بالغ مع وجوب النفقة لمحرمها عليها لامرأة حرة ولو عجوزا في سفر الخ ومع عدم عدة عليها مطلقا اية عدة كانت (در مختار) فلا يجب عليها الحج اذا وجدت (اي العدة) قوله اي عدة كانت اي سواء كانت عدة وفات او طلاق بائن او رجعي (رد المحتار كتاب الحج ص ۱۹۱ وص ۱۹۲) ولا تخرج معتدة رجعي او بائن الخ عن بيتها اصلا (الدر المختار على هامش رد المحتار فصل في الحداد ص ۸۵۳ ج ۲)

[2] هو فرض على مرة على الفور بشرط حرية الخ ومحرم او زوج لامرأة في سفر (كنز) وفي الصحيحين لا تسافر امرأة ثلاثا الا ومعها محرم وزاد مسلم في رواية او زوج وروى الدارقطني لا تحج امرأة الا ومعها محرم الخ اشار المصنف الى ان امن الطريق والمحرم من شرائط الوجوب (البحر الرائق كتاب الحج ص ۳۳۸ وص ۳۳۹ ج ۲) ظفير

مرض الموت کے وقت ہبہ کے لئے کیا شرط ہے

سوال (۴۳/۲) بہشتی زیور حصہ پنجم میں ہے کہ مرض الموت میں ثلث کے ہبہ میں قبضہ شرط ہے۔ تو ترکہ والد زید کا کل دو ہزار روپیہ تھا جس میں سے پانچسو روپے اس نے عمر کو بتلائے مگر قبضہ نہیں کرایا تو وہ مالک اس روپے کا ہوا یا نہیں؟ اور حج فرض ہوا یا نہیں؟

پوتے نے جو روپیہ چرایا وہ تمام ورثہ کا حصہ ہے

سوال (۴۴/۴) زید جب مرا تو اس کے وارث دو بیٹے ایک بیٹی تھی اور عمر جو اس کا بیٹا ہے وہ ان پانچسو روپے کو جو دادا نے دیئے تھے کھا پی چکا تھا مگر ڈیڑھ ہزار روپیہ جو دادا کا اس نے چرایا تھا اس میں کا چارسو روپیہ باقی ہے تو آیا اس چارسو روپے کو ملک عمر سمجھا جاویگا یا اس کو سب ورثہ پر حسب حصص تقسیم کیا جاوے گا؟ اور اس میں سے جو اس کے حصہ کا ہوگا وہ اگر حج کے قابل ہو تو حج فرض ہوگا؟۔

مکان کا مالک ہو تو کیا حج فرض ہو جاتا ہے

سوال (۴۵/۴) ایک شخص کے پاس نیچے کا مکان زاید از حاجت ہے مگر اوپر جو اس کے مکان ہے اس میں وہ خود رہتا ہے، پس اس پر حج فرض ہے یا نہیں؟۔

جائداد کی وجہ سے حج فرض ہوتا ہے یا نہیں

سوال (۴۶/۵) ایک شخص کسی پنشن سے گزر اوقات کرتا ہے اور جائداد بھی ہے کہ وہ گذارے کو کافی نہیں اور اس پر بار بھی ہے۔ لیکن جائداد اس قیمت کی ہے کہ اگر اس کو فروخت کرے تو حج ہو سکتا ہے اس پر حج فرض ہے یا نہیں؟

ہبہ میں روپیہ ملا تو حج فرض ہوا یا نہیں

سوال (۴۷/۶) جس شخص نے کسی عزیز غیر وارث کو بلا اجازت ورثہ اس قدر روپیہ دیا کہ وہ حج کو کافی ہے تو اس پر حج فرض ہو جاوے گا؟۔

حج کے زمانے سے پہلے روپیہ تھا بعد میں قرض دیدیا اور وصول نہ ہوا تو کیا حکم ہے

سوال (۴۸/۷) ایک شخص کے پاس

ماہ صفر میں اس قدر روپیہ ہوا کہ حج کو چلا جائے مگر ربیع الثانی میں کسی کو قرض دیدیا اور اب تک وصول نہیں ہوا تو اس شخص پر حج فرض ہوا یا نہیں؟ مولانا حسین احمد صاحب مہاجر مدنی فرماتے تھے[1] کہ حج فرض ہوتا ہے کہ جب اس شہر سے سفر حج جانے کا زمانہ ہو اس وقت شرائط پائی جائیں۔ تجربہ سے یہاں کے لوگوں کا جانا ماہ شوال میں ہوتا ہے۔ فقط۔

الجواب:۔ (۱) اس پانچسو روپے کا بھی عمر مالک نہیں ہوا۔ پس اس روپے کی وجہ سے بھی حج فرض نہیں ہوا۔

(۲) جو رائے حضرت مولانا اشرف علی صاحب کی ہے، بندہ کے نزدیک صحیح ہے۔

(۳) کل دو ہزار میں سے عمر کو حصہ پہنچے گا مگر چونکہ چار سو روپے موجود ہیں، یہ سب دیگر ورثہ کو دیدے۔ عمر کا حصہ اس میں محسوب نہ ہو گا جبکہ وہ صاف کرچکا بعد وضع اپنے حصہ کے باقی سب دیگر ورثہ کو دیدیوے اور جب کہ اس کے پاس کچھ باقی نہ رہے گا تو حج فرض نہ ہو گا۔ فقط۔

(۴) یہی صحیح ہے کہ عمر پر حج فرض نہیں ہوا۔ فقط ومنه المسكن ومرمته ولو كبيرا يمكنه الاستغناء ببعضه والحج بالفاضل فانه لا يلزمه بيع الزائد (رد المحتار على الدر المختار ص ۲۲)

(۵) اگر جائداد گذر اوقات سے زیادہ نہیں تو حج اس پر نہیں ہوا اور فروخت کرنا اس کا ضروری نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ملک غیر سے بسر اوقات کرنا شرعاً معتبر نہیں ہے۔ اپنی ہی آمدنی کا لحاظ کیا جاتا ہے اور شریعت میں لحاظ جائز آمدنی کا ہے[2]۔

---

[1] مراد حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ سابق صدر المدرسین و شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند ہیں۔ جو کہ ہجرت سے پہلے مقیم مدینہ منورہ تھے۔ جمیل الرحمٰن۔ [2] وان كان صاحب ضيعة ان كان له من الضياع ما لو باع مقدار ما يكفي الزاد والراحلة ذاهبا وجائيا ونفقة (رد المحتار حاشیہ ص ۵۲۸)

(۶) اگر وہ روپیہ ثلث سے زیادہ نہیں تو حج فرض ہوجاوے گا۔

(۷) جو کچھ مولانا حسین احمد صاحب نے اس بارہ میں فرمایا صحیح ہے فقط

| والدین کی رضا کے بغیر نفل حج کرنا کیسا ہے |

سوال (۴۹) رفتن برائے حج نفل بدون رضاء والدین جائز است یا نہ؟

الجواب:- حج نفل بدون رضائے والدین نباید کرد (فی الدر المختار فإنه یتصف بالحرمة کالحج بمال حرام وبالکراھة کالحج بلا اذن ممن یجب استئذانه الخ قال الشامی ص۲۴۵ ج۲) اما حج النفل فطاعة الوالدین اولی مطلقاً کما صرح به فی الملتقط ص۱۹۱ ج۲ علی هامش رد المحتار)

| فریضہ حج کی ادائیگی میں تاخیر جائز ہے یا نہیں |

سوال (۵۰) اگر بر کسے حج فرض شدہ باشد در ادائیگی تاخیر کردن جائز است یا نہ؟ واگر والدین از سفر حج مانع آیند از جہت آنہا مؤخر کردن جائز است یا نہ؟

الجواب:- بصورت فرض شدن حج تاخیر نباید کرد۔ اگر والدین منع کنند باز نہ آید البتہ اگر والدین محتاج خدمت ایں کس باشند وہیچ خادم دیگر نہ باشد مؤخر کند۔ (قال فی الدر المختار وقد یتصف بالحرمة کالحج بمال حرام وبالکراھة کالحج بلا اذن ممن یجب استئذانه۔ قال الشامی کاحد ابویه المحتاج الی خدمته الخ شامی ص۱۹۱ ج۲ وقال فی الدر المختار، فرض مرة علی الفور فی العام الاول عند الثانی واصح الروایتین عن الامام الخ۔ در مختار مختصراً ص۱۹۱ ج۲ علی هامش رد المحتار)

| مہر دین مقدم ہے یا حج |

سوال (۵۱) اگر بر کسے حج فرض شدہ باشد وزوجہ اش مانع شود وگوید کہ مہرا ادا کن دریں صورت کہ نزد وے برائے ادائیگی مہر سوائے

(بقیہ حاشیہ از ص۵۳۷) عیاله واولاده ویبقی له من الضیعة قدر ما یعیش بغلة الباقی یفترض علیه الحج والا فلا هم

(م عالمگیری ص۲۰۴ ج۱)

ایں مال دیگر نیست برآں کس فریضۂ حج ادا کردن لازم است یا ادائیگی مہر زوجہ؟۔

الجواب:۔ بصورت فرضیت حج اگر زوجہ مانع شود و گوید کہ مہر ادا کردن لازم است حج را مؤخر کند و مہر ادا کند[1]۔ فقط۔

عورت حج کے لئے غیر محرم کے ساتھ جانا چاہے تو شوہر روک سکتا ہے یا نہیں

سوال (۵۲۱) ایک عورت حج کے لئے اپنے پھوپی زاد بھائی اور خالہ زاد بہن اور دیگر عورتوں کے ہمراہ جانا چاہتی ہے، شوہر روکتا ہے، آیا شرعاً شوہر اس کو روک سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر عورت کے ذمہ حج فرض ہے تو شوہر اس کو حج سے نہیں روک سکتا اگر شوہر ساتھ نہ جائے تو دوسرے محرم کے ساتھ حج کر سکتی ہے اور بلا محرم کے جانا مکروہ تحریمی ہے۔ کما قال فی الدر المختار لیس لزوجہا منعہا عن حجۃ الاسلام ولو حجت بلا محرم جاز مع الکراھۃ ای التحریمیۃ[2] الخ شامی۔ اور پھوپی زاد بھائی محرم نہیں ہے۔ اس کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں ہے[3]۔ اسی طرح عورتوں کے ساتھ سفر کرنا درست نہیں ہے۔ یہ اصل مذہب ہے[4]۔ اور بعض نے کہا اگر صلحاء کے ساتھ سفر

---

[1] قال الشامی تحت قول الدر المختار ممن یجب استئذانہ وکذا الغریم لمدیون لا مال لہ یقضی بہ بالاذن فیکرہ خروجہ بلا اذنہم کما فی الفتح وظاھرہ ان الکراھۃ تحریمیۃ ولذا اعبر الشارح بالوجوب الخ (رد المحتار کتاب الحج ص ۱۹۱/ ج ۲) ظفیر

[2] رد المحتار کتاب الحج ص ۲۰۰/ ج ۲ ۔ ۱۲ ظفیر

[3] والمحرم من لا یجوز لہ مناکحتہا علی التابید بقرابۃ او رضاع او صھریۃ (رد المحتار کتاب الحج تحت قولہ مع زوج او محرم ص ۱۹۹/ ج ۲) ظفیر

[4] ویعتبر فی المرأۃ ان یکون لہا محرم تحج بہ او زوج ولا یجوز لہا ان تحج بغیرہما وقال شافعی یجوز لہا الحج اذا خرجت فی رفقۃ ومعہا نساء ثقات لحصول الامن بالمرافقۃ ولنا قولہ علیہ الصلاۃ والسلام لا تحجن امرأۃ الا ومعہا محرم ولانہا بدون المحرم یخاف علیہا الفتنۃ وتزداد بانضمام غیرہا الیہا ولہذا تحرم الخلوۃ بالاجنبیۃ وان کان معہا غیرہا (ہدایہ علی ہامش فتح القدیر کتاب الحج ص ۱۲۸/ ج ۲)

کرے تو درست ہے ولیس لہا ان تسافر مع الصالحین والصبی والمعتوہ غیر محرمین کما فی المحیط عن القہستانی[1]۔ فقط

پیر غیر محرم کے ساتھ عورت حج کا سفر کر سکتی ہے یا نہیں

سوال (۵۳) ایک عورت بیوہ جو صاحب نصاب ہے وہ اپنے غیر محرم پیر کے ساتھ حج کرنا چاہتی ہے تو جائز ہے یا نہ (۲) اگر یہ عورت صرف مستورات کے ساتھ مل کر جائے تو جائز ہے یا نہ۔

الجواب: جائز نہیں ہے، شامی میں ہے وفیہ اشارۃ ان المرأۃ لا تسافر ثلاثۃ ایام بلا محرم[2] الخ (۲) جائز نہیں[3]۔ فقط

کیا عورت ان عورتوں کے ساتھ حج کے لئے جا سکتی ہے جو اپنے محرم کے ساتھ جا رہی ہیں

سوال (۵۴) ایک بیوہ عورت جس کا کوئی محرم ساتھ نہیں ہے حج کو جانا چاہتی ہے باقی اور عورتیں اپنے خاوندوں کے ہمراہ جا رہی ہیں۔ زنانہ ساتھ دیکھ کر یہ بھی تیار ہو گئی تو کیا بغیر محرم جا سکتی ہے اور اگر کوئی منع کرے تو اس کی کیا سزا ہے۔

الجواب: جب تک اس عورت بیوہ کے ساتھ اس کا کوئی محرم نہ ہو اس وقت تک اس پر حج فرض نہیں ہے اور جانا جائز نہیں ہے[4]۔ فقط

---

[1] رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع ص ۲۳۳ ج ۵ ظفیر ملاقی۔ [2] دیکھئے رد المحتار کتاب الحج ص ۱۹۹، ویشترط فی المرأۃ ان یکون لہا محرم تحج بہ او زوج ولا یجوز لہا ان تحج بغیرہما اذا کان بینہا وبین مکۃ مسیرۃ ثلاثۃ ایام (ہدایہ علی ہامش فتح القدیر کتاب الحج ص ۱۲۹ ج ۲)۔ [3] ومع زوج او محرم الخ مع وجوب النفقۃ لمحرمہا علیہا الخ لا امرأۃ (در مختار) والمحرم من لا یجوز له مناکحتہا علی التابید بقرابۃ او رضاع او صہریۃ (رد المحتار کتاب الحج ص ۱۹۸ ج ۲، ص ۱۹۹ ج ۲)۔ وروی البزار لا تحج امرأۃ الا ومعہا محرم (البحر الرائق ص ۳۳۹ ج ۲)۔ [4] ومع زوج او محرم الخ مع وجوب النفقۃ علیہا لمحرمہا الخ لا امرأۃ حرۃ ولو عجوزا فی سفر (ایضا ص ۱۹۸ ج ۲) ہدایہ میں ممانعت کی صراحت موجود ہے۔ دیکھئے فتح القدیر کتاب الحج ص ۱۲۸ ج ۲۔ ظفیر۔

محرم عرفات میں نہ پہنچا تو حج ہوا یا نہیں

سوال (۵۵) محرم یوم نحر کی طلوع فجر سے پہلے عرفات میں پہنچ گیا لیکن اس قدر فاصلہ رہا کہ میدان عرفات میں پہنچتے پہنچتے فجر طلوع ہو جائے گی، البتہ اگر وہ پتھر پھینکے تو وہاں تک پہنچ سکتا ہے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ محرم کے پتھر کا پہنچنا محرم ہی کا پہنچنا سمجھا جائے گا اور اس کا حج ہو جائیگا تو کیا یہ صحیح ہے۔

الجواب:- یہ قول اس شخص کا غلط ہے، میدان عرفات میں سے کسی جزء میں پہنچ جانا محرم کا ضروری ہے اگرچہ ایک لحظہ کے لئے ہو، بدون عرفات میں گذرنے کے حج نہ ہوگا۔ چنانچہ شرح لباب المناسک میں ہے کہ شرط ثالث وقوف عرفہ کی مکان عرفات ہے فلو اخطأه لم یجز وقوفه بغیر عرفة ولو ببطن عرنة الی ان قال الخامس کینونته بعرفة فی وقته الخ ولو لحظة[1]۔ فقط

جب خود اپنے ذمہ حج فرض ہے تو والد کو حج ... کرانے سے اس کا فرض ادا ہوگا یا نہیں

سوال (۵۶) ایک آدمی کے ذمہ حج فرض ہے لیکن اس کے والدین کے پاس

---

[1] المسلک المتقسط ص۶۴ ، والحج فرضه ثلاثة الاحرام الخ والوقوف بعرفة فی اوانه (در مختار) وهو من زوال یوم عرفة الی قبیل طلوع فجر النحر (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الحج ص۲۰۳ ج۲) اما زمانه فزمان الوقوف من حین تزول الشمس من یوم عرفة الی طلوع الفجر الثانی من یوم النحر حتی لو وقف بعرفة فی غیر هذا الوقت کان وقوفه وعدم وقوفه سواء لانه فرض مؤقت الخ کذا من لم یدرک عرفة بنهار ولا بلیل فقد فاته الحج ... القدر المفروض من الوقوف فهو کینونته بعرفة فی ساعة فی هذا الوقت فمتی حصل اتیانها فی ساعة من هذا الوقت تادی فرض الوقوف سواء کان عالماً او جاهلاً نائماً او یقظان منتبهاً او مغمی علیه .... وقف بها او مر وهو یمشی او علی الدابة او محمولاً (بدائع الصنائع کتاب الحج فصل رکن الحج ص۱۲۵ ج۲ وص۱۲۶ ج۲) ظفیر

اس قدر مال نہیں جو حج کر سکیں، اب اس آدمی کو خود حج کرنا چاہیے یا اپنے باپ کو بھیجکر حج کرا دے۔ اگر باپ کو حج کرا دے گا تو اس کے ذمہ سے فرض ادا ہوجائے گا۔ یا نہیں۔

الجواب:۔ اس کو خود حج کرنا چاہیے۔ اگر باپ کو حج کرا دے گا تو پھر بھی اس کو خود اپنا حج کرنا لازم ہے[1]۔ فقط

حج سے پہلے یا بعد میں زنا کرنے والے کا حج ہوا یا نہیں

سوال (۵۷) ایک شخص نے ایک شوہر دار عورت کو بہکا کر اپنے گھر میں ڈال لیا اور کئی ماہ تک اس سے زنا کرتا رہا، اس کے بعد حج کو گیا، واپس آکر پھر بدستور بدکاری میں مشغول رہا۔ اب اس عورت کے شوہر نے مجبور ہو کر اس کو طلاق دیدی ہے۔ بعد عدت کے زانی نے اس سے نکاح کر لیا ہے تو اس شخص کا حج ہوا یا نہیں۔

الجواب:۔ حج اس کا صحیح ہوگیا اور قائم رہا اور دوبارہ حج کرنا اس پر فرض نہیں ہے[2]۔ فقط۔

(البتہ زنا کاری کا گناہ ہوگا۔ مگر اس کی وجہ سے حج کی ادائیگی پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ ظفیر)

---

[1] والمرکبة منهما کحج الفرض تقبل النیابة عند العجز فقط لکن بشرط دوام العجز الی الموت لانه فرض العمر حتی تلزم الاعادة بزوال العذر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحج عن الغیر ص ۳۲۶/۲ و ص ۳۲۷/۲) ظفیر

[2] هو ای الحج فرض مرة لان سببه البیت وهو واحد (در مختار) ولا یتکرر الواجب اذا لم یتکرر سببه ولحدیث مسلم یا ایها الناس قد فرض علیکم الحج فحجوا فقال رجل اکل عام یا رسول الله فسکت حتی قالها ثلاثا فقال رسول الله لو قلت نعم لوجبت ولما استطعتم (رد المحتار کتاب الحج ص ۱۹۰/۲) ظفیر

بالصواب۔ فقط۔

عورت خود بھی بیمار ہو اور اس کا محرم بھی تو کیا کرے

سوال (۵۹) ایک شخص فریضہ حج ادا کر چکا ہے مگر اس کی بیوی نے نہیں کیا، اب ان کے پاس اتنا روپیہ ہے کہ میاں بیوی دونوں نفلی حج کر سکتے ہیں۔ لیکن مرد کمزور اور دائم المریض ہے اور بیوی بھی کمزور ہے مگر ایسے کمزور نہیں ہیں کہ چل پھر نہ سکیں۔ دیگر اس وقت حجاز میں راستہ کی تکلیفات زیادہ ہیں۔ پس مذکورہ حالات میں دونوں کے لئے حج کو جانا ضروری ہے یا اسی قدر روپیہ مدارس اسلامیہ کو بطور خیرات دیدینا بہتر ہے۔

الجواب:۔ جب کہ اس کی زوجہ پر حج فرض ہے تو اس کو حج کرانا چاہئے اور چونکہ عورت کو محرم کے ساتھ لینے کی ضرورت ہے تو خواہ شوہر ساتھ ہو یا کوئی دوسرا محرم، یہ اختیار ہے کہ اگر سردست بوجہ عدم اطمینان کے سفر حج میں تامل ہو تو انتظام کیا جاوے کہ جس وقت خبریں اطمینان کی آجاویں اس وقت ارادہ کیا جاوے[1]۔ غرض یہ کہ فریضہ حج، حج کرنے سے ہی ادا ہوگا۔ مدارس وغیرہ میں دینے سے حج ادا نہ ہوگا۔ فقط۔

قرضدار بغیر قرض ادا کئے حج کو جا سکتا ہے یا نہیں

سوال (۶۰) اگر کوئی شخص حج کو جانا چاہے اور وہ قرضدار ہو تو اس کو حج کو جانے سے پہلے قرض ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں اور بغیر قرض ادا کئے حج کو جا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ در مختار میں ہے وغیرہا سنن واداب کان یتوسع فی النفقة ویحافظ علی الطہارة وعلی صون لسانہ ویستاذن ابویہ ودائنہ وکفیلہ الخ۔ اور شامی میں ہے وکذا یکرہ بلا اذن دائنہ وکفیلہ

---

[1] مع امن الطریق بغلبة السلامة الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحج ص ۱۹۷ ج ۲) ظفیر۔

وانظر ما هنا انها تحريمية لا طلاق قسم الكراهة ويدل عليه قوله تيامن في تمثيله للحج المكروه كالحج بلا اذن مما يجب استئذانه فلا ينبغي عده ذالك من السنن والآداب[1] الخ ان روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حج میں جانے کے وقت اجازت لینا یا مستحب ہے یا واجب۔ ادائے قرض کا ضروری ہونا ثابت نہیں۔

---

[1] دیکھئے رد المختار کتاب الحج ص ٢٠٥ ج ٢، ١٢ ظفیر

دوسرا باب

ارکان و واجبات حج

جس عورت کو ایام حج میں حیض آئے، وہ حج کیسے کرے

سوال (۶۱) مستورات زمانہ حج میں ایام ہونے کی حالت میں ارکان حج کیسے ادا کرسکتی ہیں۔

الجواب:۔ سوائے طواف کے جملہ ارکان ادا کرے اور طواف فرض کی قضاء بعد طہارت کے کرے اور طواف سنت و واجب ساقط ہے[1]۔ فقط۔

عرفات میں کس وقت حاضری ضروری ہے کہ حج ہوجائے

سوال (۶۲) عرفات پر حجاج کس وقت تک پہنچنے پر حج میں شامل ہوسکتے ہیں۔

خطبۂ حج کا وقت کیا ہے

سوال (۶۳) خطبۂ حج کس وقت شروع اور کس وقت ختم ہوتا ہے۔

غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے واپس ہوجائے تو دم واجب ہوگا یا نہیں

سوال (۶۴) اگر غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے آجاوے تو دم واجب ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ (۱) یوم عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کے زوال کے بعد سے یوم نحر یعنی دسویں ذی الحجہ کی شب میں صبح صادق سے پہلے جس وقت بھی عرفات پر پہنچ جاوے فرض ادا ہوجاتا ہے اور حج ادا ہوجاتا ہے[2]۔

---

[1] اذا حاضت المرأة عند الاحرام اغتسلت واحرمت وصنعت کما یصنعه الحاج غیر انها لا تطوف بالبیت حتی تطهر لحدیث عائشة رضـ (ہدایہ باب التمتع صـ ۲۴۶) ظفیر۔

[2] الحج فرضه ثلاثة الاحرام والوقوف بعرفة فی اوانه (در مختار) وهو من زوال یوم عرفة الی قبیل طلوع فجر النحر (رد المحتار کتاب الحج صـ ۲۰۲) ظفیر۔

(۲) حج میں تین خطبے ہیں، ایک ساتویں ذی الحجہ کو مکہ معظمہ میں، دوسرا نویں ذی الحجہ کو عرفات میں بعد زوال شمس قبل از نماز ظہر وعصر کے اور تیسرا خطبہ گیارہ ذی الحجہ کو منیٰ میں[1] اور تفصیل ان کی کتابوں میں ہے۔

(۳) غروب آفتاب تک رہنا چاہئے، اگر قبل از غروب آفتاب واپس آگیا تو دم لازم ہے۔ کذا فی الشامی[2]۔

عرفات کی حاضری کا وقت کیا ہے

سوال (۶۵) حاجی کو عرفات پر کونسے دن اور کس وقت پہنچنا چاہئے۔ حاجی کے لئے عرفات پر پہنچنے کا انتہائی وقت کونسا ہے جس سے کہ اس کا حج ساقط نہ ہو، یعنی حج ادا ہوجاوے۔ حاجی کو عرفات سے مزدلفہ کی طرف کس وقت لوٹنا چاہئے اور اس کی انتہا کہاں تک ہے۔ اگر کوئی حاجی عرفہ کے دن شام کو

---

[1] فاذا کان قبل یوم الترویة بیوم خطب الامام خطبة یعلم فیها الناس الخروج الی منی والصلوٰة بعرفات والوقوف والافاضة الخ ثم یتوجه الی عرفات فیقیم بها الخ واذا زالت الشمس یصلی الامام بالناس الظهر والعصر فیبتدأ بالخطبة فیخطب خطبة یعلم فیها الناس الوقوف بعرفة الخ ویخطب خطبتین یفصل بینهما بجلسة کما فی الجمعة الخ (هدایه باب الاحرام ص ۲۲۵ ج ۱) قوله وبعد الزوال ثانی النحر قال فی اللباب ثم اذا کان الیوم الحادی عشر وثانی ایام النحر خطب الامام خطبة واحدة بعد صلاة الظهر لا یجلس فیها الخطبة الیوم السابع یعلم الناس احکام الرمی وما بقی من امر المناسك وهذه الخطبة سنة وترکها غفلة عظیمة اه (رد المحتار فصل فی الاحرام مطلب فی حکم صلاة العید ص ۱۵۲ ج ۲) ظفیر

[2] ثامن الشهر خرج الی منی الخ ومکث بها الی فجر عرفة ثم بعد طلوع الشمس راح الی عرفات الخ واذا غربت الشمس اتی مزدلفة (در مختار) قوله اذا غربت الشمس الخ بیان للواجب حتی لو دفع قبل الغروب فان جاوز حدود عرفة لزمه دم (رد المحتار کتاب الحج ص ۲۳۰ ج ۲) ظفیر۔

بعد غروب آفتاب عشاء کے وقت یا بعد پہر رات کے وقت یعنی عیار کی رات میں عرفات پر پہنچا تو اس کا حج ادا ہوا یا نہ ہوا۔ اگر ادا ہو گیا تو پھر رات کو مزدلفہ کی طرف کب لوٹے گا۔

الجواب:۔ وقت مستحب عرفات کی طرف جانے کا یہ ہے کہ یوم عرفہ میں بعد طلوع شمس منٰی سے عرفات کی طرف روانہ ہو اور وہاں پہنچکر حسب قاعدہ نماز ظہر وعصر سے فارغ ہو کر وقوف عرفات کرے اور وقوف عرفات کا وقت زوال یوم عرفہ سے طلوع فجر یوم نحر تک ہے یعنی دسویں تاریخ کی تمام رات بھی وقوف کا وقت ہے اور اس عرصہ میں کسی وقت بھی عرفات پر پہنچ گیا تو فرض وقوف ادا ہو گیا اور مزدلفہ کیطرف لوٹنے کا مستحب وقت تو وہی ہے جو معروف ہے کہ بعد غروب آفتاب یوم عرفہ عرفات سے چل کر مزدلفہ پہنچے اور رات کو وہاں رہے اور صبح کی نماز اندھیرے پڑھ کر وقوف مزدلفہ کرے اور وقت اس وقوف کا طلوع فجر یوم نحر سے طلوع آفتاب تک ہے اور یہ وقوف واجب ہے۔ اور جو حاجی عرفہ کے دن شام کو بعد غروب آفتاب یا بوقت عشاء یا اس کے بھی بعد صبح صادق سے پہلے پہلے عرفات پر پہنچ گیا، اس کا حج صحیح ہو گیا۔ وہ عرفات پر کچھ ٹھیر کر اسی وقت وہاں سے لوٹ کر مزدلفہ پہنچکر وقوف مزدلفہ بھی اگر وقت وقوف مزدلفہ کا باقی ہو کر لیوے تاکہ واجب ساقط نہ ہو۔ اور اگر وقوف مزدلفہ نہ ہو سکا کہ اس کا وقت نہ ملا تو ترک واجب ہوا۔ دم دیوے

ـلـه فاذا صلى الفجر يوم التروية بمكة خرج الى منى فيقيم بها حتى يصلى الفجر من يوم عرفة الخ ثم يتوجه الى عرفات فيقيم بها الخ واذا زالت الشمس يصلى الامام بالناس الظهر والعصر الخ ويصلى بهم الظهر والعصر فى وقت الظهر باذان واقامتين الخ واذا غربت الشمس افاض الامام والناس معه الخ فلو مكث قليلا بعد غروب الشمس وافاضة الامام فلا بأس به الخ ثم اتى مزدلفة الخ ويصلى الامام بالناس المغرب والعشاء باذان واقامة واحدة الخ ثم وقف الخ ثم هذا الوقوف (باقی برصفحہ ۵۴۹)

باقی تفصیل مناسک حج کی معروف و مشہور ہے اور کتب فقہ میں مذکور ہے۔ فلیراجع بفقط

طواف وداع نہ کرے تو کیا حکم ہے

سوال (۶۶) زید حج فرض ادا کرنے کے لئے بیت اللہ روانہ ہوا۔ چونکہ زمانہ حج کا زیادہ باقی رہا تھا، زید نے اور اسکے ہمراہیوں نے یلملم کے پہاڑ سے اس وجہ سے احرام نہیں باندھا کہ اول مدینہ منورہ حاضری کا قصد کر لیا چنانچہ اول مدینہ طیبہ پہنچکر شرف زیارت روضہ اقدس حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کیا، وہاں سے رخصت ہو کر بیت اللہ شریف کو آیا۔ بمقام رابغ زید نے بہ نیت ادائے حج احرام باندھا اور جب حرم شریف کے اندر داخل ہوا تو طواف داخلی اور ارکان حج ادا کئے۔ اس کے بعد پھر ایک مرتبہ طواف کیا، بعدہ سخت بیمار ہو گیا پھر ۸ ذی الحجہ کو وقت روانگی عرفات طواف بحالت مرض چارپائی پر کیا۔ عرفات میں میدان مخصوص میں داخل ہو کر خطبہ سنا اور تمام دیگر ارکان حج صفا و مروہ اثنائے راہ میں ادا کئے۔ پھر مقام منیٰ میں ۱۳ ذی الحجہ تک مثل دیگر حجاج کے قیام کیا اور اسی تاریخ ۱۲ کو احرام کھول دیا اور سر منڈوا دیا جیسا کہ اور حجاج نے کیا۔ دوسرے روز بیت اللہ شریف کو واپس آیا مگر بوجہ علالت کے پا پیادہ خود طواف واپسی حرم شریف نہ کر سکا، گو مثل ۸ تاریخ کے چارپائی پر کر لینا ممکن تھا مگر مطوف و دیگر اہالیان زید نے یہ مسئلہ اس کو بتلا دیا کہ طواف واپسی کی اب ضرورت نہیں ہے اس وجہ سے طواف واپسی نہیں کرایا گیا اور اسی حالت بیماری میں زید اپنے وطن کو واپس چلا آیا اور اس کو عرصہ تخمیناً دو سال کا گذر گیا اور اپنی زوجہ سے مجامعت برابر کرتا رہا۔ علماء سے جب اس طواف کی بابت مسئلہ دریافت کیا گیا تو بعض نے طواف واپسی واجب فرمایا کہ یہ بھی رکن ہے، جب تک نہ کر لیا جاوے گا حج کامل نہ ہوگا۔ بعض نے فرمایا کہ

(بقیہ حاشیہ از صفحہ ۵۴۸) ثلاثۃ الاحرام الخ والوقوف بعرفۃ فی اوانہ (درمختار) وھو من زوال یوم عرفۃ الی قبیل طلوع فجر النحر (ردالمحتار کتاب الحج ص ۲۰۰ ج ۲) ظفیر۔

جب تک طواف نہ کیا عورت کے پاس جانا حرام ہے، اور بعض نے فرمایا کہ طواف واپسی نہ کرنے سے عورت کی حرمت لازم نہیں مگر طواف واپسی واجبات سے ہے اور بوجہ مرض و غلط بیانی مسئلہ ادا نہ ہو سکا۔ لہذا دو دم زید دے تا کہ جتنا تاخیر ہوئی ہے وہ رفع ہو جاوے مگر طواف واپسی ادا کرنا پڑے گا۔ چونکہ مسئلہ میں بہت زیادہ اختلاف ہے لہذا کون قول صحیح و معتبر سمجھا جاوے گا؟ جماع کی شمار نہیں ہو سکتی اور زید میں استطاعت دوبارہ جانے کی نہیں۔ ہاں دم دے سکتا ہے کہ صاحب نصاب زکوٰۃ و قربانی ہے بینوا توجروا۔

الجواب:۔ سوال میں یہ ذکر نہیں کیا کہ زید نے طواف افاضہ بھی کیا ہے یا نہیں یہ طواف رکن اور فرض ہے بدون اس طواف کے احرام سے نہیں نکلتا اور جماع زوجہ حلال نہیں ہوتا۔ وقت اس طواف کا دس ذی الحجہ سے ۱۲ ذی الحجہ تک ہے قیام منیٰ کی حالت میں مکہ معظمہ آکر یہ طواف کر کے پھر واپس منیٰ کو جایا کرتے ہیں۔ پس یہ معلوم ہونا چاہئے کہ زید نے یہ طواف بھی کر لیا تھا یا نہیں۔ اگر نہیں کیا تھا تو پھر مکہ معظمہ جا کر یہ طواف کرنا لازم ہے اور جماع زوجہ کی وجہ سے اور تاخیر اس احرام کی وجہ سے دم لازم ہے اور اگر یہ طواف یعنی طواف افاضہ کر لیا تھا تو فرض حج ادا ہو گیا۔ طواف وداع یعنی مکہ معظمہ سے واپسی اور رخصت ہونے کا طواف فرض نہیں واجب ہے، اس کے ترک سے

---

[1] وفرضه ثلاثة الاحرام والوقوف بعرفة وطواف الزيارة الخ وطواف الزيارة اول وقته بعد طلوع الفجر۔ یوم النحر وهو فيه اى الطواف فى يوم النحر الاول افضل وحل له النساء الخ فان اخره عنها اى ايام النحر ولياليها منها كره تحريما ووجب دم لترك الواجب الخ شرح التنوير (درمختار) قوله كره تحريما الخ اى ولو اخره الى اليوم الرابع الذى هو اخر ايام التشريق وهو الصحيح الخ وبه يفتى۔

ردالمحتار کتاب الحج ص ۲۰۲ ج ۲ و باب الاحرام ص ۲۵۱ ج ۲ ۱۲ ظفیر صدیقی۔

صرف ایک دم لازم ہے۔ واپس جانے کی اور اس طواف کو کرنے کی ضرورت نہیں[1]۔ پس سائل کو یہ تشریح کرنی چاہئے کہ ایام نحر میں یعنی دس ذی الحجہ سے بارہ ذی الحجہ تک کوئی طواف زید نے کیا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کیا تو طواف زیارت اس کے ذمہ باقی ہے اور مکہ معظمہ جا کر جب ہو سکے وہ طواف کرنا ضروری ہے بدون اس طواف جماع زوجہ حلال نہیں ہوتا۔

حج کا جب ارادہ کیا جائے تو ضروری ہے کہ مسائل حج سے واقفیت حاصل کرے۔ اردو میں احکام حج کی کتابیں موجود ہیں۔ اتنا تو ضرور کر لینا چاہئے کہ حج میں کیا کیا فرض ہے بہرحال اب صاف لکھنا چاہئے کہ طواف زیارۃ کیا ہے یا نہیں؟ اس کے بعد مکرر مشرح جواب لکھ دیا جاوے گا۔ اور واضح ہو کہ طواف زیارت اور ہے اور طواف وداع اور ہے۔ اول فرض اور رکن حج ہے اور دوسرا واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن مفتی مدرسہ عربی دیوبند۔

طواف زیارت رہ گیا تو کیا حکم ہے

سوال (۹۷) اگر کوئی شخص حج کے لئے گیا اور اس نے حج کے افعال و ارکان ادا کئے لیکن طواف زیارت نہ کر سکا اور اپنے وطن واپس چلا آیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب:- حج کرنے والا اگر بدون طواف زیارۃ کے اس طرح کہ ایام نحر اور اس کے بعد کوئی طواف اس نے نہ کیا ہو، اپنے وطن کو واپس چلا آوے تو عورتیں اس پر حرام ہیں اور اس بارہ میں احرام اس کا باقی ہے واپس جانا مکہ معظمہ کو اور

---

[1] ثم اذا اراد السفر طاف للصدر ای الوداع سبعة اشواط بلا رمل وسعی وهو واجب الا علی اهل مكة (در مختار) قوله وهو واجب فلو نفر ولم يطف وجب عليه الرجوع ليطوف مالم يجاوز الميقات فيخير بين ارافة الدم والرجوع باحرام جديد بعمرة الخ (رد المحتار مطلب فی طواف الصدر ص ۲۵۵ ج ۲) ظفير۔

اور طواف زیارۃ کرنا اس پر لازم وفرض ہے، بدون اس طواف کے احرام سے باہر نہیں ہوسکتا، اور عورتیں اس کے لئے حلال نہیں ہوسکتیں۔

تیسرا باب

احرام

محرم ربڑ یا تار کی پیٹی سے تہبند باندھ سکتا ہے یا نہیں

سوال (۴۸/۶) ربڑ یا تار کی پیٹی سے تہبند احرام باندھ سکتے ہیں یا نہیں۔

محرم احرام کی چادر گرمی کی وجہ سے اتار سکتا ہے یا نہیں

سوال (۴۹/۶) حالت احرام میں جو چادر اوڑھی جاتی ہے بحالت پسینہ اس کو اتار سکتے ہیں یا نہیں۔

حج کی دعائیں کتاب دیکھ کر پڑھنا کیسا ہے

سوال (۵۰/۶) جس شخص کو ادعیہ حج کی زبانی یاد نہ ہوں، وہ کتاب میں دیکھ کر پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ (۱) ربڑ وغیرہ سے احرام کا تہبند باندھ سکتے ہیں[۲]۔

(۲) ہر وقت اوڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پسینہ وغیرہ کی ضرورت سے

---

[۱] ولو لم یطف طواف الزیارۃ اصلاً حتی رجع اھلہ فعلیہ ان یعود بذلک الاحرام لانعدام التحلل منہ وھو محرم عن النساء ابداً حتی یطوف (ہدایہ) وکذا اذا رجع الی اھلہ وترک منہ اربعۃ اشواط یعود بذلک الاحرام وھو محرم ابدا فی حق النساء وکلما جامع لزمہ دم اذا تعددت المجالس (فتح القدیر کتاب الحج ص ۲۴۹ ج ۲) ظفیر

[۲] فان زرّہ او خللہ او عقدہ اساء ولا دم علیہ (درمختار) وکذا لو شدہ بحبل ونحوہ لشبہۃ حینئذ بالمخیط من جہۃ انہ لا یحتاج الی حفظہ بخلاف شد الھمیان فی وسطہ (رد المحتار باب الاحرام ص ۲۱۵ ج ۲) ظفیر۔

علیحدہ کی جا سکتی ہے۔

(۳) کتابیں دیکھ کر پڑھ سکتا ہے، بن پڑ پہنے کے رکھ سکتا ہے۔

چوتھا باب
جنایات

محرم مینڈک کو مار ڈالے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۷) عن ابی الزبیر المکی عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قتل ضفدعا فعلیہ شاۃ محرما کان او حلالا۔ الحدیث۔ آیا در قتل ضفدع شاۃ واجب است یا نہ۔

الجواب:۔ قال فی رد المحتار قولہ فان قتل محرم صیدا ای حیوانا بریا متوحشا باصل خلقتہ الخ (درمختار) واحترز بہ عن البحری وھو ما یکون توالدہ فی الماء ولو کان مثواہ فی البر لان التوالد اصل والکینونۃ بعدہ عارض فکلب الماء والضفدع المائی کما قیدہ فی الفتح قال ومثلہ السرطان والتمساح والسلحفاۃ بحری یحل اصطیادہ للمحرم بنص الاٰیۃ وعمومھا متناول لغیر الماکول منہ وھو الصحیح خلافا لما فی مناسک الکرمانی من تخصیصہ بالسمک خاصۃ اما البری فحرام مطلقا الخ۔ شامی۔[1] پس معلوم شد کہ صحیح عند الحنفیہ این است کہ ضفدع مائی در عموم آیۃ اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُہٗ مَتَاعًا لَّکُمْ۔ الاٰیۃ داخل است در قتل آں شاۃ واجب است ولعل الحدیث محمول علی البری۔ فقط۔

عورتوں کی طرف سے اگر مرد حالت مجبوری میں رمی جمار کرے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۸) زید نے

---

[۱] وکذا یستحب للرجل بعد الاحرام الخ لبس ازار ورداء علی طہرۃ الخ وھذا بیان السنۃ والا فستر العورۃ کاف۔ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الاحرام ص ۲۱۵ ج ۲۔ ظفیر مدنی۔

[۱] رد المحتار باب الجنایات ص ۲۹۱ ج ۲۔ ظفیر ۱۲ المائدہ ۱۳۰۰۔ ظفیر۔

رمی جمرات ثلاثہ ۱۲ ذی الحجہ کو عورتوں کی طرف سے وکالۃً کی، کیونکہ قافلہ چل رہا تھا عورتوں کا رمی کرنا بہت دشوار تھا، یہ رمی صحیح ہوئی یا نہیں، بحالت عدم صحت دم واجب ہوا یا نہیں

محرم چشمہ لگا سکتا ہے یا نہیں

سوال (۲) محرم چشمہ لگا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- (۱) رمی جمار واجب ہے اور ترک واجب اگر بسبب کسی عذر کے ہو تو اس میں کچھ نہیں ہے کما فی رد المحتار۔ ولکن کل واجب اذا ترکہ بعذر لاشئ علیہ کما فی البحر[1]۔ شامی۔ وہکذا فی باب المناسک وغیرہ۔ پس اس صورت میں بسبب عذر ازدحام کے جو عورتوں کی رمی ترک ہوئی تو اس میں دم واجب نہ ہوگا۔

(۲) لگا سکتا ہے۔ فقط۔

بوٹ پہننے سے محرم پر دم آتا ہے یا نہیں

سوال (۳) محرم نے اگر بوٹ پہنا اور کعبین چھپے رہے تو دم جنایت لازم آئے گا یا نہیں۔ اگر جنایات متعدد ہوں تو ایک دم آئے گا یا متعدد دم لازم ہوں گے۔

الجواب:- اس صورت میں اس کے ذمہ دم جنایت لازم ہے۔ لیکن جنایات میں تداخل ہو کر صرف ایک دم آئے گا جس کا حرم میں ذبح ہونا ضروری ہے۔ اگر اب خود نہیں جا سکتا تو کسی حج میں جانے والے کو اپنا وکیل بنا دے وہ خرید کر

---

[1] لو ترک شیئا من الواجبات بعذر لاشئ علیہ علی ما فی البحر الخ (رد المحتار باب الجنایات ص $\frac{۲۲۵}{۲}$) ظفیر [2] فجملۃ الکلام فیہ ان محظورات الاحرام فی الاصل نوعان نوع لا یوجب فساد الحج ونوع یوجب فساد الحج اما الذی لا یوجب فساد الحج فانواع بعضہا یرجع الی اللباس وبعضہا یرجع الی الطیب وما یجری مجراہ کازالۃ الشعث وقضاء التفث وبعضہا یرجع الی توابع الجماع وبعضہا یرجع الی الصید۔ (بدائع الصنائع بیان ما یحظرہ الاحرام ص $\frac{۱۸۳}{۲}$)

۞ ۞ ۞

ذبح کرنا ہوگا۔ بدائع میں ہے: اذا لبس المخیط من قمیص او جبة الی الخفین او جوربین من غیر عذر و ضرورة یوما کاملا فعلیه الدم لایجوز غیره لان لبس احد هذه الاشیاء یوما کاملا ارتفاق کامل فیوجب کفارة کاملة وهی الدم الخ بدائع الصنائع جلد دوم۔[1] وفیه ایضا ولهذا لم یجز الدم الا بمکة الخ وانما عرف اختصاص جواز الذبح بمکة بالنص وهو قوله تعالی حتی یبلغ الهدی محله الآیة۔[2] وفی شرح لباب المناسک لملا علی قاری فی شرائط جواز الدم والثالث ذبحه فی الحرم بالاتفاق سواء وجب شکرا او جبرا الخ وفی الدر المختار والزائد علی یوم کالیوم وان نزعه لیلا واعاده نهارا الخ ما لم یعزم علی الترک الخ فقط۔[3]

منی سے اٹھا کر کنکریاں مارے تو کیا دم لازم ہوگا یا نہیں

سوال (۱۴۹۳) اگر حاجی سنگریزہ مزدلفہ سے نہیں لائے بلکہ منی سے اٹھا کر مارتے ہیں تو دم لازم آتا ہے یا نہیں۔

رمی خلاف ترتیب ہونے پر دم آتا ہے یا نہیں

سوال (۲) اگر رمی جمار ترتیب وار نہیں کی تو دم لازم آوے گا یا نہیں۔

تیسرے دن رمی جمار نہ کرنے پر دم آتا ہے یا نہیں

سوال (۳) تیسرے دن رمی جمار نہ کرنے سے دم لازم آتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ (۱) سنگریزے اگر مزدلفہ سے نہیں لایا بلکہ منی سے اٹھا کر رمی کیا تو اس سے دم لازم نہیں آیا لیکن اگر جمرہ کے پاس سے اٹھائے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے[4]

---

[1] بدائع الصنائع کتاب الحج فصل فی بیان ما یحظره الاحرام ص۱۸۶ ج۲ وص۱۸۹ ۱۲ ظفیر۔

[2] ایضا ص۱۸۹ ج۲ ۱۲ ظفیر عـه شرح اللباب المتقسط باب جزاء الجنایات ص۲۸۳ ۱۲ ظفیر مدیقی۔

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الجنایات ص۲۹۹ ج۲ ۱۲ ظفیر مدیقی۔

[4] ویستحب ان یاخذ حصی الجمار من المزدلفة او من الطریق ولا یرمی (باقی ص۵۵۶)

درمختار و شامی۔

(۲) اور رمی جمرہ اگر ترتیب وار نہیں کی تو اس میں ترک سنت ہوا، اس میں دم لازم نہیں ہے[1]۔

(۱۲) اسی طرح ۱۳ ذی الحجہ کی رمی کو چھوڑنے سے دم لازم نہیں آتا۔ وفیہ تفصیل مذکور فی کتب الفقہ[2]۔

پانچواں باب

حج بدل

حج کا بدل کیوں ہے | **سوال** (۷۷) مستورات پر حج فرض ہوا، جمعہ کیوں نہیں۔ جمعہ فرائض کا بدل نہیں، حج کا بدل ہے۔ یہ کیا بات ہے۔

الجواب:۔ حج ایسا ہے جیسے زکوٰۃ مال سے اس کا تعلق ہے۔ پس جیسے زکوٰۃ

باقی بحصاۃ اخذھا من عند الجمرۃ فان رمی بھا جاز وقد اساء کذا فی السراج الوھاج (عالمگیری مصری کتاب الحج باب خامس ص ۲۱۸ ج ۱) ظفیر

[2] الثانی عشر انہ فی الیوم الاول یرمی جمرۃ العقبۃ لاغیر۔ وفی بقیۃ الایام یرمیھا یبدأ بالاولی ثم بالوسطی ثم بجمرۃ العقبۃ کذا فی المحیط وان بدأ فی الیوم الثانی بجمرۃ العقبۃ فرماھا ثم بالوسطی ثم بالتی تلی المسجد ان اعاد الوسطی والعقبۃ فحسن کذا فی محیط السرخسی رجل رمی فی الیوم الثانی الجمرۃ الوسطی والثالثۃ ولم یرم الاولی فان رمی الاولی ثم اعاد علی الثانیۃ والثالثۃ فحسن مراعاۃ للترتیب وان رمی الاولی وحدھا اجزأہ عندنا الخ۔

(عالمگیری مصری کتاب الحج باب خامس ص ۲۱۹ ج ۱) ظفیر۔

عورت پر لازم ہے، حج بھی ہے اور محرم کا ساتھ ہونا شرط ہے، جمعہ کا بدل ظہر ہے عورت کو چونکہ باہر نکلنا اور مسجد میں شریک جماعت ہونا ممنوع ہے اس لئے جمعہ فرض نہ ہوا اور حج میں نیابت درست ہے، اسی طرح زکوٰۃ میں درست ہے۔ یعنی جیسا کہ حج دوسرے سے کرایا سکتا ہے. زکوٰۃ بھی دلوایا سکتا ہے اور تحقیق ان امور کی کتب فقہ عربی کے پڑھنے اور دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہے۔

باسٹھ سالہ حج بدل کرا سکتا ہے یا نہیں

سوال (۷۸) جس شخص پر حج فرض ہے اور عمر اس کی ۶۲ برس کی ہے بوجہ ضعیفی قویٰ اس کے کمزور اور ناتواں ہو گئے ہیں. اس کو فکر یہ ہے کہ میں تکالیف سفر کا متحمل نہ ہو سکوں گا اور نیز وہ ضعف باضمہ میں بھی مبتلا ہے اور زمین لڑکیاں اس کی نابالغ موجود ہیں۔ ایسی حالت میں اس کو حج کے لئے خود جس طرح سے ہو سکے جانا چاہیئے یا حج بدل کرانے سے اس کا فرض ادا ہو جائے گا۔

الجواب:- ایسے احتمالات سے نیابت حج میں یعنی حج بدل کرانا مسقط فرض نہیں ہے کیونکہ حج بدل کے لئے بالکل عاجز ہونا اصل کا شرط ہے. کما فی الدر المختار والمرکبۃ منہما کحج الفرض تقبل النیابۃ عند العجز فقط لکن بشرط دوام العجز الی الموت لانہ فرض العمر حتی تلزم الاعادۃ بزوال العذر[1] . الخ

مرد کی طرف سے عورت حج بدل کر سکتی ہے یا نہیں

سوال (۷۹) زید متوفی کی طرف سے کوئی عورت حج بدل کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- مرد کی طرف سے عورت حج بدل کر سکتی ہے لیکن افضل یہ ہے کہ مرد سے ہی حج بدل کرایا جائے۔ در مختار۔ فجاز حج الصرورۃ الخ والمرأۃ الخ وغیرہم اولیٰ الخ۔ در مختار[2]۔ فقط۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحج عن الغیر ص ۳۲۰ ج ۲ و ص ۳۲۷ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحج عن الغیر ص ۳۳۱ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

ایک شخص حج کے لئے روانہ ہوا مگر راستہ میں انتقال کر گیا دوسرے شخص نے وہ روپیہ لیکر حج کر دیا کیا حکم ہے	سوال: (۹۰۰) ایک شخص نے زید مکہ شریف روانہ ہوا اور راستہ میں

میقات پہنچنے سے پہلے ہی انتقال ہو گیا، باقیماندہ روپے سے دوسرے آدمی نے اسکی طرف سے حج ادا کیا۔ اب اس کے ورثہ اس سے روپیہ مانگتے ہیں کیونکہ میت نے اس کو وصیت نہیں کی تھی۔ اس صورت میں میت کی طرف سے حج ادا ہو گیا یا نہیں اور ورثاء کو روپیہ طلب کرنے کا حق ہے یا نہیں۔ بعض وارث نابالغ ہیں۔

الجواب: اس شخص کو وہ روپیہ ورثاء کو دینا ہوگا۔ کیونکہ متوفی نے کچھ وصیت نہیں کی اور روپیہ باقیماندہ میراث وارثوں کا ہو گیا، لہٰذا صرف کرنا اس شخص کا مملوکہ ورثاء کو بلا اجازت ورثاء بالغین جائز نہ تھا اور جب کہ ورثاء میں نابالغ بھی ہیں تو اس باقی ماندہ روپے کی ان کی طرف سے اجازت بھی نہیں ہو سکتی۔ بہر حال روپیہ اپنا جو اس نے اس کے حج میں خرچ کیا وہ اس کو واپس دینا ہوگا اور حج اس میت کی طرف سے انشاء اللہ تعالیٰ ادا ہو جاوے گا۔ کما فی تبرع الوارث او الاجنبی قال فی الشامی وان لم یوص به ای بالاحجاج فتبرع عنه الوارث الخ جاز والمعنی جاز عن حجة الاسلام انشاء الله تعالیٰ ثم اعاد فی شرح اللباب المسئلة فی محل آخر وقال فلو حج عنه الوارث واجنبی یجزیه وتسقط عنه حجة الاسلام انشاء الله تعالیٰ لانه ایصال للثواب[۱] الخ فان فضل المال الخ فالامر علیه الخ وفی رد المحتار ولو کان المیت هو الذی دفع للمامور ثم مات کان للوارث استرداد ما فی ید المامور وان احرم الخ لان الباقی صار میراثاً لکون المیت لم یوص به[۳] الخ شامی جلد ثانی۔ فقط۔

---

[۱] رد المحتار باب الحج عن الغیر قبیل مطلب شروط الحج عن الغیر ص ۳۲۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحج عن الغیر ص ۳۳۲ ج ۲ و ص ۳۳۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [۳] رد المحتار باب ایضاً ص ۳۳۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

اندھا مستطیع خود حج کرے یا حج بدل کرا سکتا ہے

سوال (۸۱) ایک شخص نابینا ہے اس پر حج فرض ہے اور اتنی استطاعت رکھتا ہے کہ ایک دو شخصوں کو اپنی ہمراہ خدمت کے لئے لے جاوے ایسی حالت میں وہ خود حج کرے یا حج بدل کرادے۔

الجواب:۔ اس صورت میں وہ اپنی طرف سے حج بدل کرا سکتا ہے جیسا کہ در مختار میں ہے والمركبة منهما كحج الفرض تقبل النيابة عند العجز فقط لكن بشرط دوام العجز الى الموت الخ[1] اي اشتراط دوام العجز الى الموت اذا كان العجز كالحبس والمرض يرجى زواله. فان لم يكن كذلك كالعمى والزمانة سقط الفرض بحج الغير عنه فلا اعادة مطلقا سواء استمر به ذالك العذر ام لا الخ فقط۔

زید پر حج فرض تھا اس نے ادا نہ کیا اور نہ وصیت کی کیا کیا جائے

سوال (۸۲) زید مر چکا اور اس پر حج فرض تھا وہ ادا نہ کر سکا بوجہ دنیوی کاروبار کے اور حج کے متعلق وصیت بھی نہیں کی تو اب اس نے جو ترکہ چھوڑا ہے اس سے پہلے حج بدل کرایا جاوے یا ترکہ تقسیم کر دیا جاوے اور پھر ورثاء بطور خود زید مرحوم کی طرف سے حج بدل کرائیں شرعاً کیا حکم ہے۔ اور زید قرضدار بھی ہے۔

الجواب:۔ بدون وصیت کے ورثاء کے ذمہ ضروری نہیں ہے کہ وہ متوفی کی طرف سے حج بدل کرا دیں۔ لیکن اگر جملہ ورثاء اس پر راضی ہوں اور وہ سب بالغ ہوں تو اگر وہ سب متوفی کی طرف سے حج کرا دیں تو اچھا ہے اور امید ہے کہ انشاء اللہ میت کی طرف سے حج فرض ادا ہو جاوے گا۔ در مختار میں ہے وبشرط الامر به اي بالحج عنه فلا يجوز حج الغير بغير اذنه الا اذا حج او احج الوارث عن مورثه[2] الخ وفي الشامي وان لم يوص به اي بالاحجاج فتبرع عنه الوارث الخ جاز

[1] الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحج عن الغير ص ۳۲۲ ج ۲ ۔ ظفیر۔ [2] الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحج عن الغير ص ۳۲۸ ج ۲ ۔ ظفیر۔

والمعنی جاز عن حجۃ الاسلام انشاء اللہ تعالیٰ[1] ۔ الخ پس اگر جملہ ورثاء بالغ ہیں اور وہ سب مورث متوفی کی طرف سے حج کرانے پر راضی ہیں تو قبل از تقسیم ترکہ بھی حج کرا سکتے ہیں۔ اور اگر بعض ورثاء بالغ ہیں اور بعض نابالغ تو پہلے ادائے قرض کے بعد ترکہ تقسیم کرلیا جاوے، اس کے بعد بالغین اپنے حصہ میں سے متوفی کی طرف سے حج کرا سکتے ہیں۔ الغرض بدون وصیت کے وارثوں کے ذمہ ضروری نہیں ہے کہ وہ ضرور حج کراویں البتہ اگر چاہیں تو کرا سکتے ہیں اور اس سے حج فرض میت کا انشاء اللہ تعالیٰ ادا ہوجاویگا۔ فقط

جس کی صحت خراب ہے وہ اپنی زندگی میں حج بدل کرا سکتا ہے یا نہیں

سوال (۸۳) ایک شخص پر حج فرض ہے اور اس کی صحت اس قدر خراب ہے کہ اس کو اپنی زندگی کی بھی امید نہیں ہے۔ اور اس کا ایک لڑکا ہے جو آوارہ ہے اور اس سے امید نہیں ہے کہ وہ اپنے والد کی وفات کے بعد حسب وصیت اپنے والد کی طرف سے حج کراوے۔ ایسی حالت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ اس صورت میں جب کہ وہ خود حج کرنے سے بسبب مرض لاحق کے عاجز ہے، اور اس کو اپنی زندگی میں خود حج کرنے پر قادر ہونے کی امید نہیں ہے تو وہ دوسرے شخص سے اپنی زندگی میں اپنی طرف سے حج کرا سکتا ہے۔ اور اگر اس نے خود حج نہ کرایا تو پھر اس کو وصیت کرنا لازم ہے۔ اس سے وہ سبکدوش ہوجاوے گا۔ اگر بعد میں اس کے وارث نے باوجود وصیت کے حج نہ کرایا تو گناہ اس پر رہے گا۔ درمختار میں ہے والمرکبۃ منہما کحج الفرض تقبل النیابۃ عند العجز فقط لکن بشرط دوام العجز الی الموت[2] ۔ الخ۔

۶۶ سال کا سن رسیدہ حج بدل کرا سکتا ہے یا نہیں

سوال (۸۴) ایک شخص ۶۶ سال کا بوڑھا

---

[1] ردالمحتار باب الحج عن الغیر قبیل مطلب شروط الحج عن الغیر ص ۳۳۲ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔

[2] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الحج عن الغیر ص ۳۲۹ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔

مجبور ہے، بعض بیماریاں ایسی لاحق ہیں کہ دور دراز کا سفر برداشت نہیں کر سکتا۔ ایسا شخص حج بدل کرالے تو درست ہے یا نہیں۔

الجواب: - ایسا شخص بشرط عدم قدرت علی السفر حج بدل کرا سکتا ہے[1]۔ فقط

تکلیف کے ڈر سے حج بدل کرانا اور خود نہ کرنا کیسا ہے...

سوال (۱۸۵۱) ایک مالدار شخص جس کی عمر تقریباً ساٹھ برس کی ہے لیکن حج کو جانے کے قابل ہے، محض سفر کی تکلیف کے خوف سے دوسرے شخص کو روپیہ دیکر حج بدل کے لئے بھیجنا چاہتا ہے، اس صورت میں اس کا حج ادا ہوگا یا نہ اور یہ کہ اس کا مال سودی کاروبار کا ہے۔

الجواب: - اس شخص کو حج کو جانا چاہئے۔ بحالت موجودہ دوسرے شخص کو حج بدل کے لئے بھیجنے سے اس کا حج فرض ادا نہ ہوگا[2]۔ اور حرام روپے سے حج نہ کرنا چاہئے۔ وہ حج مقبول نہ ہوگا اگرچہ حج کی فرضیت ساقط ہو جاوے گی اور یہ طریقہ اختیار کیا جائے کہ وہ شخص قرض لیکر حج کرے پھر وہ قرض ادا کر دیوے[3]۔ فقط

---

[1] عنه قال ان امرأة من خثعم قالت یا رسول اللہ ان فریضة اللہ علی عبادہ فی الحج ادرکت ابی شیخا کبیرا لا یثبت علی الراحلة افاحج عنه قال نعم وذالك فی حجة الوداع متفق علیه (مشکوٰۃ کتاب الحج ص ۲۲۱) والمرکبة منہما کحج الفرض تقبل النیابة عند العجز فقط لکن بشرط دوام العجز الی الموت الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحج عن الغیر ص ۳۲۶ ج ۲) ظفیر

[2] والمرکبة منہما کحج الفرض تقبل النیابة عند العجز فقط بشرط دوام العجز الی الموت الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحج عن الغیر ص ۳۲۹ ج ۲) ظفیر

[3] وقد یتصف بالحرمة کالحج بمال حرام (در مختار) لیس حراما بل الحرام هو انفاذ المال الحرام الخ مع انه یسقط الفرض عنه معها ولا تنافی بین سقوطه وعدم قبول فلا یثاب لعدم القبول ولا یعاقب عقاب تارك الحج (رد المحتار کتاب الحج ص ۱۹۱ ج ۲) اذا اراد الرجل ان یحج بمال حلال فیه شبهة یستدین للحج ویقضی دینه من ماله کذا فی فتاوی قاضی خان۔

(عالمگیری کتاب الحج باب اول ص ۲۰۵ ج ۱) ظفیر

سترسالہ بوڑھا جو کمزور ہے وہ حج بدل کرا سکتا ہے یا نہیں

سوال (۸۶) میری عمر ستر سال کی ہے۔ میری نظر نہایت ضعیف ہے، اور دن بدن کمزوری زکاۃ وغیرہ کی بڑھ رہی ہے سر جھکا رہتا ہے تو میں حج سے معذور ہوں یا نہیں اگر میں اپنا نائب حج کے لئے بھیجوں تو حج فرض ادا ہو سکتا ہے یا نہیں

الجواب:۔ اس صورت میں آپ کو اپنی طرف سے دوسرے شخص سے حج کرانا جائز اور صحیح ہے کیونکہ عاجز ہونا آپ کا سفر حج سے ظاہر ہے۔ درمختار میں ہے والمرکبۃ منھما کحج الفرض تقبل النیابۃ عند العجز فقط لکن بشرط دوام العجز الی الموت لانہ فرض العمر[۱] الخ الغرض آپ اپنی طرف سے حج کرا سکتے ہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ ایسے شخص سے حج کرادیں جو اپنا حج فرض پہلے کر چکا ہو اور احکام حج سے واقف ہو والافضل احجاج الحر العالم بالمناسك الذی حج عن نفسہ[۲]۔ فقط۔

زید شرعاً حج میں غفلت سے حج نہ کر سکا اب وہ لائق سفر نہیں ہے تو حج بدل کرا سکتا ہے یا نہیں

سوال (۸۷) اگر زید مالدار نے بوجہ غفلت کے حج نہ کیا حتی کہ شیخ فانی ہو گیا اگر زید اپنی طرف سے کسی کو ادائے حج کے لئے بھیجے تو اس کا حج ادا ہو گا یا نہیں۔

الجواب:۔ اس حالت میں زید اگر کسی کو اپنی طرف سے حج کو بھیجے اور اس سے حج کرادے تو صحیح ہے اس کا حج ادا ہو جائے گا[۳]۔ فقط۔

بلا تقسیم ترکہ حج بدل کرانا درست ہے یا نہیں

سوال (۸۸) اگر بلا تقسیم زر نقد یا زیورات متعلقہ زائیص اس مال سے زید حج بدل کرائے تو جائز ہے کہ نہیں۔ اور جو غرض اور ثواب حج بدل کا ہے وہ ہندہ کو حاصل ہے۔ یعنی ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ زید کو یہ جائز نہیں ہے کہ بلا تقسیم ترکہ حج بدل کرائے یا صدقہ خیرات

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحج عن الغیر ص ۳۲۰ ۱۲ ظفیر۔

[۲] رد المحتار باب الحج عن الغیر مطلب فی حج الصرورۃ ص ۳۳۱ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

[۳] والحاصل ان من قدر علی الحج وھو صحیح ثم عجز لزمہ الاحجاج اتفاقاً (رد المحتار باب الحج عن الغیر ص ۳۲۷ ج ۲) ظفیر۔

بدلے ایصال ثواب کرے۔ البتہ اپنے حصہ میں سے یا جو بالغ وارث راضی ہوں ان کے حصہ میں سے حج بدل کرا سکتا ہے اور صدقہ و خیرات کر سکتا ہے۔ نابالغوں کے حصہ میں سے نہیں کر سکتا ان کا حصہ علیحدہ کر دینا چاہئے۔ فقط۔

جس پر حج فرض نہ تھا اسے حج کا ثواب بخشنا کیسا ہے | **سوال (۸۹)** اگر کسی آدمی پر حج فرض نہیں تھا اس کا انتقال ہو گیا اور اس کا وارث حج فرض کو گیا، اگر وہ مکہ معظمہ پہنچ کر کسی باشندۂ مکہ شریف سے حج خرید کر اس کا ثواب مورث کو پہنچا دے تو درست ہے یا نہیں اور مورث متوفی کو ثواب حج نفلی کا پہنچیگا یا نہیں۔

الجواب: یہ تو جائز ہے کہ مکہ معظمہ پہنچ کر کسی شخص کو خرچ دیکر اس سے نفلی حج کرا کر اس کا ثواب میت کو پہنچایا جاوے مگر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ شخص حج کرنے والا احرام کے باندھنے کے وقت اسی میت کی طرف سے نیت حج کی کرے اور اس کی طرف سے احرام باندھے اور یہ درست نہیں ہے کہ اس کا پہلا کیا ہوا حج خرید کر اس کا ثواب میت کو پہنچایا جاوے کیونکہ حج کی بیع و شراء نہیں ہو سکتی۔ فقط۔

ورثاء حج بدل کرائیں تو کیا حکم ہے | **سوال (۹۰)** کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں بموجب شرع شریف جواب سے معزز فرمائیں۔ ایک صاحب کا انتقال ہو گیا، اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے، اس کے ورثاء ان کی طرف سے حج بدل کرائیں حالانکہ انہوں نے وصیت بھی نہ کی ہو، میت کے اوپر سے حج ادا ہو سکتا ہے؟ اور داخل ثواب کے؟

الجواب: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر میت کے ذمہ حج ہو اور اس نے وصیت حج کی نہ کی ہو اور اس کے ورثہ اس کی طرف سے حج کرائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ حج میت کی طرف سے ادا ہو جائے گا۔ پس ورثہ کو مناسب ہے کہ وہ میت کیطرف

لہ تتعلق بترکۃ المیت حقوق اربعۃ مرتبۃ الاول یبدأ بتکفینہ وتجہیزہ من غیر تبذیر ولا تقتیر ثم تقضی دیونہ من جمیع ما بقی من مالہ ثم تنفذ وصایاہ من ثلث ما بقی بعد الدین ثم یقسم الباقی بین ورثتہ بالکتاب والسنۃ واجماع الامۃ الخ (سراجی ص ۲) ظفیر

حج کرادیں کہ اس میں امید اس کے حج کے ادا ہونے کی ہے اور ورثہ کو ثواب حاصل ہوگا۔
قال الشامی فی مناسک السندی لو مات رجل بعد وجوب الحج ولم یوص به فحج رجل عنه او حج عن ابیه او امه عن حجة الاسلام من غیر وصیة قال ابوحنیفةؒ یجزیه انشاء الله تعالیٰ وبعد الوصیة یجزیه من غیر المشیئة اھ وفیه ایضاً عن اللباب وان لم یوص به فتبرع عنه الوارث وکذا من هو من اهل التبرع فحج اے الوارث ونحوه بنفسه ای عنه او احج عنه غیره جاز والمعنی جاز عن حجة الاسلام انشاء الله تعالیٰ اھ فقط والله اعلم شامی ص ۳۴۲ ج ۲
اخرج الدار قطنی عن جابر بن عبد الله رضی الله تعالیٰ عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من حج عن ابیه وامه فقد قضی عنه حجته وکان له فضل عشر حجج واخرج ایضاً عن زید بن ارقم رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا حج الرجل عن والدیه تقبل منه ومنهما واستبشرت ارواحهما فی السماء وکتب عند الله برا دار قطنی مطبوعه مطبع فاروقی ص ۲۸۳

حج بدل والا پہلے اس روپے سے اپنا حج کر سکتا ہے یا نہیں

سوال (۹۱) جس شخص نے کبھی حج نہیں کیا ہے اس کو کسی شخص نے روپیہ حج بدل کے لئے دیا مگر اس نے اس سے اجازت لے لی کہ اس سال اپنا حج کروں گا اور آئندہ سال آپ کا تو یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ حج بدل میں یہ ضروری ہے کہ جس کے روپے سے سفر حج کیا اور جس کا روپیہ صرف کیا اسی کی طرف سے پہلا حج کرے۔ پس صورت مسئولہ میں آمر کا حج ادا نہ ہوگا (وجواز النیابة فی الحج شرائط (الی) ان قال ومنها نیة المحجوج عنه عند الاحرام والافضل ان یقول بلسانه لبیك عن فلان ومنها ان یکون الحج بمال المحجوج عنه. فتاویٰ عالمگیری جلد ا ص ۲۴۰ مصری)

جو دیہاں لے دے وہ کس کے حصہ میں شمار ہوگا

سوال (۹۲/۱) ہندہ نے جائداد متروکہ

زید نے مبلغ چھ سو روپے اپنے ایک بیٹے عمر کو اپنی طرف سے ادائے حج کے واسطے دیا یہ روپیہ ہندہ کے حصہ میں محسوب ہوگا یا نہیں۔

(۲) عمر نے بہت لوگوں کے سامنے ظاہر کیا کہ میں اپنا ایک مکان بیچ کر اس روپیہ سے حج کرنے جا رہا ہوں، اس صورت میں عمر کو وہ روپیہ جو اپنی ماں ہندہ سے حج بدل کے لئے لیا ہے۔ واپس کرنا واجب ہوگا یا نہ۔

(۳) عمر نے اس سے پہلے حج ادا نہیں کیا، حالانکہ حج اس پر فرض تھا۔ ایسی حالت میں کیا اپنی ماں کی طرف سے حج بدل کرنا جائز ہوگا۔

(۴) وجوب حج کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ تین کوس چلنے کی اس کو طاقت ہو۔ جن لوگوں نے ہندہ کو یہ مسئلہ بتلا کر حج کو جانے سے روکا ان کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب: (۱) ہندہ اس روپے کو اپنے حصہ میں لگا دے، عمر کے سب ورثہ اس کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

(۲) اگر واقعی عمر نے روپیہ ہندہ سے نہیں لیا تو اس پر واپسی اس کی لازم نہیں ہے اور اگر درحقیقت لیا ہے تو یا اس کو واپس کرے یا اپنے حصہ میں لگا دے۔

(۳) اس صورت میں دوسرے کی طرف سے حج کرنا مکروہ ہے لیکن اگر کیا تو جس کی طرف سے کیا اس کا حج ادا ہو گیا اور اپنی طرف سے اس کو پھر حج کرنا ہوگا[1]۔

(۴) یہ شرط نہیں ہے۔ پس جس شخص نے ایسا مسئلہ بتلایا اس نے غلطی کی۔ آئندہ ایسا مسئلہ نہ بتلا دے۔ اور اگر عمداً دھوکہ دینے کے لئے ایسا کہا تو بے شک وہ لوگ عاصی ہوئے۔ فقط۔

---

[1] فجاز حج الصرورة من لم يحج الخ وغيرهم اولى لعدم الخلاف (در مختار) قال فى الفتح والذى يقتضيه النظر ان حج الصرورة عن غيره ان كان بعد تحقق الوجوب عليه بملك الزاد والراحلة والصحة فهو مكروه كراهة تحريم الخ لانه تضيق عليه فى اول سنى الامكان فيأثم بتركه وكذا لو تنفل لنفسه ومع ذلك يصح لان النهى ليس لعين الحج المفعول بل لغيره وهو الفوات (رد المحتار باب الحج عن الغير ص ۳۲۶ ج ۲) ظفير

والد کی طرف سے کسی غیر مستطیع کے ذریعہ حج بدل کرانا کیسا ہے

سوال (۹۳) میرے والد مرحوم پر حج فرض تھا، بوجہ بیماری نہیں جا سکے۔ اگر میں دوسرے شخص کو جو صاحب استطاعت نہ ہو اپنے والد مرحوم کی طرف سے حج بدل کرانے کے لئے ہمراہ لیجاؤں تو والد صاحب کا فرض ادا ہو جاوے گا یا نہیں اور اس شخص کو بھی ثواب حج کا ملیگا یا نہیں۔

الجواب:- اگر آپ کے والد صاحب وصیت کر جاتے اور مال چھوڑ جاتے تب تو ان کی طرف سے حج کرانا ضروری تھا اور ان کا حج فرض ادا ہو جاتا۔ لیکن جب کہ ایسا نہیں ہوا تو آپ تبرعاً ان کی طرف سے حج بدل کرالیں، یہ اچھا ہے اور امید ہے کہ ان کی طرف سے حج ادا ہو جاوے گا اور ثواب حج کا ان کو پہنچنے میں تو کچھ تردد ہی نہیں ہے اور حج بدل کرنے والے کو حج کا ثواب نہیں ہوگا۔ البتہ وہاں جا کر عمرہ وغیرہ کرے گا اس کا ثواب ہوگا[1]۔ فقط۔

چندہ سے حج میں کسی سے یہ کہنا کہ اتنا روپیہ دیدیجئے، حج بدل کردوں گا

سوال (۹۴) زید لوگوں سے روپیہ حج بدل کرنے کے لئے بنام خیرات طلب کرتا ہے، چنانچہ اس نے مصارف حج تقریباً مکمل کر لیا ہے۔ بکر کو حج بدل کرانے کی ضرورت ہے۔ زید بکر سے کہتا ہے کہ آپ صرف سو ہی روپے مجھے دیدیجئے میں آپ کی طرف سے حج بدل کر دوں گا۔ ایسی صورت میں بکر کی طرف سے حج بدل ہو جاوے گا یا نہیں۔ اور بکر کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جاوے گا یا نہیں۔ نیز بکر چاہتا ہے کہ اسی قسم کے چند شخصوں کو سو سو روپے دیکر

---

[1] فلا یجوز حج الغیر بغیر اذنه الا اذا حج او احج الوارث عن مورثه لوجود الامر دلالة (درمختار) والمعنی جاز عن حجة الاسلام انشاء الله تعالیٰ الخ وهذا مقید بالمشیة فنی ومناسك السروجی لومات رجل بعد وجوب الحج ولم یوص به فحج رجل عنه او حج عن ابیه او امه عن حجة الاسلام من غیر وصیة قال ابوحنیفة یجزیه انشاء الله وبعد الوصیة یجزیه من غیر المشیئة اه ثم اعاد فی شرح اللباب المسئلة فی محل اخر وقال فلو حج عنه الوارث او اجنبی یجزیه وتسقط عنه حجة الاسلام انشاء الله لانه ایصال للثواب الخ (ردالمحتار باب الحج عن الغیر ص ۳۲۸ ج ۲) ظفیر

اپنی طرف سے حج بدل کرادے اس کا کیا حکم ہے۔ کسی کو حج بدل کے لئے روپیہ دیدیا گیا اور اس نے حج نہیں کیا تو اس صورت میں کیا حکم ہے اور حج میں زیارت مزار شریف فرض یا واجب تو نہیں ہے، کیا اس کا بھی بدل ہو سکتا ہے۔

الجواب :- حج بدل کے لئے ضروری ہے کہ پورا خرچ سفر حج کرنے والے کو دیا جائے کہ حج کرانے والے کے مکان سے تمام خرچ مکہ معظمہ وغیرہ تک جانے کا اور واپسی کا حج کرانے والے کے مال میں سے ہو ورنہ حج بدل فرض ادا نہ ہو گا البتہ نفل کا ثواب ہوجاویگا[1] اور اگر حج بدل کرنے والے کو روپیہ دیا گیا اور اس نے حج آمر کی طرف سے نہ کیا تو آمر کا حج ادا نہیں ہوا[2] اور گناہ مامور پر یعنی اس پر ہوا جس نے حج نہ کیا اور وہی مواخذہ دار رہا، اور حج بدل میں زیارت روضۂ اطہر داخل نہیں ہے۔ اگر وہ شخص جس کو حج بدل کے لئے بھیجا گیا ہے، زیارت روضۂ اطہر کرے تو اس کے لئے بہت اچھا ہے اور موجب ثواب ہے مگر اس میں نیابت اور بدلیت نہیں ہے، جو کوئی زیارت کرے گا اس کو ثواب ہوگا اور جس نے اس کام کے لئے روپیہ دیا اس کو صدقہ کا ثواب ہوگا۔ فقط۔

ایک شخص حج کے ارادے سے نکلا مگر کسی وجہ سے واپس آگیا کیا وہ روپیہ مسجد یا مدرسہ پر خرچ کرنا درست ہے

سوال (۹۵) ایک شخص حج کے ارادہ سے گھر سے روانہ ہوا۔ راستہ میں سے کسی وجہ سے مکان پر واپس چلا آیا۔ اب وہ بیمار قریب المرگ ہے۔ اس روپے کو مسجد و مدرسہ میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- اس کو لازم ہے کہ جب کہ اس پر حج فرض ہے اور خود نہیں کر سکتا تو اپنی طرف سے دوسرے شخص سے حج کرادے اور اس روپے کو دوسرے کسی مصرف میں مثل مسجد و مدرسہ کے خرچ کرنا جائز نہیں ہے[3]۔ فقط

---

[1] وبقی من الشروط النفقۃ من مال الآمر الخ (در مختار) ای المحجوج عنہ (رد المحتار باب الحج عن الغیر ص ۳۲۳ ج ۲) [2] وشرط ثانیۃ الحج عنہ ای الآمر فیقول احرمت عن فلان الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ایضاً ص ۳۲۴ ج ۲) [3] المغیر لہ والمرکبۃ منہما الحج الفرض تقبل النیابۃ بعجز فقط لکن بشرط دوام العجز الی الموت الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحج عن الغیر ص ۳۲۲ ج ۲)

پردہ نشین عورت جب محرم نہ ہو تو کیا حج بدل کرا سکتی ہے

سوال (۹۶) عورت پردہ نشین کے پاس مال ہے مگر محرم نہیں تو وہ حج بدل کرا سکتی ہے یا نہیں۔
(۲) بغیر محرم شرعی حج دوسرے لوگوں کے ساتھ کرنا جائز ہے یا نہیں، اگرچہ تکلیف راستہ کے سبب پردہ قائم رہنا دشوار ہے۔

الجواب:۔ (۱ و ۲) اگر محرم نہیں ہے جو ساتھ جا سکے تو اس پر حج فرض نہیں ہے اور بغیر محرم شرعی کے جانا سفر حج کو درست نہیں ہے اور اس پر حج فرض نہیں ہوا اور نہ حج بدل کرانا اس پر لازم ہے اور اگر محرم ہے اور ساتھ جا سکتا ہے تو جانا حج کے لئے ضروری فرض ہے۔ پردہ شرعی کا حتی الوسع خیال رکھے اور پردہ قائم نہ رہنے سے حج ساقط نہیں ہوتا۔ جس وقت حج فرض ہوگیا اور محرم موجود ہے جو کہ ساتھ جا سکتا ہے تو حج کو جانا چاہئے۔ پردہ ضروری کا خود خیال رکھے اور غیر ضروری پردہ کی پابندی نہ کرے[1]۔ فقط۔

حج بدل

سوال (۹۷) زید بوجہ کسی عذر کے اپنی جانب سے کسی دوسرے کو مستکفل مصارف امیرانہ ادائے فریضۂ حج کے لئے دینا چاہتا ہے، آیا یہ حج عن الغیر جائز ہے یا نہیں، بر تقدیر جواز ایں صورت زاد راہ میں کیا لحاظ و اعتبار کیا جائے گا۔ امیرانہ یا توسط یا بقدر کفایت۔

الجواب:۔ حج فرض میں کسی دوسرے کو اپنے عوض حج کے لئے بھیجنے میں یہ شرط ہے کہ خود کسی طرح حج کو نہ جا سکے بالکل معذور ہو بصورت عذر اگر کسی کو اپنی طرف سے نیابۃً حج کو بھیجے تو اس کا خرچ سفر دیوے، زاد راہ میں یہ شرط نہیں ہے کہ امیرانہ دیوے یا متوسط

[1] هو الحج فرض الخ على مسلم الخ حر مكلف الخ : مع زوج او محرم الخ بالغ الخ عاقل الخ غير مجوسي ولا فاسق الخ لامرأة حرة ولو عجوزا في سفر وهل يلزمها التزوج قولان الخ ولو حجت بلا محرم جاز مع الكراهة الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الحج ص ۲۰/۲) والمركبة منهما كحج الفرض تقبل النيابة عن العجز فقط لكن بشرط دوام العجز الى الموت لانه فرض العمر الخ۔
(باب الحج عن الغير ص ۳۲۷/۲) ظفیر۔

یا بقدر کفایت جس طرح حج کرنے والا راضی ہو جاوے جس طرح خرچ کرے وہ مال آمر سے ہونا چاہئے۔ اگر کم امیرانہ خرچ نہ دیوے یہ بھی درست ہے اور متوسط خرچ نہ دیوے یا بقدر کفایت دیوے اور مامور راضی ہو تو یہ بھی جائز ہے۔ بغرض مامور جیسے خرچ کا عادی ہو اور جس طرح اس کو آسائش ہو وہ کام کرے۔

نفل حج بدل کرانا کیسا ہے

سوال (۹۸) زید اور اس کے والدین حج فرض ادا کر چکے ہیں۔ اب زید چاہتا ہے کہ اپنی طرف سے اور اپنے والدین مرحومین کی طرف سے حج بدل بطور نفل کرائے اور وہ یمین شخص مکہ کے رہنے والے ہوں اور مکہ ہی سے احرام حج بدل نفل کا باندھیں تو آیا زید کی طرف سے جو زندہ ہے حج بدل نفل جائز ہے یا نہیں؟ اور حج بدل کا ثواب ان کو ملے گا یا نہیں؟۔

الجواب:- قوله لم یجزئ ای عن الفرض وان وقع نفلاً للآمر افادہ فی البحر قال الحموی ومن ههنا یوخذ عدم صحة ما یفعله السلاطین والوزراء من الاحجاج عنهم لان عجزهم لم یکن مستمرا الی الموت الخ او لعدم عجزهم اصلاً والمراد عدم صحته عن الفرض بل یقع نفلاً الخ۔ شامی۔[1] پس معلوم ہوا کہ حج نفل کا ثواب اس طرح حاصل ہو جاوے گا۔ فقط۔

زندگی میں حج بدل

سوال (۹۹) حج فرض ہو، وہ بجائے خود کسی دوسرے سے کس حالت میں ادا کرا سکتا ہے؟۔

الجواب:- جب خود نہ جا سکے بسبب زیادہ بڑھاپے کے کہ سفر نہ کر سکے یا بسبب مرض کے تو دوسرے سے حج کرا سکتا ہے لیکن مرض کی صورت میں اگر پھر تندرست ہو گیا اور وہ مرض ممکن الزوال تھا تو دوبارہ خود حج کرنا ہوگا۔ کذا فی الدر المختار۔[2] فقط

---

[1] ومن الشرائط النفقة من مال الآمر کلها او اکثرها (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحج عن الغیر ۲ ظفیر)

[2] لحج الفرض تقبل النیابة عند العجز فقط لکن بشرط دوام العجز الی الموت لانه فرض العمر حتی تلزم الاعادة بزوال العذر (در مختار) ای العذر الذی یرجی زواله کالحبس والمرض بخلاف غیر المرجی للاعادة لو زال علی ما یاتی (رد المحتار باب الحج عن الغیر ص ۳۲۷ ظفیر)

حج بدل میں خرچ کے کم ہونے کی وجہ سے احرام غیر میقات

سوال (۱۰۰) حج بدل کرنے والا اگر بوجہ کمی زادراہ کے میقات آمر سے حج نہ کر سکے تو اپنے میقات سے یا دوسرے میقات سے احرام باندھ سکتا ہے یا نہ؟۔

الجواب:۔ حج بدل میں یہ ضروری ہے کہ وطن آمر سے حج کا سفر شروع کیا جاوے لیکن اگر بسبب کمی زادراہ دوسری جگہ سے جہاں سے خرچ کفایت کرتا ہے سفر شروع کرے، یہ درست ہے وان لم یف نمن حیث یبلغ[1] الخ اور احرام اس کا میقات آمر سے ہونا چاہئے اور درصورت کمی زادراہ جس راستہ سے پہونچ سکتا ہو، سفر کرے اور جس میقات سے گذرے احرام باندھے۔ اس حالت میں شرط اسی قدر معلوم ہوتی ہے کہ حج اس کا آفاقی ہو، اور کسی میقات سے احرام باندھے۔ حج اس کا مکی نہ ہو۔

بلا وصیت نابالغ کے مال سے حج بدل درست ہے یا نہیں

سوال (۱۰۱) میرے بھائی عمر علی نے انتقال کیا اور وہ بہت مالدار تھا، مگر حج کی وصیت نہیں کی، اور وارث انکے چار لڑکے ایک بالغ اور تین نابالغ ہیں، اور تین بیوی اور پانچ لڑکی تو اس صورت میں حج زکوٰۃ کا کیا حکم ہے، اور یتیم کی زمین کو ٹھیکہ پر دینا اور مورث کا قرض ادا کرنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ جو امور متعلق نفع یتیم کے ہیں، وہ کرنا درست ہے مثلاً زمین کو ٹھیکہ پر دینا، اگر موجب نفع ہو تو درست ہے اور حج کرانا حصہ یتیم نابالغ میں سے بدون وصیت متوفی درست نہیں ہے اور بالغوں کے ذمہ بھی لازم نہیں۔ البتہ اگر بالغین اپنے حصہ میں سے حج میت کی طرف سے کرادیں تو بہتر ہے مگر فرض اور واجب نہیں ہے[1] اور جن لوگوں کا قرض بذمہ متوفی ہے وہ ادا کرنا چاہئے۔ مشترک ترکہ میں سے سب کا قرض ادا کر دیا جائے اور زکوٰۃ نابالغ کے حصہ میں واجب نہیں۔

---

[1] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب الحج عن الغیر ص ۳۳۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] مات رجل بعد وجوب الحج ولم یوص به فحج رجل عنه او حج عن ابیه او امه عن حجة الاسلام من غیر وصیة قال ابو حنیفة یجزیه ان شاء الله وبعد الوصیة یجزیه من غیر المشیئة (ردالمحتار باب الحج عن الغیر ص ۳۳۵ ج ۲) ظفیر۔

سوال (۱۰۲) ہندہ مالدار تھی، اس پر حج فرض تھا مگر بوجہ کاروبار دنیاوی کے زندگی میں ادا نہ کر سکی، وصیت کر گئی کہ میری جانب سے حج کرا دینا۔ فاطمہ اس کی لڑکی جو اس کی وارث ہوئی اس نے زید کو مبلغ تین سو روپے حج کرنے کے لئے دیا کہ میری والدہ کی جانب سے حج کیجئے۔ زید نے روپیہ لے لیا، اور چونکہ راستہ مخدوش ہے، پابند ہے اس لئے روپیہ عمر کو دیا کہ تجارت کرے۔ تجارت شروع ہوئی اور نفع بھی ہوا۔ چنانچہ اس منافع سے اس روپے کی زکوٰۃ بھی زید نے ادا کی۔ بعد چندے فاطمہ نے زید سے کہا کہ مجھے اس وقت روپے کی ضرورت ہے، زید کیجئے، بعد میں میں روپیہ دیدوں گی۔ زید نے واپس دیدیا۔ آیا زید کا اس روپیہ سے تجارت کرانا اور اس کے منافع کے روپے سے زکوٰۃ ادا کرنا، اور فاطمہ کے مانگنے پر واپس کر دینا کیسا ہے۔ نیز باقی منافع کا کون مستحق ہے۔

حج بدل کے روپے سے تجارت درست ہے یا نہیں

الجواب :- جب کہ مامور بالحج یعنی زید نے بوجہ مخدوش یا بند ہونے راستہ کے حج نہ کیا تو اس کے ذمہ واپسی اس روپے کی لازم تھی یعنی فاطمہ کو واپس کرنا لازم تھا۔ پھر اگر باجازت فاطمہ اس نے اس میں تجارت شروع کی اور زکوٰۃ ادا کی تو یہ جائز ہوا اور نفع جو اس روپے سے ہوا فاطمہ کا ہے اور فاطمہ کا اس روپے کا واپس لے لینا اس صورت میں صحیح ہوا لیکن فاطمہ کے ذمہ ہے کہ ہندہ متوفیہ کی طرف سے حج کرا دے۔ تہائی مال ہندہ تک اس میں صرف ہو سکتا ہے، تہائی سے زیادہ صرف ہو تو فاطمہ کے اختیار میں ہے کر دے یا نہ دے[1]۔ فقط۔

والدین کی طرف سے حج بدل کرادے تو ثواب ہوگا یا نہیں

سوال (۱۰۳) زید اپنے والدین کے مرنے کے بعد ان کی جانب سے حج بدل کرانا چاہتا ہے ان کو ثواب پہنچیگا یا نہ۔

[1] خرج المكلف الى الحج ومات فى الطريق واوصى بالحج انما تجب الوصية به اذا اخره بعد وجوبه الخ فان فى المال اوالمكان فالامر عنه اى على ما فسره فالآ نحج عنه من بلده الخ ان فى به اى بالحج من بلده ثلثه (درمختار) اى من ثلث مال الموصى الخ (ردالمحتار كتاب الحج باب الحج عن الغير ص ۳۳۲ ج ۲ و ص ۳۳۳ ج ۲) ۱۲ ظفير۔

الجواب :- فقہاء نے اس بارہ میں یہ لکھا ہے کہ بدون وصیت متوفی کے اگر اس کے ورثاء اس کی طرف سے تبرعاً حج کرادیں تو امید ہے کہ انشاء اللہ اس کی طرف سے حج ادا ہو جاوے گا اور فرضیت ساقط ہو جاوے گی اگرچہ یقینی نہیں۔ اور حصول ثواب میں تو کچھ تردد ہی نہیں ہے۔ کما فی الشامی وان لم یوص به الخ فتبرع عنه الوارث الخ ای الوارث ونحوہ بنفسه او احج عنه غیرہ جاز الخ قال ابوحنیفة یجزیه انشاء اللہ تعالیٰ۔ الخ[1]

ہندہ پر حج فرض تھا بغیر وصیت انتقال کر گئی اب اس کا بیٹا حج بدل کرائے تو کافی ہے یا نہیں

سوال (۱۰۴) ہندہ پر حج فرض تھا اس کا انتقال ہو گیا مگر اس نے حج کی وصیت نہیں کی۔ اب اس کا بیٹا زید اس کی طرف سے حج کرانا چاہتا ہے۔ زید کو اپنے گھر سے آدمی بھیجنا ایسے حج بدل کا جو وصیت کا نہ ہو ضروری ہے یا نہ۔ اور اگر مکہ معظمہ سے ہی کسی سے حج کرادے تو والدہ کی طرف سے حج ادا ہوگا یا نہیں، اور ایسے حج میں مدینہ منورہ جانا ضروری ہے یا نہ۔

الجواب :- جب کہ متوفیہ کی وصیت نہیں ہے تو وارث جو اس کی طرف سے حج کراوے گا وہ تبرع ہے مکہ معظمہ سے بھی کرا سکتا ہے اور مدینہ منورہ جانا ایسے حج میں ضروری نہیں ہے۔[2] فقط

جس نے حج فرض ادا نہ کیا ہو اس کا حج بدل میں بھیجنا کیسا ہے

سوال (۱۰۵) جس شخص نے حج فرض نہ کیا ہو اسکو حج بدل کے لئے بھیجنا اور اس کو حج بدل کرانا کیسا ہے اور جو عالم اس کو مکروہ کہے اس پر طعن کرنا اور اس کو غیر مقلد کہنا کیسا ہے اور طعن کرنے والے پر شرعاً کیا حکم ہے۔ الجواب :- حج بدل ایسے شخص سے کرانا جس نے حج نہ کیا صحیح اور جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ ایسے شخص سے حج کرایا جائے جس نے اپنا حج فرض ادا کر لیا ہو، پس ایسے شخص سے حج کرانا جس نے اپنا حج فرض نہ کیا ہو مکروہ تنزیہی

[1] ردالمحتار باب الحج عن الغیر ص ۳۲۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر [2] وان لم یوص به ای بالاحجاج فتبرع عنه الوارث او حج بنفسه او احج عنه غیرہ جاز (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحج عن الغیر ص ۳۲۲ ج ۲) ظفیر

جیسا کہ مفاد عبارت درمختار ہے نجاز حج الصرورۃ بحملۃ من لم یحج الخ وغیرھم اولی الخ درمختار۔ اور علامہ شامی نے محقق ابن ہمام سے نقل کیا ہے کہ جس شخص سے حج بدل کرایا جائے اگر اس نے باوجود فرض ہونے کے اپنی طرف سے حج نہیں کیا تو اس کے حق میں مکروہ تحریمی ہے۔ پس حاصل یہ ہے کہ آمر کے حق میں یہ فعل مکروہ تنزیہی ہے اور حج کرنے والے کے حق میں جب کہ اس پر حج فرض ہو گیا ہو مکروہ تحریمی ہے کیونکہ وہ بوجہ اپنے حج کے ادا نہ کرنے اور تاخیر کرنے کے گنہگار رہا۔ لہٰذا مکروہ کہنے والے عالم پر طعن و تشنیع کرنا ناجائز اور ممنوع ہے اور جب کہ حنفیہ خود مامور کے حق میں مکروہ تحریمی ہونے کے قائل ہیں تو مکروہ کہنے والے کو غیر مقلد کہنا مسائل شرعیہ سے ناواقفیت اور جہل کی دلیل ہے۔

شامی میں فتح القدیر سے منقول ہے والذی یقتضیه النظر ان حج الصرورۃ عن غیرہ ان کان بعد تحقق الوجوب علیه بملك الزاد والراحلة والصحة فهو مکروه کراهة تحریم لانه تضیق علیه فی اول سنی الامکان فیأثم بترکه الخ قال فی البحر والحق انها تنزیهیة علی الآمر لقولهم والافضل الخ تحریمیة علی الصرورۃ المامور الذی اجتمعت فیه شروط الحج ولم یحج عن نفسه لانه اثم بالتاخیر الخ شامی ص $\frac{۲۴۱}{۲}$۔ اور حج بدل کرنے والے کو اس روپے میں سے جو اس کو خرچ سفر حج کے لئے ملا، زائد از خرچ سفر کا رکھنا اس صورت میں درست ہے کہ روپیہ دینے والے نے اس کو وکیل بالھبہ بنا دیا ہو، یعنی یہ اجازت اور اختیار دیا کہ زائد روپیہ تم خود رکھ لینا۔ درمختار میں ہے وعلیه رد ما فضل من النفقة وان شرط له فالشرط باطل الا ان یوکله بهبة الفضل من نفسه۔ فقط۔

حج بدل کیلئے کیا آمر کے وطن سے روانگی ضروری ہے | **سوال (۱۰۶)** حج بدل جو کسی کی طرف سے

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحج عن الغیر ص $\frac{۲۳۳}{۲}$ ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب الحج عن الغیر مطلب فی حج الصرورۃ ص $\frac{۳۳۳}{۲}$ ۱۲ ظفیر۔ [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحج عن الغیر فروع ص $\frac{۳۴۲}{۲}$ ۱۲ ظفیر۔

ہی انتقال کرایا جائے یا بحالت زیست جب کہ قابل سفر نہ رہا ہو۔ یعنی کسی کو رقم سو یا دو سو روپے کی دے دی جاوے تو یہ حج جائز ہو جائے گا یا جس کی طرف سے حج کیا جائے اس کی جائے سکونت سے ارکان حج کی ادائیگی تک متوسط خرچ کی رقم دینی چاہئے۔

الجواب:۔ حج بدل کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ جس کی طرف سے حج کیا جاوے وہ اس کا امر کرے یا وصیت کرے اور سفر حج کا کل خرچ یا اکثر مال آمر سے ہو، اور یہ کہ آمر کے وطن سے حج کیا جاوے۔ درمختار میں ہے وبشرط الامر به ای بالحج عنه فلا یجوز حج الغیر بغیر اذنه الا اذا حج او احج الوارث عن مورثه لوجود الامر دلالة وبقی من الشرائط النفقة من مال الآمر کلها او اکثرها[1] الخ وفی رد المحتار للشامی الحادی عشر ان یحج عنه من وطنه ان اتسع الثلث والا فمن حیث یبلغ کما سیاتی بیانه[2] الخ ص ۳۲۹۔ فقط۔

عورت کی طرف سے مرد اور حنفی کی طرف سے غیر مقلد حج کر سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۰۷) عورت کی جانب سے مرد حج کر سکتا ہے یا نہیں، اور حنفی کی طرف سے غیر مقلد بھی حج کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ عورت کی طرف سے حج بدل مرد بھی کر سکتا ہے اور مقلد کی طرف سے غیر مقلد بھی کر سکتا ہے[3]۔ فقط۔

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحج عن الغیر ص ۳۲۹ ج ۲۔

[2] رد المحتار باب الحج عن الغیر ص ۳۲۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

[3] والافضل للانسان اذا اراد ان یحج رجلا عن نفسه ان یحج رجلا قد حج عن نفسه الخ ولو احج عنه امرأة وعبدا او امة باذن السید جاز ویکره هکذا فی محیط السرخسی (عالمگیری کشوری کتاب المناسک الباب الرابع عشر فی الحج عن الغیر ص ۲۴۳ ج ۱ و ص ۲۴۳ ج ۱) فجاز حج الضرورة والمرأة ولو امة والعبد وغیرہ کالمراهق وغیرهم اولی لعدم الخلاف۔

(الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحج عن الغیر ص ۳۳۱ ج ۲) ظفیر

کیا حج بدل کے لئے اولاد کا جانا بہتر ہے اور اس روپے سے قرض دینا درست ہے یا نہیں

سوال (۱۰۸) قاسم نے اپنی جائداد پچاس ہزار روپے کی چھوڑی اور حج بدل کی وصیت کی، ایک عرصے کے بعد جب قاسم کی اولاد نے جائداد تقسیم کی تو روپیہ حج بدل کا علیحدہ رکھ کر کئی برس کے بعد کسی شخص سے ارکان حج پورے کرادیئے۔ بعد کو یہ معلوم کرکے کہ جہاں کا قاسم رہنے والا ہے وہیں سے کسی کو بھیجنا چاہئے۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ قاسم کی اولاد ہی باپ کی طرف سے حج بدل کرے۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔ اور جو روپیہ حج بدل کا علیحدہ رکھا ہوا ہے اس میں سے کسی کو قرض حسنہ دینا یا اپنے کام میں صرف کرنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ قاسم کی اولاد میں سے کسی کو حج بدل کے لئے بھیجنا ضروری نہیں ہے اور بہ نسبت غیر کے اس بارہ میں ان کو کچھ زیادہ استحقاق نہیں ہے، اور یہ بیشک ضروری ہے کہ حج بدل کے لئے کو قاسم کے وطن سے ہی بھیجنا چاہئے۔ اور جو روپیہ حج کے لئے علیحدہ کیا گیا اس کو حج میں ہی صرف کرنا چاہئے، جلدی کسی کے بھیجنے کا انتظام کر دینا چاہئے کسی کو قرض دینا یا اپنے کاموں میں صرف کرنا اس روپے کا جائز نہیں[1]۔ فقط۔

جس نے پہلے حج نہ کیا ہو اور جو کر چکا ہو حج بدل میں کس کا بھیجنا بہتر ہے

سوال (۱۰۹) جس نے پہلے حج نہ کیا ہو اس کو حج کرانا کیسا ہے۔ اور جس نے پہلے حج کر لیا ہو اور وہ خوش حال ہو اس سے حج بدل کرانا کیسا ہے۔

الجواب:۔ دوسرے شخص سے جو کہ حج کئے ہوئے ہو حج بدل کرانا افضل ہے پہلے شخص سے جس نے حج نہیں کیا حج بدل کرانا مکروہ ہے۔ کذا فی الدر المختار والشامی[2] فقط

حج بدل میں جانے والا راستہ میں مرگیا تو اب کیا کیا جائے

سوال (۱۱۰) ایک شخص نے حج بدل کے واسطے اپنی جانب سے دوسرے شخص کو بھیجا، وہ شخص راستہ میں فوت

---

[1] لما اراد الوصی جداد الوصی بان یحج عنه الخ فانه یحج عنه من ثلث ماله من بلده اھ (رد المختار باب الحج عن الغیر ص ۳۴۲ ج ۲) ظفیر

[2] فجاز حج الصرورة من لم یحج الخ وغیرهم اولی لعدم الخلاف (در مختار) ای خلاف الشافعی فانه لا یجوز حجهم کما فی الزیلعی ولا یخفی ان التعلیل یفید ان الکراهة تنزیهیة لان مراعاة الخلاف مستحبة فافهم (رد المختار باب الحج عن الغیر ص ۳۳۱ ج ۲) ظفیر۔

ہو گیا۔ مکہ معظمہ نہ پہنچ سکا۔ ایسی صورت میں بھیجنے والے کا حج پورا ہوا یا نہیں ہوا۔ اس کو کیا کرنا چاہئے۔

الجواب:۔ اس کا حج نہیں ہوا، اگر اس کے ذمہ حج فرض ہے تو اس کو کسی دوسرے شخص کو بھیج کر حج بدل کرانا چاہئے، یعنی جب کہ خود نہ جا سکتا ہو اور خود حج کرنے سے عاجز ہو۔[1] فقط۔

حج بدل کیلئے کس کا جانا مکروہ تحریمی ہے

سوال (۱۱۱) جس شخص نے حج نہ کیا ہو اس کو حج بدل کے لئے جانا مکروہ تحریمی ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ اگر ذی استطاعت حج بدل کو جاوے اس کے لئے مکروہ تحریمی ہے یا جس شخص پر بلحاظ استطاعت حج فرض نہیں ہے لیکن وہ بشوق زیارت واسطے حج بدل کے جانا چاہتا ہے تو اس میں کسی قسم کا اکراہ شرعی تو نہیں ہے۔

الجواب:۔ جس پر پہلے سے حج فرض ہو چکا ہے اس کا حج بدل کو جانا تو باتفاق مکروہ تحریمی ہے اور جس پر حج فرض نہیں ہے اور اس کو استطاعت نہیں ہے اس پر چونکہ بعض علماء محققین کے نزدیک مکہ معظمہ پہنچ کر حج فرض ہو جاتا ہے اس لئے ان علماء کے نزدیک وہ بھی تارک فرض ہونے کی وجہ سے مرتکب کراہت تحریمیہ کا ہے۔ جیسا شامی میں بدائع سے منقول ہے یکرہ احجاج الصرورۃ لانہ تارک فرض الحج یفید انہ یصیر بدخول مکۃ قادرا علی الحج عن نفسہ الخ قلت وقد افتی بالوجوب مفتی دار السلطنت العلامۃ ابو السعود وتبعہ فی سکب الانہر وکذا افتی بہ السید احمد بادشاہ والف فیہ رسالۃ[2] الخ اور بہرحال جس نے اپنا حج ادا نہیں کیا اس کو حج بدل کرنا کسی صورت میں کراہت سے خالی نہیں ہے۔ غایت یہ کہ بصورت ذی استطاعت نہ ہونے کے عند البعض وہ کراہت تنزیہی ہے

---

[1] والحج فرضہ ثلاثۃ الاحرام والوقوف بعرفۃ الخ ومعظم طواف الزیارۃ وھما رکنان الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحج ص ۲۲۲ ج ۲) ظفیر۔

[2] رد المحتار باب الحج عن الغیر مطلب فی حج الصرورۃ ص ۳۳۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

اور ان علماء کے نزدیک جو مکہ معظمہ پہنچکر اس پر حج فرض کہتے ہیں کراہت تحریمی ہے اور بصورت ذی استطاعت ہونے کے باتفاق کراہت تحریمی ہے۔ فقط۔

حج بدل کے لئے جو روپے دیئے وہ کم ہیں تو کیا کیا جائے

سوال (۱۱۲) زید نے ڈھائی سو روپے عمر کو دیئے کہ میری وفات کے بعد میرا حج کرا دینا۔ چھ ماہ بعد زید کا انتقال ہوگیا۔ انتقال سے تین روز پیشتر دریافت کیا گیا کہ اس روپے کا کیا ہوگا جو تم نے دیا کہ حج کرا دینا۔ لوگوں نے کہا کہ اتنے روپے میں حج نہیں ہو سکتا۔ جواب دیا کہ عمر کو اختیار ہے جس طریقہ پر چاہے خرچ کرے۔ اور اسی روز پچاس روپے عمر کو دیئے کہ میرے کفن وغیرہ میں صرف کر دینا۔ ایک بیٹا اور بیوی زید نے چھوڑے۔ ایک شخص تین سو روپے میں حج بدل کرنے کو تیار ہے۔ اگر عمر پچاس روپے اپنے پاس سے شامل کر کے حج کرا دے تو کچھ حرج تو نہیں۔

الجواب: اگر رقم مذکور مال میت[۱] ثلث ترکہ سے زیادہ نہیں ہے تو اس رقم کو حج میں صرف کرنا چاہئے اور ایسی صورت میں کہ روپیہ مذکورہ وطن میت سے حج کرانے کو کافی نہ ہو، یہ حکم ہے کہ جس جگہ سے اس روپے میں حج ہو سکے وہاں سے کرا دیا جائے۔ درمختار میں ہے والا فیحج عنہ من بلدہ الخ ان وفی بہ الخ ثلثہ وان لم یف فمن حیث یبلغ۔ باقی عمر اگر اپنے پاس سے پچاس روپے مثلاً دیکر حج کرا دے تو اس میں اختلاف روایات ہے، جواز کی بھی روایت ہے لہذا حج کرا دینے میں کچھ حرج نہیں ہے نفع ہی ہے۔ درمختار میں ہے ولکن الواجح لا یرجع کالدین اذا قضاہ من مال نفسہ الخ درمختار۔ قولہ ولکن الواجح لا یرجع) ای انہ یجوز الخ شامی[۲]۔ فقط

مجبوری کی وجہ سے حج بدل کرا سکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۱۳) زید پر باعتبار زاد و راحلہ کے حج فرض ہے لیکن وہ بوجہ بڑھاپے اور نابینا ہونے کے چلنے سے عاجز ہے اور قائد کے خرچ پر قادر نہیں تو وہ دوسرے شخص سے حج کرا سکتا ہے یا نہیں۔

---

[۱] الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب الحج عن الغیر ص ۳۳۳ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔

[۲] رد المحتار باب الحج عن الغیر ص ۳۴۴ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔

الجواب: معذور مذکور کو غیر سے حج کرانا بشرائط جائز ہے اور معذور کا حج فرض ادا ہو جاوے گا۔ درمختار میں ہے والمرکبة منهما کحج الفرض تقبل النیابة عند العجز.[1] فقط ۱۲

سوال (۱۱۴) جس پر نہ حج فرض ہے اور نہ اس نے حج کیا ہے کیا اسے حج بدل میں بھیجنا درست ہے

شخصے کہ حج نہ کردہ بود و برے حج فرض نیست اگر از جانب کسے کہ قبل ادائے حج مفروض انتقال کردہ وصیت ادائے حج کردہ، حج ادا کند از ذمہ میت مذکور حج ادا خواہد شد یا نہ۔

الجواب: دریں صورت حج از میت ساقط خواہد شد وادا خواہد شد البتہ فقہاء حنفیہ ایں صورت را مکروہ داشتہ اند بہتر آنست از چنیں کسے حج کنانند کہ اول حج خود ادا کردہ باشد۔[2] فقط

سوال (۱۱۵) کیا حج بدل کے بعد آمر کے مکان پر واپسی ہونی چاہئے

کیا یہ بھی ضروری ہے کہ حج بدل کرانے والے کے مکان پر بعد واپس آنے حج بدل کے آوے۔

الجواب: واپس آنا اس کے جائے سکونت پر ضروری نہیں ہے۔[3] فقط (البتہ اچھا یہی ہے کہ واپس آئے۔ ظفیر)

سوال (۱۱۶) اپنا حج دوسرے کو دینا درست ہے یا نہیں

مکہ شریف میں اکثر اشخاص اپنا حج دوسرے شخص کو بھی دیدیتے ہیں، کیا یہ جائز ہے۔ اگر وہاں پر کسی شخص سے

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحج عن الغیر ص ۳۲۹ ج ۲ و ص ۳۲۶ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔

[2] فجاز حج الصرورة من لم یحج والمرأة الخ وغیرهما اولی لعدم الخلاف (درمختار) یکره احجاج الصرورة لانه تارك فرض الحج یقین انه یصیر بحصول مکة قادرا علی الحج عن نفسه الخ (رد المحتار باب الحج ص ۳۳۱ ج ۲ و ص ۳۳۲ ج ۲) والافضل للانسان اذا اراد ان یحج رجلا عن نفسه ان یحج رجلا قد حج عن نفسه ومع هذا لو احج رجلا لم یحج عن نفسه حجة الاسلام یجوز عندنا وسقط الحج عن الآمر کذا فی المحیط (عالمگیری مصری کتاب الحج باب رابع عشر ص ۲۴۱ ج ۱) ظفیر۔

[3] ولو احج رجلا یؤدی الحج ویقیم بمکة جاز والافضل ان یحج ویرجع (ایضاً) ظفیر۔

بیوی مرحومہ کے لئے حج سے لیا جا دے تو جائز ہے یا نہ۔

الجواب :- حج کر لینے کے بعد تو یہ درست نہیں ہے کہ کوئی شخص اپنا حج کسی کو روپیہ لیکر دیدے، لیکن یہ درست ہے کہ وہاں کسی سے حج نفل والدین، زوجہ وغیرہ کی طرف سے کرا لیا جاوے یعنی پہلے ہی سے وہ شخص احرام دوسرے کی طرف سے جس کی طرف سے حج کرانا مقصود ہے باندھے یہ درست ہے۔ فقط۔

چھٹا باب
زیارت مدینہ منورہ

بعد حج روضہ پاک کی حاضری سنت ہے یا مستحب

سوال (۱۱۷) حج کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کی زیارت کا کیا حکم ہے۔ واجب ہے یا مستحب ہے ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ روضہ شریف کی زیارت کو عالمگیری و شامی میں مستحب لکھا ہے، کیا یہ ٹھیک ہے۔

الجواب :- یہ جو کچھ ان کتابوں میں ہے صحیح ہے۔ زیارت مدینہ طیبہ کی مستحبات سے ہے اور یہی صحیح ہے، اور بعض علماء وجوب کے بھی قائل ہیں جیسا کہ درمختار میں ہے وزیارۃ قبرہ مندوبۃ بل قیل واجبۃ لمن لہ سعۃ الخ فی الشامی قولہ (مندوبۃ) ای باجماع المسلمین کما فی اللباب۔ فقط۔

حالات کے ناسازگار ہونے کی وجہ سے اگر مدینہ نہ جائے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۸) ایک گروہ مسلمین بعد ادائے مناسک حج بعد اطلاع دبعض چشم دید حالات بے انتظامی و حرکات مذمومہ شریف مکہ۔ بخوف جان بلاحصول زیارت روضۂ مطہرہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱] ۔۔۔

[۲] دیکھئے رد المحتار للشامی باب الہدی مطلب فی تفضیل قبرہ المکرم صلی اللہ علیہ وسلم ص ۳۵۲/۲ و ص ۳۵۳/۲ ۱۲ ظفیر مفتاحی۔

مکہ شریف ہی سے واپس آگئے تو وہ جماعت خاطی اور قابل توبہ ہے یا نہیں۔

کیا اس پر وعید ما یاہو گی | سوال (۱۱۹) کیا جماعت مذکورہ زیر حدیث فقد جفانی آسکتی ہے یا نہیں۔

ان کا حج ہوگا یا نہیں | سوال (۱۲۰) کیا ان کا حج پورا ہوا یا نہیں۔

کیا ان کا انقطاع ضروری ہے | سوال (۱۲۱) کیا ان کے ساتھ اخوت اسلامی واجب الانقطاع ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جماعت مذکورہ خاطی نہیں ہے، کیونکہ درحقیقت بہت سی دشواریاں مکہ معظمہ سے، مدینہ طیبہ جانے میں اس وقت میں ہوگئی ہیں جیسا کہ معلوم و معروف ہیں۔ اور جب کہ وہ خاطی و عاصی نہیں ہیں تو ان پر توبہ اس وجہ سے لازم نہیں ہے۔ ویسے توبہ و استغفار ہر وقت مناسب شان مومن ہے۔

(۲) جماعت مذکورہ اس وعید میں داخل نہیں ہے۔

(۳) حج ان کا پورا ہوگیا، حج میں کوئی نقص نہیں رہا، کیونکہ زیارت روضۂ مطہرہ حج کے بعد مستحب ہے جو ایک جداگانہ عمل صالح و موجب اجر و ثواب ہے۔ اس عمل صالح اور شرف زیارت حاصل نہ ہونے کی وجہ سے حج فرض میں کچھ خلل نہیں ہوا۔

(۴) ہرگز نہیں۔ فقط۔

اگر کوئی جماعت خطرہ کی افواہ سن کر مدینہ نہ گئی تو کیا حکم ہے | سوال (۱۲۲) جمعی عظیم بقصد حج شتافتند، بعد ادائے مناسک حج جماعتی بہ زیارت مدینہ طیبہ مشرف شدند و جماعتی بغیر زیارت مکان مقدسہ واپس آمدند بوجہ سماع خطرہ راہ چنیں صاحبان را بے ایمان و مرتد و فاسق گفتن و ترک سلام و کلام و اکل طعام با آنہا درست است یا نہ۔

الجواب:۔ ایں چنیں حاجیان را کہ بعذر مذکورہ از زیارت روضۂ مطہرہ و حضوری

ؔ وزیارت قبرہ مندوبۃ بل قیل واجبۃ لمن لہ سعۃ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار، باب الہدی مطلب فی تفضیل قبرہ المکرم ص ۲۵۲ ج ۲) ظفیر۔

مسجد مبارک و حرم محترم مدینہ طیبہ محروم ماند نہ بے ایمان نہ مرتد و فاسق گفتن حرام است و گویندگان ایں چنیں کلمات فساق و ملعون اند کہ مکفر مومن خود در معرض خطر سلب ایمان است۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بہ احدھما[1]۔ و ترک سلام و کلام و طعام با ایشاں ناجائز است فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بعض کسی عذر کے مدینہ نہ جائے تو حج ہوتا یا نہیں

سوال (۱۲۳) جو شخص حج بیت اللہ شریف کا کرے اور مجبوراً بوجہ کمی خرچ کے مدینہ منورہ نہ جاسکے تو اس شخص کا حج کامل ہوگا یا نہیں۔

الجواب: حج کامل اور پورا ہونے میں کچھ شبہ اور تردد نہیں ہے، البتہ باوجود استطاعت کے اگر مدینہ شریف نہ جاتا تو برا تھا، اور بڑی محرومی قسمت کی بات تھی، لیکن جب کہ وہ کمی خرچ کی وجہ سے مجبور رہا تو اس پر کچھ مواخذہ نہیں ہے[2]۔ فقط

ساتواں باب — متفرق مسائل حج

جمعہ کو جو حج ہوتا ہے اسے اکبری کہتے ہیں اس کی اصل کیا ہے

سوال (۱۲۴) جمعہ کے روز جو حج ہوتا ہے اس کو حج اکبری کہتے ہیں، اس کی کچھ اصل ہے یا نہیں۔ اور جمعہ کے حج میں زیادہ فضیلت ہے یا نہیں۔

الجواب: اس کی اس قدر اصل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اخیر حج کیا تھا وہ جمعہ کے دن ہوا تھا اور اس کے بارہ میں آیہ واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر الآیۃ۔ نازل ہوئی، باقی ویسے حج اکبر بمقابلہ حج اصغر کے ہے کہ عمرہ حج اصغر ہے اور ہر ایک حج حج اکبر ہے۔ فقط۔

---

[1] مشکوٰۃ [2] وزیارۃ قبرہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مندوبۃ بل قیل واجبۃ لمن لہ سعۃ ویبدأ بالحج لو فرضا ویخیر لو نفلا ما لم یمر بہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الہدی ص ۳۵۲ ج ۲) ظفیر

دونوں طرف کے کرایہ جمع کرنے کا حکم: درست ہے یا نہیں

سوال (۱۲۵) چند سال سے یہ رواج ترقی کر گیا ہے کہ ہندی حجاج میں بکثرت ایسے لوگ پائے جاتے ہیں کہ جو بلا موجودگی کافی سفر خرچ کے بغرض ادائے حج ہندوستان سے روانہ ہو جاتے ہیں اور واپسی کے وقت بوجہ مفلسی جدہ کی سڑکوں پر پڑ کر طرح طرح کی بیماری اور موت کا شکار ہوتے ہیں اور جن کے بارہ میں حکومت حجاز حکومت ہند کو زور دیتی ہے کہ وہ اپنی رعایا کو جدہ سے ہندوستان لیجاوے جس پر حکومت ہند کو ہر سال ۴۰۰۰۰ ہزار روپے کی کثیر رقم خرچ کرنی پڑتی ہے۔ اس پر ہندو ممبر اعتراض کرتے ہیں، ایسی حالت میں اگر بذریعہ قانون عازمان حج پر یہ شرط عاید کیجائے کہ وہ روانگی سے قبل یا تو واپسی کے لئے کرایہ جہاز جمع کر دیں یا دونوں طرف کا ٹکٹ جہاز خرید لیں تو ایسی شرط خلاف شرع تو نہیں ہے۔

الجواب:۔ اس قسم کی قیود لگانا احکام شرعیہ میں شرعاً جائز نہیں ہے۔ آیۂ کریمہ واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالاً وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق لیشہدوا منافع لھم ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات الآیۃ کے مفہوم میں غور کرنے سے اس قسم کے قیود حج کرنے والوں پر لگانا ممنوع معلوم ہوتی ہیں۔ بہت سے لوگ ہیں کہ واپسی کا ارادہ بھی نہیں رکھتے اور بہت ایسے ہیں کہ وہاں جا کر کوئی پیشہ حرفت وتجارت ومحنت مزدوری کر کے اپنا گذر اور واپسی کے لئے کرایہ جمع کر کے واپس آتے ہیں۔ لہٰذا یہ کسی طرح مناسب اور جائز نہیں ہے کہ ان کے ذمہ اس قسم کی قیود لگا کر ان کو روکا جاوے۔ فقط۔

سرمایہ حج جب ناجائز آمدنی میں مخلوط ہو جائے تو کیا کرے

سوال (۱۲۶) میرے پاس جو سرمایہ حج کے لئے رکھا ہوا تھا وہ رقوم میں نے تنخواہ سے جمع کی تھی، وہ رقم ناجائز آمدنی میں مخلوط ہو گئی۔ کیا صورت اس کے پاک کرنے کی کی جائے۔

الجواب:۔ اس قدر روپیہ جو تنخواہ سے جمع کیا گیا تھا علیٰحدہ کر لیا جاوے علیٰحدہ کر لینے سے وہ رقم حلال وپاک اور صاف ہو جاوے گی۔ فقط۔

حرم مکہ ومدینہ کی عبادت کا ثواب کس قدر ہے

سوال (۱۲۷) حرم مکہ ومدینہ میں جو عبادت

کی جائے خواہ بدنی ہو یا مالی اس کا ثواب کس قدر ہوتا ہے۔

(۲) حدیث شریف میں ہے کہ آدمی حج مبرور کرے بس پاک ہوجاتا ہے جیسا کہ اپنی ماں کے شکم سے پیدا ہوا، کیا اس سے ہر قسم کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

الجواب:- (۱) حدیث شریف میں نماز کے بارہ میں یہ ثواب وارد ہوا ہے جیسا کہ سنن ابن ماجہ میں ہے عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الرجل فی بیتہ بصلوٰۃ وصلوٰتہ فی مسجد القبائل بخمس وعشرین صلوٰۃ وصلوٰتہ فی المسجد الذی یجمع فیہ بخمسمائۃ صلوٰۃ وصلوٰتہ فی المسجد الاقصیٰ بخمسین الف صلوٰۃ وصلوٰتہ فی مسجدی بخمسین الف صلوٰۃ وصلوٰتہ فی المسجد الحرام بمائۃ الف صلوٰۃ[۱]۔ لیکن فقہاء محققین نے تصریح فرمائی ہے کہ باقی عبادات مالیہ و بدنیہ کا بھی یہی حکم ہے اور مضاعفۃ مذکورہ ان میں بھی ہے۔ چنانچہ درمختار میں ہے وکذا بقیۃ القرب[۲]۔ اور شامی میں ہے ای کالصوم والاعتکاف والصدقۃ والذکر والقراءۃ[۳] الخ۔

(۲) درمختار میں ہے هل الحج یکفر الکبائر قیل نعم الخ وقیل غیر المتعلقۃ بالآدمی الخ قال عیاض اجمع اهل السنۃ والجماعۃ ان الکبائر لا یکفرها الا التوبۃ ولا قائل بسقوط الدین ولو حقا للہ تعالیٰ کدین صلوٰۃ وزکوٰۃ[۴] الخ حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ کیا حج سے کبائر بھی معاف ہوجاتے ہیں۔ بعض نے کہا ہوجاتے ہیں اور بعض نے کہا کہ حقوق عباد کے سوا جو کبائر ہیں وہ معاف ہوجاتے ہیں۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ باتفاق اہل سنت کبائر کا کفارہ سوائے توبہ کے نہیں ہے۔ اور حج سے دین ساقط نہیں ہوتا اگرچہ حق اللہ ہو جیسے نماز قضاء اور زکوٰۃ اور حدیث من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع

---

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار قبیل کتاب النکاح مطلب فی تضعیف ..... ۲۵۴ ۱۲۔ وجملات احادیث الدالۃ علی تضعیف ثواب الصوم وغیرہ من القربات بمکۃ (رد المحتار کتاب الحج ص ۲۵۷/۲)

[۲] رد المحتار قبیل کتاب النکاح ص ۲۵۴/۲ ۱۲ ظفیر

[۳] عن مشکوٰۃ باب المساجد ص ۷۲ ۱۲ ظفیر صدیقی

کیوم ولدتہ امہ[1]، میں بعض علماء نے صغائر سے پاک ہونا مراد لیا ہے اور بعض نے کبائر سے بھی، لیکن سوائے حقوق عباد کے اور دیون کے اگرچہ دین اللہ تعالیٰ کا ہو مثل نماز و زکوٰۃ کے
الغرض اس مسئلہ میں اختلاف علماء ہے اور کوئی جانب قطعی نہیں ہے۔ فقط

جس حاجی کا جدہ میں انتقال ہو جائے اسے حج کا ثواب ہوگا یا نہیں

سوال (۱۲۷) میرے والد مرحوم نہایت شوق سے حج کو گئے تھے بمقام جدہ جاں بحق ہو گئے اور نہایت کس مپرسی کی حالت میں وہاں پڑے ہوئے قافلہ والے بغیر نماز اور تجہیز و تکفین کے چھوڑ کر مکہ شریف کو چلے گئے تو ان کو حج کا ثواب ہوگا یا نہیں، اور اجر ملے گا یا نہیں۔

الجواب:- اجر ان کا اس غربت کی موت میں زیادہ ہوا اور حج کا ثواب بھی انشاء اللہ تعالیٰ پورا ملے گا۔ فقط۔

سفر حج میں حج سے پہلے موت

سوال (۱۲۸) ایک شخص اور اس کی زوجہ حج کو جانا چاہتے ہیں اگر ان ایام میں بمقتضائے الٰہی راستہ میں کوئی حادثہ پیش آوے اور راستہ ہی میں دونوں کا یا ایک کا انتقال ہو جاوے تو حج کا ثواب ملے گا یا نہیں۔ (۲) اگر یہ دونوں حج کی نیت رکھتے ہوں اور راستہ میں فوت ہو جاویں تو اس وقت بھی ثواب ملے گا یا نہ؟ (۳) زوجہ کا والد زندہ ہے اور اس نے ابھی تک کوئی حج نہیں کیا بلکہ خاوند سے کہتی ہے کہ مجھکو حج کرا دو یہی میرا مہر ہے اور اس وقت جانے کے واسطے آمادہ ہے۔ اس عورت کا باپ مانع ہے تو اس صورت میں کیا کرنا چاہئے۔ (۴) ابھی سے کہ ایام حج میں عرصہ ہے جانے سے اور راستہ میں مر جانے سے بھی ثواب ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- (۱) اگر راستہ میں انتقال ہو جاوے یا کوئی حادثہ پیش آجاوے تو ثواب حج موافق سے پورا ملیگا اور عند اللہ ان کا اجر عظیم ہے اور بڑا درجہ ہے[1] (۲) اسمیں ثواب حاصل ہوگا[2] (۳) اگر عورت پر حج فرض نہیں ہے اور شوہر کا کچھ اصرار لیجانے پر نہیں ہے تو عورت کو اپنے والد کی اطاعت کرنی چاہئے یعنی اس وقت حج نفل کو نہ جانا چاہئے۔ شامی میں ہے اما حج فطاعة الوالدین اولی مطلقا الخ[3] (۴) ثواب حاصل ہوگا[4]۔ فقط۔

---

[1] مشکوٰۃ کتاب المناسک فصل اول ص۲۲۲ ۱۲ ظفیر۔ تم الجزء السادس من فتاویٰ دارالعلوم

م دیوبند مکمل و مدلل بعون اللہ تعالیٰ و توفیقہ علی ید العبد الضعیف محمد ظفیر الدین المفتاحی۔

[3] رد المحتار باب الہدی ص۲۹۴ ج۲۔ [4] مشکوٰۃ کتاب المناسک ص۲۲۲ ۱۲ ظفیر

ضمیمہ

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

جلد ششم

مُرتّب

حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری

اُستاذ دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات، والصلوٰۃ والسلام
علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔ اما بعد!

مکتبۂ دارالعلوم دیوبند نے جب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ششم کو آفسیٹ سے لانا طے کیا، تو حضرت اقدس مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم دیوبند نے احقر کو اور حضرت مولانا عبدالخالق صاحب سنبھلی کو اس جلد کی تصحیح کا کام سپرد فرمایا۔ ہم نے جو طباعتی اغلاط تھیں ان کو اصل مراجع سے ملا کر صحیح کیا۔ اور جو قابل اشکال مقامات اور وضاحت طلب مواقع تھے ان کو حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت فیوضہم محدث کبیر دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں پیش کیا، موصوف نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ان مواقع کو پہلے رجسٹروں میں تلاش کریں۔ جہاں سے یہ فتاویٰ لئے گئے ہیں۔ چنانچہ ہم نے کئی دن رجسٹروں کی ورق گردانی کی، اور اکثر مواقع نکال لئے۔ پھر موصوف نے ان رجسٹروں کی روشنی میں تمام قابل اشکال مواقع کو حل فرمایا، اور وضاحت طلب امور کی تفصیل فرمائی۔

یہ تصحیحات ایسی تھیں جن کی تفصیل ضروری تھی، تاکہ جن حضرات نے پہلے فتاویٰ دارالعلوم خرید لیا ہے وہ اپنا نسخہ صحیح کر سکیں۔ اس لئے یہ ضمیمہ مرتب کیا گیا ہے۔ اس ضمیمہ میں صرف وہی تصحیحات شامل کی گئی ہیں جن کا مسائل پر اثر پڑا ہے، یا جن میں فتاویٰ میں درج شدہ مسائل کی تفصیل کی گئی ہے، امید ہے کہ قارئین کے لئے یہ ضمیمہ مفید ثابت ہوگا۔

محمد امین پالنپوری
خادم دارالعلوم دیوبند
۱۲ر جمادی الثانیہ ۱۴۰۹ھ

ضمیمہ متعلقہ ص۴۱ و ص۴۲ سوال ۲ عنوان ایک مسئلہ کی تحقیق

اس سوال کے جواب میں یہ جو فرمایا گیا ہے کہ "اس میں بھی اختلاف ہے" یہ اشارہ ہے ایک دوسرے سوال وجواب کی طرف کیونکہ سائل نے ایک ساتھ پانچ سوال کئے تھے جن میں سے پانچواں سوال وجواب یہاں درج کیا گیا ہے، حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ نے اس جواب میں سوال اوّل کے جواب کی طرف اشارہ فرمایا ہے، جو ترتیب فتاویٰ میں کتاب الزکوٰۃ میں نہیں لیا گیا ہے۔ رجسٹر میں مرتب مدظلہٗ نے اس پر "اضحیہ" کا عنوان لگایا ہے یعنی اس سوال وجواب کو کتاب الاضحیہ میں لیا جائے گا، مگر یہاں جواب میں کئے گئے اشارہ کو سمجھنے کے لئے اس سوال وجواب کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے، اسلئے ذیل میں اس کو درج کیا جاتا ہے۔

سوال:۔ کسی کے پاس سو ڈیڑھ سو روپیہ کی زمین زراعتی موجود ہے، اور وہ عیال دار بھی ہے۔ شرعاً وہ شخص صاحبِ نصاب ہوگا یا نہیں؟ اور اس پر زکوٰۃ اور قربانی اور صدقۂ فطر واجب ہوگا یا نہیں؟ اور وہ نذر کی چیز کھا سکتا ہے یا نہ؟

الجواب:۔ شرعاً وہ شخص صاحبِ نصاب زکوٰۃ نہیں ہے، زکوٰۃ اس پر واجب نہیں ہے۔ اور امام محمدؒ کے قول کے موافق اس کو زکوٰۃ لینا بھی درست ہے، اور نذر ومنت کی چیز بھی کھانا درست ہے، جبکہ آمدنی اس زمین کی اسکو اور اس کے عیال کو کافی نہیں ہے۔ کذا فی الشامی۔

اور قربانی وصدقۂ فطر اس پر واجب ہونے میں اختلاف ہے، قول مذکور (یعنی امام محمدؒ کے قول) کے موافق اس پر قربانی وغیرہ واجب نہیں ہے۔ (انتہی الجواب)

اس سوال وجواب کو کتاب الزکوٰۃ میں نہ لینے کی وجہ سے مرتب مدظلہٗ کو عبارتِ جواب میں تھوڑی ترمیم کرنی پڑی ہے۔ ہم اب کتاب میں مذکور جواب کو رجسٹر ۱۳۳۹ھ نمبر سلسلہ ۱۵۳۸ سے بعینہٖ نقل کرتے ہیں۔

الجواب: ۔ اس میں بھی اختلاف ہے، اور یہ غایۃ الاوطار میں ہے امام ابو یوسفؒ کا مذہب ہے۔ اور امام محمدؒ کا، وہ مذہب ہے جو پہلے مذکور ہوا۔ اور اسی پر فتویٰ ہے کہ سوائے نقد کے زمین وغیرہ سے صاحبِ نصاب نہیں ہوتا۔ فقط۔

اس کے بعد جاننا چاہیئے کہ نصاب تین ہیں۔

(۱) نصاب نامی: ۔ یہ نصاب نقدین (سونا، چاندی) کرنسی، اموال تجارت اور سائمہ جانوروں سے بنتا ہے، اس کے لئے دَین (قرضہ) سے فارغ (بچا ہوا) ہونا شرط ہے، اور اس کی مقدار ہے دو سو درہم یعنی چھ سو بارہ گرام پندرہ پوئنٹ (۵۲½ تولہ) چاندی، یا اس کی قیمت، یا بیس مثقال سونا یعنی ستاسی گرام پینتالیس پوئنٹ (۷½ تولہ) سونا، یا اس کی قیمت یہ قدرتِ میسّرہ والا نصاب کہا جاتا ہے ــــ یہ نصاب تمام مالی حقوق کو واجب کرتا ہے یعنی زکوٰۃ، صدقۂ فطر، قربانی، کفارات، نفقۂ اقارب وغیرہ، اور ایسے صاحبِ نصاب کیلئے زکوٰۃ لینا حرام ہے۔

(۲) نصاب غیر نامی: ۔ یہ نصاب ہر قسم کے اموال سے بنتا ہے، اور اس کے لئے دَین سے اور ضروریاتِ زندگی سے فارغ ہونا شرط ہے ــــ ضروریاتِ زندگی سے مراد رہنے کا گھر، گھریلو ضروری سامان، پہننے کے کپڑے، سواری اور خادم وغیرہ ہیں۔ اور امام محمدؒ کے نزدیک گذارہ کے بقدر زمین، کرایہ پر دیا ہوا مکان اور دُکان بھی ضروریاتِ زندگی میں شامل ہے، اور شیخین کے نزدیک یہ چیزیں ضروریاتِ زندگی میں شامل نہیں ہیں اور فتویٰ امام محمدؒ کے قول پر ہے ــــ اس نصاب کی مقدار بھی دو سو درہم کی مالیت ہے۔ اور اس کو قدرتِ ممکنہ والا نصاب کہا جاتا ہے۔ پس جس شخص کے پاس نصاب نامی کے علاوہ دیگر اموال ضروریاتِ زندگی سے زائد دو سو درہم کی مالیت کے بقدر ہوں وہ نصاب غیر نامی کا مالک ہے۔

ایسے صاحبِ نصاب پر چار احکام لازم ہوتے ہیں (۱) قربانی کا وجوب (۲) صدقۂ فطر کا وجوب (۳) غریب محتاج رشتہ داروں کے نفقہ کا وجوب (۴) اور زکوٰۃ و صدقاتِ واجبہ لینے کی حرمت ــــ ایسے صاحب نصاب کے لئے نذر کی چیز کھانا بھی جائز نہیں ہے۔ کیونکہ نذر صدقۂ واجبہ ہے

اور حج کی فرضیت میں بھی ضروریاتِ زندگی سے زائد ہر قسم کے اموال کو شمار کیا جاتا ہے، کیونکہ حج کا مدار بھی قدرتِ ممکنہ پر ہے۔ مثلاً ایک آدمی کے پاس پچاس ۵۰ ایکڑ زمین ہے، اور اس زمین میں سے پچیس ۲۵ ایکڑ زمین کی آمدنی اس کے اور اس کے بال بچوں کی ضروریات کے لئے کافی ہے۔ تو زائد پچیس ۲۵ ایکڑ زمین کی مالیت دیکھی جائے گی۔ اگر وہ بقدرِ نصاب ہے تو مذکورہ چار احکام اس پر واجب ہوں گے۔ نیز اگر اسکی مالیت اتنی ہے کہ حج ہو سکتا ہے تو اس پر حج بھی فرض ہو جائے گا۔

(۳) **ایک رات دن کے گذارہ کے بقدر مال**:۔ اسکو بھی مجازاً نصاب کہا جاتا ہے جس شخص کے پاس اتنا مال ہو، اس کے لئے دوسروں سے سوال کرنا حرام ہے، البتہ اگر کوئی شخص ایسے آدمی کو زکوٰۃ یا صدقۂ فطر وغیرہ دے تو جائز ہے یعنی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی ــــ اور ایک شبانہ روز کے مصارف کی مقدار متعین نہیں ہے۔ لوگوں کے احوال کے اختلاف سے اس کی مقدار مختلف ہوگی، حدیث مرفوع میں اسکی مقدار پچاس درہم کے بقدر آئی ہے۔ مگر اس حدیث پر محدثین نے کلام کیا ہے[1]

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ فتاویٰ دار العلوم کے جواب کے آخر میں جو فرمایا گیا ہے "کہ سوائے نقدین کے زمین وغیرہ سے صاحبِ نصاب نہیں ہوتا" یہ اس صورت میں ہے جبکہ زمین وغیرہ ضروریات میں مشغول ہو، اگر ضروریات سے زائد ہو تو زائد زمین بھی نصاب غیر نامی میں شمار ہوگی جیسا کہ ص۳۰۴ ج۶ سوال ۵۸۸ کے جواب میں آرہا ہے کہ "جن لوگوں کے پاس بقدرِ پچاس ۵۰ باون ۵۲ روپے (یعنی دو سو درہم کی مالیت) کی قیمت کی زمین، یا مکان رہنے کے مکان سے جدا ہو یا زیور وغیرہ اس قدر ہے ان کے ذمہ صدقۂ فطر واجب ہے"

---

[1] عن حکیم بن جُبَیْرٍ عن محمد بن عبد الرحمٰن بن یزید عن ابیہ عن عبد اللہ بن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من سأل الناس ولہ ما یُغْنِیہ جاء یوم القیامۃ ومسئلتہ فی وجہہ خُمُوشٌ او خُدُوشٌ او کُدُوحٌ۔ قیل یا رسول اللہ: وما یُغْنِیہ؟ قال خمسون درھماً او قیمتہا من الذھب، قال ابو عیسیٰ حدیث ابن مسعودؓ حدیث حسن وقد تکلم شعبۃ فی حکیم بن جُبَیْرٍ من اجل ھذا الحدیث۔

(ترمذی شریف ص۸۲)

متعلقہ ص۸۰ و ص۸۱ سوال ۹۱/۱ تا ۹۴/۴

ان سوالوں کے نمبر غلط لگے تھے، اور ایک سوال کا نمبر اور عنوان رہ گیا تھا، اسلئے اب جسٹر ۱۳۳۰ھ سلسلہ نمبر ۵۳ سے ان کی تصحیح اس طرح کی گئی ہے۔

سوال ۹۱/۱ اور اس کا عنوان حذف کر دیا گیا ہے، کیونکہ اس عنوان کے تحت جو عبارت ہے وہ آئندہ سوالوں کی تمہید ہے ـــ سوال ۹۲/۲ کو ۹۱/۱ اور ۹۳/۳ کو ۹۲/۲ اور ۹۴/۴ کو ۹۳/۳ کر دیا گیا ہے اور آخری سوال کے بیچ میں سوال ۹۴/۴ اور عنوان اس طرح بڑھایا گیا ہے۔

ختم سال پر کل مال کی لاگت جوڑ کر زکوٰۃ دینا | سوال ۹۴/۱ ختم سال کے بعد کل مال موجودہ الخ

متعلقہ ص۱۰۱ و ص۱۰۲ ج۶ سابقہ سوال ۱۴۱/۱ تا ۱۴۳/۳ تصحیح کردہ سوال ۱۳۷/۱ تا ۱۳۹/۴

یہاں پہلے تین سوالوں کے نمبرات لگے ہوئے تھے، اور جوابات چار تھے، اسلئے رجسٹر ۱۳۳۲ھ نمبر سلسلہ ۱۹۰۶ سے اس کی تصحیح اب اس طرح کی گئی ہے۔

سوال ۱۴۱/۱ کو ۱۳۷/۱ کر دیا گیا ہے، اور ص۱۰۲ کے شروع میں سوال ۱۳۷/۲ بڑھایا گیا ہے، اور سوال ۱۴۲/۲ کو ۱۳۸/۳ اور سوال ۱۴۳/۳ کو ۱۳۹/۴ کر دیا گیا ہے۔

نیز رجسٹر میں یہاں کل چھ سوال اور چھ جواب ہیں ترتیب فتاویٰ میں شروع کے دونوں سوالوں کو یہاں نہیں لیا گیا ہے، بلکہ اسی جلد کے ص۲۰۸ پر مصارف زکوٰۃ میں لیا گیا ہے لہٰذا یہاں درج شدہ پہلے سوال وجواب کو سمجھنے کے لئے مصارف زکوٰۃ میں درج شدہ دونوں سوالوں میں سے سوال ۳۵۴/۲ کو دیکھا جائے :

مُتعلقہ ص۱۱۲ سوال ۱۶۰/۱ عنوان سونے چاندی کے زیورات کی زکوٰۃ

اس سوال کے جواب میں غلطی سے چاندی کے زیورات کا مجموعہ ۱۹۶۳/۴ رجسٹر ۱۳۳۵ھ

نمبر سلسلہ ۱۱۱۹ میں لکھا گیا ہے، اور اسی طرح کتاب میں نقل کردیا گیا ہے، حالانکہ سوال میں مذکورہ زیورات کی چاندی کا مجموعہ ۱۹۶ $\frac{3}{4}$ ہوتا ہے ـــــ بظاہر یہ محرّر کی غلطی معلوم ہوتی ہے، مفتی صاحب قدس سرہٗ نے مجموعہ کو اس طرح لکھا ہوگا $\frac{3}{4}$ ۱۹۶، اسکو محرّر نے اس طرح لکھدیا ہے $\frac{1963}{4}$، اور مرتب مدظلہٗ نے اس کو اسی طرح نقل کردیا ہے۔ اب اس کی تصحیح اس طرح کی گئی ہے " ۱۹۶ $\frac{3}{4}$ "

متعلقہ ص ۱۱۵ ج ۴ سوال ۱۶۵ (جو غلطی سے پہلے ۱۵۶ چھپا ہے)

سابقہ عنوان "جو رقم حج کے لئے دی اور اس پر سال گذر گیا، اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ اور تصحیح کردہ عنوان "وصیت کی رقم پر سال گذر گیا تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں"۔

اس سوال کے جواب میں زکوٰۃ کی ادائیگی کو جو فرض کہا ہے وہ مخصوص صورت میں ہے اس لئے اس پر یہ حاشیہ لکھا گیا ہے " لہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وارث نے وصیت کا مال اپنے مال کے ساتھ خلط کردیا ہو ۱۲۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر چار سو روپے جن سے حج کرانے کی وصیت کی ہے ورثاء نے ان کو الگ محفوظ رکھا ہے تو سال گذرنے کے بعد ان کو زکوٰۃ ادا کرنا واجب نہیں ہے۔ کیونکہ ورثاء اس کے مالک نہیں ہیں، وہ رقم میّت کی ملک پر باقی ہے، اور میّت مکلّف نہیں ہے اس لئے یہ رقم مالِ وقف اور مالِ مُسَبَّل کی طرح ہے، اور اگر وصیت کی رقم الگ محفوظ نہیں رکھی گئی ہے، بلکہ ورثاء نے تقسیم کرکے لے لی ہے اور اپنے مال کے ساتھ ملادی ہے، یہ سوچ کرکہ جب کسی کو حج کے لئے بھیجا جائے گا تو سب ورثاء حصہ رسد وہ رقم ادا کردیں گے، یا کسی ایک وارث نے ناجائز طور پر اس کو اپنے مال کے ساتھ ملادیا ہے، یہ سوچ کرکہ جب کوئی حج کیلئے جائے گا تو وہ رقم ادا کردے گا تو اس صورت میں وصیت کی اس رقم پر سال گذرنے کے بعد زکوٰۃ اس شخص پر واجب ہوگی جس نے وصیت کی رقم اپنی رقم کے ساتھ ملادی ہے۔ بشرطیکہ وہ صاحبِ نصاب ہو

متعلقہ ص ۱۳۵ ج ۶ سوال نمبر ۲۱۰ عنوان پیسوں اور اکنیوں میں زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

اس سوال کے جواب کے آخر میں مرتب مدظلہٗ نے بین القوسین یہ نوٹ بڑھایا تھا "داگر یہ کسی صاحبِ نصاب کے پاس ہوں گی تو اس کی زکوٰۃ بھی اس پر حولانِ حول کے بعد ضروری ہوگی)" اس کو حذف کر دیا گیا ہے، اور جواب پر درج ذیل حاشیہ لکھا گیا ہے۔

؎ پیسے اور اکنیاں چونکہ ثمن عرفی ہیں، اس لئے اگر وہ بقدر نصاب کسی کے پاس ہیں تو اُن کی زکوٰۃ واجب ہے، فی الشرنبلالیہ: الفلوس ان کانت اثمانا رائجۃً، او سلعاً للتجارۃ تجب الزکوٰۃ فی قیمتھا، والافلا (شامی ص ۳۵ ج ۲ باب زکوٰۃ المال)

متعلقہ ص ۱۸۴ و ص ۱۸۵ ج ۶ سوال نمبر ۳۰۴ عنوان کھیتی کا عشر الخ

اس سوال کے جواب کا ابتدائی حصہ غائب تھا، اب رجسٹر ۱۳۴۴ھ نمبر سلسلہ ۲۰۳۵ سے اس کا اضافہ اس طرح کیا گیا ہے۔

الجواب:۔ اگر زمین عشری ہے تو صاحبِ نصاب وغیر صاحب (نصاب) عشر نکالے، اور محتاجوں کو دے، اور جو فقیر مانگنے والے ہیں الخ

متعلقہ ص ۱۹۰ و ص ۱۹۱ سوال ۳۱۲ عنوان، ہندوستان کی زمین کا حکم

اس سوال کے جواب میں مفتی صاحب قدس سرہٗ نے ہندوستان کی بعض زمینوں کو عشری قرار دیا ہے۔ لیکن یہ حضرت کی پہلی رائے تھی، بعد میں آپ کی رائے بدل گئی تھی جیسا کہ ص ۱۷۴ سوال ۲۸۹ کے جواب میں مذکور ہے کہ ہندوستان کی زمین نہ عشری ہے نہ خراجی۔

متعلقہ ص ۱۹۹ سوال ۳۲۴/۱ عنوان زکوٰۃ کا روپیہ بنک میں الخ

اس سوال کا جواب اصولی طور پر بالکل صحیح ہے، مگر موجودہ حالت میں حیلۂ تملیک کے بغیر بھی اگر زکوٰۃ کی رقم بنک میں جمع کی جائے تو اس کی گنجائش ہے، در مختار میں یہ مسئلہ ہے اگر کسی شخص کو دو آدمیوں نے زکوٰۃ کی رقمیں کسی فقیر کو دینے کے لئے، یا کسی مدرسہ میں داخل کرنے کے لئے دیں۔ اور وکیل نے ان دونوں رقموں کو باہم ملا دیا تو خلط کی وجہ سے وکیل ضامن ہوگا ـــــ اس پر علامہ شامی نے فتاویٰ تتارخانیہ سے نقل کیا ہے کہ اگر دونوں شخصوں کی طرف سے رقم خلط کرنے کی اجازت ہو تو پھر ضمان نہیں آئے گا۔ اور زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ علامہ شامی نے بحث کے آخر میں فرمایا ہے۔ ومقتضاہ انہ لو وجد العرف فلا ضمان لوجود الاذن حینئذٍ دلالۃً (رد المحتار ص ۱۲/ج ۲)

اور آجکل عرف عام یہی ہے کہ تمام لوگ اور سب ادارے اپنی رقمیں بنک میں برائے حفاظت رکھتے ہیں، پس دلالۃً زکوٰۃ دینے والوں کی طرف سے خلط کی اجازت ہے اس لئے حیلۂ تملیک کئے بغیر بھی بنک میں زکوٰۃ کی رقم برائے حفاظت رکھنا جائز ہے جیسا کہ منی آرڈر سے زکوٰۃ کی رقم بھیجنے میں جواز کا فتویٰ ہے دیکھئے ص ۲۱۵/ج ۶ سوال ۳۴۲/۳۔

متعلقہ ص ۲۰۳/ج ۶ سوال ۳۳۸/۲ عنوان حکم چرم قربانی

اس سوال کا جواب ترتیب میں شامل ہونے سے رہ گیا تھا، اب زیر سطر ۱۳۳۲ نمبر سلسلہ ۶۴۳ سے اس طرح بڑھایا گیا ہے۔

(۲) حکم صدقات واجبہ دارد فقط واللہ اعلم

متعلقہ ص ۲۰۶ سوال ۳۴۸ عنوان نابالغ کو دینے سے زکوٰۃ الخ

اس سوال کے جواب کے آخر میں تصحیح کے وقت بین القوسین یہ عبارت بڑھائی گئی ہے

(بشرطیکہ اس کا باپ غنی نہ ہو)

متعلقہ ص۲۰۶ و ص۲۰۷ سوال نمبر ۳۵۰ عنوان صحرائی جائداد رکھنے والے کو الخ

اس سوال کے جواب پر مرتب مدظلہ نے جو نوٹ لکھا ہے کہ "لہ بظاہر سوال سے جواب کو کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا ۱۲ ظفیر" یہ نوٹ اُس صورت میں صحیح ہے جبکہ سوال میں مذکور لفظ " مالِ زکوٰۃ " سے مراد کسی دوسرے شخص کے مال کی زکوٰۃ ہو، اور یہی معنیٰ متبادر ہیں لیکن حضرت مجیب قدس سرہٗ نے " مال زکوٰۃ " سے " نصاب زکوٰۃ " سمجھا ہے، اور اسی کے پیشِ نظر جواب لکھا ہے، یعنی ایک شخص کے پاس صحرائی جائداد بھی ہے، اور مال زکوٰۃ یعنی روپئے، سونا، چاندی وغیرہ بھی ہے اور وہ مقروض بھی ہے، تو قرضہ میں حاجتِ اصلیہ سے زائد صحرائی جائداد محسوب ہوگی اور مال کی زکوٰۃ واجب ہوگی؟ یا جو رُوپیہ موجود ہے وہ قرض میں محسوب ہوگا، اور زکوٰۃ واجب نہ ہوگی؟ جبکہ قرض سے فاضل مال بقدر نصاب نہ بچے، حضرت مجیب قدس سرہ نے جواب ارقام فرمایا ہے کہ صحرائی جائداد قرض میں محسوب نہ ہوگی بلکہ جو روپیہ موجود ہے وہ قرض میں محسوب ہوگا ـــــ اسی بناء پر حضرت نے دُرِّمختار اور شامی سے یہ حوالہ نقل فرمایا ہے کہ جس نصاب سے قرض کی ادائیگی آسان تر ہو اس سے قرض ادا کیا جائے گا۔ اور ظاہر ہے کہ رُوپیہ سے قرض ادا کرنا بہ نسبت صحرائی جائداد کے آسان ہے۔

خلاصہ یہ کہ حضرت مجیب قدس سرہٗ نے سوال میں درج لفظ " مال زکوٰۃ " سے جو کچھ سمجھا ہے اس کے پیشِ نظر جواب سوال کے مطابق ہے اور درست ہے، مگر مال زکوٰۃ " کے یہ معنیٰ غیر متبادر ہیں، متبادر معنی کے پیشِ نظر مرتب مدظلہ کا نوٹ صحیح ہے۔

متعلقہ ص۲۱۸ سوال نمبر ۳۸۰ عنوان زکوٰۃ کے روپے میں سے الخ

اس سوال کے جواب کے آخر میں مرتب مدظلہ نے یہ استدراکی نوٹ لکھا تھا کہ "صورت

مسئولہ میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، ---------زکوٰۃ کی رقم سے بلا تملیکِ مستحق تجارت میں لگانا اور قرض دینا درست نہیں ہے، ظفیر ۔"

مرتب مدظلہٗ نے غالبًا یہ استدراک کی نوٹ ص۱۹۵ ج۶ سوال ۳۱۳ کے پیشِ نظر لکھا ہے، حالانکہ دونوں جواب اپنی اپنی جگہ بالکل درست ہیں، نہ کسی وضاحت کی حاجت ہے نہ کسی استدراک کی، اس لئے یہ نوٹ حذف کیا گیا ہے۔

دونوں جوابوں کا حاصل یہ ہے کہ زکوٰۃ کی رقم تجارت میں لگا دینے سے یا قرض دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی، مگر چونکہ تملیکِ مستحق سے پہلے بنیت زکوٰۃ علیحدہ رکھی ہوئی رقم صاحب نصاب ہی کی ملک ہے اس لئے اس میں سے قرض دینا جائز ہے اور تجارت کی صورت میں نفع بھی اسی کا ہے اور دونوں صورتوں میں زکوٰۃ اس کے ذمہ دین ہے۔

متعلقہ ص۲۳۳ سوال ۳۹۹ عنوان بھائی بہنوں کو زکوٰۃ دینا الخ

اس سوال کے جواب میں ترکہ تھا، اب رجسٹر ۳۳۶ نمبر سلسلہ ۱۲۹۸ سے اس کی تصحیح اس طرح کی گئی ہے۔

الجواب:- بھائی بہنوں کو جو کہ مالکِ نصاب نہیں ہیں، اور نہ وہ غنی کی اولادِ نابالغہ ہیں (تو ان کو) زکوٰۃ دینا درست ہے، اور اگر بھائی بہن بالغ ہیں، اور وہ مالکِ نصاب نہیں ہیں تو پھر اگرچہ والدین غنی بھی ہوں ان کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔

متعلقہ ص۲۳۸ سوال ۴۱۵

سابقہ عنوان بیوہ کی تنخواہ زکوٰۃ سے دینی درست ہے یا نہیں، تصحیح کردہ عنوان "بیوہ کو زکوٰۃ سے وظیفہ دینا درست ہے یا نہیں؟"

اس سوال میں سائل نے وظیفہ کو تنخواہ سے تعبیر کیا ہے اس لئے سابقہ عنوان بدل

دیا گیا ہے۔ اور سوال میں جہاں لفظ تنخواہ پہلی جگہ آیا ہے اس پر یہ حاشیہ بڑھایا گیا ہے۔ سے یہاں تنخواہ سے مراد وظیفہ ہے

متعلقہ ص۲۶۷ و ص۲۶۸ سوال ۴۸۰ عنوان فدیہ کی رقم نیک کام میں الخ

اس سوال کے جواب کے آخر میں ہے " اور یہ جائز نہیں ہے کہ موسم سرما الخ" یہ خطا ہے، رجسٹر ۱۳۴۲ھ نمبر سلسلہ ۲۱۲ میں اس طرح ہے۔

اور یہ جائز ہے کہ موسم سرما میں اس رقم سے لحاف بنا کر یا کمبل خرید کر فقراء کو تقسیم کر دیئے جائیں۔

متعلقہ ص۲۸۲ سوال ۵۰۷

سابقہ عنوان: " مالک نصاب بیوہ عورت کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں" تصحیح کردہ عنوان: " مالک نصاب بیوہ عورت کے نابالغ بچوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے"۔

اس سوال کے جواب میں تسامح ہے اس لئے مرتب مدظلہ کا لکھا ہوا حاشیہ حذف کر کے درج ذیل حاشیہ بڑھایا گیا ہے۔

سے اس جواب میں تسامح ہے، بیوہ مالدار عورت کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے، لیکن اسکے نابالغ بچوں کو زکوٰۃ دینا درست ہے، وطفل الغنیۃ فیجوز لانتفاء المانع (دُرمختار) قولہ وطفل الغنیۃ ای ولو لم یکن لہ اب (شامی باب المصرف ص۹۰ ج۲)

متعلقہ ص۳۱۰ و ص۳۱۱ سوال ۵۶۰ عنوان جو جوان لڑکے اپنی کمائی الخ

اس سوال کے جواب پر مرتب مدظلہ نے جو حاشیہ لکھا تھا اس کو حذف کر کے درج ذیل حاشیہ لکھا گیا ہے۔

لہ اس جواب میں تسامح ہے، لڑکوں پر زکوٰۃ، صدقۂ فطر اور قربانی واجب نہیں ہے، اور

باپ پر بھی لڑکوں کی طرف سے صدقۂ فطر اور قربانی واجب نہیں ہے "

جواب: تسامح اس لئے ہے کہ باپ بیٹوں کا کاروبار جب تک مشترک رہے تمام مال کا مالک باپ ہوتا ہے۔ اور بیٹے معاون شمار ہوتے ہیں، آمدنی اور اموال میں سے کسی چیز کے بیٹے مالک نہیں ہوتے ہیں، اور زکوٰۃ، صدقۂ فطر اور قربانی کے وجوب کے لئے مالکِ نصاب ہونا ضروری ہے، اس لئے بیٹوں پر زکوٰۃ، صدقۂ فطر اور قربانی واجب نہیں ہے، اور باپ پر بیٹوں کی طرف سے صدقۂ فطر اور قربانی اس لئے واجب نہیں ہے کہ صورتِ مسئولہ میں سب بیٹے بالغ اور صاحب اولاد ہیں، باپ پر صرف نابالغ اولاد کا صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے۔ ذکر شیخ الاسلام جلال الدین فی اب وابن اکتسبا ولم یکن لھما مال، فاجتمع لھما من الکسب اموالٌ۔ الکل للاب لان الابن اذا کان فی عیالہ نھو معین لہ، الاتریٰ انہ لو غرس شجرۃً فھی للاب، وکذا الحکم فی الزوجین (تنقیح الفتاویٰ الحامدیۃ کتاب الشرکۃ ص ۹۴/۱۲)

اور اگر بھائیوں کا کاروبار مشترک ہو تو آمدنی اور املاک میں سب بھائی شریک ہوں گے،

سُئِل فی اخوۃ خمسۃ سعیھم وکسبھم واحد، وعائلتھم واحدۃ، حصلوا بسعیھم وکسبھم اموالاً، فھل تکون الاموال المذکورۃ مشترکۃً بینھم اخماساً؟

الجواب ما حصلہ الاخوۃ الخمسۃ بسعیھم وکسبھم یکون بینھم اخماساً (حوالہ سابق)

متعلقہ ص ۳۱۴/۹۷ و ص ۳۱۸/۹۷

ص ۳۱۴ سوال ۵۶۹ کے جواب پر خود سائل نے اعتراض کیا ہے۔ جو ص ۳۱۸ سوال ۵۷۸ میں آرہا ہے، اس لئے تصحیح کے وقت ص ۳۱۴ کے تیسرے حاشیہ کے آخر میں یہ عبارت بڑھائی گئی ہے " اس جواب پر اشکال کا حل ص ۳۱۸ پر سوال ۵۷۸ کے جواب میں آرہا ہے " اور ص ۳۱۸ کے سابقہ عنوان " مندرجۂ ذیل صورت کی تحقیق "، کو بدل کر اس طرح کر دیا گیا ہے

"سوال ۵۶۹ پر شبہ اور اس کا حل"

متعلقہ ص۳۲۷ سوال ۵۹۴ عنوان صاع کی تحقیق

ص۳۲۷ کی پہلی سطر میں صاع کی جو مقدار بیان کی گئی ہے اس میں سہو ہے، اسلئے اس پر درج ذیل حاشیہ لکھا گیا ہے۔

لہ اس جواب میں سہو ہے، صاع کا وزن آدھ پاؤں کم ساڑھے تین سیر ہے، اور نصف صاع ایک چھٹانک کم پونے دو سیر کا ہوتا ہے جیساکہ آئندہ سوال ۵۹۵ کے جواب میں آرہا ہے ۱۲

فائدہ: نئے وزن سے صاع تین کلو ایک سو اڑتالیس ۱۴۸ گرام اور بیس ۲۰ پوئنٹ ہے، اور نصف صاع ایک کلو پانچسو چوہتر ۵۷۴ گرام اور دس پوئنٹ ہے۔

متعلقہ ص۳۴۰ سوال ۶۲۷ عنوان پراویڈنٹ فنڈ کی زکوٰۃ الخ

اس سوال کے جواب پر درج ذیل حاشیہ بڑھایا گیا ہے۔

لہ اس سلسلہ میں ص۳۳۱ و ص۳۳۲ پر سوال ۶۰۳ و ۶۰۵ کا جواب دیکھا جائے، فتویٰ انہی جوابوں پر ہے، اس جواب پر فتویٰ نہیں ہے، مزید تفصیل اس کے بعد والے فتویٰ ص۳۴۱، ص۳۴۲ پر ملاحظہ فرمائیں ۱۲

یہ سوال و جواب رجسٹر ۱۳۲۹ھ نمبر سلسلہ ۲۲۵ سے لئے گئے ہیں، اور حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب قدس سرہٗ کے فتاویٰ اسی سن سے شروع ہوتے ہیں اس لئے یہ مفتی صاحب قدس سرہٗ کی پہلی رائے ہوگی جو بعد میں بدل گئی ہے۔ اس لئے بعد کے تمام فتاویٰ میں مفتی صاحبؒ نے پراویڈنٹ فنڈ میں وصول سے پہلے سالوں کی زکوٰۃ کے عدم وجوب کا فتویٰ دیا ہے۔ کیونکہ دین کی تین قسمیں ہیں (۱) دین قوی جیسے قرض اور مال تجارت کا بدل (۲) دین متوسط

یعنی غیر مال تجارت کا بدل (۳) دین ضعیف یعنی غیر مال کا بدل جیسے دین مہر اور دیت۔
تنخواہ چونکہ منافع کا بدل ہے اس لئے دَین ضعیف ہے اور دین ضعیف میں زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب قبضہ کے بعد سال اس پر گذر جائے۔ لہٰذا پراویڈنٹ فنڈ میں بھی ملنے سے پہلے سالوں کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور ملنے کے بعد اس وقت زکوٰۃ واجب ہوگی جب اس پر سال گذر جائے۔ بشرطیکہ وہ شخص پہلے سے نصاب کا مالک نہ ہو۔

متعلقہ ص۴۲۹ و ص۴۳۰ سوال ۱۴۲

سابقہ عنوان کفارہ یاد ہو، مگر قضا روزوں کی تعداد یاد نہ ہو تو کیا کرے؟

اس سوال کا عنوان بدل کر اس طرح کیا گیا ہے "قضا نماز اور قضا روزوں کی تعداد یاد نہ ہو تو کیا کرے؟ اور قسم کے کفاروں میں تداخل ہوتا ہے" اور سوال کی دوسری سطر میں جو لفظ کفارہ آیا ہے اس پر یہ حاشیہ لکھا گیا ہے "سلہ کفارہ سے مراد یہاں قضا ہے"

اور ص۴۳ پر جواب کے آخر میں یہ طویل حاشیہ تھا "سلہ رمضان کے روزوں کے کفارہ میں الخ" یہ پورا حاشیہ حذف کیا گیا ہے، کیونکہ جواب میں رمضان کے روزوں کے کفارہ میں تداخل کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ قسم کے کفاروں میں تداخل کا مسئلہ ہے، اور جواب میں جو عربی عبارت ہے اس پر درج ذیل حاشیہ بڑھایا گیا ہے "سلہ رد المحتار ص۷۲ ج۳ کتاب الایمان مطلب تتعدد الکفارۃ لتعدد الیمین"

متعلقہ ص۴۴۴ و ص۴۴۵ سوال ۱۷۱ عنوان سحری کے بعد بیوی سے الخ

اس سوال کے جواب کے آخر میں ہے کہ صبح صادق کا علم ہو جانے کے بعد صحبت کرنا اور اس کو اچھا سمجھنا خطا اور جہل کی بات ہے اور معصیت ہے ـــــ یہ صحیح ہے، لیکن سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ شخص مذکور صورتِ مسئولہ میں صحبت کو بہتر نہیں سمجھتا ہے، بلکہ صحبت کے بعد

روزہ رکھنے کو یعنی صحبت کے بعد پورے دن کھانے پینے سے رُکا رہنے کو بہتر اور اچھا سمجھتا ہے، کیونکہ سوال میں ہے "اور پھر اس نے روزہ رکھ لیا ہے، اور وہ اسکو بہتر سمجھتا ہے" ــــ اگر ایسا ہے تو پھر اس کو بہتر سمجھنا خطا اور جہل و معصیت نہیں ہے بلکہ شریعت کا یہی حکم ہے، کیونکہ رمضان شریف میں روزہ فاسد ہوجانے کے بعد بھی رمضان المبارک کے احترام میں کھانا پینا ممنوع ہے جیسا کہ مسافر جب مقیم ہوجائے۔ یا حائضہ عورت جب پاک ہوجائے تو بقیہ دن رمضان المبارک کے احترام میں کھانا پینا ممنوع ہے۔

متعلقہ ص۴۴۸ و ص۴۵۳ و ص۴۵۵ و ص۴۵۷

مذکورہ مقامات میں روزہ کے کفاروں میں تداخل یا عدم تداخل کے سلسلہ میں دو قسم کے جوابات ہیں۔

(۱) مطلقاً تداخل نہیں ہوتا یعنی ایک رمضان کے بھی متعدد روزے عمداً توڑے گئے ہوں تو متعدد کفارے واجب ہوں گے دیکھئے ص۴۴۸ سوال ۱۷۷ و ص۴۵۳ سوال ۱۸۶ و ص۴۵۷ سوال ۱۹۱

(۲) تداخل ہوتا ہے دیکھئے ص۴۵۵ سوال ۱۸۸/۲۔

اس سلسلہ میں فقہاء کرام کی عبارتیں بھی مختلف ہیں، اسلئے مسئلہ کی تفصیل ضروری ہے، چند مسلمہ اصول ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ صحیح نتیجہ تک پہنچنا آسان ہو۔

اصلِ اوّل یہ ہے کہ ایک جنایت کے بعد اس کا کفارہ ادا کردیا جائے، پھر اسی جنایت کا ارتکاب کیا جائے تو دوبارہ کفارہ واجب ہوتا ہے، کیونکہ دوبارہ جنایت کے صدور سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پہلے کفارہ سے جو زجر مقصود تھا وہ حاصل نہیں ہوا۔

اصل دوم یہ ہے کہ عمداً روزہ توڑنے سے جو کفارہ واجب ہوتا ہے اس میں عقوبت کا پہلو غالب ہے، اور باب عقوبت کا قاعدہ یہ ہے کہ اتحادِ سبب اور عدم تکفیر کی صورت میں

کفارہ میں تداخل ہوتا ہے۔ قال الطحطاوی: لأن الغالب فی ھذہ الکفارۃ العقوبۃ، وشأنھا التداخل بشرط اتحاد السبب عند غیر محمد وعدم التکفیر قبلہ ابو السعود (طحطاوی علی الدر المختار ص ۴۵۵ ج ۱) مثلاً چند بار (العیاذ باللہ) زنا کیا، یا چند بار چوری کی، تو ایک ہی مرتبہ سزا جاری ہوگی، اور اگر ایک بار یہ گناہ کئے، اور ان کی سزا پالی، پھر وہی گناہ دوبارہ کیا تو دوبارہ سزا جاری ہوگی ـــــ اسی طرح اگر زنا اور چوری دونوں کا صدور ہوا تو ان کی سزاؤں میں تداخل نہیں ہوگا، کیونکہ سبب مختلف ہے ـــــ اسی طرح کفارۂ صوم، کفارۂ یمین، کفارۂ ظہار، کفارۂ قتل جن کے اسباب مختلف ہیں ان میں بھی تداخل نہیں ہوگا، ایک شخص نے ایک روزہ بھی توڑا، اور ایک قسم بھی توڑی تو روزہ کا کفارہ علیحدہ دے گا، اور قسم کا کفارہ علیحدہ دے گا۔

اصلِ سوم: یہ ہے کہ مفطرات ثلثہ یعنی عمداً کوئی چیز کھانا، یا پینا، یا بیوی سے صحبت کرنا یہ تینوں علیحدہ علیحدہ سبب نہیں ہیں، بلکہ تینوں ایک سبب ہیں۔

اس کے بعد جاننا چاہیئے کہ:۔

(۱) اگر کسی نے کوئی روزہ عمداً توڑا، اور اس کا کفارہ ادا کردیا، پھر دوبارہ عمداً روزہ توڑا، تو دوبارہ کفارہ ادا کرنا ہوگا، پہلا کفارہ کافی نہ ہوگا، خواہ ایک ہی رمضان میں دوبارہ روزہ توڑا ہو، یا دوسرے رمضان میں دوبارہ توڑا ہو ـــــ اسی طرح دوسرا روزہ اسی ذریعہ سے توڑا ہو جس ذریعہ سے پہلا روزہ توڑا تھا، یا کسی اور ذریعہ سے توڑا ہو، مثلاً پہلا روزہ جماع سے توڑا تھا، اور اس کا کفارہ ادا کردیا، پھر دوسرا روزہ بھی جماع کر کے توڑا، یا کوئی چیز کھا کر توڑا، یا کوئی چیز پی کر توڑا تو سب صورتوں میں حکم یہی ہے کہ پہلا کفارہ کافی نہ ہوگا، دوبارہ کفارہ واجب ہوگا۔

(۲) اور اگر کسی نے متعدد روزے توڑے، اور ابھی کسی کا بھی کفارہ ادا نہیں کیا، تو اگر یہ متعدد روزے کوئی چیز کھا کر یا پی کر توڑے گئے ہیں تو کفارہ میں تداخل ہوگا، یعنی سب توڑے ہوئے

روزوں کی طرف سے ایک کفارہ کافی ہوگا، چاہے وہ متعدد روزے، ایک رمضان میں توڑے ہوں، یا متعدد رمضانوں میں توڑے ہوں۔

(۳) اور اگر کسی نے عمداً جماع کرکے متعدد روزے توڑے تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

(الف) ایک ہی رمضان کے متعدد روزے توڑے ہوں تو اس میں تداخل ہوگا، اور سب توڑے ہوئے روزوں کی طرف سے ایک کفارہ کافی ہوگا۔

(ب) اور اگر متعدد رمضانوں کے روزے توڑے ہوں تو امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس صورت میں بھی تداخل ہوگا۔ یعنی ایک کفارہ کافی ہوگا۔ اور ظاہر روایت یہ ہے کہ اس صورت میں تداخل نہیں ہوگا۔ بلکہ ہر رمضان کے توڑے ہوئے روزوں کا کفارہ علیحدہ ادا کرنا ہوگا۔

دُرِّ مختار میں ہے: ولو تکرر فطرہ، ولم یکفر للأول یکفیه واحدة ولو فی رمضانین عند محمد، وعلیه الاعتماد، بزازیة ومجتبیٰ وغیرهما، واختار بعضهم للفتویٰ: ان الفطر بغیر الجماع تداخل والّا لا (شامی ص۱۲۰ ج۲ مطلب فی الکفارة)

ترجمہ:۔ اور اگر کسی شخص نے دوبارہ روزہ توڑا، اور (ابھی) پہلے توڑے ہوئے روزہ کا کفارہ ادا نہیں کیا ہے تو اس کے لئے ایک کفارہ کافی ہے، اگرچہ دو رمضانوں میں (توڑے ہوں، اور یہ حکم) امام محمدؒ کے نزدیک ہے، اور یہی قابل اعتماد قول ہے۔ (بزازیہ، مجتبیٰ وغیرہ)۔

اور بعض حضرات نے فتویٰ کے لئے یہ صورت پسند کی ہے کہ اگر جماع کے علاوہ (یعنی کھا، پی کر) روزہ توڑا ہے تو (مطلقاً) کفاروں میں تداخل ہوگا، ورنہ نہیں ہوگا۔

علامہ شامی نے ولم یکفر للاوّل پر یہ حاشیہ لکھا ہے کہ اما لو کفر فعلیه أخریٰ فی ظاهر الرّوایة للعلم بأنّ الزّجر لم یحصل بالأوّل بحر،

ترجمہ:۔ بحر الرائق میں ہے کہ اگر پہلے توڑے ہوئے روزہ کا کفارہ دے دیا ہے۔

پھر دوسرا روزہ توڑا ہے تو ظاہر روایت میں اس کے ذمہ دوسرا کفارہ واجب ہوگا کیونکہ دوبارہ روزہ توڑنے سے یہ معلوم ہوا کہ پہلے کفارہ سے تنبیہ نہیں ہوئی۔

امام محمدؒ نے کتاب الاصل (مبسوط) جلد دوم صفحہ ۲۲۵ میں تحریر فرمایا ہے: قلتُ: فان هو كفّر تلك الكفارة، ثم عاد؟ قال: فعليه كفارة اخرى ايضا، قلتُ: وكذلك الاكل والشرب هو بمنزلة الجماع في كل وجه من ذالك؟ قال: نعم

ترجمہ: میں نے پوچھا پس اگر کسی نے پہلے روزہ کا کفارہ ادا کر دیا ہو، پھر دوبارہ جماع کے ذریعہ روزہ توڑا ہو تو کیا حکم ہے؟ امام محمدؒ نے جواب دیا کہ: اس صورت میں اس کے ذمہ دوسرا کفارہ بھی لازم ہے — میں نے پوچھا کیا یہی حکم کھانے اور پینے کا بھی ہے۔ یعنی کھانے پینے کے ذریعہ روزہ توڑنا بھی جماع سے روزہ توڑنے کی طرح ہے تمام احکام میں؟ امام محمدؒ نے جواب دیا: جی ہاں۔

ان عبارتوں سے نمبر (۱) کا حکم واضح ہوا، اور درمختار کے قول واختار بعضهم للفتوى: ان الفطر بغير الجماع تداخل والا لا (اگر جماع کے علاوہ کسی اور مفطر سے روزہ توڑا ہو تو مطلقاً تداخل ہوگا ورنہ نہیں یعنی اگر جماع سے روزہ توڑا ہو تو تداخل نہیں ہوگا) سے نمبر (۲) کا حکم واضح ہوا — اور نمبر (۳) (الف) کے سلسلہ میں فقہاء کی عبارتیں مختلف ہیں۔

علامہ شامی نے "والا لا" کی اس طرح شرح کی ہے: ای وان كان الفطر المتكرر في يومين بجماع لا تتداخل الكفارة، وان لم يكفر للاول لعظم الجناية، ولذا اوجب الشافعي الكفارة به دون الاكل والشرب یعنی اگر دوبارہ روزہ توڑنا دونوں میں جماع کے ذریعہ ہو تو کفارہ میں تداخل نہیں ہوگا، چاہے پہلے کا کفارہ نہ دیا ہو، گناہ سنگین ہونے کی وجہ سے، اور اسی لئے امام شافعیؒ صرف جماع سے کفارہ واجب کرتے ہیں، کھانے پینے سے کفارہ واجب نہیں کرتے — علامہ شامی کی اس تشریح سے واضح ہوتا ہے کہ نمبر (۳) (الف) میں تداخل نہیں ہوگا۔

اور علامہ طحطاوی نے "اِنِ الفِطرُ" پر یہ حاشیہ لکھا ہے وھذا فی رمضانین لان الخلاف فیھما۔ یعنی بعض حضرات نے جو فتویٰ کے لئے صورت پسند کی ہے کہ اگر متعدد روزے توڑنا جماع کے علاوہ کے ذریعہ ہو تو تداخل ہوگا ورنہ نہیں ہوگا، یہ مسئلہ دو رمضانوں کے توڑے ہوئے روزوں کے سلسلہ میں ہے، کیونکہ اختلاف اسی صورت میں ہے ——

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ نمبر(۲)"الف" میں بھی تداخل ہوگا۔ کیونکہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

الجوھرۃ النیرۃ میں ہے اذا جَامع فی یوم من رمضان فلم یکفِّر حتیٰ جَامع فی یوم آخرَ من ذٰلک الشھر فعلیہ کفارۃٌ واحدۃٌ، لان الکفارۃَ عقوبۃٌ یؤثر فیہ الشبھۃُ فجاز ان تتداخل کالحدود (ص۱۴۳ ج۱) اس عبارت سے بھی یہ بات واضح ہے کہ نمبر(۳)"الف" میں تداخل ہوگا۔

اسی طرح نمبر(۳)"ب" کے سلسلہ میں بھی فقہاء کرام کی عبارتوں میں اختلاف ہے؛

—— علامہ الحدّاد نے الجوھرۃ النیرۃ میں تحریر فرمایا ہے: واما اذا جَامع فی رمضان فی سَنۃٍ فلم یکفِّر حتیٰ جامع فی رمضان اٰخر فعلیہ لکل جماعٍ کفارۃٌ فی المشھور، لان لکل شھرٍ حرمۃٌ علیٰ حدۃٍ، و ذکر محمدٌ انہ یُجزِیہ کفارۃٌ واحدۃ

(حوالۂ بالا)

علامہ الحدّاد کی اس رائے کو ابن نجیمؒ نے البحر الرائق ص۲۷۷ ج۲ میں اس طرح نقل کیا ہے:۔

ولو جامع فی رمضانین فعلیہ کفارتان، وان لم یکفر للاولیٰ فی ظاھر الروایۃ وھو الصحیح کذا فی الجوھرۃ، وقال محمد علیہ واحدۃ، قال فی الأسرار: وعلیہ الاعتماد کذا فی البزازیۃ۔

علامہ شامیؒ نے اس پر لکھا ہے قلتُ: فقد اختلف الترجیح کما تریٰ ویتقوی الثانی بانہ ظاھر الروایۃ (شامی ص۱۳۰ ج۲) یعنی متعدد حضرات نے امام محمدؒ کے قول پر

اعتماد کیا ہے، اور کچھ حضرات نے ظاہر روایت کی تصحیح کی ہے، اور حسب قواعد ترجیح ظاہر روایت کو ہونی چاہئے یعنی فتویٰ یہ دینا چاہئے کہ نمبر۳ ر ب، میں تداخل نہیں ہوگا۔

لیکن اس پر اشکال یہ ہے کہ عدمِ تداخل اگر بایں وجہ ہے کہ جماع کے ذریعہ روزہ توڑنا سنگین جرم ہے، تو پھر ایک رمضان میں بھی تداخل نہیں ہونا چاہئے، حالانکہ حسب تصریح علامہ طحطاوی اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے، بلکہ بالاتفاق تداخل ہوتا ہے ــــ اور اگر عدم تداخل بایں وجہ ہے کہ ہر رمضان کا علیحدہ احترام ہے تو یہ بات صحیح ہے، مگر اس کا لحاظ اکل و شرب میں بھی ہونا چاہئے، حالانکہ اس میں بالاتفاق تداخل ہوتا ہے اسی طرح ہر روزہ کا بھی علیحدہ احترام ہے، پس جماع کی صورت میں ایک رمضان میں بھی تداخل نہیں ہونا چاہئے، اس اشکال کی وجہ سے بزازیہ، مجتبیٰ وغیرہ نے امام محمد رحمۃ اللہ کے قول کو ترجیح دی ہے، اور علامہ شامی نے ظاہر روایت کی وجہ سے عدم تداخل کو ترجیح دی ہے، اکابر کے فتاویٰ بھی مختلف رہے ہیں۔ حضرت مجیب قدس سرہ کے فتاویٰ میں اختلاف بھی اسی وجہ سے ہے۔ چنانچہ مناسب خیال کیا گیا کہ مسئلہ کی تنقیح کردی جائے۔

حضرت مولانا ظفر احمد تھانوی قدس سرہٗ نے امداد الفتاویٰ ص ۱۴۴ ج ۲ مطبوعہ دیوبند میں جو تنقیحی حاشیہ تحریر فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ "غیر جماع میں تو مطلقاً تداخل جائز ہوسکتا ہے اور جماع میں ایک رمضان کے کفارات متداخل ہوسکتے ہیں، دو رمضانوں کے نہیں، کیونکہ جماع میں مطلقاً تداخل ہونا خلاف ظاہر روایت ہے"

واللہ اعلم بالصواب

متعلقہ ص۵۱۹ سوال ۹ عنوان مالدار حج کرے الخ

اس سوال کا جواب ترتیب میں شامل ہونے سے رہ گیا تھا، اب رجسٹر ۱۳۳۵ھ نمبر سلسلہ ۱۳۱ سے اس طرح بڑھایا گیا ہے۔

الجواب:۔ اس کو پہلے حج کرلینا چاہیئے، صرف نفقہ اہل وعیال واپسی تک اس وقت اس کے ذمہ ہے، باقی نکاحوں وغیرہ کا سامان اس وقت اس کے ذمہ نہیں ہے، اوّل حج کرے، بعد میں آکر نکاحِ اولاد کا بندوبست کرے فقط

متعلقہ ص۵۵۳ سوال ۱۷ عنوان محرم مینڈک کو الخ

اس سوال کے جواب کے بالکل آخر میں "است" خطا ہے، صحیح "نیست" ہے
(تصحیح از رجسٹر ۱۳۴۰ھ نمبر سلسلہ ۲۷۰۸)

محمد امین پالن پوری
خادم دارالعلوم دیوبند

مطبوعاتِ دارالعلوم

دیوبند

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند : اس میں پہلے مفتی اعظم مولانا عزیزالرحمٰن صاحب قدس سرہٗ کے حالات وسوانح حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے پھر ایک عالمانہ مقدمہ فقہ وفتاویٰ کی تاریخ واہمیت اور مفتی کے فرائض وخصوصیات وغیرہا پر مرتب فتاویٰ کے قلم سے پھر اصل کتاب شروع ہوتی ہے۔ اس جلد میں کتاب الطہارت کے تمام مسائل آگئے ہیں۔

فتاویٰ دارالعلوم جلد دوم۔ کتاب الصلوٰۃ ربع اوّل اس میں اوقات نماز، اذان واقامت صفت صلوٰۃ وشروط صلوٰۃ اور اس طرح کے تمام ابواب آگئے ہیں۔

فتاویٰ دارالعلوم جلد سوم۔ کتاب الصلوٰۃ ربع دوم اس جلد میں جماعت اور امام ومقتدی کی پوری بحث آگئی ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم جلد چہارم۔ کتاب الصلوٰۃ ربع سوم۔ اس جلد میں مفسدات، مکروہات نماز وغیرہ۔

فتاویٰ دارالعلوم جلد پنجم۔ کتاب الصلوٰۃ ربع چہارم۔ اس جلد پر کتاب الصلوٰۃ پوری ہوجاتی ہے

فتاویٰ دارالعلوم جلد ششم۔ اس جلد میں کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم اور کتاب الحج وغیرہ ہیں

فتاویٰ دارالعلوم جلد ہفتم۔ اس جلد میں کتاب النکاح اور متعلقات نکاح وغیرہ درج ہیں

فتاویٰ دارالعلوم جلد ہشتم۔ اس جلد میں ولایتِ نکاح احکام وفسخ نکاح، احکام مہر وجہیز وغیرہ ہیں

فتاویٰ دارالعلوم جلد نہم۔ اس جلد میں کتاب الطلاق سے متعلق مسائل کی تفصیل درج ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم جلد دہم۔ اس جلد میں طلاق سے متعلق دوسرے مسائل جیسے تعلیق طلاق وغیرہ ہیں۔

فتاویٰ دارالعلوم جلد یازدہم۔ اس جلد میں ثبوت نسبت، حق پرورش اور نان ونفقہ سے متعلق احکام ہیں

فتاویٰ دارالعلوم جلد دوازدہم۔ اس جلد میں مختلف مسائل واحکام درج ہیں۔ مثلاً کتاب الایمان، باب النذور، کتاب الحدود، قصاص، سرقہ، حد شراب خوری، حد زنا، حد قذف، تعزیرات، وہ کلمات جن سے کفر لازم آتا ہے، کتاب السیر کے مسائل جیسے عشر وخراج، جزیہ، دارالاسلام، دارالحرب اور اخیر میں کتاب اللقطہ ہے۔ اس طرح ان چاروں کتابوں سے متعلق تقریباً سارے مسائل آگئے ہیں۔